سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2004

پیر 23، منگل 24، بدھ 25۔فروری 2004

(یوم الاثنین 2، یوم الثلاثہ 3، یوم الاربعاء 4، محرم الحرام 1425ھ)

چودھویں اسمبلی : چودھواں اجلاس

جلد 14 ، شمارہ جات 1 تا 3

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

چودھواں اجلاس

پیر' 23-فروری 2004

جلد 14 ، شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	1
2۔	ایجنڈا	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	11
5۔	چیئرمینوں کا پینل	12
	پوائنٹ آف آرڈر	
6۔	ڈاکٹر قدیر خان کی نظر بندی کے خلاف متحدہ مجلس عمل کا واک آؤٹ	13
	تعزیت	
7۔	زلزلے میں مرنے والوں کے لئے فاتحہ خوانی	14
8۔	نومنتخب رکن جناب ہارون اختر کی حلف برداری پر اراکین اسمبلی کے تاثرات	17
9۔	نومنتخب رکن اسمبلی جناب ہارون اختر خان کا حلف	37

صفحہ	مندرجات	نمبر شمار
	سوالات (محکمہ جات کالونیز و امداد باہمی)	
37	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	10۔
	تعزیت	
54	وفاقی وزیر میاں عبدالستار لالیکا اور سابق ایم۔پی۔اے طارق اقبال کی وفات پر دعائے مغفرت	11۔
55	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (۔۔۔جاری)	12۔
66	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	13۔
70	غیر نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب	14۔
	توجہ دلاؤ نوٹس	
74	لاہور ہائیکورٹ کے جسٹس اور اُن کی اہلیہ پر قاتلانہ حملہ اور حکومتی کارروائی کی تفصیل	15۔
79	تحصیل فورٹ عباس' چھ سالہ بچی کے اغواء' زیادتی کے بعد قتل اور حکومتی کارروائی کی تفصیل	16۔
	تحاریک استحقاق	
88	ڈپٹی کلکٹر کسٹم کا رکن اسمبلی کی بات سننے سے گریز	17۔
89	ای۔ڈی۔او (آر) ساہیوال کا وزیراعلیٰ کے حکم پر عملدرآمد کرنے میں لیت و لعل	18۔
90	آئی۔جی پنجاب کا رکن اسمبلی سے ملاقات سے انکار	19۔
	تحاریک التوائے کار	
96	آٹے کی قیمتوں میں اضافہ	20۔
97	سرکاری ملازمین کے لئے قرضہ سکیم کا اجراء	21۔
99	بورے والا (ضلع وہاڑی) میں سرکاری چونگیات کے دفاتر اور کمرشل اراضی پر ناجائز قبضہ	22۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
23۔	سکول مینجمنٹ کمیٹی کا سربراہ ہیڈ ماسٹر کی بجائے یونین کونسل کے ناظم کو نامزد کرنے سے تعلیمی معیار پست ہونے کا خطرہ	101
24۔	لاہور میں نو پارکنگ کے نام پر جگا ٹیکس کی جبری وصولی	103
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
25۔	مسودہ قانون، گفٹ یونیورسٹی گوجرانوالہ مصدرہ 2004	105
26۔	مسودہ قانون، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 2004	106
27۔	مسودہ قانون، سپیریئر کالج لاہور مصدرہ 2004	106
28۔	مسودہ قانون، (ترمیم) (انضباط و کنٹرول) پرائیویٹ سکیورٹی کمپنیاں، پنجاب مصدرہ 2004	107
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
29۔	مسودہ قانون، پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن مصدرہ 2004	107
30۔	مسودہ قانون، پنجاب جرنلسٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن، مصدرہ 2004	126
	منگل، 24۔فروری 2004	
	جلد 14 ، شمارہ 2	
31۔	ایجنڈا	135
32۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	137
	پوائنٹ آف آرڈر	
33۔	وڈیالہ سندھواں سیالکوٹ میں سول ججوں اور پولیس اہلکاروں کا شراب پی کر سڑکوں پر ناچ	138

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

سوالات (محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات)

34۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ---------------- 144

35۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------------- 174

36۔ غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ---------------- 208

تحاریک استحقاق

37۔ ریلوے ملازم کی رکن اسمبلی کے ساتھ بدتمیزی ---------------- 211

پوائنٹ آف آرڈر

38۔ فیصل آباد میں قیمتی سرکاری اراضی کی الاٹمنٹ ---------------- 219

رپورٹیں (توسیع)

39۔ مجالس قائمہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے
کی میعاد میں توسیع ---------------- 230

40۔ مجلس استحقاقات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ---------------- 232

تحاریک التوائے کار

41۔ ضلعی حکومت فیصل آباد کی طرف سے ٹول ٹیکس کی وصولی ---------------- 234

42۔ ٹول ٹیکس پر غور کرنے کے لئے کمیٹی کی تشکیل ---------------- 245

43۔ آٹے کی قیمت میں بے جا اضافہ ---------------- 250

44۔ پنجاب میں آٹے کی قلت ---------------- 250

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

45۔ مسودہ قانون (ترمیم) (امتناع ظاہری نمود و نمائش و بے جا مصارف)
تقریبات شادی پنجاب مصدرہ 2004 ---------------- 256

46۔ مسودہ قانون (ترمیم) دی پنجاب کونسل آف آرٹس مصدرہ 2004 ---------------- 258

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

47۔ شناختی کارڈ بدلنے کی تاریخ میں توسیع ---------------- 259

48۔ سکیل نمبر 1 تا 15 کے سرکاری ملازمین کو
Re-imbursement کی سہولت مہیا کرنا ---------------- 264

49۔ مقبوضہ کشمیر کے مظلوم عوام کے حق خودارادیت کی حمایت ---------------- 269

50۔ فورٹ منرو کو ترقی دیا جانا ---------------- 289

بدھ' 25-فروری 2004

جلد 14، شمارہ 3

51۔ ایجنڈا ---------------- 299

52۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ---------------- 301

پوائنٹ آف آرڈر

53۔ پنجاب کے پانی کے کوٹے میں کمی ---------------- 302

سوالات (محکمہ ٹرانسپورٹ)

54۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ---------------- 304

55۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------------- 340

رپورٹ (توسیع)

56۔ مجلس قائمہ برائے مال، بحالی اور استمال کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------------- 351

57۔ اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت ---------------- 351

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
	تحاریک استحقاق	
58۔	ای۔ڈی۔او (آر) ساہیوال کا وزیراعلیٰ کے حکم پر عملدرآمد کرنے میں لیت و لعل (۔۔۔بحث جاری)	358
59۔	نیشنل فنانس کمیشن کی سفارشات اسمبلی میں پیش کرنے میں غیر ذمہ داری کا مظاہرہ	359
60۔	اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر	360
61۔	حکمت عملی کے اصولوں پر مبنی سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر	361
62۔	پراپرٹی ٹیکس ایکٹ کے تحت وضع کردہ قواعد کو اسمبلی میں پیش کرنے میں پس و پیش	363
63۔	اے۔ایس۔پی وہاڑی (صدر سرکل) کی رکن اسمبلی سے بدتمیزی	364
	تحاریک التوائے کار	
64۔	فیصل آباد میں سرکاری کمرشل املاک پر قبضہ گروپ کا ناجائز قبضہ	366
65۔	سرکاری ملازمین کے لئے قرضہ سکیم کا اجراء (۔۔۔بحث جاری)	371
66۔	جنرل ہسپتال کی C T SCAN مشین میں خرابی	372
67۔	پی پی-171 قصبہ ڈھاباں سنگھ کی اراضی کی فرضی ناموں پر الاٹمنٹ	375
68۔	پنجاب اسمبلی ملازمین کے لئے رہائشی کالونی کی تعمیر میں سست روی	380

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
	آئینی قرارداد	
69۔	آئین کے آرٹیکل (1)144 کے تحت قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ (2)127 کی معطلی کی تحریک	383
70۔	آئینی قرارداد کے ذریعے پلانٹ بریڈرز کے حقوق کے متعلق قانون سازی	385
71۔	پنجاب میں پانی کے مسئلے پر بحث	385
72۔	ایجنڈے کی کارروائی کا التواء اور آبپاشی پر عام بحث	389
73۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	421
74۔	انڈکس	

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

19۔فروری 2004

No . PAP-Legis-1(179)/2004/573/dated 19th February , 2004 . The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 23rd February, 2004 at 11.00 a.m. in the Assembly Chambers, Lahore."

Dated Lahore,
the 19th February, 2004

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL.
Governor of the Punjab

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 23۔فروری 2004

1۔ سوالات (محکمہ محنت و امداد باہمی)

(i) نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(ii) غیر نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب

2۔ توجہ دلاؤ نوٹس

3۔ سرکاری کارروائی

مسودات قانون (جو پیش کئے جائیں گے)

(i) مسودہ قانون، گفٹ یونیورسٹی گوجرانوالہ مصدرہ 2004

(ii) مسودہ قانون، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 2004

(iii) مسودہ قانون، سپیریئر کالج لاہور مصدرہ 2004

(iv) مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط و کنٹرول) پرائیویٹ سکیورٹی کمپنیاں مصدرہ 2004

مسودات قانون (جو زیر غور لائے جائیں گے)

(i) مسودہ قانون، پنجاب گورنمنٹ سرونٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن مصدرہ 2004

(ii) مسودہ قانون، پنجاب جرنلسٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن مصدرہ 2004

(iii) مسودہ قانون، پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن مصدرہ 2003

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدیدار

(1)	جناب سپیکر	،	چودھری محمد افضل ساہی
(2)	جناب ڈپٹی سپیکر	،	سردار شوکت حسین مزاری
(3)	قائد ایوان	،	چودھری پرویز الٰہی
(4)	قائد حزب اختلاف	،	جناب قاسم ضیاء

2۔ چیئرمینوں کا پینل

(1)	رائے اعجاز احمد	،	پی پی-171
(2)	سردار دلدار احمد چیمہ	،	پی پی-61
(3)	سردار غلام احمد خان گاڈی	،	پی پی-81
(4)	رانا آفتاب احمد خان	،	پی پی-63

3 - کابینہ

(1) گروپ کیپٹن (ر) مشتاق احمد کیانی ، وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

(2) کرنل (ر) شجاع خانزادہ ، وزیر سی ایم آئی ٹی امپلی مینٹیشن اینڈ کوآرڈینیشن

(3) کرنل (ر) ملک محمد انور ، وزیر کوآپریٹوز

(4) جناب مناظر حسین رانجھا ، وزیر کالونیز

(5) چودھری عامر سلطان چیمہ ، وزیر آبپاشی

(6) جناب گل حمید خان روکھڑی ، وزیر ریونیو، ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن

(7) جناب محمد سبطین خان ، وزیر کانکنی و معدنیات

(8) جناب سعید اکبر خان ، وزیر جیل خانہ جات

(9) سردار نعیم اللہ خان شاہانی ، وزیر سپورٹس

(10) ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، وزیر آبکاری و محصولات

(11) چودھری ظہیر الدین خان ، وزیر مواصلات و تعمیرات

(12) سیدہ صغریٰ امام ، وزیر سماجی بہبود

(13) ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن ، وزیر جنگلات

(14) محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ ، وزیر بہبود خواتین و انسانی حقوق

(15) رانا شمشاد احمد خان ، وزیر ٹرانسپورٹ

(16) چودھری محمد اقبال ، وزیر خوراک

(17) چودھری شوکت علی بھٹی ، وزیر ثقافت و امور نوجوانان

(18) جناب محمد بشارت راجہ ، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی
اضافی چارج قانون و پارلیمانی امور

---

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB-II/2-3/2003، مورخہ 16۔ اکتوبر 2003، وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (17۔اکتوبر تا 3۔نومبر 2003) تفویض کئے گئے۔

(19) میاں عمران مسعود ، وزیر تعلیم

(20) جناب محمد اجمل چیمہ ، وزیر صنعت

(21) سید اختر حسین رضوی ، وزیر محنت و افرادی قوت

(22) جناب ارمغان سبحانی ، وزیر قوت

(23) سید سعید الحسن ، وزیر اوقاف و مذہبی امور

(24) ڈاکٹر طاہر علی جاوید ، وزیر صحت

(25) جناب عبدالعلیم خان ، وزیر انفرمیشن ٹیکنالوجی

(26) میاں محمد اسلم اقبال ، وزیر سیاحت

(27) سردار حسن اختر موکل ، وزیر مینجمنٹ و پیشہ ورانہ ترقی

(28) سید رضا علی گیلانی ، وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی

(29) رانا محمد قاسم نون ، وزیر ایگریکلچرل مارکیٹنگ

(30) جناب حسین جہانیاں گردیزی ، وزیر لٹریسی اینڈ غیر رسمی بنیادی تعلیم

(31) جناب محمد ارشد خان لودھی ، وزیر زراعت

(32) جناب غلام محی الدین چشتی ، وزیر ریلیف وحب

(33) سردار حسنین بہادر دریشک ، وزیر خزانہ

(34) میاں خادم حسین وٹو
المعروف محمد اختر خادم ، وزیر زکوٰۃ وعشر

(35) جام محمد ہاشم کیجہ ، وزیر ماہی پروری

(36) جناب محمد اعجاز شفیع ، وزیر بیت المال

(37) مخدوم اشفاق احمد ، وزیر تحفظ ماحولیات

(38) مسز نسیم لودھی ، وزیر بہبود آبادی

(39) مس قدسیہ لودھی ، وزیر خصوصی تعلیم

(40) مسز جوئس روفین جولیس ، وزیر اقلیتی امور

4 - پارلیمانی سیکرٹریز

(1)	چودھری محمد کامران علی خان	، مال
(2)	راجہ راشد حفیظ	، مقامی حکومت و دیہی ترقی
(3)	جناب اعجاز حسین فرحت	، ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(4)	جناب تنویر اسلم ملک	، خدمات و انتظام عمومی
(5)	کرنل (ر) سلطان سرخرو اعوان*	
(6)	چودھری نذر حسین گوندل	، تعلیم
(7)	ملک شعیب اعوان	، اطلاعات
(8)	ملک محمد آصف بھا	بیت المال
(9)	جناب محمد وارث کلو	، کالونیز
(10)	ملک رضا شاہد وسیر	، انفرمیشن ٹیکنالوجی
(11)	چودھری خالد محمود	، لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(12)	جناب محمد قمر حیات کاٹھیا	،
(13)	بریگیڈئر (ر) جاوید اکرم (ستارہ امتیاز)	، صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی
(14)	چودھری خالد اصغر گھرال	، سپورٹس
(15)	چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ	، قانون
(16)	مس حمیدہ وحید الدین	، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
(17)	لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد عباس	، مواصلات و تعمیرات
(18)	جناب اعجاز احمد سیہول	، آبکاری و محصولات
(19)	جناب جاوید منظور گل	، کانکنی و معدنیات

---

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7 ۔ اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

(20) آغا علی حیدر	، ثقافت و امورِ نوجوانان
(21) ملک احمد سعید خان (ایڈووکیٹ)	، اشتمال
(22) ملک محمد احمد خان(ایڈووکیٹ)،	پارلیمانی امور
(23) دیوان اخلاق احمد	، آبپاشی و قوت برقی
(24) جناب محمد حامد اقبال شاہ	، محنت و افرادی قوت
(25) جناب طاہر حسین خان ملیزئی	، خصوصی تعلیم
(26) جناب ظہور احمد خان ڈاہا	، خزانہ
(27) جناب ولایت شاہ کھگہ	، زراعت
(28) جناب آفتاب احمد خان	، ایگریکلچرل مارکیٹنگ
(29) چودھری وحید اصغر ڈوگر	، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(30) جناب جاوید اقبال خان کھچی	، جنگلات
(31) سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	، صنعتیں، تجارت و سرمایہ کاری
(32) جناب طارق احمد گورمانی	، جنگلی حیات
(33) میاں امتیاز علیم قریشی	، زکوٰۃ و عشر
(34) ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	، سی ایم آئی ٹی، آئی اینڈ سی
(35) سید محمد قائم علی شاہ	، مذہبی امور و اوقاف
(36) ملک اللہ بخش سمتیہ	، ٹرانسپورٹ
(37) مہر فضل حسین سمرا	، جیل خانہ جات
(38) جناب محمود احمد	، خوراک
(39) سردار محمد دریا خان فیاض	، امداد باہمی
(40) بیگم زینت خان	، ترقی خواتین
(41) ڈاکٹر فرزانہ نذیر	، صحت

(42)	محترمہ لبنیٰ طارق	سیاحت
(43)	سیدہ بشریٰ نواز گردیزی	امور داخلہ
(44)	محترمہ شہلا راٹھور	سماجی بہبود
(45)	محترمہ سعدیہ ہمایوں	تحفظ ماحولیات
(46)	محترمہ روبینہ نذر سلہری	میوٹا
(47)	محترمہ ظلِ ہما عثمان	منصوبہ بندی و ترقیات
(48)	محترمہ زاہدہ سرفراز	بہبود آبادی
(49)	مس نگہت سلیم خان	ہائر ایجوکیشن
(50)	مس شگفتہ انور	اینٹی کرپشن
(51)	جناب پیٹرک جیکب گل	اقلیتی امور

5 ۔ ایڈووکیٹ جنرل

سید شبر رضا رضوی

6 ۔ ایوان کے افسران

(1)	سیکرٹری	جناب سعید احمد
(2)	ڈپٹی سیکرٹری (قانون سازی)	ملک مقصود احمد

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس)

پیر 23۔فروری 2004

(یوم الاثنین 2۔محرم الحرام 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 11 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ﴿۳۲﴾

سورۃ حٰمٓ السجدہ آیات:30 تا 32

بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر (اس پر) قائم رہے اُن پر فرشتے اتریں گے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور خوش ہو جنت (کے ملنے) پر جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے٥ ہم تمہارے رفیق تھے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے اور تمہارے واسطے اس (جنت) میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کو تمہارا جی چاہے' اور تمہارے واسطے موجود ہے جو کچھ تم مانگو٥ (یہ) بطور مہمانی کے (خدائے) غفور و رحیم کی طرف سے٥

وماعلینا الاالبلاغ٥

چیئرمینوں کا پینل

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پہلے سیکرٹری اسمبلی پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں گے اس کے بعد کارروائی شروع ہو گی۔ جی، سیکرٹری صاحب!

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے 4 معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

-1	رائے اعجاز احمد	پی پی- 171
-2	سردار دلدار احمد چیمہ	پی پی- 61
-3	سردار غلام احمد خان کاڈی	پی پی- 81
-4	رانا آفتاب احمد خان	پی پی- 63

جناب سپیکر: کل ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں لاء منسٹر صاحب، جناب ارشد خان لودھی صاحب اور اپوزیشن کی طرف سے رانا ثناء اللہ، رانا آفتاب احمد صاحب، سمیع اللہ خان اور راجہ ریاض صاحب تشریف فرما تھے۔ انہوں نے آپس میں باہمی رضامندی سے یہ طے کیا تھا کہ آج ہمارے ایک نئے منتخب رکن جناب ہارون اختر صاحب ہاؤس میں تشریف فرما ہیں۔ ان کی آج حلف برداری ہے تو حلف برداری سے پہلے اپوزیشن کی طرف سے یہ اصرار تھا کہ ہم اجلاس کے بارے میں ایک دو ممبر چند منٹ کچھ کہنا چاہیں گے جس سے وزیر قانون نے اتفاق کیا کہ ٹھیک ہے، آپ بات کر لیں اور اس کے جواب میں پھر لاء منسٹر صاحب یا کوئی بھی ہمارا وزیر جو بات کرنا چاہے گا اس کا جواب دے گا۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈاکٹر قدیر خان کی نظر بندی کیے خلاف متحدہ مجلس عمل کا واک آوٹ

چودھری اصغر علی گجر:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی'چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! شکریہ۔ جو باتیں گورنمنٹ اور اپوزیشن کے درمیان طے ہوئی تھیں ان کا آپ نے ذکر کیا ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ جو بات میں کرنا چاہتا ہوں اس کا ذکر اس ایجنڈے میں نہیں ہے اور اس کا ذکر اس میٹنگ میں بھی نہیں کیا گیا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں اور میں ایک ایسے شخص کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو اس دنیا کے اندر امت مسلمہ کا سب سے بڑا اور طاقتور شخص ہے۔ میں ایک ایسے شخص کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ جس نے دنیا کے اندر ملک پاکستان کو مضبوط ترین قلعہ بنایا۔ میں ایک ایسےشخص کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ جس نے دنیا کے اندر اس قوم کو عزت والی قوم بنایا۔ میں ایک ایسےشخص کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ جس نے اس ملک کو اس قابل بنایا کہ امریکہ 11۔ستمبر کے بعد بے شمار بہانے تلاش کرتا رہالیکن اس کی ہمت اور جرأت نے یہ کام نہ کر دکھایا کہ وہ پاکستان کی طرف میلی آنکھ کر کے دیکھے یا اس پر حملہ کر کے دیکھے۔ اگر وہ شخص اپنا کام اس ملک کے اندر نہ کر چکا ہوتا تو آج اس پاکستان کا حشر عراق اور افغانستان جیسا ہوتا۔اگر اس شخص نے اس ملک کو مضبوط تر نہ بنایا ہوتا تو ہندوستان کی بھاری بھر کم فوجیں کبھی پاکستان کے بارڈر سے پیچھے نہ ہٹتیں لیکن وہ شخص جس کا نام ڈاکٹر قدیر خان ہے وہ اسی ملک کا بہترین اور سب سے بڑا ہیرو ہے۔ آج اس شخص کو اپنے مکان کے اندر نظربند کیا گیا ہے۔ میں اس بات پر احتجاج کرتا ہوں کہ اس ملک کے ہیرو' اس امت کے طاقتور شخص کے ساتھ جو بے عزتی کا سلوک کیا جا رہا ہے تو اس کی عزت کو بحال ہونا چاہئے' اس کی نظربندی کو ختم کیا جانا چاہئے۔ ملک کے اندر جو یکطرفہ پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اس کا جواب دینے کے لئے اسے منظر عام پر آنا چاہئے۔ تمام تر پراپیگنڈا اور تمام تر پابندیاں میرے نزدیک امریکہ کی جاری کردہ ہیں اور اسی کے آرڈر کے تحت سب کچھ ہو رہا ہے۔یہ پاکستانی قوم کی توہین ہے۔یہ امت

مسلہ کی توہین ہے۔ اس شخص کو آزادانہ طور پر باہر آجانا چاہئے۔ میں اس چیز پر احتجاج کرتا ہوں اور آج کے اس احتجاج سے متحدہ مجلس عمل احتجاجاً اس جرنیل اور اس پریذیڈنٹ کے فیصلہ کے خلاف واک آؤٹ کرتی ہے۔ ہم ٹوکن کے طور پر واک آؤٹ کرکے باہر جارہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر متحدہ مجلس عمل کے معزز ممبران نے ایوان سے ٹوکن واک آؤٹ کیا)

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آج کل جو معاملہ nuclear پر چل رہا ہے جیسا کہ سینیٹ میں بحث ہو رہی ہے ویسے ہی ہماری تجویز ہے کہ اس پر کم از کم in camera بحث کی اجازت دی جائے اور کوئی ٹائم مقرر کرلیں تاکہ ہم اس پر بات کرسکیں اور حکومتی بنچوں والے بھی بات کرسکیں کیونکہ یہ بڑا sensitive issue ہے۔

جناب سپیکر، اسے بعد میں دیکھ لیں گے، ابھی کارروائی چلنے دیں۔

تعزیت

زلزلے میں مرنے والوں کے لئے فاتحہ خوانی

حاجی محمد اعجاز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز، شکریہ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہمارے بہت سے بھائی زلزلہ کی وجہ سے [*********] اس دنیا فانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ 15 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، فاتحہ خوانی کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہم کس کے لئے فاتحہ خوانی کر رہے ہیں؟ پہلے اس بات کی وضاحت کر لی جائے۔

جناب سپیکر، زلزلے کی وجہ سے جو ہلاک ہوئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، انھوں نے جو حکومت کا ذکر کیا ہے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کو پہلے کارروائی سے حذف کیا جائے۔ اس کے بعد جو صاحبان زلزلے میں جاں بحق ہوئے ہیں ان کے لئے آپ ضرور دعا کریں۔

حاجی محمد اعجاز، جو بسنت کی وجہ سے فوت ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، بسنت سے حکومت کا کیا تعلق ہے؟ میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں لیکن جو لوگ زلزلے کی وجہ سے فوت ہوئے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر زلزلے میں مرنے والوں کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور ،جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی چند لمحے پہلے ہمارے دوست جناب اصغر علی گجر صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی بات کی اور اس کے بعد وہ واک آؤٹ کر کے چلے گئے۔ میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس واقعہ کی طرف انھوں نے اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کروائی ہے' پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ واقعہ صوبہ پنجاب سے متعلقہ نہیں ہے۔ وہ ایک وفاقی معاملہ ہے اور وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انھوں نے دوسری بات یہ کی ہے اور انھوں نے جس صاحب کی بات کی کہ وہ قومی ہیرو ہے میں سمجھتا ہوں کہ بلاشبہ صدر پاکستان' وزیراعظم پاکستان اور پاکستان مسلم لیگ کے صدر چودھری شجاعت صاحب بارہا اس امر کا اظہار کر چکے ہیں کہ ان کی قومی خدمات کا ہم اعتراف کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہماری قیادت صدر پاکستان ' وزیراعظم پاکستان اور پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ ذاتی طور پر ان سے ملاقاتیں بھی کر چکے ہیں اور ہمارا ان سے مسلسل رابطہ ہے۔ یہ تاثر قطعی طور پر درست نہیں ہے کہ ان کو گرفتار کیا گیا ہے اور نہ ہی انھیں نظر بند کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی میں اس معزز ایوان کی توجہ اس جانب بھی مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ صدر پاکستان نے بھی اور وزیر اعظم پاکستان نے بھی یہ ضرور کہا ہے کہ کوئی بھی شخص چاہے اس کی ملک کے لئے خدمات ہیں تو وہ اپنی جگہ پر ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے لئے خدمات ہونے کا یہ طریقہ کار نہیں ہے کہ وہ قانون سے بالاتر ہو گا۔ اگر کسی نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے تو وہ عدالتوں میں معاملات چل رہے ہیں۔ یہ معاملہ بھی اس لحاظ سے subjudice ہے کہ ہائیکورٹ میں رٹ بھی ہوئی ہے۔ اگر کسی کے ساتھ قانون سے ماورا زیادتی ہوئی ہے تو عدالتیں موجود ہیں لیکن یہاں کھڑے ہو کر یہ کہہ دینا کہ کسی کے ساتھ حکومت کی طرف سے زیادتی ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاثر قطعی طور پر غلط ہے۔

یہاں پر بسنت کے حوالے سے بھی بات کی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں تھوڑا سا دوغلے پن سے باہر آ جانا چاہئے۔ ابھی دو دن پہلے میں نے اخبارات میں خبر پڑھی تھی کہ ہمارے بھائی سمیع اللہ صاحب کی انگلی پتنگیں اڑاتے ہوئے کٹ گئی ہے۔ ہم خود یہ کام ضرور کر لیتے ہیں لیکن اس کی ساری ذمہ داری حکومت پر ڈالتے ہیں اس لئے میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت نے پابندی لگائی تھی تو وہ بھی قومی مفاد میں تھی اور اس صوبے کے عوام کے مفاد میں تھی۔ اگر کہیں نرمی کی گئی تو وہ بھی ---(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل پھر کابینہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم نے پابندی لگائی ہے اور وزیراعلیٰ پنجاب نے یہ حکم دیا ہے کہ اس پر ایک مستقل طور پر قانون سازی ہونی چاہئے تاکہ ہم اس قسم کے حادثات سے بچ سکیں تو حکومت اس بات سے آگاہ ہے۔ یہ عوام کی منتخب کردہ حکومت ہے اور عوام کے مفاد کے متعلق سوچنا ہماری ذمہ داری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ حکومت اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو گی۔ ہم قطعی طور پر کوتاہ نظری کا مظاہرہ نہیں کر رہے۔ شکریہ

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب میں وزیر مال گل حمید روکھڑی صاحب سے گزارش کروں گا کہ جو دوست واک آؤٹ کرکے گئے ہیں ان کو واپس لے آئیں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب!

نو منتخب رکن جناب ہارون اختر کی حلف برداری پر اراکین اسمبلی کے تاثرات

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! آج کا جو غیر معمولی اجلاس بلایا گیا ہے۔ یہ کیمروں کی حرکات' یہ وزیراعلیٰ کا پونے نو بجے یہاں پہنچ جانا اور سپیکر صاحب کا کرسی صدارت پر بیٹھ جانا یعنی انتخابیہ بھاری حلف ہے کہ ساؤنڈ سسٹم ہی جواب دے گیا ہے۔

جناب سپیکر، آواز آرہی ہے' آپ جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! بات جو ہے وہ یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کروائی گئی۔ اب آپ بات وہاں سے شروع کرلیں یا جو ہونے والا حلف ہے وہاں سے بات شروع کرلیں۔ آج کہا جا رہا ہے کہ اس ملک کو اس وقت چار سنگین مسئلوں کا سامنا ہے۔ اسے چار سنگین مسئلوں کا سامنا نہیں ہے۔ اس ملک کو صرف ایک ہی سنگین مسئلے کا سامنا ہے وہ فرد واحد کا ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو قوم سے معافی منگوائی گئی' وہ بھی ایک فرد واحد کا مسئلہ ہے۔ 14 کروڑ افراد میں سے کسی ایک فرد نے یہ نہیں کہا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان قوم سے معافی مانگے' یہ فرد واحد کا فیصلہ تھا کہ وہ قوم سے معافی مانگے۔ آپ دیکھیں کہ نیشنل کمانڈ اتھارٹی کا اجلاس ہو رہا تھا اور نیشنل کمانڈ اتھارٹی سے معافی ڈاکٹر عبدالقدیر خان مانگ رہا ہے جو قوم کا ہیرو ہے اور معافی کون دے رہا ہے؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! اس پر پہلے بات ہو چکی ہے اور اس کا جواب بھی آپ نے سن لیا۔ پھر رانا آفتاب صاحب نے جو کہا وہ بھی آپ نے سن لیا کہ in camera بات کروائیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! معافی تو قوم کا ہیرو مانگ رہا ہے۔ اس اجلاس سے متعلق میں اس مسئلے کی پوری طرح سے وضاحت کر دوں کہ ایک پٹیشن جو کہ الیکشن ٹریبونل میں چل رہی تھی اس کا فیصلہ 16۔ فروری شام تقریباً سیکنڈ ٹائم آیا اور اس کے بعد 17۔فروری کو الیکشن کمیشن نے نوٹیفکیشن بھی کر

دیا مگر petitioner کو جس نے اپیل کرنی ہے ' ابھی تک فیصلہ کی کاپی نہیں ملی۔ نوٹیفکیشن میں ہے کہ ،

> No. F. 17(1)/2004-Cord - In pursuance of the Judgement dated the 16th February 2004, passed by the learned Election Tribunal, Mr Justice Mian Hamid Farooq in Election Petition No. 59/2002 (Haroon Akhtar Khan s/o General Akhtar Abdul Rehman....

جناب سپیکر! بات یہیں پر ختم ہو جاتی ہے کہ 16 تاریخ کو ایک judgement آتی ہے اور اس کے بعد اگلے ہی روز اس پر الیکشن کمیشن کی طرف سے نوٹیفکیشن آ جاتا ہے اور اس کے بعد اس بات کو روکنے کے لئے کہ پٹیشنر اپیل میں جائے گا اور سپریم کورٹ سے اگر stay ہو گیا تو یہ صاحب حلف نہیں اٹھا سکیں گے اس لئے اسمبلی کا یہ اجلاس بلایا گیا۔

جناب سپیکر! یہ understanding اپوزیشن اور ٹریژری بنچز میں موجود تھی اور اس سے متعلق آپ سے اور وزیر قانون صاحب سے متعدد مواقعوں پر بات بھی ہوئی کہ اجلاس محرم کے بعد بلایا جائے گا اور urgency قطعی طور پر نہیں تھی لیکن صرف اس حلف کو اٹھانے کے لئے یہ اجلاس بلایا گیا ہے۔ ہم یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں کہ جب اداروں کو افراد کے لئے چلایا جائے گا ' جب افراد طاقتور اور ادارے کمزور ہوں گے تو یہ ملک آگے نہیں جا سکے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ یہاں پر قانون کی حکمرانی ہونی چاہئے مگر ایسا نہیں ہے۔ یہاں پر فرد واحد کی حکمرانی ہے ' یہاں پر جرنیل کی حکمرانی ہے ' کیا کبھی کسی فرد واحد کے لئے اجلاس بلایا جاتا ہے اور اس سے حلف لیا جاتا ہے؟ یہ تو روز ہوتا ہے کہ افراد ایوانوں میں ' اسمبلیوں میں ' پارلیمنٹ میں چل کر جاتے ہیں ' وہاں پر جا کر ووٹ مانگتے ہیں اور وہاں پر جا کر خطاب کرتے ہیں [**]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ایسا بھی ہوا کہ اس معزز ایوان کو راولپنڈی میں جا کر آرمی ہاؤس میں کسی کے سامنے پیش کیا گیا اور بعد میں ہمیں بعض دوستوں نے بتایا کہ وہاں پر معزز اراکین کی جامہ تلاشی لی گئی اور جامہ تلاشی بھی ایسے انداز سے لی گئی کہ بعض دوستوں نے بتایا کہ حساس اور نازک حصوں کو چھوا گیا۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ کو انہوں نے غلط بتایا ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ یہ بات تو آپ پہلے بھی کر چکے ہیں۔ ابھی تو آپ موجودہ اجلاس کے بارے میں کچھ کہنا چاہ رہے ہیں لہذا آپ اپنی بات اجلاس کی حد تک ہی محدود رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں یہ point رکھنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں جو قانون ہے وہ افراد کے تابع ہے ' افراد قانون کے تابع نہیں ہیں۔ اس ملک میں قانون کی حکمرانی نہیں ہے ' اس ملک میں بیورو کریسی نہیں ہے ' اس ملک میں good governance نہیں ہے اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس ملک میں قانون کی حکمرانی نہیں ہو گی ' اگر اس ملک میں افراد اداروں کے تابع نہیں ہوں گے ' اگر اس ملک میں ادارے مضبوط اور حاوی نہیں ہوں گے تو یہ ملک آنے والے چیلنجوں کا مقابلہ نہیں کر سکے گا اور یہ ملک ترقی نہیں کر سکے گا۔ جب تک اس ملک میں بے روزگاری ختم نہیں ہو گی' اس ملک میں امن و امان نہیں ہو گا تو یہ ملک آنے والے چیلنجوں کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ یہ جو اس مسئلے کے متعلق بات کر رہے ہیں اور اس بات کا رونا رو رہے ہیں کہ ایک جرنیل زادے کے لئے اس ایوان کو طلب کر لیا گیا ہے۔ صرف اس لئے کہ اس سے حلف لے لیا جائے کہ کہیں کوئی جا کر سپریم کورٹ سے stay order نہ لے لے۔ ہم تو شروع دن سے یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ اس ملک پر رحم کریں۔ اگر آپ اس ملک کو آگے لے جانا چاہتے ہیں تو اس ملک سے فرد واحد کا role ختم کریں۔ اس ملک میں افراد کو اداروں پر نہیں بلکہ اداروں کو افراد پر حاوی کریں۔ آج کا یہ جو اجلاس بلایا گیا ہے اس پر ہمیں اعتراض ہی یہی ہے کہ یہ صرف اور صرف ایک جرنیل زادے کو ایم۔پی۔اے بنانے کے لئے بلایا گیا ہے۔ انہیں کیا ایک ممبر کی اتنی ہی ضرورت ہے کہ یہ اس ایک ممبر کو غیر قانونی طریقے سے لانے کے لئے انہوں نے یہ اجلاس بلایا ہے؟

جناب سپیکر! اجلاس بلانے سے پہلے کوئی ایسا بل pending نہیں تھا جیسا کہ لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ صحافیوں کے متعلق مسئلہ ہے' ملازمین سے متعلقہ مسئلہ ہے یہ دونوں بل اس سے پہلے جس دن یہ اجلاس بلایا گیا اس دن یہ بل کابینہ سے پاس ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ بل تو بعد میں پاس ہوئے ہیں تاکہ یہ یہاں پر یہ کہہ سکیں کہ ہم نے تو اجلاس حلف اٹھوانے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے بلایا ہے کہ یہ بل اسمبلی سے پاس کروائیں۔ ہم اس بات کو ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں کہ اس وقت اس ملک میں جتنی بھی غربت ہے' کہا جا رہا ہے کہ یہ مسئلہ ہے' وہ مسئلہ ہے' بڑے سنگین مسائل ہیں مگر ہم یہ کہیں گے کہ اس ملک میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس ملک میں صرف اور صرف ایک ہی مسئلہ ہے اور وہ مسئلہ فرد واحد کا ہے' وہ مسئلہ جنرل پرویز مشرف کا ہے۔ وہ مسئلہ حل ہو جائے تو باقی سب مسئلے خود بخود حل ہو جائیں گے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ جس قسم کے الیکشن ہوئے یا جس قسم کی اسمبلیاں معرض وجود میں آئی ہیں ہم آپ کو ساتھ لے کر چلنے کے لئے تیار ہیں کہ آپ ان اداروں کو ادارہ بنائیں' ان اداروں کو' اداروں کے طور پر چلنے دیں۔ اس ملک میں rule of law لائیں اور ان اداروں کو مضبوط کریں۔ ان کا یہ جو چلن ہے یہ اداروں کو مضبوط کرنے والا نہیں ہے۔ یہ کہاں کے جمہوری اصول ہیں کہ پورے ایوان کو وہاں جا کر پیش کر دیا جائے اور پورے ایوان کو ایک فرد واحد کے حلف کے لئے بلایا جائے۔ ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اس ایوان کی تذلیل ہے۔ یہ اس ایوان کے استحقاق کو مجروح کرنے کے مترادف ہے کہ ایک فرد واحد کا حلف لینے کے لئے یہ اجلاس بلایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج اس ایوان میں ایک پاکستانی شہری ہونے کی حیثیت سے اور منتخب اسمبلی کی ممبر ہونے کی حیثیت سے میں آج اپنے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتی ہوں کہ ایک فرد واحد کو اتنا مضبوط کیا جا رہا ہے کہ وہ فرد واحد ایک طرف فیصلہ کرتا ہے کہ ڈاکٹر قدیر خان۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی' فرمائیں!

وزیر قانون وپارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! جو چیز پہلے طے شدہ ہے کہ پارلیمانی پارٹی کے سربراہان نے بات کرنی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس طے شدہ بات پر عملدرآمد کیا جانا چاہئے۔

محترمہ فرزانہ راجہ۔ جناب سپیکر! میں وہی بات کر رہی ہوں۔ میں صرف اس کا background بیان کر رہی ہوں مگر میری بات وہی ہے۔ میں بات وہیں ختم کروں گی کہ ایک طرف ڈاکٹر قدیر خان کو مجبور کر کے ان سے معافی منگواتے ہیں' دوسری طرف کشمیر کے سلسلے میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کو واپس لینے کا اعلان کرتے ہیں' تیسری طرف وہ ایک غیر آئینی ریفرنڈم کراتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ محترمہ! یہ باتیں تو ہو چکی ہیں۔ یہی بات پہلے بھی دو معزز ممبران کر چکے ہیں۔ آپ بار بار ان الفاظ کو repeat کر رہی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ۔ جناب سپیکر! براہ مہربانی میری بات کو مکمل ہونے دیں۔ اسی طرح سے میں دکھ اور افسوس کے ساتھ اظہار کروں گی کہ آج ہمارے ساتھی شیخ امجد عزیز جو کہ اس ایوان کے بہت ہی active رکن تھے اور میں تو کہوں گی کہ وہ اس وقت بھی رکن ہیں۔ انہوں نے کورٹ میں review petition دائر کی ہے اور یہاں پر اجلاس بلا لیا گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی' فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب سپیکر! جو بات طے شدہ ہے اسی پر بات ہونی چاہئے۔

محترمہ فرزانہ راجہ۔ جناب سپیکر! میں طے شدہ بات پر ہی تو بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے موقع دیا۔ ہمارا کام legislation ہے اور اس پر عملدرآمد judiciary کرتی ہے۔ میں اس پر کچھ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ معاملہ subjudice ہو جاتا ہے اس لئے میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ فیصلہ غلط ہوا یا صحیح ہوا مگر اپیل کا حق ایک

بنیادی انسانی حق ہے۔ شیخ امجد عزیز کا صرف یہ قصور تھا کہ وہ ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھتا تھا اور دوسری طرف پیسے کی طاقت تھی' influence تھا اور administrative power تھی۔ جیسا کہ رانا صاحب نے کہا ہے کہ ایک کے آنے سے آپ کی تعداد پر کیا فرق پڑ جائے گا؟ آپ تو پہلے بھی اکثریت میں ہیں۔ میں ریکارڈ دے کر آیا تھا۔ اس مسئلہ کے پیچھے میں 16 سال سے تھا۔ سول بیوروکریسی کی کروڑوں روپے کی embarrassment پکڑی گئی ہے۔ اس کے لئے میں نے آپ کو ایک درخواست بھیجی تھی کہ مجھے اس کی میٹنگ کرنے دی جائے مگر آپ نے اس کی اجازت نہیں دی حالانکہ اس وقت آپ کی حکومت اور منتخب لوگوں کو ایک چیز مل سکتی تھی کہ جو سول بیوروکریسی آپ کو ride کر رہی ہے وہ آپ کے نیچے ہوتے مگر آپ نے مجھے اس چیز کی اجازت نہ دی۔ آپ دیکھیں کہ 17۔تاریخ کو یہ notify ہو گیا ہے حالانکہ قانون میں ہے کہ:

at the time of announcement of Judgement the copy of the Judgement should be provided

مگر یہ کاپی ان کو نہیں ملی ہے۔ اس کے علاوہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ جب پہلے دن اجلاس بلایا جاتا ہے تو وہ تین بجے بلایا جاتا ہے۔ آپ نے اس کو ایک اپیل کے حق سے روکنے کے لئے اور حلف دلوانے کے لئے یہ سب irregularities کی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ جو بل آپ لے کر آرہے ہیں' ہم ملازموں کو support کرتے ہیں' ہم جرنلسٹ کو بھی support کرتے ہیں اور ہم نے یہ بھی کہا ہے کہ جرنلسٹ کو زیادہ representation دیں' بجائے اس کے کہ آپ اس بورڈ میں عام لوگوں کو لے کر آئیں آپ اس بورڈ میں ممبران اسمبلی کو لے کر آئیں اور وزیر قانون صاحب نے اس بات پر آمادگی بھی ظاہر کی ہے مگر جتنی دیر آپ کے یہ منتخب ادارے مضبوط نہیں ہوں گے آپ مضبوط نہیں ہو سکتے۔ اگر آپ نے dictation اور command کہیں اوپر سے لینی ہے تو پھر یہ نہیں چل سکے گی۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ شیخ امجد عزیز کو disqualify کر دیا گیا ہے' میرے علم کے مطابق disqualification کی صورت میں دوبارہ الیکشن ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ سندھ ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلہ کو دیکھ سکتے ہیں۔ میں نے بڑی کوشش کی ہے اور مجھے کوئی ایسا point نہیں ملا جہاں پر ایسی صورتحال نظر آئے۔ جہاں پر دو سے زیادہ امیدوار ہوں گے وہاں آپ کو دوبارہ الیکشن ہی کروانے پڑیں گے۔ ججوں نے مجھ پر دس

کروڑ کا دعویٰ کیا ہوا ہے گو کہ یہ جج کوئی آسمانی مخلوق نہیں ہیں کیونکہ یہ باڈی legislative باڈی ہے اور یہ main body ہے جن کا interpretation کام ہے آپ ان کو جواب دہ ہوتے ہیں۔ میری ایک تجویز ہے کہ روزمرہ معاشرہ میں ہماری تذلیل ہو رہی ہے کہ یہ بی۔اے پاس اسمبلی آ گئی ہے' ان کے پاس میٹرک کی سندیں نہیں ہیں۔ یہاں پر میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا' کچھ دوست ادھر بیٹھ گئے اور کچھ ادھر بیٹھ گئے' میں یہ کہوں گا کہ جناب اس سلسلہ میں آپ ایک تین رکنی کمیٹی بنائیں اور اس کے آپ سربراہ ہوں اور ہر ممبر کی سند چیک کروائیں' میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ٹریژری بنچز میں کم از کم بیس پچیس ممبر نااہل ہو جائیں گے۔ آپ ہماری بھی اسناد چیک کریں مگر یہ pick and choose مت کریں اور لوگوں کی بھی petition چل رہی ہیں مگر کوئی جوابدہ نہیں ہے۔ اس اجلاس کو بلانے کے لئے آپ نے جو کروڑوں روپے ضائع کئے ہیں وہ صرف ایک بندے کو خوش کرنے کے لئے بلایا ہے۔ ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں' ہم rule of law چاہتے ہیں اور ایوان کی عظمت چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ادارے مضبوط ہوں' نہ کہ فوج مضبوط ہو۔ شکریہ

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! جس rule of law کی رانا صاحب نے بات کی تو actually اسی rule of law کے لئے ہم یہاں پر حاضر ہوئے ہیں۔ آج سے 7 یا 8 ماہ پہلے آپ بھی اس اجلاس کو chair کر رہے تھے' جب امجد عزیز صاحب کی ڈگری کا مسئلہ یہاں پر آیا تھا اس وقت بھی معزز ممبر کی خدمت میں یہی کہا گیا تھا کہ معزز ممبر کی ڈگری جعلی ہے اور دوسرے candidate نے اسے عدالت میں چیلنج کیا ہوا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس سارے سلسلے کو بڑے طریقے سے manipulate کیا جا رہا ہے۔ اصل issue یہ ہے کہ اس ممبر کی ڈگری جعلی نکلی ہے۔ جس تذلیل کی اور جس کالک کی یہ بات کر رہے ہیں وہ کالک تو اس ممبر نے جعلی ڈگری پیش کر کے اپنے لیڈران پر مل دی اور تذلیل اس پورے ہاؤس کی کر دی تو اس بارے میں تو کوئی یہاں ذکر ہی نہیں کر رہا' نہ امجد عزیز صاحب کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے۔ ان کو بارہا یہ جتایا گیا تھا اور بار بار اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر میں نے کہا تھا کہ آپ کی ڈگری جعلی ہے اب آپ

عدالت میں گئے ہیں اور پوری evidence عدالت نے مکمل کر لی ہے۔ عدالت نے انہیں پورا وقت دیا۔ وہ ہر تاریخ پر پیش نہ ہونے اور پنجاب یونیورسٹی کا پورا ریکارڈ ہر قسم کا ledger، ہر قسم کا گزٹ اور ہر قسم کی فائل کو عدالت نے طلب کروایا اور خود جانچ پڑتال کے بعد وہ اس فیصلے پر پہنچے کہ ان کی ڈگری جعلی ہے۔ اس پر کوئی یہاں ذکر کیوں نہیں کرتا کہ اس ممبر نے جعلی ڈگری حاصل کی اور سب کے منہ پر اور اس ہاؤس کے منہ پر کالک مل دی اسی لئے لوگ کہتے ہیں کہ بی۔اے پاس اسمبلی جو ہے وہ کوئی کارروائی نہیں کر رہی۔ اس issue کو highlight کیا جانے کہ بی۔اے کی ڈگری جو ان کی جعلی نکلی اس پر اس کو condemn کیا جانے۔ ہاؤس جو ہے that is rule of law، ہاؤس ہم نے اپنے اسمبلی بزنس کے لئے convene کیا ہے۔ ہم نے کسی کا حلف کروانے یا کسی کا right of appeal روکنے کے لئے نہیں کروایا۔ اگر انہیں right of appeal ہے تو سپریم کورٹ میں He can go to avail the right of appeal اگر سپریم کورٹ یہ محسوس کرے گی کہ ان کا اپیل کا حق بنتا ہے یا ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو وہ اس حلف کو بھی invalid قرار دے دے گی۔ لہذا اتنی پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ اس بات پر غور کریں کہ ان کی ڈگری جعلی نکلی۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! محترم وزیر تعلیم صاحب نے جو فرمایا ہے کہ میں نے یہ بات کیوں کہہ دی اور ایسا کہنا چاہئے تھا کہ وہ ڈگری جعلی ہے۔ ان کی ڈگری جعلی ہونے کی وجہ سے انہوں نے اپنی جماعت کے منہ پر کالک ملی ہے۔ [************] میں نے یہ بات نہیں کی، دراصل یہ تھوڑی سی نا سمجھی کی بات کرتے ہیں اور بچوں کی طرح بہت ساری چیزوں کی انہیں سمجھ نہیں آتی کیونکہ ابھی یہ بچپنے میں بھی ہیں۔ میں نے یہ بات قطعاً نہیں کہی کہ ان کی ڈگری جعلی تھی، جعلی نہیں تھی، اس کا فیصلہ عدالت نے کیا ہے۔ اس پر انہیں اپیل کا حق ہے وہ وہاں پر اپنا کیس رکھیں گے اور وہاں پر جو بھی

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

فیصلہ ہو گا یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ اگر ایک مخصوص جماعت سے تعلق ہو تو ڈگری جعلی ہو تو کوئی نہیں پوچھتا اور اگر اپوزیشن سے تعلق ہو تو جعلی ڈگری کا حساب ہوتا ہے۔ لیکن یہ معاملہ ایک علیحدہ بات ہے کہ اس کو اپیل کا حق ہے۔ میں نے جو عرض کیا ہے اور جو بات کی ہے' میں نے جو rule of law نہ ہونے کی بات کی ہے میں نے بات صرف یہ کی ہے کہ فرد واحد کے مفاد کے لئے اداروں کو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ اداروں میں فرد واحد آتے ہیں' ادارے فرد واحد کے پاس نہیں جاتے۔ میں نے یہ بات کی تھی کہ فرد واحد کے مفاد کے لئے اس پورے ادارے کی تذلیل کی گئی ہے کہ یہ اجلاس بلایا گیا ہے۔ میں نے ڈگری سے متعلق بات نہیں کی۔

جناب سپیکر، ابھی جو معزز ارکان رانا آفتاب احمد خان' رانا ثناء اللہ خان صاحب نے بات کی اس کا جواب وزیر قانون تفصیل کے ساتھ دیں گے لیکن بار بار اجلاس بلانے کی بات ہو رہی ہے کہ اجلاس صرف اور صرف اس لئے بلایا گیا کیونکہ معزز رکن نے حلف لینا تھا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ اجلاس قانون اور آئین کے مطابق بلایا گیا ہے۔ آرٹیکل 109 کے تحت گورنر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہیں' جہاں چاہیں اجلاس طلب کر سکتے ہیں۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب کا کہنا کہ عام طور پر اجلاس تین بجے بلایا جاتا ہے' اس دفعہ 11 بجے بلایا گیا ہے تو وہ گورنر کو اختیار ہے کہ 10 بجے بلالیں' 11 بجے بلالیں' 2 بجے بلالیں یا 3 بجے بلالیں یا تو آپ یہ فرمائیں کہ قانون یا آئین کی خلاف ورزی کی گئی ہے تو پھر تو ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! کیا گورنر نے کبھی عید کے دن اجلاس بلایا' کیا کبھی رات کے وقت اجلاس بلایا' کیا کبھی فجر کے وقت اجلاس بلایا تو اس اجلاس کو محرم الحرام میں 11 بجے کیوں بلایا گیا؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! گورنر صاحب جب چاہیں اجلاس بلا سکتے ہیں۔ پہلے بھی کئی بار 11 بجے اجلاس بلایا گیا ہے۔ گورنر صاحب کو آرٹیکل 109 کے تحت اختیار ہے جس کے تحت یہ اجلاس بلایا گیا ہے۔ دوسرا آپ نے محرم کی بات کی ہے تو قانون اور آئین میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ محرم الحرام میں اجلاس نہیں بلایا جا سکتا۔ باقی بات رہی روایت کی تو اس ایوان کی یہ روایت رہی ہے' precedents موجود ہیں کہ محرم الحرام میں اس ایوان میں اجلاس ہوتے رہے ہیں لیکن آپ یہ تصور کرلیں کہ اجلاس صرف اور صرف معزز رکن کے حلف کے لئے بلایا گیا ہے۔ دو بڑے اہم بل ہیں جو کہ گورنمنٹ لے کر آئی ہے اور اس

کے متعلق آپ کو علم بھی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! دونوں بل کل کابینہ میں پیش ہوئے اور کل ہی کابینہ سے approve ہو کر آج اس ایوان میں پیش ہو رہے ہیں۔ مجھے آپ یہ بتائیں کہ پچھلے ڈیڑھ پونے دو سال کے دوران آج تک کبھی محترم وزیراعلیٰ صاحب 9 بجے آئے ہیں؟ کبھی اتنی دیر یہاں بیٹھے ہیں' بات روایات کی ہے تو پھر وہ آئندہ بھی آیا کریں؟

وزیراعلیٰ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' وزیراعلیٰ صاحب! (نعرہ ہائے تحسین)

وزیراعلیٰ، جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ مجھے کچھ بولنے کا موقع دیا۔ میں سن رہا تھا کہ رانا صاحب پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور میں نے کم از کم پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو کوئی معزز رکن اٹھ کر ایک دم بغیر اجازت کے بولنا شروع نہیں کر دیتا۔ (شیم' شیم)

جناب سپیکر! یہ رولز کی کتاب انہیں دوبارہ دے دیں کہ وہ کم از کم ایک دفعہ اسے پڑھ کر آیا کریں۔ کبھی اس طرح نہیں ہوا کہ سپیکر بول رہے ہوں اور معزز رکن اٹھ کر بولنا شروع کر دے۔ پھر آپ بات کریں اور اس کا جواب دینا شروع کر دے پھر آپ بات کریں اور پھر اس کا بھی جواب دینا شروع کر دے۔ یہ میں نے پہلی بار دیکھا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جہاں حکومت کی بات کی گئی ہے کہ یہ بل ہم اس لئے لے کر آئے ہیں کہ شاید حلف ہونا تھا تو ہاؤس کی انفارمیشن کے لئے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ initiative ہمارا ہے اور ہم نے چار ماہ پہلے یہ فیصلہ کیا تھا اور اس پر عملدرآمد شروع ہو چکا۔ کابینہ میں ایک دفعہ discussion بھی ہوئی۔ اس کے بعد ہم چاہ رہے تھے کہ اس پر کام شروع کریں۔ جب بنک سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ جب تک یہ ایک اتھارٹی بن کر اور ہاؤس کی approval نہیں ہوتی یا آرڈیننس لے آئیں۔ ہم نے سوچا کہ آرڈیننس لے آئیں تاکہ یہ کام نہ رکے۔ ہم نے سوا سال کے عرصے میں tradition قائم کی اور ہم کوئی آرڈیننس نہیں لے کر آئے بلکہ براہ راست legislation کی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب کی حکومت نے دس لاکھ ملازمین یعنی کہ نائب قاصد سے لے کر چیف سیکرٹری تک کے لوگوں کے بارے میں پہلی بار پچھلے پچاس سالوں میں یہ سوچا کہ ان کو ریٹائرمنٹ کے بعد رہنے کے لئے کوئی جگہ مہیا کی جائے۔ یہ کام باقی ادارے کر رہے ہیں' کئی ادارے اپنے اپنے ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد رہنے کے لئے گھر دے رہے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے پنجاب کی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ جو ایماندار لوگ ہیں' نیک نیتی سے کام کر رہے ہیں اور کرنا چاہتے ہیں ان کو حکومت کیا incentive دینا چاہتی ہے۔ جب وہ ملازم ریٹائر ہوجاتا ہے تو اس کے پاس رہنے کے لئے نہ کوئی جگہ ہوتی ہے' نہ مکان ہوتا ہے۔ کم از کم ان ملازمین کے پاس رہنے کے لئے گھر ضرور ہونا چاہئے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا اور اس کی appreciation نہ صرف ہر طبقے کی طرف سے ہوئی بلکہ اپوزیشن کے ممبران جب مجھے ملے تو انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا بہت ہی اچھا کام ہے' اس کو آگے بڑھایا جائے۔ ہم براہ راست legislation کی روایت قائم کرنا چاہ رہے ہیں۔ ہم نے سوچا کہ اس کو اسمبلی میں legislation کے لئے رکھیں تاکہ فوری طور پر اس پر عملدرآمد ہو۔ میں نے وزیر قانون سے کہا کہ ہم تو پہلے بھی اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور اس طرح کے جو initiative ہیں ان سے یہ کریڈٹ پورے ہاؤس کو جاتا ہے اس لئے ہم ان کو offer کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ چلیں۔ میں نے راجہ بشارت صاحب سے کہا اور انھوں نے بات کی کہ اگر آپ یہ ترمیم کر دیں تو ہم یہ unanimous bill لے آتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ ہماری طرف سے اجازت ہے کہ جو انہوں نے ترمیم دی ہے وہ آپ لے آئیں تاکہ یہ بل unanimous ہو۔ یہ پہلا موقع ہے کہ یہ بات ہم کہہ رہے ہیں کہ ان کو بھی کریڈٹ جائے۔ دوسری طرف یہ کہا جا رہا ہے کہ انہوں نے اسے کل اتوار کو کابینہ میں پاس کیا ہے تو بھئی اگر پاس کیا ہے تو اس میں کون سی حرج والی بات ہے؟ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اتوار کو بھی کام ہو رہا ہے اور کوئی چھٹی نہیں ہو رہی ہے۔ اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا صحافیوں کے بارے میں بہت پرانی بیس سال کی ڈیمانڈ تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پریس جمہوریت کا ایک ایسا ستون ہے جس پر ساری عمارت بنتی ہے۔ صحافی جو اتنی خدمت کرتے ہیں اور issues لے کر آتے ہیں۔ خاص طور پر یہ ہماری کوتاہیوں اور حکومت کی خامیوں کو بھی اجاگر کرتے ہیں' اپوزیشن کی طرف سے حکومت پر جو تنقید ہوتی ہے اس کو بھی اجاگر کرتے ہیں اور اس میں

مثبت چیزوں کو سامنے لاتے ہیں۔ پھر ہم ان کو سامنے رکھ کر اصلاح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ صحافیوں کی بہت بڑی خدمت ہے جو جمہوریت کا ایک ستون ہے۔ ان کے بارے میں حکومت کیا سوچ رہی ہے؟ یہ پنجاب کی حکومت نے قدم اٹھایا کہ ان کے لئے رہائشی کالونیاں ہونی چاہئیں۔ پورے پنجاب میں 34 اضلاع ہیں اور یہ 34 اضلاع میں ہی ہونی چاہئیں اس کے لئے ایک اتھارٹی بنائی گئی ہے۔ میں نے راجہ صاحب سے پھر کہا کہ وہ اپوزیشن سے بات کریں۔ اگر وہ unanimous bill لانا چاہتے ہیں تو ہم تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چیف منسٹر نے اس اتھارٹی کے جو تین ممبرز appoint کرنے ہیں اس میں ایسا کر لیا جائے کہ ایک اپوزیشن کا ممبر ہو جائے اور دو ممبر گورنمنٹ کے ہو جائیں۔ ہم تو اجتماعی کام میں ان کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ ان کی طرف سے الٹی بات یہ ہے کہ یہ oath کے لئے اجلاس ہو رہا ہے۔ اس میں اگر oath آ گیا تو کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔ اس میں کون سا ایسا فرق پڑے گا؟ اگر عدالت میں جانا ہے تو آج ہی عدالت کی رپورٹ مجھے ملی ہے کہ وہ سپریم کورٹ میں گئے ہیں اور ان کو stay نہیں ملا۔ یہ stay سپریم کورٹ میں خارج ہو گیا ہے۔ یہ میں ایک گھنٹے کی رپورٹ پیش کر رہا ہوں۔ پھر بھی وہ عدالت میں جائیں۔ عدالت جب ختم کر دے گی اور فیصلہ کرے گی تو ہم تیار ہیں۔ ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ کہنا کہ شاید اس لئے اجلاس کیا جا رہا ہے۔ بھئی جو آج اجلاس ہو رہا ہے اور legislation ہو رہی ہے ہم اس میں آپ کو برابر کا شریک کر رہے ہیں۔ شکریہ مہربانی۔

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا مشہود احمد خان صاحب!

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! آج جو اجلاس بلایا گیا ہے، میرے دوستوں نے بہت باتیں کی ہیں۔ اس پر وزیراعلیٰ صاحب کا بھی point of view سامنے آ گیا۔ اس میں سب سے پہلی بات یہ کہوں گا کہ ٹھیک ہے اس وقت حکومت بہت کام کر رہی ہو گی لیکن اس cost کے اوپر ہماری ملکی سلامتی داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ آج ہمارا ایٹمی پروگرام غیر محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ آج یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ اگر آسائشیں ہی لینی ہوتیں تو ہمیں انگریزوں کی غلامی میں بھی بہت آسائشیں مل رہی تھیں۔ ہم لوگوں نے آزادی سے جینا سیکھا ہے، ہم لوگ آزادی کا دامن نہیں چھوڑ سکتے۔ جب پاکستان بنا تھا تو

ایک ہی نعرہ لگا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا۔ لاَ الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم آج بھی اس نعرے پر قائم ہیں۔ ہمارے قائد نے' اس ملک کے معمار نے اس پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ اب اس قلعے میں دراڑیں پڑ رہی ہیں۔ آج آپ لوگ گھر دے کر' وقتی طور پر آسائشیں دے کر ہمیں core issues سے نہیں ہٹا سکتے۔ یہ تو میں جو وزیراعلیٰ صاحب نے بات کی وہ کر رہا تھا۔

جناب سپیکر! اب میں شیخ امجد عزیز کے متعلق بات کروں گا۔ آج جو ہاؤس کے سامنے مسئلہ ہے یہ بات سب کو پتا ہے کہ جب سے اسمبلی کا سیشن convene ہو رہا ہے اتنی باقاعدگی سے حاضری اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی جتنی آج اس اسمبلی میں حاضری موجود ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ اتنے سارے ممبران یہاں بیٹھے ہیں؟ اس لئے کہ ان کی حاضری لگانے والے وہ سامنے بیٹھے ہیں جنہوں نے مجبور کیا ہے کہ آج کے سیشن کو کامیاب بنانا ہے۔ شیخ امجد عزیز کے بارے میں جو فیصلہ عدالتوں میں ہوا ہے' میں اس کے بارے میں بھی بات کروں گا۔ جب آپ عدلیہ کو محکوم کریں گے' پی۔سی۔او کے تحت ان سے حلف لیں گے تو وہ آزادانہ فیصلے نہیں کر سکیں گے۔ میں بحیثیت ایک قانون دان یہ بات اس floor پر کروں گا کہ آج یہاں پر جو بات take up ہوئی ہے اور جیسا کہ وزیر تعلیم نے فرمایا کہ یونیورسٹی نے باقاعدہ رپورٹ دے دی تھی۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ چار رکنی کمیٹی کا فیصلہ کہاں گیا جو ان کے علم میں ہے جس کے اندر شیخ امجد عزیز کی ڈگری کو valid قرار دیا۔ شیخ امجد عزیز کا باقاعدہ 1989 کا Gazette notification ہوا ہے جس کے تحت ان کو کامیاب امیدوار قرار دیا گیا۔ اس کا پاس رزلٹ کہاں گیا جس کے تحت انہیں کامیاب امیدوار قرار دیا گیا تھا؟ یونیورسٹی کے اپنے rules ہیں' وزیرتعلیم اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ ایک matter جس کو تین سال کے اندر چیلنج ہونا چاہئے تھا' یونیورسٹی کے Gazette کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ It has to be challenged within three years of that declaration. وہ چیلنج آج تک نہیں ہوا۔ وہ ویسے ہی time barred ہو چکا ہے۔ میں انتہائی افسوس سے اس فلور پر یہ بات کروں گا۔ [*****************************]

* بحکم جناب سپیکر صفحہ 30 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! اس کی وجہ میں یہ بھی کہوں گا کہ آپ دیکھیں کہ ہارون اختر کے بڑے بھائی ہمایوں اختر نے بھی الیکشن ہار لیا تھا لیکن چمک کے نتیجے میں وہ قومی اسمبلی میں پہنچے۔ انہوں نے عدلیہ سے اپنی مرضی کا فیصلہ لیا تھا۔ میں جو بات کر رہا ہوں یہ میں پوری ذمہ داری سے کر رہا ہوں۔ آج یہاں پر وزیراعلیٰ نے فرمایا کہ سپریم کورٹ سے بھی stay نہیں ہوا۔ یہ stay نہیں ہونا تھا، ہمیں پتا تھا کہ یہ نہیں ہو گا لیکن میں آپ کو یہ بتا دوں کہ ہمیں آج بھی اپنی عدلیہ سے امید ہے کہ اس کے اندر ابھی بھی کوئی رمق باقی ہو گی مجھے امید ہے کہ وہ فیصلہ انصاف کے مطابق کرے گی۔ شکریہ مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا شکریہ۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے بھی ایک منٹ کے لئے بات کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! کافی بات ہو گئی ہے۔ آپ نے بھی اب بار بار وہی الفاظ دہرانے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں وہی الفاظ نہیں دہراتا، میں انتہائی مختصر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، فرمائیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ آج ہم سارے دوست شیخ امجد عزیز کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ اس ملک میں ایسا صرف شیخ امجد عزیز کے ساتھ نہیں ہو رہا بلکہ ہر غریب زادے کے ساتھ ایسا ہو رہا ہے، ہر غریب زادہ ہار رہا ہے اور ہر امیر زادہ اور جرنیل جیت رہا ہے۔ ابھی میرے محترم وزیراعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ عدالتوں میں جائیں تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم کن عدالتوں میں جائیں؟ آیا ان عدالتوں میں جائیں جنھوں نے ذوالفقار علی بھٹو کو سزا دی؟ آج سے ایک ماہ پہلے نسیم حسن شاہ نے کہا کہ "بھٹو کا قتل سیاسی قتل تھا" اسے عدالت کی طرف سے جو سزا دی گئی تھی وہ غلط تھی۔ کیا ہم ان عدالتوں میں جائیں جہاں سے بے نظیر بھٹو کو سزا ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! راجہ صاحب کس حوالے سے بات کر رہے ہیں؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! یہ بریگیڈیر صاحب میری بات کے دوران مداخلت نہ کریں۔ ہم نے ان کو ٹکٹ نہیں دیا تھا اس لئے انھیں زیادہ تکلیف ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: بریگیڈیر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں پھر میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔ جی راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب والا! کیا ہم ان عدالتوں میں جائیں جن کی طرف سے بے نظیر بھٹو صاحبہ اور آصف علی زرداری کو سزا دی گئی۔ جسٹس قیوم والا کیس اس پوری قوم نے دیکھا اور سنا' کیا ہم ان عدالتوں میں جائیں جن کی طرف سے بے گناہ آصف زرداری کو قید رکھا گیا ہے؛ قتل کا ملزم بھی آٹھ سال کے بعد جیل سے باہر آجاتا ہے لیکن انھیں رہائی نہیں مل سکی۔ ان عدالتوں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ نہ مجھ سے چھپا ہے' نہ آپ سے چھپا ہے اور نہ ہی محترم وزیراعلیٰ سے چھپا ہے۔ میں یہاں پر یہ بات کہنا چاہوں گا کہ اگر اس ملک میں غریب کو انصاف مل رہا ہوتا تو آج یہ ملک اس نہج پر نہ پہنچتا۔ آج ایک جرنیل زادے سے حلف لینے کے لئے اجلاس بلایا گیا ہے جس کے والد نے اوجڑی کیمپ میں لاکھوں ڈالر کمائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! تشریف رکھیں' کافی بات ہو چکی ہے۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: مہربانی' جناب سپیکر! مجھے صرف اتنی بات کرنی ہے کہ یہ بات درست ہے کہ گورنر صاحب کو قانون کے تحت اجلاس بلانے کا اختیار ملا ہوا ہے اور وہ جب چاہے' جس وقت چاہے اس اسمبلی کا اجلاس بلا سکتا ہے لیکن آج کا اجلاس بلانے سے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ آج کے اجلاس کو عوام کے لئے نہیں بلکہ خواص کے لئے بلایا گیا ہے اور صرف ایک فرد واحد کے حلف کے لئے بلایا گیا ہے۔ آج یہ تاثر اپنی جگہ پر قائم ہے اسی لئے آج کے اجلاس کو میں condemn کرتا ہوں کہ یہ اجلاس مخصوص طور پر ان کے حلف کی خاطر نہیں بلایا جانا چاہئے تھا بلکہ جب کبھی اجلاس ہوتا تو وہ بھی حلف اٹھا لیتے۔ میں دوسری بات یہ کہوں گا کہ یہ جو نوٹیفکیشن جاری ہوا ہے یہ بھی defective ہے۔ اس نوٹیفکیشن کے تحت

معزز دوست جو کہ ابھی ممبر نہیں بنے وہ حلف نہیں اٹھا سکتے اس لئے کہ جو petition دائر کی گئی تھی وہ جنرل اختر عبدالرحمٰن کے بیٹے کی طرف سے تھی اور جو فیصلہ ہوا ہے وہ صرف جنرل اختر عبدالرحمٰن کے حق میں ہوا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو یہ notification defective ہے اور اس کے تحت وہ حلف نہیں اٹھا سکتے۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مجھے بھی مختصر بات کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر : سمیع اللہ خان صاحب! کافی بات ہو چکی ہے۔ آپ نے بھی بار بار وہی الفاظ دہرائے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان : پلیز! صرف ایک منٹ کے لئے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر : جی' سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان : جناب سپیکر! جب سے یہ ہاؤس وجود میں آیا ہے' ایک مرتبہ پہلے بھی یہ بات ہوئی تھی کہ اس ہاؤس کی عمر کتنی ہو گی؛ کتنی دیر یہ چلے گا؛ اس کا فیصلہ حکومت کرے گی' اس کا رویہ اور اس کے اقدامات کریں گے۔ یہ قانونی بحث ہے کہ آیا شیخ امجد عزیز صاحب کی ڈگری صحیح ہے یا نہیں؛ عدالت نے فیصلہ درست کیا یا غلط؛ چیک کے نتیجے میں فیصلہ آیا یا انصاف ہوا؛ بحث یہ نہیں ہے۔ پاکستان میں جس طرح کے بھی لولے لنگڑے جمہوری ادارے وجود میں آئے ہیں جن کا ایک ممبر میں بھی ہوں ان کے حوالے سے آج بات ایک دوسری طرف جا رہی ہے۔ حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ ان اداروں کو international forums کی طرف سے سند مل جائے۔ یورپی یونین اور دوسرے بین الاقوامی اداروں کی طرف سے سند حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آپ یہ دیکھیں [***********]

جناب سپیکر : یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب سمیع اللہ خان : جناب سپیکر! اس ہاؤس میں سب جرنیلوں کے بیٹے نہیں بیٹھے۔ میرا اس ہاؤس سے صرف ایک سوال ہے کہ اگر ہارون اختر کی جگہ پر کوئی عام شخص ہوتا تو اس کے لئے بھی یہ سارا اہتمام کیا جاتا؛ یہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ کیا یہ سب کچھ ہونا تھا؛ کسی دوست نے کہا کہ بہت بڑا

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ٹیلیفون آیا۔ میری یہ خواہش تھی کہ یہ اجلاس بلانے کے لئے کاش کسی بہت بڑی شخصیت کا فون آتا لیکن ایک سال اور چند ماہ کے تجربے کے بعد میں آج یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ یہ ہاؤس اپنی طاقت' یہ ادارہ اپنی مضبوطی ثابت نہیں کر سکا اور آج بھی پہلے دن کی حالت پر کھڑا ہے۔ یہاں کسی جنرل پرویز کا فون نہیں آتا کہ ہارون اختر کے لئے اسمبلی کا اجلاس بلاؤ بلکہ صرف ایک بریگیڈیر اور وہ بھی (ریٹائرڈ) بریگیڈیر کا فون آتا ہے۔ اس فون کا وزن بھی میرے حکومتی دوست برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر : شکریہ' مہربانی۔ تشریف رکھیں۔ جی' وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ! میں سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج کا اجلاس بلانا میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اتنی debatable بات نہیں تھی کہ جتنا ہمارے دوستوں نے اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔ جس طرح ابھی آپ کے سامنے وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ ہماری حکومت نے کچھ initiatives لئے ہیں ۔ تعلیم' زراعت ' گورنمنٹ ملازمین کی ہاؤسنگ فاؤنڈیشن اور صحافیوں کی ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے حوالے سے initiatives لئے گئے ہیں۔ ان تمام معاملات کو آگے چلانے کے لئے قانون سازی کی ضرورت ہے۔ اب قانون کے لئے ہمارے پاس دو طریقہ کار تھے' یا تو ہم آرڈیننس جاری کرتے یا پھر اسمبلی کا اجلاس بلاتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح وزیراعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ اپوزیشن کو حکومت کی اس کوشش کا اعتراف کرنا چاہئے تھا اور تسلیم کرنا چاہئے تھا کہ حکومت نے قانون سازی کے لئے ایک صحیح' قانونی اور آئینی طریق کار اختیار کیا ہے۔ رانا صاحب نے یہ فرمایا کہ روایات سے ہٹ کر سب کچھ کیا گیا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہر چیز کی کچھ روایات ہوتی ہیں' ہمیں روایات پر عمل کرنا چاہئے لیکن جب ہم initiatives کی بات کریں گے' جب ہم قانون سازی کے لئے صحیح اور آئینی طریق کار اختیار کرنے کی بات کریں گے تو پھر ہمیں ان سابق روایات سے ہٹنا پڑے گا اور ہمیں اجلاس تواتر کے ساتھ' بغیر کسی وقفے کے ساتھ اور short notices پر بھی بلانے پڑیں گے۔ یہ طے شدہ امر ہے اور میں صرف آج کے حوالے سے بات نہیں کرتا' شاید آئندہ بھی ہو کہ ہمیں دس گھنٹے کے نوٹس پر' چوبیس گھنٹے کے نوٹس پر اجلاس بلانا پڑے۔ اگر ہم معاملات کو آئینی اور قانونی طریقے سے آگے چلانا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اجلاس جلد از جلد بلانا پڑیں گے۔ اگر نہیں تو پھر آپ آئیں اور ہمارے

ساتھ اتفاق کریں ہم پھر وہی ordinances کا سلسلہ جاری کرتے ہیں۔ پھر یہاں سے آواز اٹھے گی کہ پھر اسمبلیوں کا کیا جواز ہے؛ جب اسمبلیوں کا جواز، اسمبلیوں کی اہمیت اور اسمبلیوں کی حیثیت کو تسلیم کیا جاتا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں سابقہ روایات سے ہٹ کر بھی کچھ کام کرنے ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں دوسری یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر عدلیہ کے متعلق بہت کہا گیا۔ یہ ہمارے ملک کی بد قسمتی ہے کہ جب فیصلے ہمارے حق میں ہوں تو عدلیہ آزاد ہے۔ جب فیصلے ہمارے حق میں نہ ہوں تو یہ چمک کا نتیجہ ہے اور عدلیہ آزاد نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں اس روش کو بدلنا چاہئے۔ ہمیں ایک نئی راہ اختیار کرنی چاہئے اور ہمیں اداروں پر اعتماد قائم کرنا چاہئے۔ اس میں عدلیہ کا کیا قصور ہے؛ یہ مقدمہ سولہ ماہ تک عدلیہ میں چلا ہے۔ میں یہاں سے دو تین فقرے پڑھ کر آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔

> The pass result, intimation card under Roll No. 3997 issued on 25.8 1990 under the signatures of Assistant Controller (Examinations), Abdul Ghaffar, checker Habib is a bogus document. It has never been issued by the Punjab University. The relevant gazette notification of the Punjab University has been manipulated in a fraudulent manner The beneficiary of the manipulation appears to be Amjad Aziz.

اس کے بعد

> Punjab University has found as a matter of fact that the placement of the admission form on the record of the Punjab University is a fraudulent act. This is a criminal offence

ابھی تو یہ میرے بھائی اس پر کہہ رہے ہیں کہ ان کے خلاف فیصلہ ہو گیا ہے تو کل کیا ہو گا جب ان کے خلاف پرچہ درج ہو گا اور ان پر فوجداری مقدمہ قائم ہو گا؛ and he will be prosecuted پھر کیا ہو گا؛ میں سمجھتا ہوں کہ عمران مسعود صاحب نے غلط نہیں کہا تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب اس ادارے میں

بیٹھنے والے اس طرح کے فراڈ کرنے لگیں اور جب ان کے خلاف prosecution ہو ان کو prosecute کیا جائے تو پھر یہ کہا جائے کہ اداروں کا تقدس پامال ہوتا ہے۔ تو ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ان اداروں کا تقدس کون پامال کر رہا ہے؟

جناب والا! جہاں تک میرے بھائی ہارون اختر کے حلف کی بات ہے تو اس میں کون سی نئی بات ہے؟ ایک مجاز عدالت نے ان کو بطور ایم۔پی۔اے declare کیا ہے۔ یہ ان کا قانونی اور آئینی حق بنتا ہے کہ وہ اس ایوان میں آئیں اور حلف لیں۔ یہ ان کا بنیادی حق ہے' اس سے انھیں کون روک سکتا ہے؟ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں تھوڑا سا ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ان باتوں کو آگے بڑھانا چاہئے۔ چند لمحوں بعد ان کا حلف ہونا ہے۔ اس کے بعد یہی تمام ممبران معزز رکن کے طور پر بات کرنا شروع کر دیں گے تو ہم چند لمحوں کے لئے اپنی اس رواداری کو کیوں ختم کرنا چاہتے ہیں؟ وہ اس معزز ایوان کے ایک duly elected member ہیں' چند لمحوں بعد انھوں نے حلف لینا ہے اور یہ اجلاس صرف ان کے حلف کے لئے نہیں بلایا گیا۔ ہم نے اور کام بھی کرنے ہیں۔ میں رانا ثناء اللہ صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ جہاں اس ایوان میں قائد ایوان کو دو تہائی اکثریت حاصل ہے تو ایک ممبر سے کیا فرق پڑتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آپ ایک ممبر کو حلف لینے سے روک کیسے سکتے ہیں؟ کسی طریقے سے ان کو نہیں روکا جا سکتا' انھوں نے حلف لینا ہے۔ ایک بندے کے خلاف فیصلہ ہوا' سپریم کورٹ نے اسے ریلیف نہیں دیا' اسے stay order نہیں دیا تو کیا اب ہم اس بات کا انتظار کرتے رہیں کہ جب تک شیخ امجد عزیز صاحب وہاں سے فارغ ہو کر نہیں آتے اور سارے دروازے بند نہ ہو جائیں اس وقت تک ہم کام کو آگے نہ چلائیں؟ جب ہم ایک طرف بات کرتے ہیں کہ اداروں کو افراد کے تابع نہیں ہونا چاہئے تو پھر آپ بھی دو منٹ کے لئے اپنے گریبان میں منہ ڈال کا سوچیں کہ اس پورے ایوان کو صرف اور صرف شیخ امجد عزیز کے تابع بنا دیا جائے کہ جب وہ فارغ ہوں گے تب یہ ایوان آگے چلے گا؟ یہ نہیں ہو سکتا اس لئے میری گزارش ہے کہ یہ تاثر بالکل بے بنیاد ہے کہ ہم اس کی نفی کرتے ہیں اور ہم آپ کو اور آپ کے توسط سے معزز ایوان کو واضح طور پر جتانا چاہتے ہیں کہ صرف حلف ہمارے لئے اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ اس حلف نے ویسے بھی ہونا ہے اور یہ ان کا آئینی حق ہے۔ ہمارے سامنے اور ہدف ہے۔ ہمارا ہدف اس پنجاب کی عوام کی خدمت ہے جس کے

نئے وزیراعلیٰ کے initiative پر عملدرآمد ہوتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہو گا اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ اس معاملے کو آگے بڑھایا جائے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے دوست پھر بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی debate تو نہیں ہوئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی' درست ہے۔ یہ debate نہیں ہے اس لئے اب ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلایا جائے۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں debate کی بات نہیں کرتا اور نہ ہی میں ان کی کسی بات کا جواب دوں گا۔ میں تو ایک document وزیر قانون کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایف۔ آئی۔ آر نمبر 27 تھانہ سٹی ضلع بھکر۔ یہ کہہ رہے تھے کہ یہ فراڈ تھا یہ ہو گیا' criminal case درج ہو گا' پھر کیا ہو گا اور کیسے ہو گا؟ جناب ! اگر تو کوئی اپوزیشن کا ممبر ہو گا' پھر تو یہ سب کچھ ہی ہو گا۔ یہ ایف۔ آئی۔ آر بھی اسی قسم کے فراڈ کی بنیاد پر درج ہوئی ہے۔ میں اس ایف۔ آئی۔ آر کی کاپی وزیر قانون کو دیتا ہوں۔ ذرا دیکھ لیں کہ یہ جو ملزم ہے یہ کہیں ان کا منسٹر تو نہیں ہے؟

(اس مرحلے پر ایف۔ آئی۔ آر کی کاپی وزیر قانون کو دی گئی)

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

نو منتخب رکن اسمبلی جناب ہارون اختر خان کا حلف

جناب سپیکر: منتخب رکن جناب ہارون اختر خان پی پی- 156 حلف لینے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں اب میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لے لیں اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت کریں۔

(اس مرحلے پر نو منتخب رکن جناب ہارون اختر خان نے حلف لیا
اور حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت کئے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نشستوں پر کھڑے
ہو کر مسلسل نعرہ بازی کرتے رہے)

سوالات (محکمہ جات ثقافت و امداد باہمی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات ثقافت اور امداد باہمی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا تھا۔ یہ بالکل بجا کہتے ہیں کہ آرڈیننسز نہیں آنے چاہئیں۔ کم از کم اگر میں اس ممبر کی جگہ ہوتا تو استعفیٰ دے دیتا۔ میرے خیال میں اس طرح حلف لینے سے زیادہ رسوائی ہے۔ ہم احتجاجاً پندرہ منٹ کے لئے ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف 15 منٹ کے لئے
ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

سید احسان اللہ وقاص، سوال نمبر 1349

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

سید احسان اللہ وقاص، جی، پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

الحمراء آرٹس کونسل کے ہالز اور ان کے کرایہ کی تفصیل

*1349، سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) الحمراء آرٹس کونسل کے زیر تحویل کتنے ہال ہیں اور اس وقت ہر ہال کے کرایہ کی شرح کیا ہے؛ کیا کسی ادارہ یا شخص کو کرایہ کی شرح میں خصوصی رعایت بھی دی جاتی ہے؛ اگر دی جاتی ہے تو اس کے لئے کیا معیار ہے؛

(ب) الحمراء ہال میں ایسے لچر ڈرامے، جن میں ذو معنی جملے بولے جاتے ہیں اور عریاں ڈانس ہوتے ہیں، ان کے سدباب کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جاتی ہیں؛

وزیر ثقافت و امور نوجوانان،

(الف) لاہور آرٹس کونسل کے زیر تحویل مندرجہ ذیل ہال / گیلری / تھیٹر ہیں۔

مال روڈ کمپلیکس

نور جہاں ہال (الحمراء ہال 1)

الحمراء ہال II، الحمراء ہال III

اللہ بخش آرٹ گیلری، کلچرل کمپلیکس (فیروز پور روڈ)

ہال۔ I، ہال۔ II

اوپن ایئر تھیٹر

مستقل آرٹ گیلری

ہالوں کی شرح کرایہ بالترتیب پرچم (ڈی) اور (ای) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ہالوں کے کرایہ میں رعایت یا معافی بورڈ آف گورنرز کے اختیار میں ہے اور فن و ثقافت کے فروغ کے لئے یا خیراتی اور فلاحی ادارے کے پروگرام کے لئے کرایہ میں رعایت یا معافی دی جاتی ہے۔ بورڈ آف گورنرز نے یہ اختیار ایک حد تک لاہور آرٹس کونسل کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کو دے رکھا ہے۔

(ب) لاہور آرٹس کونسل (الحمراء) میں کمرشل ڈرامہ پرائیویٹ پروڈیوسر پیش کرتے ہیں۔ الحمراء میں ہونے والے ایسے ڈراموں میں ڈانس نہیں ہوتا جبکہ ذومعنی جملے بولے جانے کا تصور ہے۔ الحمراء ہالوں میں کمرشل ڈراموں کے دوران سٹیج منیجر موجود ہوتا ہے جس کا یہ فرض ہے کہ وہ ذومعنی اور فحش جملے نہ بولنے دے اور ڈرامہ منظور شدہ سکرپٹ کے مطابق چلائے۔ کبھی کبھار جب کوئی فنکار سکرپٹ سے تجاوز کرے تو اس کو تنبیہ کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ الحمراء ہال کے متعلق اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ "بعض آرٹسٹ جو ہیں وہ ذومعنی فقرے بولتے ہیں اور اس کے نتیجے میں بعض اوقات فحش جملے بھی بولے جاتے ہیں اور ڈرامے منظور شدہ script کے مطابق نہیں چلائے جاتے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور شہر کے لوگوں کے لئے یہ ایک سستی تفریح ہے اور وہاں پر ڈراموں کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے اس کے نتیجے میں خود ڈرامہ آرٹسٹوں میں جو شریف لوگ ہیں وہ بھی چیخ اٹھے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں کی انتظامیہ اس پر کوئی موثر کارروائی نہیں کر رہی اس لئے براہ مہربانی اگر وزیرموصوف موجود ہوں تو کیا وہ مجھے اس بات کی یقین دہانی کرائیں گے کہ آئندہ اس بات کا اہتمام کیا جائے گا کہ وہاں پر ذومعنی اور فحش فقروں کو سختی کے ساتھ روکا جائے گا اور ڈراموں کو script کے مطابق کرنے کی اجازت دی جائے گی؟

جناب سپیکر، وزیر ثقافت!

وزیر ثقافت و امور نوجوانان، جناب والا! معزز رکن نے جو کچھ کہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ میری پوری کوشش ہو گی کہ ڈراموں میں جو ذومعنی جملے بولے جاتے ہیں وہ نہ بولے جائیں۔ علاوہ ازیں ڈرامہ بھی

سکرپٹ کے مطابق کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! میرا ضمنی سوال جز (ب) کے متعلق ہے۔ میرا ان سے سوال ہے کہ الحمراء آرٹس کونسل کی انتظامیہ نے جن لوگوں نے فحش کلمات یا ذو معنی الفاظ استعمال کئے ہیں پچھلے ایک سال میں کتنے افراد کے خلاف کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر، وزیر ثقافت!

وزیر ثقافت و امور نوجوانان، معزز رکن جو کچھ فرما رہے ہیں آج تک تو ہمارے پاس اس قسم کی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ اس قسم کی ہمارے پاس کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! اخبارات بھرے ہوتے ہیں اور پچھلے دنوں اخبارات میں بھی یہ آیا تھا اور جناب نے بھی پڑھا ہوگا اور یہ ہاؤس بھی اس کا گواہ ہوگا کہ پولیس نے باقاعدہ وہاں پر raid کیا اور کئی فنکاروں کو وہ پکڑ کر تھانے بھی لے گئے اور ان کو دو راتیں وہاں پر رکھا۔ وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی شکایت نہیں۔

جناب سپیکر، چلیں' اگر کوئی شکایت آئی تو یہ ان کے خلاف یقیناً کارروائی کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! ابھی پچھلے دنوں یہ سب کچھ اخبارات میں آیا ہے بلکہ ایک ہفتہ پہلے یہ اخبارات میں آیا ہے کہ وہ فنکار جو ذومعنی اور فحش کلمات اور dialogue بولتے تھے ان کو گرفتار کر کے وہ تھانے لے گئے اور تھانے میں ان کو دو دن بند رکھا گیا۔

جناب سپیکر، وزیر موصوف صاحب آپ دیکھ لیں کہ اس قسم کے کوئی واقعات رونما ہوئے ہیں تو قانون کے مطابق اس پر کارروائی کر لیں۔

وزیر ثقافت و امور نوجوانان ، جی' درست ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، سوال نمبر 2078 (طبع شدہ سوال دریافت کیا گیا ہے)

جناب سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؛

سید احسان اللہ وقاص، نہیں' جناب! اس کا جواب پڑھا جائے؛

جناب سپیکر، اس کا جواب پڑھا جائے۔

پارک ویو کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں درپیش مسائل اور حکومتی کردار

*2078۔ سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پارک ویو کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کی موجودہ انتظامیہ نے سابقہ ممبران کے پلاٹ منسوخ کر کے ان پر قبضہ کر لیا ہے اور انہیں نئے ریٹ پر فروخت کر رہے ہیں؛

(ب) کیا پارک ویو سوسائٹی کے پلاٹس کے نئے ریٹس کی منظوری کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ سے حاصل کی گئی ہے؛ اگر حاصل کی گئی ہے تو کب اور کیسے۔ پلاٹس کے سابقہ اور موجودہ فی کنال ریٹس کیا ہیں؛

(ج) پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کا سالانہ آڈٹ کب ہوا اور اس آڈٹ رپورٹ میں کن بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی۔ ان میں سے اہم نکات بیان فرمائیں اور بے ضابطگیوں کے تدارک کا کیا انتظام کیا گیا ہے؛

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس سوسائٹی کے موجودہ سیکرٹری جنرل نے سوسائٹی کے ملکیتی قبرستان' پارک' سکول و کالج وغیرہ کے لئے وقف پلاٹ بھی فروخت کر دیئے ہیں؛

(ہ) یہ بھی بتایا جائے کہ اس سوسائٹی کی رجسٹریشن کب ہوئی؛ پہلی انتظامی کمیٹی کے عہدے داران کون تھے اور موجودہ انتظامیہ نے کب انتظام سنبھالا؛ گزشتہ دنوں ہونے والی سالانہ جنرل باڈی میٹنگ کتنے عرصہ بعد منعقد ہوئی؛

(و) کیا سوسائٹی کی ابتدائی ٹاؤن پلاننگ میں کوئی تبدیلیاں کی گئی ہیں؛ تو کس کی منظوری سے نیز حکومت نے اس سوسائٹی کے معاملات کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے کیا کردار ادا کیا ہے؟

وزیر امداد باہمی،

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور کینٹ پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی نے سابقہ ممبران کے پلاٹس کی الاٹمنٹ بوجہ نادہندگی منسوخ کر دی ہے۔ وہ رقبہ جس پر یہ پلاٹس مشتمل تھے پہلے ہی سوسائٹی کے زیر قبضہ تھا۔ ترقیاتی کام مکمل کرنے کے لئے درکار رقم اکٹھی کرنے کے لئے سوسائٹی دوسرے اشخاص کو ایسے پلاٹ الاٹ کرتی ہے۔

(ب) مروجہ قوانین کے تحت انہیں ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہے۔

(ج) پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کا سالانہ آڈٹ مالی سال مختتمہ 30-6-2001 تک ہو چکا ہے۔ آڈٹ رپورٹ میں درج ذیل چیدہ چیدہ بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

1۔ سوسائٹی کے ممبران سے وصول کی جانے والی رقومات بروقت بنک میں جمع نہیں کروائی جاتی رہیں جس کی وجہ سے رقم کے خورد برد ہونے کا احتمال رہا۔ ماضی میں اس معمول کی بنا پر محمد رمضان اکاؤنٹنٹ (سابقہ) نے ادارہ کی رقم مبلغ -/9,93,899 روپے خورد برد کی جس کی بازیابی ابھی تک نہ کی جا سکی ہے۔

2۔ سوسائٹی نے اپریل 1990 تا فروری 1991 میں 352 کنال 3 مرلے زمین مساۃ شہزادی امراؤ بخت سے بعنوان کنال پراجیکٹ خرید کی جس میں سے 202 کنال ایک مرلہ زمین انجمن کے نام نہ ہے کیونکہ اس خرید شدہ زمین کے دیگر وارثان نے سوسائٹی کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ جولائی 1996 میں ایک معاہدہ کے تحت مذکورہ بالا تمام زمین مسٹر محمد رمضان کو بعوض -/6,28,54,750 روپے میں فروخت کر دی گئی۔ خریدار نے مبلغ -/3,63,92,750 روپے بطور قیمت زمین 151 کنال دو مرلے 31۔ جنوری 1998 تک ادا کرنے

تھے۔ بقیہ زمین 202 کنال دو مرلے کے عوض مبلغ -/2,64,62,000 روپے زیر التواء کیس کی باضابطہ تکمیل کے بعد ادا کرنا تھے۔ سال مختتمہ 30-6-2001 تک محمد رمضان سے صرف -/1,14,20,200 روپے وصول ہوئے مگر بموجب رپورٹ یہ سودا تاحال نامکمل ہے۔

سوسائٹی اس سلسلے میں معاہدہ کے مطابق سودے کی تکمیل کے لئے -/9,93,899 روپے کے لئے قانونی چارہ جوئی نہیں کر رہی ہے۔

3۔ دوران آڈٹ سال 2000-01 مبلغ -/55,10000 روپے مختلف اشخاص کو برائے قبضہ زمین ادا کئے گئے ہیں مگر رقم کی تصدیق نہ ہو سکی کیونکہ رقم بنک کے توسط سے ادا کرنے کے بجائے نقد ادا کی گئی۔

4۔ مبلغ -/43,70,599 روپے مختلف اشخاص اور اداروں کو زمین کے قبضہ اور دیگر مدات میں جن میں سے مبلغ -/14,20,500 روپے 1996 میں بطور پیشگی ادا کئے گئے جبکہ طویل عرصہ گزرنے کے باوجود متعلقہ امور میں کوئی پیشرفت نہ ہوئی۔ رقم کے ڈوبنے کا احتمال ہے۔

5۔ مبلغ -/30,00,000 روپے بطور پیشگی برائے خرید زمین 9 کنال 18 مرلے مسٹر بشارت علی اکبر کو 7۔جولائی 2000 کو ادا کئے گئے جس میں سے 4 کنال 3 مرلے کی رجسٹری انجمن کے نام مارچ 2002 میں ہوئی لیکن رجسٹری کے کاغذات پر باضابطہ دستخط نہ ہیں۔

آڈٹ رپورٹ میں آڈیٹر نے بے ضابطگیوں کے تدارک کے لئے زیر دفعہ 50-A,22-A کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کارروائی عمل میں لانے کی تجویز دی ہے۔ متذکرہ کارروائی عمل میں لانے کے لئے ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹوز لاہور کو ہدایت کر دی گئی ہے۔

(د) یہ غلط ہے کہ سوسائٹی کے سیکرٹری نے قبرستان پارک سکول وغیرہ کے پلاٹ فروخت کر دیئے ہیں کیونکہ سیکرٹری کے پاس اس کا اختیار نہ ہے۔

(ہ) سوسائٹی کی تاریخ رجسٹریشن 29۔نومبر 1987 ہے۔ پہلی انتظامیہ کے عہدیداران درج ذیل تھے۔

1۔	لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) مختیار رانا	پیٹرن
2۔	کے ڈی رانا سابقہ جی ایم پی۔آئی۔اے	چیئرمین
3۔	شہزادہ جہانگیر یار ایٹ لاء	وائس چیئرمین

4۔	میجر (ریٹائرڈ) جاوید بشیر خان	جنرل سیکرٹری
5۔	محمد عمران بٹ	سیکرٹری خزانہ
6۔	کیپٹن (ریٹائرڈ) اطہر علی	جائنٹ سیکرٹری
7۔	ایم آر صدیقی ایم ای او	ممبر
8۔	جہانگیر مرزا ڈی۔ آئی۔ جی لاہور	ممبر
9۔	ائر کموڈور ظفر محمود	ممبر
10۔	میجر فیاض بشیر	ممبر
11۔	میجر طارق رضوان	ممبر
12۔	ڈاکٹر وحید مصطفےٰ	ممبر
13۔	میجر ضیاء الحسن	ممبر
14۔	کرنل زاہد منہاس	ممبر
15۔	اے یو سلیم	ممبر

موجودہ انتظامیہ نے دسمبر 2000 میں چارج سنبھالا تھا۔ سالانہ اجلاس عام ہر سال منعقد ہوتا ہے۔

(و) ابھی تک سوسائٹی کے ٹاؤن پلان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ لاہور کی بڑی مشہور و معروف سوسائٹی ہے اور اس کے مالکان لاہور کے بڑے مقتدر، بااثر اور با رسوخ لوگ ہیں۔ اس سوسائٹی کا 2001 کے بعد کوئی آڈٹ بھی نہیں ہوا ہے۔ اس سوسائٹی میں جو کچھ ہو رہا ہے 2001 تک کے آڈٹ کی رپورٹ کی تفصیل پورے ایوان نے سن لی ہے۔ میں معزز وزیر محترم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آڈٹ رپورٹ کے ذریعے اس کے اندر کروڑوں روپے کی چیزوں کی نشان دہی کی گئی ہے محکمے نے اس کا کیا اہتمام کیا ہے کہ ممبران کو پیسے واپس ملیں اور audit objections کو دور کیا جا سکے؟

جناب سپیکر: جی، کوآپریٹو منسٹر!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! جیسا کہ اس جواب میں بتا دیا گیا ہے کہ اس سوسائٹی کے جتنے آڈٹ ہوئے ہیں، آڈٹ رپورٹ آنے کے بعد ڈسٹرکٹ کوآپریٹو افسر لاہور کو ہدایت کر دی گئی ہے اور اس

نے سوسائٹی کے تمام اہلکاروں کو بلا کر اس رقم کی ریکوری کے بارے میں ایکشن لینے کو کہا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! یہ پیسے کب تک recover ہونے کی امید ہے اور اس کا اگلا آڈٹ کب کروا رہے ہیں؟

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! چونکہ یہ کام بذریعہ کورٹ ہو رہا ہے۔ یہ matter رجسٹرار کی عدالت میں subjudice ہے۔ کوشش کریں گے کہ جلدی ہو جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ اس سوال کے جواب میں حکومت نے یہ بات کہی ہے کہ محمد رمضان اکاؤنٹنٹ سابقہ نے ادارے کی رقم مبلغ 9,93,899 روپے خورد برد کئے جس کی بازیابی ابھی تک نہ کی جا سکی ہے۔ وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محمد رمضان اکاؤنٹنٹ کے خلاف اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

وزیر امداد باہمی، یہ معاملہ ڈسٹرکٹ کوآپریٹو افسر لاہور کی عدالت میں زیر سماعت ہے اور وہ بذریعہ کورٹ اس سے ریکوری کے اقدامات کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، کیا اس اکاؤنٹنٹ کے خلاف کوئی فوجداری یا دیوانی مقدمہ قائم کیا گیا ہے؟

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت اس کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے جو کہ ڈسٹرکٹ رجسٹرار کے دائرہ اختیار میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال 2221- شیخ تنویر احمد صاحب کا ہے۔

شیخ تنویر احمد، سوال نمبر 2221 (طبع شدہ دریافت کیا گیا)

متاثرین تاج کمپنی کو رقوم کی ادائیگی
کے لئے حکومتی اقدامات کی تفصیل

*2221۔ شیخ تنویر احمد، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے کوآپریٹو سوسائٹیز کے متاثرین کی رقم واپس دلا کر ہزاروں لوگوں کو relief دیا ہے مگر تاج کمپنی کے متاثرین عرصہ تقریباً 13 سال سے اذیت میں مبتلا ہیں اور ان کی رقوم کی ادائیگی کے لئے کوئی مؤثر انتظام نہ کیا گیا ہے جبکہ تاج کمپنی کے اربوں روپے کے اثاثے بھی موجود ہیں؛
(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تاج کمپنی کے متاثرین کی رقوم نقد یا سرٹیفیکیٹس کی صورت میں جلد از جلد واپس کرانے کے لئے کوئی ٹھوس و مؤثر اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو تفصیلاً آگاہ فرمائیں؛

وزیر امداد باہمی،

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے کوآپریٹو سوسائٹیز / کارپوریشن کے متاثرین کی رقم واپس دلا کر ہزاروں لوگوں کو relief دیا ہے۔ چونکہ تاج کمپنی پرائیویٹ کمپنی ہے۔ یہ کوآپریٹو ایکٹ 1925 کے تحت رجسٹر شدہ نہ ہے اس لئے اس کے متاثرین کو کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے relief نہیں دیا جا سکتا۔ یہ کیس لاہور ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے۔
(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! اس سوال کے حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے تاج کمپنی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ درست ہے کہ حکومت نے کوآپریٹو سوسائٹیز / کارپوریشن کے متاثرین کی رقم واپس دلا کر ہزاروں لوگوں کو relief دیا ہے۔ چونکہ تاج کمپنی لمیٹڈ پرائیویٹ کمپنی ہے۔ یہ کوآپریٹو ایکٹ 1925 کے تحت رجسٹر شدہ نہ ہے اس لئے اس کے متاثرین کو کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے relief نہیں دیا جا سکتا۔ یہ کیس لاہور ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے اس ملک میں پچھلے 15 سال سے لوگوں کے ساتھ جو فراڈ ہوا ہے اس میں تاج کمپنی کے حوالے سے لوگ بڑے ذلیل و خوار ہوئے ہیں۔ حکومت کی یہ ڈیوٹی ہے اور حکومت کے علم میں بھی ہے کہ انہوں نے فراڈ کیا ہے۔ میرا ان سے سوال ہے کہ حکومت تاج کمپنی کے متاثرین کو پیسے دلانے کے لئے کیا کچھ کر رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ یہ سوال کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ نہیں ہے۔ تاج کمپنی 1925 کے کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت ہمارے پاس رجسٹرڈ نہیں ہے۔ وہ علیحدہ رجسٹرڈ ہے اور ان کا علیحدہ کیس ہے جو کہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے اور کورٹ کا فیصلہ آنے کے بعد حکومت اس پر عمل درآمد کرائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال جناب ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر 3132 (طبع شدہ دریافت کیا گیا)

سیالکوٹ C C.B کے زیر انتظام کوآپریٹو ھاؤسنگ سوسائٹیز کے ترقیاتی کاموں کی تفصیل

*3132: جناب ارشد محمود بگو، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کے دائرہ کار میں سٹیزن کمیونٹی بورڈ قائم کئے جا چکے ہیں اور سٹیزن کمیونٹی فنڈز بھی رجسٹرڈ کوآپریٹو اور ہاؤسنگ سوسائٹیز کے ترقیاتی کاموں پر استعمال ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوآپریٹو ایکٹ اور رجسٹرڈ سوسائٹی کے by laws کے تحت تمام تر ترقیاتی کاموں کی ذمہ داری متعلقہ رجسٹرڈ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کی بنتی ہے اور ان کے پاس ایسے کاموں کے لئے وافر فنڈز بھی ہوتے ہیں؟

(ج) سیالکوٹ میں کس کس کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی میں فنڈ C.C.B کے تحت خرچ کئے گئے ہیں اور کتنے؛ تحصیل وائز تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

وزیر امداد باہمی،

(الف) یہ درست ہے کہ دی ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی سیالکوٹ کے دائرہ کار میں C.C.B زیر نمبری EDO-CD-SLK-II، Dated 24-5-2003 رجسٹر ہو چکا ہے لیکن کسی قسم کا کوئی فنڈ ابھی تک ترقیاتی کاموں میں استعمال نہ ہوا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ترقیاتی کاموں کی ذمہ داری کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ اور سوسائٹی ہذا کے رجسٹرڈ by laws کے تحت متعلقہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کی بنتی ہے جس کے لئے فنڈز سوسائٹی ہذا کے ممبران ہی مہیا کرتے ہیں اور انتظامیہ کمیٹی سوسائٹی کی ضروریات اور پالیسی کے تحت اس فنڈ کو خرچ کرتی ہے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں کسی بھی ہاؤسنگ سوسائٹی میں فنڈز C.C.B کے تحت خرچ نہ ہوئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے۔ میں نے اس سوال کے جز (الف) میں سوال کیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کے دائرہ کار میں سٹیزن کمیونٹی بورڈ قائم کئے جا چکے ہیں اور سٹیزن کمیونٹی فنڈز بھی رجسٹرڈ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے ترقیاتی کاموں پر استعمال ہو چکے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ درست ہے کہ دی ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز سیالکوٹ کے دائرہ کار میں سی۔سی۔بی زیر نمبری EDO-CD-SLK-II، Dated 24-5-2003 رجسٹرڈ ہو چکا ہے لیکن کسی قسم کا کوئی فنڈ ابھی تک ترقیاتی کاموں میں استعمال نہ ہوا ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ کیا سی۔سی۔بی کے فنڈز کوآپریٹو سوسائٹی پر استعمال ہو سکتے ہیں؟

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! یہ سوسائٹیز جہاں سے بھی اپنا کوئی فنڈ لینا چاہیں اور کوئی ایجنسی انہیں دینا چاہے تو ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو گا جہاں تک ان کا سیالکوٹ کا مسئلہ ہے اس میں تو ہم نے انہیں بتایا ہے کہ ابھی تک وہاں پر کوئی فنڈز استعمال نہیں ہوئے۔ نہ کسی سے لئے گئے ہیں اور نہ ہی استعمال ہوئے ہیں۔ یہ تو ہم نے بتا دیا ہے۔ انہیں کوئی فنڈ مہیا کرتا ہے تو یہ سوسائٹی کا اور سی۔سی۔بی کا آپس

کا معاملہ ہے۔ اس میں محکمے کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ وہ generate کر لیں ہم ان کو direction نہیں دے سکتے۔

جناب ارشد محمود بگو، میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ سی۔سی۔پی کی میں نے جیسے وضاحت کی ہے کہ یہ سٹی کمیونٹی بورڈ ہر ضلعے کی سطح پر بنتا ہے۔ اس میں کوئی عوامی نمائندہ شامل نہیں ہوتا۔ وہ بورڈ 25 افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہمارا لوکل باڈیز کا 2001 کا آرڈیننس ہے۔ اس میں یہ ہے کہ بجٹ کا 25 فیصد سی۔سی۔بی کے ذریعے خرچ ہوگا اور یہ ایک غیر سیاسی تنظیم ہوتی ہے جو یونین کونسل پر 25 افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ اگر فنڈ کسی غلط طریقے سے کسی کوآپریٹو سوسائٹی پر خرچ ہو جائے گا تو ان یونین کونسلوں کی حق تلفی ہوگی۔ انھوں نے جواب clear نہیں دیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے دائرہ کار میں سی۔سی۔بی قائم کئے جا چکے ہیں؛ انھوں نے کہا کہ "ہاں" میرا اس پر ضمنی سوال یہ تھا کہ کیا سی۔سی۔بی کوآپریٹو سوسائٹی پر فنڈ خرچ کر سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے کہا ہے کہ وہ چاہیں تو اس کو استعمال میں لا سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، یہ یہی statement دے دیں۔

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ سی۔سی۔بورڈ لوکل گورنمنٹ کے ماتحت آتے ہیں اور ان کی اپنی contribution ہوتی ہے۔ اس میں سے 25 فیصد انھوں نے لوکل پاپولیشن پر خرچ کرنا ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی کوآپریٹو سوسائٹی پر خرچ کرنا چاہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال 3291 ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، سوال نمبر 3291 (معزز رکن نے طبع شدہ سوال سید حسن مرتضٰے کے ایماء پر دریافت کیا)

الحمراء آرٹس سنٹر لاہور۔ ہالوں کی تعداد، آمدن و اخراجات کی تفصیل

*3291، سید حسن مرتضٰی، کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) الحمراء آرٹ سنٹر لاہور میں کتنے ہال ہیں اور کس کس ہال میں ثقافتی شو منعقد ہوتے ہیں؟

(ب) سال 2001 سے آج تک ان کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے حال ہی میں الحمراء کے ہالوں میں ڈانس وغیرہ بند کیا تھا۔ کیا حکومت ان ہالوں میں ڈانس پر سختی سے پابندی لگانے اور اس پر عمل درآمد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ثقافت و امور نوجوانان،

(الف) لاہور آرٹس کونسل الحمراء آرٹ سنٹر کے تین ہال ہیں۔ شرکاء کی تعداد کے پیش نظر کوئی بھی پروگرام کسی بھی ہال میں کیا جا سکتا ہے۔ اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

(ب)

	آمدن	اخراجات
جولائی 2001 تا جون 2002	1,71,94,319/-	1,21,19,559/-
جولائی 2002 تا جون 2003	2,15,67,922/	2.71,79,601/-
جولائی 2003 تا نومبر 2003	83.64,497/-	71,48,209/-
	4,71,26,738/-	4,64,47,369/-

(ج) یہ درست ہے کہ حکومت کے اعلان کے تحت الحمراء ہالوں کے ڈراموں میں ڈانس پر پابندی عائد ہے جس پر سختی سے عمل جاری ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور آرٹس کونسل کی کروڑوں روپے کی بلڈنگیں ہیں۔ جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ 4,71,26,738 روپے کی آمدن ہوئی ہے اور 4,64,47,369 روپے کے اخراجات ہوئے ہیں۔ یہ ہال بنیادی طور پر کرائے پر دیئے جاتے ہیں۔ اس سے ایک معقول آمدنی ہونی چاہئے۔ یہاں پر پنجاب حکومت کے کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں جس سے آمدن پانچ لاکھ روپیہ بھی نہیں ہے۔ اتنی کم آمدنی کی کیا وجہ ہے؟ جبکہ سارا سال وہ ہال بک رہتے ہیں۔ اس کے برعکس چھوٹے چھوٹے ہالوں کے مالکان نے ایک ہال سے تین تین ہال بنائے ہیں۔ تین سال کی آمدنی چار لاکھ روپیہ ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر ثقافت و امور نوجوانان، یہاں پر جو تفصیل دی ہوئی ہے اس میں آمدنی اور اخراجات بھی لکھے ہوئے ہیں۔ الحمراء ہالوں کی جو پوزیشن ہے تو اس میں ہم ثقافت کے پروگرام بالکل مفت کرواتے ہیں

جس میں لوگوں کو مفت تفریح ملتی ہے۔ اس پر کوئی ٹکٹ چارج نہیں ہوتا۔ مہینے میں دو چار ایسے پروگرام اور ڈرامے ہوتے ہیں جو لوگوں کے لئے بالکل مفت ہوتے ہیں۔ ہم جو ڈرامے کرواتے ہیں تو اس پر بھی خرچ آتا ہے تو جتنی آمدنی ہالوں سے ہوتی ہے تو تقریباً اتنے پیسے ہی ہم پروگراموں پر لگا دیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میں فاضل وزیر کی اس بات کو چیلنج کرتا ہوں۔ کیونکہ یہاں پر بہت کم پروگرام ہوتے ہیں جیسے بلائنڈز کا پروگرام ہو جس کو یہ free ہال دیتے ہیں ورنہ ان کے چارجز ہوتے ہیں۔ انھوں نے لکھ کر بھی دیا ہوا ہے کہ یہ 150000 روپیہ ہال نمبر 1 کے 750 سیٹوں کے لئے پندرہ دن کے لئے لیتے ہیں۔ فی شو کا 8333 روپے لیتے ہیں۔ وہاں پر آمدنی کا اتنا بڑا ذریعہ ہے۔ وہاں پر بڑا خرچہ بجلی کا بل ہونا چاہئے۔ وہاں پر اور اتنے اخراجات ہو جاتے ہیں کہ چار سال کے اندر صرف چار لاکھ روپیہ آمدنی ہو رہی ہے میں آمدنی اور خرچ کے فرق کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اتنا کم کیوں ہے؟ مال روڈ پر پنجاب حکومت کی پراپرٹی ہے۔ میں ان کی بات کو بالکل درست تسلیم نہیں کرتا کہ وہاں مفت پروگرام ہوتے ہیں۔ ہم نے خود پروگرام کرائے ہیں۔ یہ کسی کو رعایت نہیں دیتے سوائے اس کے کہ بےچارے بلائنڈز کا کوئی پروگرام ہو تو وہاں روزانہ تین تین ہالوں میں ڈرامے چل رہے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد آمدنی کا یہ حال ہے۔ یہ بتائیں کہ ایک سال کے اندر کتنے مفت پروگرام ہوئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ دوسرا سوال بنتا ہے۔ اگلا سوال 3363 جناب محمد وقاص صاحب کا ہے--- تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال 3364 بھی ان کا ہے--- تشریف نہیں رکھتے۔ سوال نمبر 3371 محترمہ نور النساء ملک صاحبہ کا ہے--- تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال نمبر 3372 بھی محترمہ نور النساء ملک صاحبہ کا ہے--- تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال 3383 محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید، سوال نمبر 3383۔

کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی رجسٹریشن پر پابندی کا مسئلہ

*3383۔ محترمہ ثمینہ نوید، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے کوآپریٹو فنانس کارپوریشنوں کے بحران کے بعد 1997 میں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی رجسٹریشن پر مکمل پابندی عائد کر دی تھی؛

(ب) پابندی کے بعد رجسٹر ہونے والی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی درخواست مع بائی لاز کی کاپی ایوان میں مہیا کی جائے۔

(ج) رجسٹر ہونے والی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز میں سے کتنی نے درست کام کیا؛ کتنی کے خلاف محکمہ نے کارروائی کی اور کتنی ہاؤسنگ سوسائٹیز محکمہ کے زیر انتظام چل رہی ہیں؛

(د) کیا حکومت کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی رجسٹریشن پر عائد پابندی کو ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؛ پابندی عائد کرنے سے حکومت کو کیا مالی فوائد حاصل ہونے اور پابندی اٹھانے سے کونسے نقصانات کا خدشہ ہے؛ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

وزیر امداد باہمی:

(الف) درست ہے۔

(ب) پابندی کے بعد محکمہ نے اب تک صرف دو درج ذیل کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی رجسٹریشن کی ہے۔

1- پاکستان رینجرز ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور۔

2- لاہور پریس کلب کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور۔

ان سوسائٹیز کے بائی لاز کی کاپی لف ہذا ہے۔

(ج) جز (ب) کے تحت تحریر کردہ ہاؤسنگ سوسائٹیز صحیح کام کر رہی ہیں اور ان میں سے کسی کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی نہ ہوئی ہے تاہم محکمہ کے تحت اس وقت 295 کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کام کر رہی ہیں۔

(د) حکومت نے اس وقت تمام صوبے میں کوآپریٹو سوسائٹیز کا ایک سروے شروع کر رکھا ہے جو کہ پانچ مراحل پر مشتمل ہے۔ اس میں سے تین مراحل مکمل ہو چکے ہیں۔ جونہی سروے مکمل ہو گا تو اس کے نتائج کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت عائد کردہ پابندی کے بارے میں فیصلہ

کرے گی۔ چونکہ محکمہ کی طرف سے سوسائٹیز کی رجسٹریشن پر کوئی فیس عائد نہ ہے اس لئے کسی قسم کے مالی فوائد یا نقصانات کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' راجہ ریاض صاحب!

راجہ ریاض احمد، ہاؤس میں کورم نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر ایوان میں موجود معزز ممبران کی گنتی کی گئی) ہاؤس میں کورم نہ ہے۔ دس منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر دس منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، دوبارہ گنتی کی جاتی ہے۔ Honourable members to take seat please (اس مرحلہ پر دس منٹ کے وقفہ کے بعد ایوان میں موجود معزز ممبران کی دوبارہ گنتی کی گئی) کورم پورا ہے اس لئے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ Miss Samina Naveed was on the question

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیے!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ابھی چند لمحے پہلے ہم نے کورم کی نشاندہی کی تھی۔ ہماری انتہائی بد قسمتی اور افسوس کا مقام ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے سیکرٹری صاحب اگر یہاں پر آ کر بیٹھ جائیں تو کورم پورا ہو جاتا ہے اور اگر وہ اٹھ کر چلے جائیں تو کورم پورا نہیں ہوتا۔ ان ارکان کا یہ جو گروہ ہے۔ میں اس (ق) لیگ کو پارٹی نہیں سمجھتا۔ یہ مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی سے بھاگے ہوئے لوگوں کا ایک گروہ ہے جنہوں نے اقتدار پر قبضہ کیا ہوا ہے اور یہ اس وقت تک اس حکومت کے ساتھ ہیں۔۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order.

تعزیت

وفاقی وزیر میاں عبدالستار لالیکا اور سابق ایم-پی-اے
طارق اقبال کی وفات پر دعائے مغفرت

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، چودھری اقبال صاحب! Honourable members should take their seats please.

وزیر خوراک، جناب سپیکر! ہماری جماعت کے سینئر ترین ممبر اور حکومت پاکستان کے وفاقی وزیر میاں عبدالستار لالیکا قضائے الٰہی سے وفات پا چکے ہیں اور ایک اور ہمارے محترم دوست، عزیز اور برخوردار طارق اقبال صاحب جو کہ قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں، وہ سلیم اقبال صاحب کے بیٹے ہیں، دونوں باپ بیٹا اس معزز ایوان کے ممبر رہے ہیں اس لئے طارق اقبال صاحب اور میاں عبدالستار لالیکا صاحب کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں عبدالستار لالیکا صاحب اور طارق اقبال صاحب کے لئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔

(اس موقع پر دعائے مغفرت کی گئی)

وزیر زرعی مارکیٹنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ، جناب سپیکر! تحصیل ناظم جلالپور پیروالہ ملک مشتاق لانگ صاحب وفات پا گئے ہیں ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کے علاوہ مخدوم حامد رضا گیلانی صاحب کے لئے بھی دعا کی جاتی ہے۔

(اس موقع پر دعائے مغفرت کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید، جناب سپیکر! میں محترم وزیر صاحب سے اس سوال کے جز (ب) کے بارے میں پوچھنا چاہوں گی کہ پابندی کے بعد رجسٹرڈ ہونے والی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی درخواست مع by laws کی کاپی ایوان میں جو مہیا کی گئی ہے میں اس کا جواب تفصیل سے چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر کوآپریٹو!

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! پابندی کے بعد مجاز اتھارٹی کی منظوری سے صرف دو سوسائٹیوں کی رجسٹریشن کی گئی ہے۔ اس میں ایک پاکستان رینجرز ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی ہے اور دوسری لاہور پریس کلب ہاؤسنگ سوسائٹی ہے۔ ان دو سوسائٹیوں کو ہم نے رجسٹرڈ کیا ہے اس کے علاوہ کسی اور سوسائٹی کو ہم نے رجسٹرڈ نہیں کیا۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی point out کیا تھا کہ ہاؤس میں ساؤنڈ سسٹم ٹھیک نہیں ہے۔ وزیر صاحب نے جو فرمایا ہے وہ ہمیں کچھ بھی سمجھ نہیں آیا بلکہ یہاں تک کہ محترمہ نے بھی جو بات کی ہے نزدیک ہونے کی وجہ سے شاید ہم کچھ تھوڑا بہت سمجھ سکے ہیں ورنہ ساؤنڈ کے حوالے سے ہمیں کچھ سنائی نہیں دیتا۔ جب ہم باہر لابی میں بیٹھے ہوتے ہیں تو یہ ساؤنڈ سسٹم بالکل ٹھیک کام کرتا ہے مگر جب اندر آتے ہیں تو کچھ سمجھ نہیں آتی اور ساؤنڈ سسٹم صحیح کام نہیں کر رہا۔ میں نے تکلی

دفعہ بھی point out کیا تھا' اس دفعہ بھی میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس طرف توجہ دیں اور اس کو ٹھیک کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ نے بالکل صحیح point out کیا ہے۔ سیکرٹری صاحب اس بات کا نوٹس لیں اور آئندہ اس چیز کا خیال رکھیں کہ یہ نہ ہو اور ساؤنڈ سسٹم کو ٹھیک کیا جائے کیونکہ آج بالکل ابتر حالات ہیں اور شاہ صاحب نے بالکل صحیح point out کیا ہے۔ جی' محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ رجسٹرڈ ہونے والی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیوں میں سے کتنی نے درست کام کیا ہے اور کتنی کے خلاف محکمانہ کارروائی کی اور کتنی ہاؤسنگ سوسائٹیاں محکمہ کے زیر انتظام چل رہی ہیں' اس کی تفصیل بتائی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو بہت لمبا سوال ہے اور اس کے لئے ایک نئے سوال کی ضرورت ہے۔ آپ کسی ایک سوسائٹی کے بارے میں پوچھیں تو پھر تو وزیر صاحب اس کا جواب دیں۔ آپ تمام سوسائٹیوں کا پوچھ رہی ہیں تو وہ اس کا جواب کہاں سے دیں؟

محترمہ ثمینہ نوید، جناب سپیکر! ان کے پاس ریکارڈ تو موجود ہو گا۔ یہ مجھے تحریری جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! اس کے لئے آپ کو پیشگی نوٹس دینا پڑے گا۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! چونکہ یہ منسٹر انچارج ہیں یہ بتا دیں کہ کتنی سوسائٹیوں کے خلاف یہ کارروائی کر رہے ہیں؟ ان کو اس بات کا تو پتا ہی ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ جس کارروائی کے متعلق پوچھنا چاہ رہے ہیں کم از کم اس کے بارے میں کوئی وضاحت تو ہونی چاہئے۔ یہ فی الوقت کیسے بتا سکتے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ان کا محکمہ ہے اور ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ یہ کتنوں کے خلاف انکوائری کر رہے ہیں؟ ان کے محکمے کا سیکرٹری بیٹھا ہوا ہے اس سے پوچھ کر بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اسی سوال کے اگلے جز کی طرف چلے جائیں تو وہاں پر ہم نے جواب دیا ہے کہ جتنی سوسائٹیاں ہیں ان کے متعلق ہم ایک جامع سروے کر رہے ہیں۔ اس سروے کی رپورٹ آنے کے بعد ہم یہ بتا سکیں گے کہ کتنی سوسائٹیاں غلط کام کر رہی ہیں، کتنی صحیح کام کر رہی ہیں۔ یہ سروے under process ہے، انشاء اللہ جون تک مکمل ہو جائے گا۔ سروے کے بعد ان کے سوال کا جواب دے دیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! جواب میں انہوں نے پانچ مراحل پر مشتمل سروے کا ذکر کیا ہے۔ یہ پابندی 1997 سے لگی ہوئی ہے تقریباً سات آٹھ سال ہو گئے ہیں جو یہ کام کر رہے ہیں۔ وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ یہ مراحل کب مکمل ہوں گے؟

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! پابندی تو 1997 سے لگی ہے مگر اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ سروے 1997 سے شروع ہوا۔ یہ سروے ہم نے ابھی شروع کیا ہے جب سے یہ حکومت معرض وجود میں آئی ہے۔ ہم یہ کام انشاء اللہ جون تک مکمل کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سروے کی رپورٹ جون کے بعد آئے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید، جناب سپیکر! وزیر صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ابھی یہ سروے مراحل میں ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جو مراحل اب تک مکمل ہو چکے ہیں ان کے متعلق ہی مجھے بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ جون تک سروے مکمل کر کے بتا دیں گے۔

اگلا سوال 3604 ملک محمد جاوید اقبال اعوان کا ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان، سوال نمبر 3604 (طبع شدہ سوال دریافت کیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع خوشاب کے متاثرین کو آپریٹو فنانس کارپوریشنوں کو رقوم کی ادائیگی کے لئے حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3604۔ملک محمد جاوید اقبال اعوان، کیاوزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) خوشاب ضلع کے کتنے متاثرین سابقہ کوآپریٹو فنانس کارپوریشنوں کے ایسے ہیں جنہیں ابھی تک رقم واپس نہیں ملی؟ ان میں سے کچھ اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اور زندہ بچ جانے والے انتہائی کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں؟

(ب) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان تمام کھاتہ داروں کو ان کی لوٹی گئی تمام رقوم کوآپریٹو فنانس کارپوریشنوں کے مالکان سے واپس دلوانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؛ اگر ہاں تو کب تک؛ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باھمی:

(الف) خوشاب ضلع کے ایسے متاثرین کی کل تعداد 1877 ہے جن کو ابھی تک کوئی ادائیگی بوجہ ذیل وجوہات نہیں ہو سکی۔

1۔ ان میں سے اکثر متاثرین نے متعدد بار یاددہانیوں اور اخبارات میں اشتہارات کے باوجود اپنے کلیم تاحال جمع نہیں کرائے ہیں۔

2۔ کچھ متاثرین کے کلیم مطابق ریکارڈ تاحال تصدیق نہ ہوئے ہیں؛

3۔ کچھ متاثرین کے ان کی متعلقہ CFCs میں فنڈز کی عدم دستیابی اور اثاثہ جات کی عدم موجودگی کی وجہ سے۔

<u>ضلع خوشاب سے متعلقہ C.F.Cs جن کے اثاثہ جات نہ ہیں۔</u>

1۔ نیشنل ڈویلپمنٹ کوآپریٹو سوسائٹی لمیٹڈ
2۔ یونین انڈسٹریل کوآپریٹو کارپوریشن
3۔ یونائیٹڈ ڈویلپمنٹ کوآپریٹو سوسائٹی
4۔ السادات کوآپریٹو تھرفٹ اینڈ کریڈٹ سوسائٹی
5۔ ایگریکلچر اینڈ الائیڈ سروسز کوآپریٹو
6۔ کمرشل کوآپریٹو ڈویلپمنٹ کارپوریشن

تاہم برحقائق قابل توجہ اور خوش آئند ہیں کہ ضلع خوشاب کے کل متاثرین کی تعداد 5076 تھی جن کے مختلف کوآپریٹو فنانس کارپوریشنوں میں تقریباً 13 کروڑ 54 لاکھ 14ہزار 8 صد 89 روپے جمع تھے جن میں سے 2914متاثرین کو ان کی مکمل جمع شدہ رقوم مبلغ 6 کروڑ 95 لاکھ 21 ہزار ایک صد اٹھارہ روپے ادا کر دیئے ہیں جبکہ بقیہ 285 متاثرین کی ادائیگی ان کی جمع شدہ رقوم کا پچاس فیصد یعنی مبلغ ایک کروڑ باسٹھ لاکھ ننانوے ہزار چھ صد انچاس روپے ادا کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) ایسے 1877 کھاتہ داران ہیں جن میں سے 415 کھاتہ داران متعلقہ نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن N.I.C.F.C ہیں جن کی مجموعی رقم مبلغ ایک کروڑ چھیالیس لاکھ تیس ہزار چار صد اکانوے روپے بنتی ہے جن کو 50 فیصد تک ادائیگی ان کے حاضر کردہ کلیم تصدیق کرا لینے کے بعد حسب ضابطہ کر دی جائے گی۔ بقیہ متاثرین سوسائٹی ہائے پاسبان، مسروسز، مرکنٹائل اور چھوٹے اداروں کے کھاتے داروں کو ان رقوم کی ادائیگی ان کے کلیم حاضر آنے اور کلیم ہائے کی تصدیق کے بعد حسب ضابطہ کر دی جائے گی۔ متعدد بار نوٹس دینے کے باوجود ابھی تک بعض متاثرین تاحال حاضر نہیں ہوئے اور نہ ہی اپنے کاغذات برائے تصدیق جمع کرواتے ہیں۔

مزید برآں کارپوریشنوں کے واجبات کی وصولی کے لئے ذمہ دار سابقہ ڈائریکٹران و قرض نادہندگان کے خلاف نیب کی وساطت سے کارروائی کی جا رہی ہے جس سے وصولیوں کی توقع ہے۔ ان کارپوریشنوں کے عہدیداران اور قرض نادہندگان سے جیسے جیسے وصولی ہو گی متاثرین کو ادائیگی کی جاتی رہے گی۔ تاہم مکمل ادائیگی جون 2005 تک متوقع ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنے متاثرین نے ابھی تک کلیم جمع نہیں کروائے، ان کے نام کیا ہیں؟ کن کن متاثرین کے ریکارڈ تصدیق نہیں ہوئے، کتنے متاثرین ایسے ہیں کہ جن کے فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے ادائیگی نہیں ہوئی اور فنڈز کی عدم دستیابی کی وجوہات کیا ہیں، کب تک مہیا کر دیئے جائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! آپ یہ سوال ملاحظہ فرمائیں کہ جنہوں نے کلیم ہی جمع نہیں کروائے ان کا ہم کیسے جواب دے سکتے ہیں کہ کتنے لوگوں نے کلیم جمع نہیں کروائے؟ جو لوگ ہمارے پاس آ کر کلیم جمع کروا رہے ہیں اور ان کے کلیم process ہو رہے ہیں، جو آدمی ہمارے پاس نہیں آئے، نہ ہی ہمارے پاس ان کا کوئی ریکارڈ ہی ہے تو ہم ان کی تعداد کیسے بتا سکتے ہیں؟

ملک محمد جاوید اقبال اعوان، جناب سپیکر! جن متاثرین نے نوٹس کے باوجود کلیم جمع نہیں کروائے ان کی تفصیل بتائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جاوید صاحب! آپ اس کے لئے ایک نیا سوال دیں اور اس میں پوری تفصیل لکھیں کہ جنہوں نے کلیم کئے ہوئے ہیں اور انہیں نہیں ملے ان کے نام لکھیں تاکہ ان کو کلیم مل سکیں۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! انہوں نے جو جواب دیا ہے اس میں خود انہوں نے confusion پیدا کی ہوئی ہے۔ سوال تو بڑا سادہ تھا کہ خوشاب ضلع کے ایسے متاثرین کی تعداد بتائی جائے جن کو کلیم ابھی تک نہیں ملے۔ ان کی تعداد 1870 ہے۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ان میں اکثر نے کلیم تاحال جمع نہیں کروائے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے اور وہ ملک صاحب نے بھی کیا تھا، وہ بڑا relevant سوال ہے اور ان کے پاس یہ ساری تفصیلات ہیں کہ کتنے لوگوں نے ابھی تک کلیم داخل نہیں کئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں تھوڑا سا جواب کو پڑھ دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، پڑھیں۔

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! "ضلع خوشاب کے کل متاثرین کی تعداد 5076 تھی جن کے مختلف کوآپریٹو فنانس کارپوریشنوں میں تقریباً 13 کروڑ 54 لاکھ 14 ہزار 8 صد 89 روپے جمع تھے جن میں سے

2914 متاثرین کو ان کی مکمل جمع شدہ رقوم مبلغ 6 کروڑ 95 لاکھ 21 ہزار ایک صد اٹھارہ روپے ادا کر دیئے ہیں جبکہ بقیہ 285 متاثرین کی ادائیگی ان کی جمع شدہ رقوم کا پچاس فیصد یعنی مبلغ ایک کروڑ باسٹھ لاکھ ننانوے ہزار چھ صد انچاس روپے ادا کر دیئے گئے ہیں۔"

جناب سپیکر! اس کے بعد یہ 1877 باقی بچے جن کی مختلف وجوہات ہیں۔ اس کے علاوہ ضلع خوشاب کے جن C.F.Cs کے پاس کوئی اثاثہ جات بھی نہیں ہیں ان کی کوئی ادائیگی نہیں ہو سکتی۔ ان کی لسٹ بھی provide کر دی گئی ہے کہ چھ کمپنیاں ہیں جن کے پاس کوئی اثاثے نہیں ہیں۔ ان کے متعلق آگر میں جا کر کوئی فیصلہ ہو سکے گا۔ان کی ادائیگی فی الحال نہیں ہو سکی۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ جن متاثرین نے اپنے کلیم جمع نہیں کروائے ان کی تعداد بتا دیں؟ میرا سوال تو یہ تھا انہوں نے سارا جواب پڑھ دیا ہے اور اس میں میرے اس ضمنی سوال کا جواب نہیں ہے۔ میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ کتنے لوگ ہیں کہ جنہوں نے کلیم داخل نہیں کیا' صرف تعداد بتا دیں؟

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! ہمارے پاس جو باقی ہیں وہ 1877 ہیں۔ اس میں ہم نے بتایا ہے کہ ان میں سے کچھ متاثرین کے کلیم تصدیق نہیں ہوئے اور کچھ متاثرین کی C.F C'S میں کوئی نہیں ہیں لہذا ان کو payment نہیں ہو سکتی۔ ان وجوہات کی بناء پر 1877 کا بیلنس بتایا ہے تو اس 1877 کی یہ اگر مزید bifurcation چاہتے ہیں کہ کتنے آئے اور کتنے نہیں آئے۔ تین فیزز میں کس کس میں آئے تو اس کے لئے یہ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں۔ میں ان کو بتا دوں گا یا پھر یہاں پر تازہ سوال کر دیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! یہاں پر سوالات اس لئے کئے جاتے ہیں کہ جب اسمبلی میں highlight ہوں تو لوگوں کی دادرسی ہو جائے۔ اب جو سوال ہم بھیجتے ہیں تو دو یا تین مہینے پہلے بھجواتے ہیں۔ محکمہ نے جو جواب وزیر موصوف کو بھجوایا ہے انہوں نے اسے من و عن ہی پڑھ دیا ہے۔ ان کے پاس اور کوئی information نہیں ہے۔ یہاں پر سیکرٹری بیٹھے ہوں گے۔ میں نے سوال یہ کیا ہے کہ انہوں نے خود کہا ہے کہ کچھ لوگوں نے کلیم داخل نہیں کئے۔ میں نے کہا کہ جن لوگوں نے کلیم داخل

داخل نہیں کئے ان کی تعداد بتا دیں' نام نہ بتائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ آپ یہ سوال پوچھیں کہ 1877 میں سے کن کو کلیم مل چکے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! اس میں انہوں نے جو کہا ہے کہ "اکثر"۔ اکثر کی تعداد میرا خیال ہے کہ تعداد تھوڑی ہی بنتی ہو گی۔ یہ فقرہ کچھ اسی طرح کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، Let me put this question to honourable Minister. کتنے کلیم مل چکے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو، سیکرٹری صاحب یہاں بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ان سے معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! اس میں پہلے میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ کل متاثرین کی تعداد 5076 تھی اور ان کو تقریباً 13 کروڑ 54 لاکھ روپے واجب الادا تھے۔ ان میں سے 2014 کو مکمل رقوم ادا کی جا چکی ہیں اور باقی 285 متاثرین کو ان کی رقوم کا 50 فیصد ادا کیا جا چکا ہے۔ ابھی بیلنس میں صرف 1877 ہمارے پاس موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی یہ کہ انہیں ابھی کوئی ادائیگی نہیں ہوئی۔

وزیر امداد باہمی، ان میں سے اکثر کا ریکارڈ ہی نہیں ہے۔ ان کے documents نہیں ہیں تو جب سارے سامنے آئیں گے تو اس کے بعد ہی ادائیگی ہو سکتی ہے۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ آپ کے ذریعے اور اسمبلی کے ذریعے یہاں میرے بھولے بھائی بیٹھے ہیں جو کہتے ہیں کہ افراد کی اہمیت نہیں ہے' اداروں کی اہمیت ہونی چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ ادارے جو بنتے ہیں وہ افراد کی protection کے لئے بنتے ہیں۔ اس کی ادنیٰ سی مثال یہ ہے کہ

مریدکے میں جی ٹی روڈ کے گرد ہائی ویز کی جو 220 فٹ جگہ ہے اس پر کیبن بنائے گئے ہیں اور وہ جگہ بغیر کوئی پیمائش کے گورنمنٹ نے 20 سال کے لئے ایک کرنل کو دے دی ہے تاکہ اس پر کیبن بنائے جائیں۔ ان سے کرایہ وصول کیا جائے اور ایک کیبن کا کرایہ تقریباً 2 ہزار روپے مقرر کیا ہے۔ 400 کیبن بن رہے ہیں تو اس کا ماہانہ کرایہ 8 لاکھ روپے بنتا ہے اور سالانہ 96 لاکھ روپے کرایہ بنتا ہے۔ یہ 20 سال کے لئے دی گئی ہے اور 10 سال کے لئے مزید extend کی جا سکتی ہے تو حکومت کی زمینیں ایسے ہی دی گئیں تو اس ملک کا کیا بنے گا؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس بارے میں سوال جمع کروا دیں۔ محکمہ ہائی ویز سے اس کا جواب لیں گے۔ وہ اس کا جواب دیں گے۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! سوال کا جواب آنے تک کیبن بن چکے ہوں گے۔ لوگ لٹ چکے ہوں گے اور کسی ایک کرنل کا خزانہ بھر چکا ہو گا۔ تب تک یہ سوال شائع ہو گا۔ یہ مسئلہ فوری توجہ کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سلسلے میں آپ وزیر مواصلات سے ان کے چیمبر میں بات کر لیں۔ He will be in a position to tell you منسٹر صاحب! آپ انہیں take up کر لیں۔ یہ ایک مسئلہ raise کر رہے ہیں He would like to see in your chamber, please satisfy him.

وزیر مواصلات و تعمیرات، ٹھیک ہے جناب!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: It is very important issue.

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! یہ 20 سال کے لئے جگہ دے دی گئی ہے اور 10 سال کے لئے مزید extend ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ آپ اس سیشن کے فوری بعد ان سے مل لیں کیونکہ یہ ایک بہت اہم معاملہ ہے تو ان سے discuss کر لیں۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! چودھری صاحب سے گزارش ہے کہ یہ ان کے محکمہ سے متعلقہ ہی نہیں ہے۔ یہ تو N H A کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Anyhow I will have to help you. اگر یہ مرکز کا معاملہ ہے تو پھر یہاں discuss ہو نہیں سکتا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں آپ کے حکم کی تعمیل میں پہلے یہ گزارش کر چکا ہوں کہ معزز ممبر میرے پاس چیمبر میں تشریف لے آئیں تو اس بارے میں جو بھی مناسب ہو گا وہ کر لیں گے۔ سمیع اللہ صاحب نے جو فرمایا تو وہ ذرا اونچی آواز میں کہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے کہا کہ یہ مرکز کا معاملہ ہے۔ آپ کا نہیں ہے۔ What is the Federal subject? When it is the Federal subject then why it has been raised here. In any case ان کا point بڑا صحیح ہے۔ آپ ان سے مل لیں اور جو ہو سکتا ہے اس میں ان کی مدد کریں۔ اگلا سوال 3682 محترمہ کنول نسیم صاحبہ کا ہے۔

محترمہ کنول نسیم: سوال نمبر 3682 (طبع شدہ سوال دریافت کیا گیا)

ضلع لاہور۔ رجسٹرڈ انجمن ھائے امداد باھمی، عہدیداران اور قرضہ جات کی تفصیل

*3682۔ محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں کل کتنی رجسٹرڈ انجمن امداد باہمی ہیں ان کے نام، ممبران کے نام اور عہدیداران کی تفصیل بیان کی جائے۔

(ب) سال 1999 سے آج تک ضلع لاہور میں کتنے قرضے ان انجمن ہائے کو فراہم کئے گئے ہیں ان انجمنوں کے نام اور قرضہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس وقت ضلع لاہور میں کون کون سی انجمن ہائے ڈیفالٹرز ہیں اور ان کے ذمے کتنے قرضہ ہیں؟

وزیر امداد باهمی:

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 530 ہے۔ یہ سوسائٹیز کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت کام کرتی ہیں اور خود مختار ہوتی ہیں ان کے ممبران اور عہدیداران کی تفاصیل ان سوسائٹیز کے پاس موجود ہے۔ اس کا ریکارڈ محکمہ کے پاس نہیں ہوتا۔ سوسائٹیز کے نام ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) سال 1999 سے اب تک ان سوسائٹیز کو دیئے گئے قرضہ کی رقوم مبلغ -/90476060 روپے ہے جس کا اندراج سوسائٹی کی ایوان کی میز پر رکھی گئی تفصیل میں شامل ہے۔

(ج) اس وقت ضلع لاہور میں ڈیفالٹر انجمن ہائے کی تعداد 34 اور ان کے ذمہ سال 1999 سے آج تک قرضہ کی رقم مبلغ -/4340415 روپے بقایا ہے۔ ڈیفالٹرز سوسائٹیز کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ 34 ڈیفالٹرز انجمن ہائے میں سے 9 انجمن ہائے کے خلاف کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 رولز 1927 کے تحت عدالتی کارروائی مکمل ہو چکی ہے اور وارنٹ گرفتاری بھی جاری ہو چکے ہیں۔ بقیہ 25 انجمن ہائے کے خلاف اسسٹنٹ رجسٹرار (جنرل) کوآپریٹو سوسائٹی لاہور کی عدالت میں کارروائی زیر سماعت ہے۔

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنے لوگوں کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے ہیں اور ان میں سے کتنے گرفتار ہو چکے ہیں؟

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! وارنٹ جاری کر کے پولیس کی طرف بھیجے جاتے ہیں اور یہ پولیس کا کام ہوتا ہے کہ ان کو گرفتار کر کے محکمے کے سامنے پیش کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟

محترمہ کنول نسیم: جی جناب!

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

تحصیل ٹیکسلا میں کوآپریٹو بنک کی برانچ کا قیام

*3363، جناب محمد وقاص، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پراونشل کوآپریٹو بنک کی کتنی شاخیں تحصیل ٹیکسلا میں قائم ہیں؛

(ب) اگر کوئی برانچ نہیں تو کیا حکومت ٹیکسلا میں کوآپریٹو بنک کی برانچ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باھمی،

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی ایک برانچ واہ کینٹ تحصیل ٹیکسلا میں کام کر رہی ہے۔

(ب) جواب بمطابق جز (الف)

تحصیل ٹیکسلا میں سال 2002 کے دوران جاری کئے گئے قرضہ جات کی تفصیل

*3364، جناب محمد وقاص کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 2002 کے دوران تحصیل ٹیکسلا میں جن کسانوں کو کوآپریٹو سوسائٹیز کے ذریعے قرضہ جات فراہم کئے گئے ان کے نام اور فراہم کردہ قرضہ جات کی رقم کی فہرست فراہم کی جائے؛

وزیر امداد باہمی،

سال 2002 کے دوران تحصیل ٹیکسلا کی واہ کینٹ برانچ کے ذریعے جن کسانوں کو کوآپریٹو سوسائٹیز کے ذریعے قرضہ جات فراہم کئے گئے ان کی مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی رجسٹریشن پر پابندی کی وجوہات اور دیگر تفاصیل

*3371، محترمہ نور النساء ملک، کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے 1997 میں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی رجسٹریشن پر پابندی لگادی تھی؟

(ب) کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیوں پر پابندی کن وجوہات کی بناء پر لگائی گئی تھی۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیوں پر عائد پابندی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟ نیز پابندی کے بعد رجسٹر ہونے والی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے نام مع پتا جات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امداد باہمی،

(الف) درست ہے۔

(ب) محکمہ امداد باہمی نے 1997 میں یہ محسوس کرتے ہوئے کہ رجسٹرڈ شدہ سوسائٹیوں کی خاصی تعداد خوابیدہ یا جدی خراب ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان کی مکمل جانچ پڑتال کی جائے اور ایسی سوسائٹیوں کو قانون کے مطابق بتدریج ختم کر دیا جائے لہذا 1997 میں سوسائٹیوں کی رجسٹریشن پر پابندی عائد کر دی گئی۔

(ج) جز (ب) کی روشنی میں اور جناب وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے مطابق محکمہ امداد باہمی نے تمام اقسام کی سوسائٹیز کے خصوصی شماریات صوبہ بھر سے اکٹھے کرنے شروع کر دیئے ہیں جس کے چار مراحل میں سے دو مکمل ہو چکے ہیں۔ جونہی یہ خصوصی شماریات پایہ تکمیل کو پہنچیں گے تو محکمہ تمام ایسی خوابیدہ سوسائٹیز کو ختم کر دے گا اور ان شماریات کی روشنی میں رپورٹ جناب وزیراعلیٰ پنجاب کو پیش کر دی جائے گی۔ مزید برآں کوآپریٹو سوسائٹیوں کی رجسٹریشن پر پابندی کے بعد درج ذیل دو سوسائٹیز کی رجسٹریشن، مجاز اتھارٹی کی پیشگی اجازت سے پابندی میں نرمی حاصل کرنے کے بعد کی گئی ہے۔

1۔ لاہور پریس کلب کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی شملہ پہاڑی ڈیوس روڈ لاہور۔
2۔ پاکستان رینجرز ایمپلائیز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی پاکستان رینجرز ہیڈ کوارٹر غازی روڈ لاہور۔

محکمہ امداد باہمی کے زیر انتظام امدادی ادارے کا قیام

*3372۔ محترمہ نور النساء ملک، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں امداد باہمی کے تحت کوئی ایسا ادارہ نہیں جو غریب طلباء، بیوگان، بے سہارا، بے روزگار اور ضعیف العمر افراد کی امداد کرتا ہو؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے نہ تو خود کوئی ایسا ادارہ بنانے کے بارے میں سوچ و بچار کی اور نہ ہی صوبہ کے عوام کو ترغیب دی ہے؛

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کو امدادی ادارہ بنانے کی اجازت کے ساتھ ساتھ خود بھی کوئی ایسا ادارہ بنانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؛

وزیر امداد باہمی،

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ امداد باہمی کے تحت ایسا کوئی ادارہ رجسٹرڈ نہیں ہے جو غریب طلباء' بیوگان' بے سہارا' بے روزگار اور ضعیف العمر افراد کی امداد کرتا ہو۔ اس طرح کے ادارے بنانے کا کام محکمہ امداد باہمی کے فرائض میں شامل نہیں ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ محکمہ امداد باہمی' کوآپریٹو سوسائٹیز بنانے میں خواہشمند افراد کو مدد' معلومات اور قانونی طریقہ کار کے بارے میں رہنمائی کرتا ہے۔ کوآپریٹو سوسائٹیز کے ممبران امداد باہمی کے اصولوں کے تحت اپنی سوسائٹیز کے ذریعے اپنے اقتصادی فائدے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور جمہوری طریقہ کار کے مطابق اپنی سوسائٹیز کا انتظام اپنی منتخب کمیٹیوں کے ذریعے چلاتے ہیں۔ امداد باہمی کے طریقہ کار میں آپس میں ایک دوسرے کی باہمی مدد کرنے کا اصول کارفرما ہوتا ہے۔ دوسرے یعنی نادار اور بے سہارا افراد کی مدد اس کے دائرہ کار میں شامل نہ ہے۔

(ب) جیسا کہ اس سوال کے جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے۔ اس طرح کا کوئی ادارہ بنانا اور اس کی ترغیب دینا محکمہ امداد باہمی کے دائرہ کار میں شامل نہ ہے۔

(ج) جیسا کہ اس سوال کے جز(الف) اور (ب) میں بیان کیا گیا کہ خیراتی ادارہ جات کا قیام محکمہ امداد باہمی کے دائرہ اختیار میں شامل نہ ہے بلکہ اس طرح کے ادارے بنانے کی ذمہ داری محکمہ سوشل ویلفیئر کے دائرہ کار میں شامل ہے۔ محکمہ امداد باہمی صرف امداد باہمی کے اصولوں کے تحت کوآپریٹو سوسائٹیز رجسٹرڈ کرتا ہے۔ تاہم فی الحال نئی کوآپریٹو سوسائٹی کی رجسٹریشن پر حکومت کی طرف سے مکمل پابندی عائد ہے۔ فرضی اور بند (dormant) کوآپریٹو سوسائٹیز کو ختم کرنے کے لئے محکمہ امداد باہمی کی طرف سے آج کل ایک مرحلہ وار جانچ کاری کا عمل جاری ہے۔ اس عمل کے مکمل ہونے کے بعد نئی کوآپریٹو سوسائٹیز کی رجسٹریشن کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

رجسٹرڈ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز، مالکان اور دیگر متعلقہ معلومات کی تفصیل

187۔ جناب ارشد محمود بگو، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور میں رجسٹرڈ ہونے والی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے نام اور ان کے مالکان کے نام کی تفصیل مع جس جگہ یہ سوسائٹی قائم ہوئی ہے ان کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ب) اس سوسائٹیز کو محکمہ ہذا کن رولز کے تحت رجسٹرڈ کرتا ہے ان کی ایک کاپی فراہم کی جائے؛

(ج) کیا محکمہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز میں پلاٹوں کی قواعد و شرائط سے ہٹ کر الاٹمنٹ اور مالی بے ضابطگیوں پر ایکشن لے سکتا ہے تو کس قاعدہ اور قانون کے تحت، اس کی نقل فراہم کی جائے؛

(د) کوآپریٹو سوسائٹیز میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر امداد باہمی،

(الف) لاہور میں رجسٹرڈ ہونے والی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کے نام مع جگہ کی تفصیل "اے" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کے مالکان کے ضمن میں یہ وضاحت ہے کہ کوئی بھی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کسی فرد واحد کی نہیں بلکہ تمام ممبران کی مشترکہ ملکیت ہوتی ہے۔ تمام ممبران اپنے منظور شدہ by laws کے تحت بذریعہ الیکشن اپنی انتظامیہ کمیٹی منتخب کرتے ہیں اور یہ انتظامیہ کمیٹی سوسائٹی کے کاروبار کو باقاعدہ منظور شدہ by laws کے مطابق چلانے کی پابند ہوتی ہے۔

(ب) کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی زیر دفعہ 10 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت محکمہ کوآپریٹو رجسٹرڈ کرتا ہے۔ کاپی "بی" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی' ہاں۔ محکمہ کوآپریٹو کے اسسٹنٹ رجسٹرار' ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹو/سرکل رجسٹرار' ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹو/ ڈپٹی رجسٹرار اور رجسٹرار کوآپریٹو پنجاب عدالتی اختیارات زیر دفعہ 50-A اور 54 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت قانون اور by laws کی خلاف ورزی کی صورت میں کارروائی کر سکتے ہیں اور اس ضمن میں فیصلہ دے سکتے ہیں۔ کاپی "سی" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ہر کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی اپنے منظور شدہ by laws کے مطابق اپنے ممبران کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ کرتی ہے۔ اس سے تجاوز یا کوئی مسئلہ درپیش ہونے کی صورت میں محکمہ کے افسران کسی پارٹی کی درخواست پر اپنے عدالتی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ممبران کے درمیان فیصلہ کرتے ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ابھی کچھ دیر پہلے وزیراعلیٰ پنجاب یہاں تشریف فرما تھے۔ آج اگر وہ اتفاقاً آ ہی گئے تھے تو normal practice بھی یہی ہے کہ پچھلی اسمبلی میں چیف منسٹر جو ہوتے تھے وہ Call Attention Notice کا خود آ کر یہاں جواب دیتے تھے' اگر وہ ایک حلف کے لئے دو اڑھائی گھنٹے تشریف رکھ سکتے ہیں تو کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ وہ آج یہاں خود آ کر اس Call Attention Notice کا جواب دیں تو یہ ایک اچھی روایت ہو گی۔ ہر بات کا جواب راجہ بشارت صاحب سے نہیں چاہئے۔ وہ اس مقصد کے لئے آنے ہی ہونے ہیں تو وہ یہاں آ کر جواب دیں تو بہتری ہو گی۔ ممبرز کے آفیشل گیلری میں کام بھی ہوں گے اور sign بھی ہوں گے۔ اس پر ہماری درخواست ہے کہ اس کو put کرنے سے پہلے چیف منسٹر صاحب کو request کی جائے کہ وہ یہاں تشریف لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب! اگر روایات کی بات ہے تو جس دن سے موجودہ اسمبلی کے اجلاس چل رہے ہیں' میں ہی جواب دے رہا ہوں اور اب بھی میں ہی جواب دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میرا موقف بڑا سادہ اور سیدھا سا ہے کہ وزیر قانون صاحب جواب دیتے ہیں مگر آج وزیراعلیٰ اتفاقاً آ گئے ہیں تو وہ جواب دیں' اس میں کیا قباحت ہے؟ جسٹس شریف سے متعلق کیس ہے' کل کو انہوں نے وہاں ان کے پاس ضمانتوں کے لئے پیش ہونا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ وہ خود آ کر اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ قومی اسمبلی کے سپیکر آئے ہوئے ہیں تو وہ ان سے ملاقات کر رہے ہیں۔ میرے پاس یہ چٹ آئی ہے لہذا وہ انہیں چھوڑ کر یہاں نہیں آ سکتے تو وزیر قانون اس کا جواب دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! پھر اس کو pend کر لیں۔ پہلے Adjournment Motions لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز قومی اسمبلی کے سپیکر ہیں۔ اب ان کو چھوڑ کر وہ یہاں آ کر جواب تو نہیں دے سکتے کیونکہ ان سے ملاقات ضروری ہے۔ وزیر قانون موجود ہیں ان کی جگہ پر یہ جواب دیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ اور محترمہ فائزہ احمد صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! میں اس کو پڑھنے سے پہلے اپنا احتجاج ریکارڈ کروانا چاہتی ہوں کہ پچھلی دفعہ جب جناب وزیراعلیٰ تشریف لائے تھے تو انہوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ کم ازکم ایک مرتبہ تو ضرور آ کر Call Attention Notice کا جواب دیں گے۔ ہمارے صوبے میں اس وقت لاء اینڈ آرڈر کی جو صورتحال ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ جج صاحب کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک کیا گیا اگر اس کا جواب وزیراعلیٰ صاحب خود دے دیتے تو میرا خیال ہے کہ اس سے ہم عوام کو اچھا message دے سکتے ہیں کہ عوام کے منتخب وزیراعلیٰ جو قائد ایوان ہیں ان کو لاء اینڈ آرڈر کے متعلق concern feel ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پہلے بھی یہ گزارش کر چکا ہوں کہ قواعد و ضوابط کے مطابق میں جواب دینے کے لئے حاضر ہوں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جواب وزیراعلیٰ صاحب دیں تو رولز میں اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ ان کی عدم موجودگی میں' میں جواب دے سکتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ محترمہ فرما رہی ہیں کہ وزیراعلیٰ صاحب کا concern ثابت ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا یہ کام ہے اور اس کی ذمہ داری ہے کہ عوام کے جان و مال کا تحفظ کیا جائے۔ ہم اپنی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو رہے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اس سے اتفاق نہ کریں تو یہ ان کا اپنا نقطہ نظر ہے لیکن جو انہوں نے Call Attention Notice دیا ہے اس کا جواب دینے کے لئے میں تیار ہوں اور جو ان کے ضمنی سوالات ہوں گے ان کا بھی میں جواب دوں گا اس لئے میری گزارش ہو گی کہ وہ اپنا Call Attention Notice پڑھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہم نے یہ نہیں کہا کہ یہ جواب نہیں دے سکتے۔ یہ جواب دے سکتے ہیں۔ یہ بہت اچھی legislation کر رہے ہیں۔ مجھے وزیر قانون یہ بتا دیں کہ جو انہوں نے شادی بیاہ پر legislation کی ہے کیا وہ اسے implement کر سکے ہیں؟ جو legislation بچوں کی سگریٹ نوشی کے حوالے سے کی ہے' کیا اس پر یہ implementation کر سکے ہیں؟ اصل چیز implementation of law ہے۔ یہاں جتنے مرضی بل لے آئیں۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں ابھی تک ان کو کیا relief ملا ہے؟ وزیراعلیٰ صاحب کا جواب دینے میں بہت وزن ہے۔ راجہ بشارت صاحب میرے بھائی ہیں۔ یہ بتائیں کہ ان کے پاس لوکل گورنمنٹ کا محکمہ ہے۔ ان کے پاس ابھی تک یہ قانون نہیں ہے کہ یہ کسی ناظم کو بلا سکیں؟ آپ آؤٹ نہیں کر سکتے؟ اس کے علاوہ آپ کے سامنے Police Order 2002 ہے۔ اگر آپ یہاں قانون کی بات کرتے ہیں تو یہاں وزیر آبکاری و محصولات بیٹھے ہیں۔ یہاں پر ایک unanimous resolution پاس ہوئی کہ پانچ مرلے تک self occupied غریب آدمی کے گھر کو exempt کر

دیں۔ یہ بل لے کر آتے ہیں۔ اس کو یہ legislation میں نہیں لا رہے ہیں۔ اگر آپ legislation پر بات نہیں کریں گے، اگر آپ لاء اینڈ آرڈر پر بات نہیں کریں گے تو پھر یہاں کیا کرنے آتے ہیں؟ میری گزارش ہے کہ اس کو تھوڑی دیر کے لئے pend کر لیں۔ ہماری خواہش ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب اس کا خود جواب دیں۔ ان کے جواب کا ایک اچھا message جائے گا کہ وہ ان کاموں میں بھی دلچسپی لے رہے ہیں۔ لہٰذا ابھی آپ تحریک التوائے کار کو لے لیں۔ پھر سپیکر نیشنل اسمبلی بھی آئیں گے۔ وہ بھی دیکھیں گے کہ یہ ہاؤس کیسے چل رہا ہے؟ براہ مہربانی اس کو تھوڑی دیر کے لئے pend کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ قواعد و ضوابط کے مطابق میں جواب دے رہا ہوں اور دوں گا۔ جہاں تک وزیراعلیٰ صاحب کی بات ہے تو اس سارے مسئلے کی بریفنگ میں نے لی ہوئی ہے۔ اب اگر وزیراعلیٰ صاحب یہاں آ کر صرف لکھا ہوا جواب پڑھ دیں گے تو یہ مناسب نہیں ہو گا۔ جب میں یہاں جواب دینے کے لئے تیار ہوں تو میرے خیال میں اس میں کوئی رولز کے خلاف بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ وزیر قانون صاحب کی بات بالکل صحیح ہے۔ وہ اس معاملے میں آپ کو مطمئن کریں گے۔ اگر آپ مطمئن نہ ہوں تو پھر وزیراعلیٰ صاحب سے بھی آپ کی ملاقات کرا دیں گے۔ اس مسئلے میں آپ کی مزید مدد ہو سکتی ہے۔ محترمہ آپ اس کو پڑھیں۔

لاهور هائیکورٹ کے جسٹس اور ان کی اهلیه پر قاتلانه حمله اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، شکریہ۔ جناب سپیکر! کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ہائیکورٹ کے جسٹس خواجہ محمد شریف اور ان کی اہلیہ پر 20۔جنوری 2004 کی رات کو قاتلانہ حملہ ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزم یوسف رات دس بجے خواجہ صاحب کے گھر میں داخل ہوا اور گھر میں پانچ گھنٹے 15 منٹ تک رہا مگر گھر پر تعینات پولیس کو اس کا علم نہ ہوا؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس کی نااہلی اور غفلت کی وجہ سے ملزم نے خواجہ صاحب اور ان کی اہلیہ پر ٹوکے سے حملہ کیا اور حملہ ہونے کے کافی دیر بعد گھر پر تعینات پولیس بے خبر رہی اور ملزم کو پکڑ کر ٹوکا سمیت خواجہ صاحب کے بیٹے خواجہ بلال نے پولیس کے حوالے کیا؛

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو گھر پر تعینات پولیس کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور آئندہ جج صاحبان کی سکیورٹی کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؛ تفصیل بیان کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ شب درمیانی 19,20-01-2004 مسٹر جسٹس خواجہ محمد شریف صاحب ساکن S-542 ڈیفنس تین بجے رات مسمی یوسف ولد منظور قوم ڈموڈی ساکن S-14 پاکپتن شریف سابقہ ملازم نے جسٹس خواجہ محمد شریف اور ان کی اہلیہ پر حملہ کیا۔

(ب) مقدمہ نمبر 49/2004 جرم 459/324 ت ب 78EA تھانہ ڈیفنس درج ہوا۔ دوران تفتیش ملزم نے بتایا کہ وہ جسٹس خواجہ محمد شریف کی کوٹھی کے اندر مین گیٹ سے داخل ہوا اور چار پانچ گھنٹے ڈرائنگ روم میں چھپا رہا۔ جسٹس خواجہ محمد شریف کی کوٹھی کے باہر ایک کانسٹیبل اور پانچ کانسٹیبلان پنجاب کانسٹیبلری تعینات تھے۔ ملزم کے حملے کے بعد جسٹس خواجہ محمد شریف اور ان کی اہلیہ کے شور کرنے پر ڈیوٹی پر موجود سنتری اور دوسرے اہلکار کوٹھی کے اندر برائے امداد داخل ہوئے لیکن ملزم چونکہ سابقہ ملازم تھا اور سارے راستوں سے بخوبی واقف تھا جو کچن کے راستے چھوٹا دروازہ کھول کر بھاگنا چاہتا تھا۔ خواجہ بلال اور خواجہ لطیف پسران جسٹس خواجہ محمد شریف نے ملزم کو ٹوکا سمیت قابو کر لیا۔

(ج) اس واقعہ پر سینئر پولیس افسران نے موقع پر پہنچ کر اس وقت ڈیوٹی پر موجود سنتری کی غفلت کا نوٹس لیتے ہوئے پولیس گارد کو تبدیل کر دیا۔

(د) یہ گارد پنجاب کانسٹیبلری کی تھی اس گارد کو بٹالین کمانڈر عباس لائنز نے معطل کر دیا اور متبادل گارد ڈسٹرکٹ پولیس لائن لاہور سے تعینات کی گئی ہے۔ تبدیل کی جانے والی گارد کی باقاعدہ انکوائری ہو رہی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد، جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ فائزہ احمد، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ جو situation جسٹس صاحب کے ساتھ پیش آئی یہ حالات کس چیز کی طرف نشاندہی کر رہے ہیں اور ہمیں کیا جا رہے ہیں کہ ہمارے صوبے میں امن و امان کی صورتحال کہاں جا رہی ہے؟ اس بارے میں ان کی کیا directions ہیں اور وہ آپ کے کتنے کنٹرول میں ہے؟ یہ صرف ایک ہی مثال نہیں ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح کی کئی مثالیں ہیں۔ کئی اہم شخصیات آپ کے وزراء' آپ کے ایم۔این۔ایز اور ایم۔پی۔ایز کے ساتھ اس طرح کے بے شمار واقعات پیش آ رہے ہیں۔ سب سے پہلے آپ کے وزراء کے گھروں میں فائرنگ ہونا' وزیر کا اغوا ہونا اور انتہائی ڈرامائی انداز میں وزیر صاحب کی بازیابی کہ وہ اتنے تیز اور دانشمند ہیں کہ وہ قید ہونے کے بعد اور اغوا ہونے کے بعد وہاں سے خود ہی بھاگ کر واپس بھی آ جاتے ہیں۔ آپ لوگ ان کی بازیابی کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ دن دھاڑے ڈاکے پڑ رہے ہیں' ہم گھروں سے نکلتے ہیں تو محفوظ نہیں ہیں۔ اسی طرح ہر عام آدمی ہماری طرف سوال کرتا ہے۔ ہم ان کو کیا جواب دیں کہ ہم اسمبلیوں میں بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہیں؟ حکومت کے کنٹرول میں کوئی چیز نہیں ہے۔ میرے گھر کے سامنے ایک مصروف چوک ہے' دن دھاڑے بالکل نئی زیرو میٹر گاڑی کے اوپر فائرنگ کر کے گاڑی چھیننے کی کوشش کی گئی۔ ڈرائیور نے انتہائی جراٴت مندانہ انداز میں---

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ یہ Call Attention Notice نہیں ہے۔ یہ واقعہ دوسرا تھا جسے آپ کارروں کی طرف لے گئی ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد: جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا چاہ رہی ہوں کہ جب ہمارے صوبے میں ججوں کی یہ حالت کی جا رہی ہے تو پھر ہماری عوام کی کیا حالت ہو گی؛ میرا point out کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ میں بتانا چاہتی ہوں کہ میرے گھر کے سامنے یہ واقعہ ہوا ہے۔ میں یہ بتا رہی ہوں کہ اس طرح کے بے شمار واقعات ایک دن میں پیش آتے ہیں جس سے ہمارا عام آدمی ان مسائل سے دوچار ہے۔ جب جسٹس کی عزت اور زندگی محفوظ نہیں ہے تو پھر ہم عام لوگوں کو کیا حفاظت دے رہے ہیں؛ ہم یہاں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں؛ ہم پولیس کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ پولیس کسی بھی چیز میں ہمارے سامنے جواب دہ نہیں ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ لوگوں کے کنٹرول سے صورتحال باہر کیوں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ ثمینہ نوید کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ آئندہ کے لئے جج صاحبان کی security کی خاطر کیا اقدامات کئے گئے؛ اس بابت راجہ صاحب نے ہمیں آگاہ نہیں کیا۔ ذرا بتا دیں کہ آئندہ کے لئے ایسے حالات سے نپٹنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب نے اس کی وضاحت تو کر دی تھی کہ نئی گارد وہاں پر لگا دی گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ پہلے کانسٹیبلری کی گارد تھی۔ اب ہم نے ڈسٹرکٹ پولیس لائن سے وہاں پر گارد تعینات کی ہے۔ سارے جج صاحبان کی سکیورٹی کے لئے ہم نے ازسرنو brief up کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں یقین ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہم دعا بھی کرتے ہیں کہ اس قسم کا کوئی واقعہ دوبارہ رونما نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت جو سکیورٹی گارد تعینات تھے ان کے خلاف کوئی ایکشن ہوا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! ان کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے اور انکوائری مکمل ہونے پر ایکشن لیا جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، شاہ صاحب !

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ! اس حوالے سے میری ایک تجویز ہے۔ ہائیکورٹ کے جج کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے سیشن جج یا ایڈیشنل سیشن جج صاحبان کے گھروں پر بھی مکمل تحفظات کے انتظامات نہیں ہیں اس جانب بھی توجہ دی جائے۔ یہ انتظامات صرف ہائیکورٹ کے جج صاحبان تک محدود نہ رہیں بلکہ پوری جوڈیشری تک ان کو extend کیا جائے۔ ویسے بھی حکومت کا فرض بنتا ہے کہ

They have to provide the protection to every citizen and moreover the person who is dealing with the justice.

ان کی تو ہر وقت security کی ضرورت ہے۔ آخر دو فریق ہوتے ہیں، ایک نے ناراض ہونا ہوتا ہے اور ایک نے راضی اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ یہ صرف جوڈیشری تک محدود نہ رکھیں بلکہ whosoever is concerned with the public dealing اس کو پوری protection provide کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، وزیر قانون صاحب !

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ہائی کورٹ کے جج صاحبان کی security کو brief up کیا گیا ہے۔ شاہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان کی security کا بھی بندوبست کیا جائے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب ضلعی پولیس آفیسروں کو ہدایت جاری کرتے ہیں کہ وہ ڈسٹرکٹ سیشن جج صاحبان کی security کو بھی brief up کریں۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ! محترم وزیر قانون صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے میں اسے سن نہیں

سکا۔ ساؤنڈ سسٹم کے حوالے سے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ خراب ہے۔ ذرا وہ اپنی بات دہرا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ نے جو تجویز دی ہے وہ بہت اچھی ہے۔ ہم ڈسٹرکٹ سیشن جج صاحبان کو بھی security مہیا کریں گے۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ) : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمائیں!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر ! میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ جب یہاں پر جج صاحبان محفوظ نہیں ہیں' وزراء محفوظ نہیں ہیں تو عوام کیسے محفوظ ہو سکتے ہیں؟ میں نے راجہ صاحب سے گزارش کی تھی کہ مریدکے میں روزانہ ڈاکے پڑ رہے ہیں' روزانہ قتل و غارت ہو رہی ہے۔ وہاں پر مجھے دروازے لگانے کی اجازت دی جائے 'بازاروں اور اہم گلیوں پر دروازے لگ جائیں تاکہ باہر سے لوگ آ کر حملہ نہ کر سکیں۔ میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ لوگوں کی حفاظت کے لئے' لوگوں کو محفوظ کرنے کے لئے مجھے اجازت دے دیں کہ وہاں پر دروازے لگا دیئے جائیں تاکہ کم از کم باہر سے چور' ڈاکو اور قاتل آ کر حملہ نہ کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اگلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

تحصیل فورٹ عباس، چھ سالہ بچی کے اغواء، زیادتی کے بعد قتل اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

114 **محترمہ ثمینہ نوید**، کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 18۔جنوری 2004 کو چک نمبر 212/9-R تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر میں چھ سالہ بچی کو سکول جاتے ہوئے اغواء کر لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اغواء شدہ بچی کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا اور لاش کے کئی ٹکڑے کر کے مختلف جگہوں پر پھینک دیئے گئے جو دوسرے اور تیسرے روز مختلف مقامات سے بر آمد ہوئے؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ واقعہ کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے تو ایف۔ آئی۔ آر کی نقل ایوان میں پیش کی جائے؛

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تاحال اصل ملزمان کو گرفتار کرنے کے بجائے فرضی لوگوں کو گرفتار کیا ہے۔ گرفتار افراد کے نام بتائے جائیں؛

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ واقعہ کا کیس خصوصی عدالت میں چلانے اور ملزموں کو کڑی سزا دلوانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؛

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!

(الف) مورخہ 13-1-2004 کو 9 بجے دن انعم شہزادی بعمر چھ سال دکان سے رس لینے گئی جو گھر واپس نہ آئی۔ بعد ازاں مورخہ 15-1-04 کو اس کی لاش جھونپڑیوں میں پڑی ہوئی ملی جس کا سر اور بازو کٹے ہوئے تھے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) نقل ایف۔ آئی۔ آر جواب کے ساتھ پیش کر دی گئی ہے۔

(د) تاحال اصل ملزمان کا سراغ نہ مل سکا ہے تاہم مشتبہ افراد کو شامل تفتیش کیا گیا ہے جن کے نام درج ذیل ہیں :۔

(1) محمد لطیف ولد محمد دین قوم ارائیں سکنہ چک نمبر 212

(2) غلام محمد ولد حاکم علی قوم کھرل سکنہ چک نمبر 212

(3) فیاض ولد شریف دین قوم وٹو سکنہ چک نمبر 212

(4) پرویز احمد ولد شرف دین قوم وٹو سکنہ چک نمبر 212
(5) ناصر علی ولد گل شیر قوم بلوچ سکنہ چک نمبر 212
(6) فاروق احمد ولد محمد امیر قوم بلوچ سکنہ چک نمبر 212
(7) شاہنواز ولد محمد حنیف قوم چھٹہ چک نمبر 212
(8) اللہ رکھا ولد محمد عیسیٰ سکنہ چک نمبر 212
(9) محمد اسماعیل ولد محمد ایوب قوم موچی سکنہ چک نمبر 212
(10) غلام فرید ولد ملک شیر سکنہ چک نمبر 212.
(11) شوکت علی ولد شاہد قوم بلوچ سکنہ چک نمبر 212

(ہ) ضلعی پولیس اصل ملزمان کو trace کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ جب اصل ملزمان trace ہو جائیں گے تو مقدمے کو یکسو کر کے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا چالان خصوصی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب Call Attention Notice کا وقت ختم ہوتا ہے۔ میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ محترمہ شمیم اختر، ایم۔پی۔اے W-350 کا موبائل فون Nokia-7610 واش روم میں رہ گیا ہے اگر کسی کو ملا ہو تو اسے محترمہ کے حوالے کر دیا جائے۔

(اس مرحلے پر کچھ معزز ممبران آفیشل گیلری کے پاس اکٹھے ہو گئے)

رانا آفتاب احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر! پولیس آرڈر 2002 جی۔ایم سکندر صاحب کو کہیں کہ۔

This is not an office. This is the Assembly Hall. Kindly maintain the decorum of the House. He should go and sit in his office instead of sitting in official gallery.

MR DEPUTY SPEAKER: Honourable members should take their seats.

رانا آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر! پولیس آرڈر 2002 آنے کے بعد پولیس پر جو تھوڑا بہت چیک ہے That is the Public Safety Commission یہ ابھی تک نہیں ہو سکا کیونکہ اس میں اپوزیشن کے لوگ بھی ہیں۔ لاہور کا بھی نہیں بنا۔ آپ rate of crime لاہور کا دیکھ لیں اور پورے پنجاب کا دیکھ لیں۔ وزیر قانون ذرا وضاحت فرما دیں کہ یہ Public Safety Commission پنجاب اور لاہور کا کب تک مکمل ہو جائے گا اور in working آجائے گا؟

محترمہ عابدہ جاوید : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی محترمہ فرمائیے!

محترمہ عابدہ جاوید : جناب سپیکر! شکریہ' آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ قانون کی بات تو بہت کرتے ہیں' اس کے احترام کے لئے بھی کہتے ہیں' امن و عامہ کی بات بھی کرتے ہیں۔ اگر قانون صحیح طریقے سے لاگو نہ کیا جائے تو کیا امن و عامہ پر قابو پایا جا سکتا ہے؟ جب ہم آپ کو حق کی بات کہتے ہیں' سچ بات کہتے ہیں' بتائی جاتی ہے' نشاندہی کی جاتی ہے تو اس پر کوئی توجہ کیوں نہیں دی جاتی؟ جگہ جگہ غیر قانونی گیٹ لگائے جاتے ہیں' لوگوں کو وہاں پر تکلیف ہوتی ہے' آنے جانے میں دشواری ہوتی ہے' ایک جگہ جانے کے لئے دس گلیوں کا چکر لگانا پڑتا ہے' یہ گیٹ کیوں لگائے جاتے ہیں؟ کیوں بند کئے جاتے ہیں؟ اس کی background میں کون لوگ ہیں؟ ہم نشاندہی کرتے ہیں کہ یہاں پر غیر قانونی گیٹ لگائے گئے ہیں لیکن آپ اس جانب کوئی توجہ ہی نہیں دیتے۔ وزیراعلیٰ سے بات کی گئی' D.C.O صاحب سے بات کی گئی۔ انھوں نے بھی تسلیم کیا کہ آپ کی بات صحیح ہے۔ میں اس علاقے کی نمائندہ ہوں' وہاں کے عوام کی مشکلات کو میں جانتی ہوں' وہاں کے لوگ میرے پاس آتے ہیں اور اس حوالے سے شکایت کرتے ہیں تو میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ اس پر توجہ کیوں نہیں دیتے؟ اس کے background پر کون لوگ ہیں جن کی بات آپ مانتے ہیں' ہماری نہیں سنتے؟ ماڈل ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن میں بہت زیادہ غیر قانونی کام ہو رہے' وہاں پر کرپشن بے حد ہے' قانون کا کوئی احترام نہیں ہے' جنگل کا قانون رائج ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ میری بات پر سنجیدگی کے ساتھ توجہ دیں۔ وزیر قانون سے میں اس وقت یہ بات منوا کر چھوڑوں گی کہ

قانون پر عملدر آمد آپ نہیں کرنا چاہتے' صرف زبانی کلامی جمع خرچ کرتے ہیں۔ اگر آپ قانون پر عملدر آمد نہیں کروائیں گے تو پھر امن و عامہ کی صورتحال کیسے بہتر ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : بی بی ! آپ کی بات وزیر قانون صاحب نے سن لی ہے۔ وزیر قانون صاحب اس پر ضرور توجہ دیں گے اور جو بھی غیر قانونی گیٹ بنائے گئے ہیں وہ ضرور ہٹائے جائیں گے۔

محترمہ عابدہ جاوید : جناب سپیکر ! میں یہ کہوں گی کہ آپ ان لوگوں کو منظر عام پر لائیں جو قانون کا احترام نہیں کرتے اور نہ ہی دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ پلیز! اس جانب توجہ دی جائے۔ مجھے اس کا جواب ابھی دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر بی بی! آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ The gates will be removed.

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! راجہ بشارت صاحب سے میری بات کا جواب لے لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ پہلے یہ آپس میں طے کرلیں اور کوئی ایک بات بتائیں جس کا میں جواب دوں لیکن مجھے کوئی بات کرنے تو دیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، آپ وزیر قانون ہیں ۔ آپ قانون کا احترام کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی! آپ نے بات کرلی ہے اب کسی اور کو بھی بات کرنے دیں۔ آپ کا point take up ہو چکا ہے۔ آپ نے کہا کہ illegal gates ہیں' ان کو remove کیا جائے اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم illegal gates remove کریں گے' باقی رانا صاحب نے جو پبلک سیفٹی کمیشن کے بارے میں بات کی ہے لاء منسٹر صاحب اس کی وضاحت کریں۔

محترمہ عابدہ جاوید، ہم تو عوام کی تکالیف کی بات کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ ! آپ کی بات ہو گئی ہے۔ پلیز! اب آپ تشریف رکھیں۔ that's understood آپ کی بات ہو گئی ہے۔ بی بی ! آپ کی بات ہو گئی ہے۔ میں نے نوٹ کرلیا ہے اور لاء منسٹر صاحب کو بھی کہہ دیا ہے وہ اس پر action لیں گے۔ اگر وہ illegal gates ہیں تو then will be removed۔ جی' لاء منسٹر صاحب! رانا صاحب نے جو پبلک سیفٹی کمیشن کے بارے میں

point raise کیا ہے اس بارے میں وضاحت فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں رانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ ذرا اپنی بات کو دہرا دیں تاکہ میں جواب دے سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! devolution کے بعد پولیس آرڈر 2002 پر بڑی بحث ہوتی رہتی ہے جو کہ صوبائی subject تھا اور 6th شیڈول میں فیڈرل میں چلا گیا ہے۔ ویسے تو پولیس مادر پدر آزاد ہوئی ہوئی ہے اس پر ایک ہی check رہ گیا کہ پبلک سیفٹی کمیشن ان پر check ہو گا لیکن بدقسمتی ہے کہ بعض جگہوں پر ابھی تک نہیں بنے۔ پنجاب کا جو پبلک سیفٹی کمیشن بنے گا اس سے initiate ہونا ہے جس میں اسمبلی کے ممبران بھی ممبر ہیں اور خصوصاً لاہور میں بھی نہیں بنا۔ میں راجہ بشارت صاحب سے وضاحت چاہوں گا کہ اس کو مکمل کرنے' take off کرنے اور اسے باضابطہ بنانے میں اس وقت کیا قباحت ہے؟ اگر کوئی قباحت نہیں ہے تو کب تک اس کا پہلا اجلاس بلا لیا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ یہ بالکل درست ہے کہ پبلک سیفٹی کمیشنز نے constitute ہونا تھا اور اس وقت تک ہمارے صوبے میں تقریباً 31 کے قریب اضلاع میں پبلک سیفٹی کمیشنز constitute ہو چکے ہیں۔ تین اضلاع ایسے تھے جن میں پبلک سیفٹی کمیشن constitute نہیں ہو سکے تھے۔ ان میں سے بھی مزید ایک ضلع میں constitute ہو گیا ہے۔ اب ہمارے دو اضلاع ایسے رہ گئے ہیں جہاں پر پبلک سیفٹی کمیشن constitute نہیں ہوئے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ بھی جلد از جلد constitute ہو جائیں لیکن میں عرض کرنا چاہوں گا کہ دو پبلک سیفٹی کمیشن ایک لاہور اور دوسرا صوبائی پبلک سیفٹی کمیشن کے لئے ہمیں انتظامی طور پر ایک تھوڑی سی دقت آ رہی تھی۔ پولیس آرڈر کے تحت ان دونوں پبلک سیفٹی کمیشن کو constitute کرنے کے لئے جو پرائیویٹ ممبرز آنے تھے ان کی سلیکشن جس پینل نے کرنی تھی اس پینل کی سربراہی چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ نے کرنی تھی۔ انھوں نے شروع میں inability show کی تھی

چونکہ چیف جسٹس صاحب کو وہی کام سونپا جاسکتا ہے جو constitution کے تحت ہو۔ انھوں نے کہا کہ یہ کام میرا نہیں ہے لہذا یہ کسی اور ذریعے سے کروایا جائے تو پھر ہم نے یہ فیڈرل گورنمنٹ کو refer back کیا تھا۔ اب ہمیں پتا چلا ہے کہ شاید چیف جسٹس صاحب کی جگہ ان کے کوئی nominee اس کو constitute کروائیں گے۔ بہر حال میں آپ کو اور آپ کی وساطت سے معزز رکن کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہماری گورنمنٹ کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ایک دفعہ constitute کرنے والی اتھارٹی complete ہو جاتی ہے اس کو authorise کر دیا جاتا ہے تو اس میں ہماری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد از جلد ان کو constitute کر لیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! اگر آپ دیکھیں کہ جو پبلک سیفٹی کمیشن پنجاب کی سطح پر بننا ہے اس کی main duties سے دوسرے اضلاع نے powers derive کرنی ہیں کیونکہ انھوں نے ہی سارے پنجاب کا پلان دینا ہے۔ جس جگہ سے شروع ہونا ہے اگر وہاں initiate نہیں کر رہے Whatever the problems are. اب یہ transfer ہو گیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ in the present circumstances what is the check on the Police? آپ خود بتائیں کہ اب وہ کس کو جوابدہ ہیں؟ کیا ناظم جواب دیں گے جو خود کرپشن کا گڑھ بنے ہوئے ہیں؟ آپ ان کا تو آڈٹ ہی نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! یہ لمحہ فکریہ ہے۔ آپ کو Devolution Plan کو دوبارہ study کرنا پڑے گا۔ میں ابھی بھی کہتا ہوں کہ آپ کے دو parallel system نہیں چل رہے ہیں۔ اگر کسی ممبر کا کوئی بھائی ناظم ہے تو وہ بڑا خوش ہے۔ اگر نہیں ہے تو The Nazims are enjoying good powers اور باقی ادھر پریشان ہیں۔ آپ کی powers کیا ہیں؟ راجہ صاحب مجھے بتائیں کہ گریڈ اٹھارہ کا ڈی۔سی۔او لگا ہوا ہے اور وہ گریڈ بیس کے آفیسر کی A C.R initiate کر رہا ہے۔ آپ اس پر ایک کمیٹی بنائیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ چیف سیکرٹری صاحب بنا رہے ہیں اور کبھی کچھ کہتے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے لئے یہ بہت important ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دوبارہ You will have to sit down اور آپ وضع کریں کہ آپ کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں، پولیس پر آپ کا کیا check ہے؟ اس وقت پولیس پر آپ کا کوئی check نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ میں نے پبلک سیفٹی کمیشن کی افادیت سے انکار نہیں کیا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ اس کی constitution میں جو ایک رکاوٹ آ رہی تھی کہ جس اتھارٹی نے constitute کرنا تھا انہوں نے ہی inability show کی تھی کہ میں یہ constitute کرنے کے لئے تیار نہیں' میری جگہ کسی اور کو nominate کر دیا جائے تو وہ process چل رہا ہے' جیسے ہی وہ اتھارٹی establish ہو جائے گی ہم constitute کر دیں گے۔

جناب والا! میرے بھائی دوسری بات devolution کے حوالے سے کرنا چاہتے ہیں۔ یہ آپ سے تو بات کر لیتے ہیں لیکن جس وقت devolution پر بات کرنے کی باری آتی ہے تو یہ واک آؤٹ کر کے باہر چلے جاتے ہیں۔ آپ اسمبلی کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں کہ اسی devolution پر بات کرنے کے لئے ہم کتنے دن ان کا انتظار کرتے رہے کہ آئیں اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر devolution پر بات کریں۔ آئیں اپنی تجاویز دیں' آئیں ہمیں سمجھائیں اور خود ہم سے سمجھیں' جو ہمارے علم میں بات ہے وہ ہم ان کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں اور یہ جو تجاویز دینی چاہتے ہیں دیں لیکن یہ بات نہیں کرتے اور اس وقت واک آؤٹ کر کے چلے جاتے ہیں اور بعد میں پوائنٹ آف آرڈر پر کہتے ہیں کہ devolution کی بات کریں۔ میں ان سے استدعا کروں گا کہ آئیں میں اب بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر پولیس آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں' devolution پر بھی بات کرنا چاہتا ہوں اور ہم ان کی رائے کو احترام دیں گے' جیسے تھوڑی دیر پہلے وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا تھا کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ آج ہی رانا صاحب میرے ساتھ طے کر لیں کہ ہم کب بیٹھیں؛ میں تو ان کی آراء اور تجاویز سے مستفید ہونا چاہوں گا تاکہ ہم ان کو آگے implement کر سکیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ ٹائم رکھ لیں' ہم بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر یہ مجھے بتائیں کہ جتنی دیر پبلک سیفٹی کمیشن نہیں بنتا اس وقت تک ان کا پولیس پر کیا check ہے؟

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔ اگر آپ اور لاء منسٹر صاحب چیمبر میں بیٹھ کر اس مسئلے کو طے کر لیں اور کوئی فارمولا بنا لیں تو

I think that will be much better. Now we move to the privilege motion and the first one is from Mohtarma Parveen Masood Bhatti.

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کو pend کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو already pend ہو چکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! محترمہ نے گزارش کی ہے کہ اسے کل تک کے لئے pend کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی! اسے pend کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق سید ناظم حسین شاہ صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی تھی اور لاء منسٹر صاحب نے اس کا جواب دینا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ابھی تک اس کا جواب مجھے موصول نہیں ہوا لیکن چند لمحے پہلے بھی شاہ صاحب سے میری بات ہوئی تھی۔ آپ بے شک اسے admit کر لیں۔ میں اسے oppose نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس تحریک استحقاق کو admit کیا جاتا ہے and it has been referred to the Privilege Committee for report. اگلی تحریک استحقاق جناب امتیاز احمد لالی صاحب کی ہے۔

جناب امتیاز احمد لالی، جناب میں اسے پیش نہیں کرنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز رکن اسے پیش نہیں کرنا چاہتے اس لئے اس تحریک استحقاق کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب کی ہے۔

ڈپٹی کلکٹر کسٹم کا رکن اسمبلی کی بات سننے سے گریز

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 10۔فروری 2004 کو اپنے حلقہ انتخاب سے تعلق رکھنے والے ایک آدمی کے ضروری کام کے سلسلے میں کسٹم ہاؤس لاہور میں تعینات ڈپٹی کلکٹر عنبرین تارڑ کے دفتر میں گیا اور دروازے پر موجود نائب قاصد کو اپنا visiting card دیا مگر بیس منٹ انتظار کے بعد جب میں خود ہی اندر چلا گیا تو میرے تعارف کروانے کے باوجود ڈپٹی کلکٹر صاحبہ نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی بلکہ کمرے میں موجود دیگر عملے کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف رہیں۔ جب میں نے اپنا مسئلہ بتانے کی کوشش کی تو محترمہ نے کہا کہ آپ کس حیثیت میں میرے پاس تشریف لائے ہیں؟ جس آدمی کا کام ہے اس کو میرے پاس بھیجیں یا اس کی طرف سے کوئی اتھارٹی لیٹر دکھائیں۔ جب میں نے کہا کہ محترمہ میں منتخب رکن اسمبلی ہوں اور اپنے حلقہ انتخاب میں لوگوں کے ساتھ ہونے والی زیادتی کے ازالے کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے قانون میں یہ نہیں لکھا کہ اگر کوئی ایم۔پی۔اے آئے تو اس کی بات توجہ سے سنی جائے لہذا آپ تشریف لے جائیں۔ جس کا کام ہے اسے جا کر بھیجیں پھر میں دیکھوں گی کہ اس کا کیا کرنا ہے۔ جب میں نے اصرار کیا کہ میں ملتان سے طویل سفر کر کے آیا ہوں، کم ازکم میری بات سننا تو آپ کا فرض ہے جس پر ڈپٹی کلکٹر مذکورہ نے یہ کہا چونکہ میں فیڈرل گورنمنٹ کی ملازمہ ہوں اس لئے کسی رکن صوبائی اسمبلی کی بات کو سننا یا اس کا کام کرنا میرے پر لازم نہ ہے۔ آپ ایک رکن اسمبلی تو کیا آپ کی پوری صوبائی اسمبلی کے اراکین مل کر بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ عوامی مسائل کے حل کے لئے متعلقہ حکام سے ملنا اور انھیں حل کروانا اراکین اسمبلی کا فرض منصبی ہے جبکہ سرکاری افسران کا ارکان اسمبلی سے بلکہ عام شہریوں سے ملنا اور ان کے مسائل حل کرنا، سرکاری فرائض میں شامل ہے جس سے پہلوتہی قابل مواخذہ ہے۔ ڈپٹی کلکٹر عنبرین تارڑ نے مجھ سے ملنے اور میری بات کو توجہ سے سننے سے انکار کر کے نہ صرف اپنے سرکاری فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی کی ہے بلکہ میرا اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے

باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقت کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ,وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور , جناب والا! مجھے اس کی ابھی کاپی ملی ہے۔ اگر اس کو pend کر لیں تو میں کل تک اس کا جواب لے لیتا ہوں کیونکہ ابھی جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر , اس کو کل تک کے لئے pend کیا جاتا ہے۔ مہر اعجاز احمد اچلانہ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اس کو پھر dispose of کیا جاتا ہے۔ چودھری محمد ارشد صاحب!

ای۔ڈی۔او (آر) ساہیوال کا وزیر اعلیٰ کے حکم پر عملدر آمد کرنے میں لیت ولعل

چودھری محمد ارشد , میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ6۔فروری 2004 کو ای۔ڈی۔او (آر) کے دفتر واقع ساہیوال میں تحصیلدار چیچہ وطنی کے تبادلے پر عملدر آمد کے سلسلہ میں معلومات حاصل کرنے گیا جو کہ جناب وزیراعلیٰ کے حکم پر مورخہ15۔جنوری2004 کو ہوا تھا۔ مذکورہ تبادلے پر عملدرآمد کے استفسار پر ای۔ڈی۔او(آر) نے مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ پہلے ضلعی ناظم کے دفتر کا چکر لگائیں کیونکہ ہم اس کی مرضی کے خلاف ایک قدم بھی نہیں چل سکتے۔ میں نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو انہوں نے کہا کہ میرے لئے ایک ایم۔پی۔اے کے کہنے یا وزیراعلیٰ کے حکم سے زیادہ ضلعی ناظم کا حکم ماننا ضروری ہے۔ میں نے کہا کہ یہ آپ کے دائرہ اختیار میں ہے کہ آپ وزیراعلیٰ کے حکم کی تعمیل کروائیں۔ اس پر ضلعی ناظم صاحب کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں اس تبادلے کے حکم پر عملدر آمد کروانے سے قاصر ہوں جب تک کہ میرا ضلعی ناظم مجھے نہ کہے۔ ان الفاظ کے ادا کرنے کے ساتھ ہی میری کوئی اور بات سنے بغیر ہی موصوف بڑے تحکمانہ انداز میں اپنی نشست سے اٹھ کر کہیں چلے گئے اور مزید مجھے یہ کہا کہ میں دوبارہ ساڑھے بارہ بجے آ کر تمہاری بات سنوں گا۔ پھر جب میں دوبارہ ان کے دفتر میں گیا تو ای۔ڈی۔او (آر)

اپنے دفتر میں موجود نہ تھے۔ میرے ساتھ میرے علاقہ کے چند معززین بھی تھے۔ ہم لوگ وہاں ان کے دفتر میں تقریباً آدھ گھنٹہ انتظار کرتے رہے لیکن مذکورہ ای۔ڈی۔او (آر)اپنے دفتر واپس نہ آئے۔ بعد میں پتا چلا کہ کسی کام سے وہ ملتان چلے گئے ہیں۔ ای۔ڈی۔او(آر) کا اس معاملے میں مجھ سے نہ ملنا' میری گزارش کو مسلسل نظر انداز کرنا' میرے علاقے کے جو معززین میرے ساتھ تھے ان کے سامنے میری تضحیک اور شہرت کو زبردست دھچکا لگا ہے۔

مذکورہ بالا واقعہ میں ای۔ڈی۔او (آر) کا مجھے جان بوجھ کر میرے علاقہ کے معززین کے سامنے مسلسل نظر انداز کرنا' صوبے کے وزیراعلیٰ کے حکم کی دھجیاں اڑانا اور یہ کہنا کہ ایک ایم۔پی۔اے کی میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں' ان کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس تحریک کو اگر pend فرما دیں تو بہتر ہوگا کیونکہ اس کا محکمے کی طرف سے ابھی جواب نہیں آیا۔ کل تک اس کا جواب لے لیا جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک کو بھی کل تک کے لئے pend کیا جاتا ہے تاکہ محکمے کی طرف سے اس کا جواب آجائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی تحریک استحقاق ملک محمد اقبال چنڑ کی ہے۔

آئی۔جی پنجاب کا رکن اسمبلی سے ملاقات سے انکار

ملک محمد اقبال چنڑ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے اپنے حلقہ کے چند افراد کی گزارشات آئی۔جی پنجاب کو پیش کرنی تھیں جس

کے لئے بندہ نے آئی۔جی آفس میں مورخہ 13-فروری 2004 کو فون کیا تو انہوں نے کہا کہ آئی۔جی صاحب سے ملاقات کے لئے آپ آئی۔جی کے پی۔ایس۔او سے رابطہ کریں۔میں نے پی۔ایس۔او سے بذریعہ ٹیلیفون رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر وہ نہ ملے اور پھر دوبارہ مورخہ 14-فروری 2004 کو بذریعہ ٹیلی فون پی۔ایس۔او برائے آئی۔جی پنجاب سے ملاقات کے لئے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی مگر پی۔ایس۔او صاحب سے رابطہ نہ ہو سکا۔ چونکہ میرے حلقہ انتخاب کے لوگوں کے چند ضروری کام تھے جس کے لئے میں مورخہ 14- فروری 2004 کو میاں ماجد نواز ایم۔پی۔اے وہاڑی کے ساتھ آئی۔جی پنجاب سے ملاقات کرنے ان کے دفتر حاضر ہوا۔ آئی۔جی پنجاب سید مسعود شاہ جو کہ اپنے دفتر میں موجود تھے ان سے ملاقات کے لئے میں نے اپنی اور میاں ماجد نواز ایم۔پی۔اے کی چٹ ملاقات کے لئے ارسال کی۔ آئی۔جی پنجاب اس وقت عام لوگوں سے ملاقات کر رہے تھے۔ کیونکہ بارہ بجے سے ایک بجے تک کا ٹائم عوام الناس سے ملاقات کے لئے ہے اور ان کے دفتر کے باہر بھی اس ٹائم کی تختی لگی ہوئی ہے مگر مجھے اور میاں ماجد نواز ایم۔پی۔اے صاحب سے آئی۔جی پنجاب نے آدھے گھنٹے تک ملاقات کا ٹائم نہ دیا۔ آدھے گھنٹے کے بعد آئی۔جی صاحب سول کپڑوں میں اپنے آفس سے باہر آئے اور میں نے ان سے اپنا تعارف کروانے کے بعد ان سے چند منٹ اپنی گزارشات کے لئے طلب کئے مگر انہوں نے چلتے ہوئے مجھ سے یہ الفاظ کہے کہ آپ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں میں آپ سے ملاقات نہیں کرنا چاہتا اس سارے واقعہ کے گواہ میاں ماجد نواز ایم۔پی۔اے بھی ہیں اس طرح انہوں نے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق بھی مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! اس سلسلے میں محکمے کا موقف ہمارے پاس ابھی تک نہیں پہنچا۔ میری یہ گزارش ہے کہ محکمے کا موقف ہمارے سامنے آجائے۔ اس کے بعد ہی میں اپنے طور پر اس پر کوئی اظہار کر سکوں گا اس لئے اسے موخر کر دیا جائے۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس تحریک استحقاق کے پڑھنے کے بعد کیا وزیر

موصوف یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا جواب آنا چاہئے؟ کیا انہوں نے یہ غلط کہہ دیا ہے کہ ایک آئی۔جی پولیس کے متعلق بات ہو رہی ہے کہ اس اسمبلی کے دو فاضل ممبر ان کے آفس میں گئے ہیں اور انہوں نے صرف عوام کے معاملے پر بات کرنا ہے۔اس کے لئے انہوں نے وقت نہیں دیا ہے اور آئی۔جی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ اپوزیشن کے آدمی ہیں۔ ان کو استحقاق کمیٹی کے سامنے یہ prove بھی کرنا پڑے گا کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے اس لئے میرے خیال میں اس پر وزیر موصوف کو تو oppose ہی نہیں کرنا چاہئے۔ کل ان کے ساتھ بھی یہ ہو سکتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ کہا ہے کہ ان کا موقف ہم سن لیں۔ میں نے قطعاً یہ نہیں کہا کہ اس کے بارے میں ہماری کیا رائے ہو گی یا کیا لائن لی جائے گی؟ آپ اس بارے میں اپنی رائے دے سکتے ہیں کہ unheard کسی کو condemn کیا جانا مناسب نہیں ہے۔ آئی۔جی آفس کا یا آئی۔جی کا جواب آجائے اس کے بعد اس پر سیر حاصل گفتگو کر لی جائے گی۔ یہی میں گزارش کرنا چاہتا تھا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! عوام سے ملاقات کا ٹائم ہے اور جو فاضل رکن کہہ رہے ہیں اس معاملے کو آپ کیوں نہیں استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیتے؟ اگر یہ prove نہیں کر سکتے تو یہ واپس ایوان میں آئے گی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ اس بات پر کیوں اصرار کر رہے ہیں کہ اس کو اسی طرح سے ان کو سنے بغیر کمیٹی کو بھیج دیا جائے؟ میں کہتا ہوں کہ جواب آجائے، جواب کے بعد جناب کا اور اس ہاؤس کا یہ استحقاق ہے، جو بھی فرمائیں گے ہو جائے گا۔ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ ہم نے آئی۔جی صاحب سے کہا کہ ہم اپنی چند گزارشات کرنا چاہتے ہیں۔ ایک فاضل ممبر کو ویسے ہی اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ کسی public servant کے سامنے یہ کہنا کہ میں اپنی گزارشات آپ کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ہم تفصیل میں نہیں جانا چاہتے۔ بات صرف یہ ہے کہ اس پر اگر سیر حاصل گفتگو ہونی ہے تو وہ پھر یہی ہے کہ ان کا جواب آجائے۔ ویسے بھی یہ قانون کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم اسے کل تک pend کر لیتے ہیں۔ ان کا جواب آنے دیں اس کے بعد اس پر فیصلہ کر لیں گے۔

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب سپیکر! اس وقت میرے ساتھ ماجد نواز ایم۔پی۔اے تھے۔ وہ اس وقت بھی ہاؤس میں موجود ہیں۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: No, no It is a very important issue and I have full respect for the honourable member I make sure that answer comes tomorrow and it has to come tomorrow.

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ہم آئی۔جی صاحب کو بلا لیتے ہیں اور ان کا موقف بھی سن لیتے ہیں تو میں اس چیز کی وضاحت چاہتا ہوں کہ کیا یہ وزراء صاحبان اس پوزیشن میں ہیں کہ آئی۔جی کو یہاں اسمبلی میں بلا سکیں اور کوئی بات پوچھ سکیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Yes, this House has every right to call any officer in the House Any officer is not beyond this House

اس ہاؤس کو جواب دینے کا ہر افسر مجاز ہے لیکن دوسرے کو حق دینا ہمارا فرض ہے۔ کسی پر اگر کوئی الزام ہے تو اس کا جواب بھی سن لیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سپیکر! میں اپنے دوستوں سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ افسران کی تضحیک کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ وہ اسمبلی میں بیٹھے ہوئے آپ کو جواب نہیں دے سکتے۔ آپ حکم کریں کس کو بلانا چاہتے ہیں؟ میں آپ کو بلا کر بتاؤں گا۔ آپ کیا باتیں کرتے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! پہلی بات یہ کہ آپ مجھے بتائیں گے کہ لاء منسٹر صاحب کی assurance کے باوجود ہوم سیکرٹری پنجاب کبھی یہاں تشریف لائے ہیں؟ دوسرا یہ کہ آئی۔جی کے محکمہ کے متعلق audit paras تھے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی -II نے پورا زور لگا لیا لیکن وہ یہاں

نہیں آئے۔ ٹھیک ہے' آپ انہیں بلوا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک بات ہو گئی ہے۔ میں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ I think that is enough. انہوں نے ایک سوال اٹھایا ہے۔ ہم نے کہا ہے کہ انہیں سننا ہمارا فرض ہے۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔ اسے pend کر دیا ہے۔ کل ان کی طرف سے جواب آئے گا۔ اس کے بعد فیصلہ ہو گا۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! کیانی صاحب نے assurance دی ہے کہ ہم ہوم سیکرٹری کو بلائیں گے ان کا بہت شکریہ۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی'فرمائیے!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے یہاں پر رولنگ دی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ رولنگ نہیں ہے یہ facts ہیں۔ It is not the ruling You are the member of the Punjab Assembly یہ آپ کا استحقاق ہے اور میں اسی وجہ سے یہ بات کر رہا تھا۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! میں اسی کی طرف آ رہا ہوں۔ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے ہمیں ہمارا استحقاق جتایا ہے۔ میں آپ کا انتہائی مشکور و ممنون ہوں۔ ہمارے ایک فاضل وزیر صاحب نے کہا ہے تو میں آپ کی موجودگی میں انہیں چیلنج کر رہا ہوں اور آپ نے بھی اس پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اگر یہ ہوم سیکرٹری صاحب کو یہاں پر اسمبلی میں بلا لیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس وقت کس چیز کے لئے بلائیں؟

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! یہ ہوم سیکرٹری کو کال اٹینشن نوٹس پر بلائیں' لاء اینڈ آرڈر پر بلائیں۔ وہ یہاں آ کر بیٹھیں۔ کال اٹینشن نوٹس پر آئی۔جی نے آنا ہوتا ہے' ہوم سیکرٹری نے آنا ہوتا ہے اور اس کا جواب وزیراعلیٰ صاحب نے دینا ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے!

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک معزز دوست نے فرمایا ہے کہ یہاں فاضل وزیر نے وعدہ کیا ہے کہ ہم یہاں پر آئی۔جی کو بلائیں گے اور انہوں نے ذمہ داری لی ہے لیکن کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ (قہقہے اور قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! کل کو یہ کہیں گے کہ فلاں کو بلایا جائے، فلاں کو بلایا جائے۔ وہ یہاں کسی کام سے آئیں گے۔ بغیر کسی کام کے وہ یہاں پر کیوں آئیں؟

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! کال اٹینشن نوٹس میں آئی۔جی اور ہوم سیکرٹری نے آنا ہوتا ہے اور وزیراعلیٰ نے جواب دینا ہوتا ہے اور اگر یہ بات غلط ہو تو آپ جو مرضی سزا دیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ان کے کہنے پر ہوم سیکرٹری صاحب یہاں نہیں آئیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، یہ بات نہیں ہے کہ وزیر صاحب ہوم سیکرٹری کو بلاوجہ یہاں لا کر پیش کر دیں گے۔ آپ کوئی motion لے کر آئیں، آپ کی کوئی Privilege Motion ہو، کوئی Adjournment Motion ہو یا questions ہوں وہاں پر ان کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اگر آپ بلاوجہ حکم کریں کہ فلاں، فلاں، فلاں یہاں موجود ہوں اور وہ اپنا سیکرٹریٹ کا کام چھوڑ کر یہاں آئیں تو یہ کوئی مناسب بات نہیں ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 1017 مہر خالد محمود سرگانہ صاحب کی ہے۔ It was pended on request.

مہر خالد محمود سرگانہ، جناب سپیکر! میں نے یہ پیش کر دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے پیش کی ہے تو It should be propose for it.

مہر خالد محمود سرگانہ، جناب سپیکر! اسے آپ pend کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک کل تک pend کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک بھی سرگانہ صاحب کی ہے اور وہ بھی کل تک pend کی جاتی ہے۔ 23/04- جناب سمیع اللہ خان صاحب کی ہے۔

آٹے کی قیمتوں میں اضافہ

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" لاہور میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ آٹے کی قیمتوں میں اضافہ اور مبینہ قلت کی وجہ محکمہ خوراک کی ناقص پالیسی ہے جس کے تحت یکم جنوری 2004 سے 13-جنوری 2004 تیرہ دنوں میں سرکاری گندم کے اجراء میں 55 ہزار بوری روزانہ کی کمی کر دی گئی ہے۔ اس خبر سے پنجاب کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! جس طرح کی یہ تحریک التوائے کار پیش ہوئی ہے اسی طرح کی دو اور بھی تحاریک التوائے کار ہیں جن کے نمبر 36 اور 57 ہیں۔ اگر ان سب کو اکٹھا take up کر لیا جائے تو میرا خیال ہے زیادہ اچھا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر 36 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے، 43-بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے، 57- محترمہ نور النساء ملک کی ہے، 59 محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کی ہے یہ بھی food کے بارے میں ہے اور ایک محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کی 59 نمبر بھی food کے بارے میں ہے۔ یہی تین چار ہیں اور کوئی نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! آپ ان پر ایک ہی دن بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا ان سب کو pend کر لیا جائے؟

CLAUSE - 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is.

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE - 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE - 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE - 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is.

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill "

(The motion was carried)

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move.

> "That the Punjab Government Servants Housing Foundation Bill 2004 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Government Servants Housing Foundation Bill 2004 be passed."

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Government Servants Housing Foundation Bill 2004 be passed."

(The motion was carried.)

The Bill is passed

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ اسمبلیاں اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ یہاں پر قانون سازی ہو اور لوگوں کو ان کے بنیادی حقوق دیئے جائیں۔ آج جو بل پاس ہوا ہے ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ ہم ان کو بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ یہ بہت اچھا بل ہے۔ ہم اس بل کی تعریف بھی کرتے ہیں اور اس کو appreciate بھی کرتے ہیں لیکن جب بل پاس ہو جاتے ہیں تو سب سے اہم مسئلہ ان پر عملدرآمد کرنے کا ہوتا ہے لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اس اسمبلی کو بنے ہوئے ایک سال دو ماہ ہو چکے ہیں اور اس سے پہلے بھی یہاں پر بہت اہم دو بل پاس ہو چکے ہیں۔ ایک تو شادی کے اخراجات کے بارے میں اور دوسرا بچوں کی سگریٹ نوشی کے حوالے سے۔ آج جب ہم کسی شادی پر جاتے ہیں تو وہاں پر جب ہم اپنے ہی بنائے ہوئے قانون کی violation دیکھتے ہیں تو ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ میں نے پچھلے دنوں بھی وزیراعلیٰ صاحب کی موجودگی میں یہاں یہ کہا تھا کہ خدارا! اس پر غور کیا جائے۔ اگر ہم اس پر عملدرآمد نہیں کروا سکتے تو اس طرح ہماری اور اس ہاؤس کی بے عزتی ہے۔ یہ بہت اچھا قانون ہے لیکن یہ اگر اسی طرح پڑا رہا تو اس کا کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ میں وزیراعلیٰ صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ جو قانون یہاں بنتے ہیں ان پر صرف قانون سازی ہی نہ ہو بلکہ ان پر عملدرآمد ہوتا ہوا نظر آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں محترم رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے درست فرمایا ہے لیکن جو بل پاس ہوا ہے میں اس بارے میں یہ ابہام دور کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ فاؤنڈیشن تو بنائی ہے اس پر عملدرآمد نہیں ہو گا۔ کچھ دیر پہلے جب وزیراعلیٰ صاحب ہاؤس میں تشریف فرما تھے تو انہوں نے واضح طور پر اس بات کا اظہار کیا تھا کہ سرکاری ملازمین کے لئے ہاؤسنگ فاؤنڈیشن اس لئے قائم کی جا رہی ہے کہ گریڈ ایک تا 22 تک کے ملازمین جب ریٹائر ہو جائیں تو ان کو رہائش کی سہولتیں فراہم کی جائیں اور خاص طور پر وہ ملازمین جو پرائیویٹ طور پر اپنا گھر afford

نہیں کر سکتے۔ میں آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس بل کو یہاں سے منظور اس لئے بھی کروایا گیا کہ وزیراعلیٰ صاحب کے حکم پر اس پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے۔ ہمیں financing میں problem آرہی تھی جیسا کہ وزیراعلیٰ صاحب نے فرمایا تھا تو اس کو دور کرنے کے لئے legislation بھی کی گئی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ ہمارے وہ غریب ملازمین جو اپنا گھر afford نہیں کر سکتے آپ کی اس legislation کے ذریعے سے ان کو گھر ملیں گے۔ دوسری بات میرے بھائی نے شادی بیاہ کے متعلق فرمائی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا فرمانا درست ہے۔ اس کی implementation میں lapses آرہے ہیں اور وزیراعلیٰ صاحب نے اس کا پہلے سے نوٹس لیا ہوا ہے ہم نے اس کے لئے ٹاسک فورس بھی بنائی ہوئی ہے بلکہ وزیراعلیٰ صاحب نے یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر اس قانون میں کہیں کوئی سقم رہ گیا ہے تو اس کو دور کرنے کے لئے بھی آپ تجاویز دیں تاکہ اس پر سو فیصد عملدرآمد ہو سکے۔ میں آپ کو ایک مرتبہ پھر یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے implementation کے میکانزم کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں اس بل کے پاس ہونے پر محترم وزیر قانون کو مبارک باد پیش کرتا ہوں لیکن یہ مبارک باد میں فی الحال وزیراعلیٰ صاحب کو نہیں دے رہا۔ ان کے لئے میں reserve رکھ رہا ہوں کیونکہ یہ جو 22 کلاز اور دو پیرے ہیں ان میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس پر صرف یہ legislation ہوئی ہے کہ ہم اس صوبے کے ملازمین کو گھر دینا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے اس فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے لیکن جہاں تک میری information ہے کہ یہ پہلی فاؤنڈیشن ہوگی کہ جو معرض وجود میں تو آ گئی ہے لیکن اس کے لئے کوئی فنڈز نہیں رکھے گئے۔ اس کی کلاز 12 میں یہی کہا گیا ہے کہ اس کے لئے فنڈز کا انتظام کیا جائے گا اور اس میں فنڈز کا جو طریقہ کار رکھا گیا ہے اس میں سوائے اس کے کہ at source ملازمین کی تنخواہوں کی کٹوتی کی جائے گی اور کچھ نہیں ہے۔ میں محترم وزیراعلیٰ پنجاب کے نوٹس میں یہ بات لاؤں گا کہ یہ تو ہو جائے گا کہ جو ملازمین اس کے

ممبر بنیں گے یا درخواست دیں گے وہ اس کی فیس بھی ادا کر دیں گے۔ اس کے بعد at source ان کی کٹوتی بھی شروع ہو جائے گی لیکن اس کے علاوہ حکومت کی طرف سے کوئی فنڈز نہیں رکھے گئے۔ اس میں تمام رولز وزیراعلیٰ صاحب نے ہی بنانے ہیں کیونکہ انہی کا اختیار ہے تو اس میں کم از کم ایسا نہ ہو کہ at source ملازمین کی کٹوتی ہی ہو' انہیں چاہئے کہ یہ اس کے لئے مزید فنڈز کا انتظام بھی کریں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ ایسا کریں کہ آپ وزیراعلیٰ صاحب کو کھلے دل سے مبارک باد دے دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ فنڈز کا بھی انتظام ہو جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج اس سے پہلے جو کارروائی ہوئی تھی اس میں وزیراعلیٰ صاحب نے آپ سے یہ کہا تھا کہ ایک رولز کی کاپی رانا ثناء اللہ کو فراہم کی جائے کیونکہ انہیں رولز کا علم نہیں ہے تو اب میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ رولز کی ایک کاپی نہیں بلکہ دو کاپیاں ایک وزیراعلیٰ صاحب کو اور ایک وزیر قانون صاحب کو فراہم کر دیں کہ اب میں بات کر رہا تھا اور وزیراعلیٰ صاحب بات کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے جبکہ ان کو اس وقت تک کھڑا نہیں ہونا چاہئے جب تک سپیکر صاحب سے اجازت نہ لے لیں۔ آخر میں' میں یہ عرض کروں گا کہ اس فاؤنڈیشن کا قیام اس صوبے کے ملازمین کے لئے ایک بہت اچھی خبر ہے اور بہت اچھی بات ہے۔ ہم اس پر یقیناً حکومت کو اور وزیراعلیٰ صاحب کو مبارک باد دیں گے لیکن اس کے اوپر عملدرآمد ہو اور ملازمین کو سستے اور اچھے گھر مہیا ہوں۔

جناب سپیکر، جناب وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب!

وزیراعلیٰ، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت دی ہے اور رانا صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے رولز کی بات کی ہے۔ میں صرف آپ کی توجہ کے لئے کھڑا ہوا تھا' میں نے کوئی بات نہیں کی اور اس کے بعد بیٹھ گیا تاکہ آپ مجھے اجازت دیں تو پھر میں بولوں میں نے رولز کے مطابق ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ جہاں تک اس فاؤنڈیشن کا تعلق ہے اس میں' میں ہاؤس کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جو سرکاری ملازمین کے لئے یہ حکومت پنجاب کا initiative ہے جس پر آج پورا ہاؤس مبارک باد کا مستحق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم

سے مشترکہ طور پر یہ بل پاس ہوا ہے اور جس میں' میں سمجھتا ہوں کہ پورا ہاؤس مبارک باد کا مستحق ہے کہ مشترکہ طور پر اور unanimously ایک bill اللہ کے فضل و کرم سے ہم سب نے پاس کیا ہے ' اس کے بڑے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ اس کی implementation کے حوالے سے میں ہاؤس کو تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کہ لاہور کے اندر گھر بنانے کا کام شروع ہو چکا ہے۔ زمین الاٹ ہو چکی ہے' نقشہ بن چکا ہے' زمین باقاعدہ محکمہ ہاؤسنگ کو handover ہو چکی ہے اور اس کے اوپر کام شروع ہو چکا ہے۔ اگلے دو مہینوں کے اندر اندر فیصل آباد میں کام شروع ہو جائے گا' پھر اگلے مرحلے میں راولپنڈی میں کام شروع ہو گا' اس سے اگلے ایک مہینے میں ملتان میں کام شروع ہو جائے گا۔ ملتان میں ہم نے جگہ identify کر لی ہے۔ پورے پنجاب کے اندر اللہ کے فضل و کرم سے ہم یہ کام شروع کر رہے ہیں۔ رانا ثناء اللہ صاحب کی بات صحیح ہے کہ صرف قانون بنا کر رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جب تک کہ اس پر عملدرآمد نہ ہو۔ جہاں تک اس قانون کا تعلق ہے تو اس کی پہلی شق کے مطابق اس میں حکومت نے فنڈز دینے ہیں۔ انشاء اللہ حکومت فنڈز دے گی۔ اس میں ہمیں جو رکاوٹ آ رہی تھی وہ آج ہاؤس نے دور کر دی ہے۔ یہ ایک ایسا initiative ہے کہ جس میں ہمیں بنکوں کی طرف سے بھی بڑی encouragement ہوئی ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے اب اس میں کوئی delay نہیں ہو گی۔ اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔ جہاں تک دوسرے قوانین کا تعلق ہے' میرے ساتھی کی بات بالکل درست ہے کہ اس میں کچھ flaws تھے' میں نے اس حوالے سے راجہ بشارت صاحب سے کہا ہے کہ by laws کو درست کریں۔ شادی ایکٹ اور دوسری قوانین میں عمل درآمد کے حوالے سے ہمیں جو رکاوٹیں درپیش آ رہی ہیں' D.C.Os کو رکاوٹیں آڑے آ رہی ہیں انھیں دور کیا جائے۔ انشاء اللہ جلد ہی اسے مؤثر بنایا جائے گا۔ بہت شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں اس بل کے حوالے سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اگلے بل پر بات کر لینا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں اسی سے متعلقہ ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان : بہت شکریہ۔ جناب والا! ہم نے بات چیت کے بعد اس بل کو support کیا ہے۔ میں وزیراعلیٰ صاحب کی اس حوالے سے توجہ چاہوں گا کہ چونکہ یہ سب ملازمین کے لئے ہو گا۔ اگر آپ سابقہ ریکارڈ دیکھیں تو تقریباً تمام اضلاع میں کافی سرکاری افسران ایسے تھے کہ جنھوں نے ہر شہر میں پلاٹ حاصل کر رکھے ہیں۔ ابھی زمین کو بیچ کر آگے چلے گئے۔ مثلاً فیصل آباد میں Officers Housing Society-I,II,III ہیں۔ ایک ایک پلاٹ پچاس پچاس لاکھ کا الاٹ کروا لیا گیا جبکہ یہ آفیسرز وہاں کبھی posted بھی نہیں رہے اور پھر اسے بیچ کر آگے چلے گئے ہیں۔ لاہور میں بھی اسی طرح ہو چکا ہے تو میری submission ہے کہ آپ اس بابت ایک خصوصی cell بنائیں تا کہ جو لوگ already مختلف شہروں میں پلاٹ لے چکے ہیں انھیں دوبارہ الاٹ نہ کئے جائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے!

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! یہ بل جو پاس ہوا ہے اس بارے میں سب دوستوں نے خوشی کا اظہار کیا ہے' یقیناً یہ خوشی ہی کی بات ہے۔ محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں پر صرف چار بڑے بڑے شہروں کا ذکر کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے کو تمام اضلاع تک وسیع کیا جائے اور اس کا باقاعدہ یہاں پر اعلان بھی ہونا چاہئے۔ صوبے کے اندر بہت سارے ایسے اضلاع ہیں جو کہ under develop ہیں۔ یقیناً backward districts کے ملازمین بھی مالی لحاظ سے زیادہ کمزور ہوتے ہیں اس لئے یہاں پر اس بات کی یقین دہانی ہونی چاہئے کہ سرکاری ملازمین کو گھر مہیا کرنے والا سلسلہ تمام اضلاع میں بیک وقت شروع کیا جائے گا۔

وزیراعلیٰ : جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ پہلے ہی تمام اضلاع کے اندر اس حوالے سے کام ہو رہا ہے' سروے ہو رہے ہیں' میں نے صرف ان اضلاع کا ذکر کیا ہے جہاں پر جگہ فوری طور پر میسر تھی اور وہ محکمہ ہاؤسنگ کو handover ہو رہی ہے۔ ویسے اس حوالے سے پنجاب کے تمام اضلاع کے اندر کام ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم راجن پور سے لے کر اٹک تک تمام اضلاع کے اندر یہ بنائیں گے۔

MR SPEAKER: Motion for suspension of rules. Minister for Law has given a notice of motion that the requirements of Rules 94 and 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 ibid, for the immediate consideration of the Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the requirements of Rules 94 and 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 ibid, for immediate consideration of the Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004."

MR SPEAKER: The motion moved is

> "That the requirements of Rules 94 and 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 ibid, for immediate consideration of the Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004."

The motion moved and the question is

> "That the requirements of Rules 94 and 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 ibid, for immediate consideration of the Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004".

(The motion was carried.)

Minister for Law!

مسودہ قانون، پنجاب جرنلسٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن مصدرہ 2004

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I introduce:

"The Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004."

MR SPEAKER: The Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004 has been introduced in the House under 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.

Now, we take up the Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is.

That the Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004 be taken into consideration at once. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004 be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

CLAUSE - 3

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since, there is an amendment in it. The amendment is from Law Minister, Rana Sana Ullah Khan, Rana Aftab Ahmad Khan. Law Minister may move it!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> That Clause 4(1)(d) of the Bill be substituted by the following
>
> "(d) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, two from Treasury Benches and one from the Opposition, to be nominated by the Chief Minister, provided that the member from the Opposition shall be proposed by the Leader of the Opposition."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That Clause 4(1)(d) of the Bill be substituted by the following:
>
> "(d) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, two from Treasury Benches and one from the Opposition, to be nominated by the Chief Minister, provided that the member from the Opposition shall be proposed by the Leader of the Opposition."

The amendment moved and the question is:

> That Clause 4(1)(d) of the Bill be substituted by the following
>
> " (d) three members of the Provincial Assembly of the Punjab , two from Treasury Benches and one from the Opposition , to be nominated by the Chief Minister , provided that the member from the Opposition shall be proposed by the Leader of the Opposition."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: The question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: The question is:

> "That Clause 4 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE - 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE - 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE - 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE - 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE - 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill "

(The motion was carried)

CLAUSE - 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill "

(The motion was carried)

CLAUSE - 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill "

(The motion was carried)

CLAUSE - 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is.

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004 be passed."

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004 be passed."

(The motion was carried.)

The Bill is passed.

جناب سپیکر: آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس کل 24۔ فروری صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 24-فروری 2004

1- سوالات (محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات)

(i) نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(ii) غیر نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب

2- غیر سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(i) مسودہ قانون (ترمیم) (امتناع ظاہری نمود و نمائش و بے جا مصارف)
تقریبات شادی پنجاب مصدرہ 2004

(ii) مسودہ قانون (ترمیم) دی پنجاب کونسل آف آرٹس مصدرہ 2004

3- قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

4- تحریک زیر قاعدہ 243 قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس)

منگل' 24 - فروری 2004

(یوم الثلاثاء' 3 - محرم الحرام 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 10 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ
الْحَكِیْمِ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ
وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ
مُّبِیْنٍ ﴿۲﴾ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۳﴾ ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۴﴾

سورۃ الجمعہ آیات 1 تا 4

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب خدا کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ حقیقی پاک ذات زبردست حکمت والا ہےo وہی تو ہے جس نے انپڑھوں میں انہی میں سے (محمد کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو اُن کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھےo اور اُن میں سے اور لوگوں کی طرف بھی (ان کو بھیجا ہے) جو ابھی ان (مسلمانوں) سے نہیں ملے اور وہ غالب حکمت والا ہے یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہےo

وما علینا الاالبلاغo

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے میں محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

وڈیالہ سندھواں سیالکوٹ میں سول ججوں اور پولیس اہلکاروں کا شراب پی کر سڑکوں پر ناچ

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں ایک بڑے ہی افسوسناک واقعے کی طرف حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ 24۔جنوری کو سیالکوٹ میں وڈیالہ سندھواں ایک گاؤں ہے جہاں ایک سول جج کی شادی ہوئی تھی اور وہاں پر وہ منظر پیش کیا گیا جو شاید خال خال قوموں میں ایسا فحاشی اور بے حیائی کا منظر پیش کیا جاتا ہے۔ وہاں پر پولیس اور 11 ججوں کے قریب لوگوں نے شراب پی کر ناچنے والی عورتوں کے ساتھ گلیوں میں اس طرح اُدھم مچایا کہ وہاں پر رہنے والے شرفاء نے اپنے دروازے بند کر لئے۔ وہاں پر 11 سول جج اور پولیس اہلکار موجود تھے جنھوں نے گھر کے اندر نہیں بلکہ گلیوں میں شراب پی کر عورتوں کے ساتھ ناچ کیا کہ وہاں پر شرافت اپنا سر چھپا رہی تھی۔ میں حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس واقعہ کی وہ انکوائری کروائیں اور ان کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ پہلی قومیں اس لئے تباہ و برباد ہو گئیں کہ جب ان کے بڑے یا بااثر افراد کوئی جرم کرتے تھے تو ان کو وہ سزا نہیں دیتے تھے۔ اگر آج ہم نے بھی وہی روش اپنا لی تو پھر ہمارا بھی ان قوموں جیسا حال ہوگا جن قوموں کا حال تاریخ میں بڑے اندوہناک انداز میں لکھا ہوا ہے۔ شکریہ

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، راجہ ریاض صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! اسی طرح ایک انتہائی افسوسناک واقعہ سکھر میں ہوا ہے۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ سکھر میں ایک دھنی بخش نام کے آدمی نے موجودہ آمریت کے خلاف، بے نظیر بھٹو کی جلاوطنی کے خلاف اور آصف زرداری کی رہائی کے لئے خود سوزی کی اور پرسوں اس کی موت واقع ہو گئی، شہادت ہو گئی۔ اس کے لئے فاتحہ پڑھی جائے۔

جناب سپیکر: دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس موقع پر دعائے مغفرت کی گئی)

جی، راجہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب ارشد محمود بگو صاحب نے جس معاملے کی طرف آپ کے توسط سے اس ایوان کی توجہ مبذول کروائی ہے اس سلسلے میں سب سے پہلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا، میں یقینی طور پر تو نہیں کہہ سکتا لیکن میرے خیال میں آج کے اخبارات میں بھی یہ واقعہ رپورٹ ہوا ہے یا اگر یہ واقعہ نہیں ہو گا تو اس سے ملتا جلتا کوئی اور واقعہ رپورٹ ہوا ہے۔ آج کے اس اجلاس میں حاضر ہونے سے پہلے تحریری طور پر ہم نے اس واقعہ کی رپورٹ مانگی ہے اور میں معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ رپورٹ آنے کے بعد چونکہ آج کے واقعہ میں کچھ ججوں کا بھی ذکر ہے، انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاملہ ہائیکورٹ کے نوٹس میں بھی لایا جائے گا اور چیف جسٹس ہائی کورٹ کو ہم request کریں گے کہ جو جج اس میں ملوث تھے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ دوسرے نمبر پر جو انتظامیہ کے لوگ اس واقعہ میں ملوث تھے، میں معزز بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی رپورٹ آنے کے بعد ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب نے سکھر سے متعلق واقعہ کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کروائی ہے اور فاتحہ خوانی کے لئے بھی انہوں نے کہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارے صوبے سے متعلق واقعہ نہیں ہے لیکن ہمارے لئے لمحہ فکریہ ضرور ہے کہ ہم تو پہلے دن سے کہہ رہے ہیں

کہ ہماری جو مختلف سیاسی جماعتوں کی قیادت ملک سے باہر ہے ان کو واپس آنا چاہئے۔ اب ان کی اپنی پارٹی کے لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں' خود سوزیاں کر رہے ہیں کہ وہ واپس آئیں لیکن ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اس لئے میں ان کی اس تشویش میں برابر کا شریک ہوں۔ ہم اس ایوان کی طرف سے بھرپور طریقے سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ خدا خدا کر کے اس بات کا احساس کیا جائے۔ کیوں بے گناہ اور بے قصور لوگوں کی جانوں سے کھیلتے ہیں؟ آئیں' قانون کے مطابق trial کا سامنا کریں' اس ملک میں رہ کر سیاست کریں اور اب ان کے اپنے لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں اور وہ ہیں کہ ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جناب قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف : شکریہ' جناب سپیکر! میں سب سے پہلے جو اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے اس کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ اس اسمبلی کے جو مباحثات کتاب کی صورت میں چھپے ہیں اس میں وہ باتیں تھیں جو آپ نے خود یہاں بیٹھ کر حذف کیں ہم اس کو agree کرتے ہیں لیکن وہ باتیں جو آپ کی طرف سے حذف نہیں کی گئیں ان کو بھی اس میں سے خارج کر دیا گیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ آپ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی کوئی سب کمیٹی بنائیں اور وہ اس کی پوری ریکارڈنگ کو سنے تاکہ اس کے بعد اس چیز کو اس میں شامل کیا جا سکے کیونکہ اگر ہم اپنی تاریخ کو مسخ کریں گے تو پھر شاید ہماری قوم کل کو ہمیں معاف نہیں کرے گی۔

جناب سپیکر : قاسم ضیاء صاحب! یہ ایڈوائزری کمیٹی میں بات ہو چکی ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے بات کی تھی' رانا آفتاب صاحب بھی تشریف فرما تھے' راجہ ریاض صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے تو سیکرٹری اسمبلی نے کہا تھا کہ آپ بتائیں کہ کون سے الفاظ یا جملے ہیں جو حذف کئے گئے ہیں؟

قائد حزب اختلاف : اسی لئے میں گزارش کر رہا ہوں کہ اگر آپ کمیٹی بنا دیں---

جناب سپیکر : کمیٹی تو پھر بنائیں گے۔ پہلے یہ تو پتا چلے کہ کارروائی سے یہ الفاظ حذف کئے گئے ہیں' کم از کم پتا تو چلے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ نشاندہی کر دی ہے۔ میں یہاں پر ایک اجتماعی صورت میں ایک نشاندہی کرتا ہوں کہ پورے سال' ڈیڑھ سال میں جنرل مشرف کا کتنا ذکر ہوا ہے تو پوری کارروائی میں اس کا نام تک نہیں ہے۔

جناب سپیکر، چلو۔ ان کا نام لکھ دیں۔ اگر آپ کہتے ہیں تو ان کا نام لکھ دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! نام کیا لکھ دیں؛ ان کے حوالے سے جو کچھ کہا گیا ہے وہ سارا کچھ آنا چاہئے۔ یعنی وہ سارا! wash out کر دیا گیا ہے۔ یہ جو آپ کی discretion ہے کہ آپ کارروائی کے جس حصے کو چاہیں اسے حذف قرار دے سکتے ہیں اس کا بھی کوئی طریقہ کار ' کوئی اصول ہونا چاہئے۔ یہ بالکل sweet will نہیں ہونی چاہئے کہ آپ جس چیز کو چاہیں اور جیسا چاہیں اس کو حذف قرار دے دیں۔

جناب سپیکر، راناصاحب! آپ نشاندہی تو کریں پھر دیکھ لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، میں نے تو نشاندہی کر دی ہے [************************]

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، اسی طرح آپ نے باقی چیزیں بھی حذف کی ہوئی ہیں۔ ان تمام باتوں میں سے کچھ چیزوں کو آپ نے محسوس کیا کہ اگر یہ چیزیں ریکارڈ پر آئیں گی تو اس سے آپ کو بھی خطرہ ہے' ان کو بھی خطرہ ہے تو وہ آپ نے حذف کروا دیں۔

جناب سپیکر، اللہ کے فضل سے نہ ان کو کوئی خطرہ ہے اور نہ مجھے کوئی خطرہ ہے' جو صحیح کارروائی ہے وہ تو ریکارڈ پر آنی چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان، اس میں بہت سی چیزیں ایسی تھیں جن سے آپ کو قطعی طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے اور دوسرے معاملات میں آپ کو رہنمائی مل سکتی ہے لیکن آپ نے وہ ساری حذف کروا دی ہیں۔ اس کو کیسے دیکھا جائے گا؟ قائد حزب اختلاف نے یہی نشاندہی کی ہے کہ اس کا کوئی طریقہ کار بنا دیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، آپ چیمبر میں تشریف لے آئیں۔ اُدھر بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! میں اپنی بات مکمل کرنا چاہ رہا تھا۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! دوسری میں آپ کی توجہ آج ایک ایسے سنگین بحران کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جس پر حکومت نے سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے دعوے تو بڑے کئے، سستے آٹے کے لئے اشتہارات تو بہت دیئے، اس قوم کا پیسا تو بہت ضائع کیا، منسٹروں کی ڈیوٹیاں بھی لگیں لیکن ہمیں نہ کہیں ڈیوٹی نظر آئی، نہ کہیں آٹا نظر آیا۔ جب ہم نے کہا کہ آٹے کا بحران آنے والا ہے تو یہاں سے کہا گیا کہ پنجاب میں گندم surplus ہے، پنجاب میں ہمارے پاس سٹورز میں گندم موجود ہے، آٹے کا بحران نہیں آسکتا۔ اس حکومت نے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال یا کسی کو مالی و جانی تحفظ کیا دینا تھا انہوں نے تو آج غریب کے منہ سے نوالہ بھی چھین لیا۔ آج دیکھیں کہ اخبارات کے front page پر یہ چھپا ہے کہ سستا آٹا تو کجا، خریدنے کے لئے بھی آٹا میسر نہیں ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس پر بھی کوئی بات کریں۔

تیسری بات راجہ صاحب نے بڑے ہنستے ہوئے اور مضحکہ خیز انداز میں کہی کہ پارٹیوں کے کارکن خودکشیاں کر رہے ہیں۔ میں بتانا چاہوں گا کہ وہ خودکشیاں آپ کے آمرانہ رویے کے خلاف کر رہے ہیں۔ وہ خود سوزی اس لئے کرتے ہیں کہ جب اس ملک میں لوگوں کو انصاف نہیں ملتا، جب اس ملک میں لوگوں کو تحفظ نہیں ملتا، جب اس ملک میں لوگوں کو کھانے کو نہیں ملتا، نوکریاں نہیں ملتیں تو لوگ خودسوزی نہیں کریں گے تو پھر کیا کریں گے؟ اس ملک کے عوام یہی تو پیغام دینا چاہتے ہیں [******************] میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی بات کریں۔ انشاء اللہ اس کی خودسوزی رائیگاں نہیں جائے گی۔ اسی سال محترمہ واپس آئیں گی اور ہم انہیں دکھائیں گے کہ محترمہ اس سال آئیں گی اور اس ملک کی حقیقی نمائندگی کریں گی۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

---

*بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی' فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر! آج مجھے بڑی خوشی ہے کہ میرے بھائی قاسم ضیاء صاحب بیرون ملک دورے سے واپس آئے ہیں ۔ میں صرف دو باتیں کرنا چاہوں گا ۔ چند حقیقتیں ایسی ہوتی ہیں جو انسان کو تسلیم کرنی چاہئیں ۔ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ محترمہ تشریف لائیں گی لیکن یہ جو غریب خود کشیاں کر رہے ہیں آپ تھوڑا سا ان غریبوں کے نمائندے ہیں آپ ان کا خیال رکھیں مگر آپ کی میٹنگیں لندن میں ہو رہی ہیں یہ غریبوں کی پارٹی کا حال ہے کہ میٹنگ کے لئے لندن جاتے ہیں اور پھر ہر روز ہم سنتے ہیں کہ وہ آ رہی ہیں' وہ آ رہی ہیں۔ میں ایک شعر پر اپنی بات کو ختم کروں گا۔

تیرے وعدے پہ کہاں تک میرا دل فریب کھائے
کوئی ایسا کر بہانہ کہ میری آس ٹوٹ جائے

(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی' فرمائیں!

قائد حزب اختلاف ۔ جناب سپیکر! ہم تو اپنی قائد کو ملنے جاتے ہیں کیونکہ اس ملک میں انصاف نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس سال تو ضرور آئیں گی لیکن حتمی تاریخ نہیں دی۔ میں یہ بات کہنا چاہوں گا اور ہمیں فخر ہے کہ ہم تو اپنی سیاسی قائد کے بلانے پر جاتے ہیں اور ان سے میٹنگ کرتے ہیں ان کی طرح جی۔ایچ۔ کیو میں جا کر میٹنگیں نہیں کرتے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خوراک۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی' فرمائیں!

وزیرخوراک: جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے آٹے کے بارے میں بات کی ہے۔ مجھے بڑے افسوس سے on the floor of the House یہ عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کبھی توفیق نہیں دی' جو غریبوں کے لیڈر تھے اور روٹی' کپڑا' مکان کے نام پر اقتدار میں آئے۔ انہوں نے کبھی کوئی ایسی سکیم غریبوں کے لئے نہیں بنائی۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے یہ سکیم صرف اور صرف غریب آدمی کے لئے بنائی ہے تاکہ حقدار کو اس کا حق پہنچایا جائے۔ یہ سکیم پہلے سال چلی ہے اور اس میں چھوٹے موٹے خلاء بھی ہو سکتے ہیں لیکن یہ سکیم پورے پنجاب میں چل رہی ہے اور آپ نے اخبار میں بھی پڑھا ہو گا کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے ڈی۔سی۔او rank کے آدمیوں کے خلاف بھی کارروائی کی کہ جنہوں نے اس پر پورا کام نہیں کیا۔ ہمارے وزراء بھی اپنی ڈیوٹیاں دے رہے ہیں اور ڈی۔سی۔ اوز اس کو بڑے اچھے طریقے سے چلارہے ہیں اور جیسا کہ میں نے عرض کیاہے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے ڈی۔سی۔اوز کو بھی وہاں سے pull کیا کہ جو صحیح کام نہیں کر رہے تھے اس لئے پنجاب میں سستے آٹے کی سکیم بڑے بہترین انداز میں چلائی گئی ہے۔ ان کو اگر ایسی کوئی توفیق نہیں ہوئی تو اس بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی' سید احسان اللہ وقاص صاحب!

رانا مشہود احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات (محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: یہ کوئی debate تو نہیں ہو رہی ہے۔ براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں اور چلنے دیں۔ یہ وقفہ سوالات آپ ہی کا ہے۔ جی' شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: میرے سوال کا نمبر 567 ہے۔

ٹریفک کے حادثات میں اموات کی تفصیل

*567۔ سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 2002 میں صوبہ پنجاب میں ایسے کتنے ٹریفک کے حادثات ہوئے جن کے نتیجے میں اموات ہوئیں اور کل کتنی اموات ہوئیں؟

(ب) ٹریفک کے ان حادثات کی تعداد اور اموات 2001 کے مقابلہ میں کتنی زیادہ ہیں۔ کیا اس کی ایک وجہ ہمارے ٹرانسپورٹرز کی لاپرواہی ہے اور ہر ماڈل کی اور ہر چلنے والی چیز کا مین روڈ پر چلنے کی اجازت ہونا بھی ہے؟

(ج) کیا حکومت کے زیر غور ایسی کوئی تجویز ہے کہ سڑکات کی کیٹیگریز بنا کر ہر کیٹیگری کی سڑک کی کوالٹی اور مخصوص ٹرانسپورٹ کو مدنظر رکھ کر مخصوص ٹریفک کے علاوہ دیگر ہر طرح کی ٹریفک پر پابندی عائد کی جائے؟ (جیسے موٹروے پر آہستہ چلنے والی گاڑیاں مثلاً سائیکل، تانگہ، ٹریکٹر وغیرہ پر پابندی ہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور،

(الف) سال 2002 میں صوبہ پنجاب میں کل ٹریفک حادثات 5277 ہوئے جن میں کل 3124 اموات ہوئیں۔

(ب) سال 2001 میں صوبہ پنجاب میں کل ٹریفک حادثات 56717 ہوئے اور اس کے نتیجہ میں کل اموات 3272 ہوئیں جبکہ سال 2002 میں کل حادثات ٹریفک 5277 ہوئے اور جس کے نتیجہ میں3124 اموات ہوئیں۔ یہ حادثات ڈرائیور حضرات کی غفلت اور لاپرواہی کے نتیجہ میں ہوئے جو کہ سال 2001 کے مقابلہ میں 394حادثات اور 148 اموات کم ہوئیں۔ یہ صرف ٹریفک پولیس پنجاب کی تیز رفتار اور غفلت سے ڈرائیونگ کرنے والوں کے خلاف بروقت قانونی کارروائی کا نتیجہ ہے۔

(ج) سردست ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جب اجلاس شروع ہوا تو اس وقت تین معزز ممبران پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھ چکے تھے۔ میری دانست میں آپ نے ان کے بات کرتے کرتے وقفہ سوالات شروع کر دیا اور اس کے بعد آپ نے ان کو اجازت دی کہ وہ اپنا پوائنٹ آف آرڈر raise کریں۔ اس کے بعد جو ایک debate شروع ہو گئی جو تقریباً 25 منٹ رہی تو کیا یہ سارا وقت وقفہ سوالات میں آئے گا؟ میری آپ سے گزارش ہے کہ جس طرح آپ باقی ہر چیز حذف کروا دیتے ہیں تو یہ آدھا گھنٹہ بھی حذف کروا دیں اور یہ جو وقفہ سوالات شروع ہوا ہے تو اس کے لئے ایک گھنٹے کا وقت دے دیں۔ وقفہ سوالات کے لئے تو پہلے ہی بہت کم وقت ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! معزز اراکین کو تو اس چیز کا خود ہی خیال کرنا چاہئے۔ آپ تو ماشاء اللہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ جتنے بھی پوائنٹ آف آرڈر raise ہوئے ہیں آپ خود ہی سمجھتے ہیں کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر ہی نہیں بنتے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں ذمہ داری تو آپ کی ہے کہ یا تو آپ اس کو raise کرنے کی اجازت نہ دیں۔ اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو پھر ان کو اجازت دیں اور وقفہ سوالات بعد میں شروع کریں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! وقفہ سوالات پوائنٹ آف آرڈر raise کرنے سے پہلے شروع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد بگو صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! لیکن جس وقت آپ نے وقفہ سوالات شروع کیا ہے اس وقت تینوں معزز ممبران پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو چکے تھے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اس کو دیکھتے ہیں۔ جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز (ج) میں یہ پوچھا ہے کہ کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسی تجویز ہے کہ سڑکات کی کیٹیگری بنا کر ہر سڑک کی کیٹیگری کو مدنظر رکھ کر مخصوص ٹریفک کے علاوہ دیگر ہر طرح کی ٹریفک پر پابندی عائد کر دی جائے؟ میری گزارش یہ ہے کہ ساری دنیا میں سڑکوں کی مختلف کیٹیگریز اے، بی اور سی ہیں۔ ہمارے ہاں موٹروے

کے علاوہ تمام روڈز ایک ہی کیٹیگریز کے ہیں۔ جو روڈز ہیں الاصلاحی ہیں ان پر بھی ہر طرح کی ٹریفک ریڑھی، گڈا وغیرہ ہر چیز وہاں پر موجود ہوتی ہے جو حادثات کا سبب بنتی ہے۔ انہوں نے بڑا مختصر سا جواب دے دیا ہے کہ سر دست ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیوں یہ ایسی تجویز کو زیر غور لانے کے لئے تیار نہیں ہیں جبکہ دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک میں یہ چیز ہے اور وہاں پر اس پر عملدرآمد ہوتا ہے اور کیٹیگریز کے مطابق ٹریفک چلتی ہے، کچھ slow ٹریفک کے لئے ہوتی ہیں اور کچھ fast ٹریفک کے لئے ہوتی ہیں۔ چھوٹی سڑکات پر ہر طرح کی ٹریفک کی اجازت دے دینی چاہئے مگر اہم سڑکات پر کیٹیگری بنانی چاہئے۔ اس طرح حادثات میں روک تھام ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ ایک اچھی تجویز ہے۔ میں نے جو جواب دیا ہے وہ تو انہوں نے فرمایا تھا کہ کیا اس وقت کوئی تجویز زیر غور ہے تو ہم نے جواب دیا کہ اس وقت کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے لیکن معزز رکن کی یہ ایک اچھی تجویز ہے اس پر غور کیا جا سکتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو consider کریں گے۔

چوہدری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چوہدری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ پنجاب میں حادثات کی صورت میں ہزاروں آدمی اموات کا شکار ہوئے اور یہ حادثات ڈرائیوروں کی غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے ہوئے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈرائیور کی غفلت اور لاپرواہی کو دور کرنے کے لئے کیا ان کے پاس کوئی پروگرام ہے؟ اگر ہے تو اس کا کیا فائدہ ہے؟ اگر نہیں ہے تو میرا ان کو مشورہ ہے کہ ڈرائیور کی brain washing کے لئے دو تین ہفتے کا مخصوص وقت مقرر کیا جائے اس کے بعد اس کو لائسنس دیا جائے تاکہ وہ اچھی ڈرائیونگ کے قابل ہو سکے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: معزز رکن کی یہ جو تجویز ہے یہ محکمہ داخلہ سے متعلقہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے احسان اللہ وقاص صاحب نے روڈز کی کیٹیگریز کی بات کی تھی تو اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے

میں عرض کروں گا کہ روڈ کی کیٹیگری بھی ابھی ہے لیکن گاڑیوں کی کیٹیگریز محکمہ ٹرانسپورٹ پہلے ہی سے کر رہا ہے۔ جہاں تک گجر صاحب کے سوال کا تعلق ہے کہ ڈرائیوروں کی ٹریننگ کرنی چاہئے تو میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سلسلہ میں بھی حکومت پنجاب ایک ڈرائیور ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قائم کر رہی ہے اور وہ محکمہ ٹرانسپورٹ سے متعلقہ ہے اور وہ یہ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ایک دفعہ میں اے سی کوچ پر لاہور سے بہاولپور کے لئے سفر کر رہا تھا تو جیسے ہی گاڑی نماز فجر کے وقت وہاڑی موڑ پر پہنچی تو موڑ پر یکدم ایک ٹریفک پولیس والا آ گیا اور اس نے گاڑی روک دی۔ کنڈیکٹر اتر گیا۔ چار پانچ منٹ تک بحث و مباحثہ ہوا۔ پھر وہ اندر آ گیا اور گاڑی چل پڑی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا کہ جناب ہماری ایک سو روپے منتھلی مقرر ہے جو کہ پہلی تاریخ کو دینی ہوتی ہے۔ ہم بحث کر رہے تھے کہ بھائی! ابھی تو یکم آج شروع ہوئی ہے تو آج شام کو واپسی پر دے دیں گے۔ اس نے کہا کہ نہیں ابھی دیں اور اگر ٹرک ڈرائیوروں کی رجسٹریشن بک کو دیکھیں تو اس کے ساتھ انہوں نے ایک کاپی بنائی ہوتی ہے جس میں ٹریفک پولیس والوں نے کرپشن کو systemize کیا ہوا ہے۔ انہوں نے سٹکر چھپوائے ہوئے ہیں اور وہ سٹکر اس پر لگا دیتے ہیں تو پورے ضلع کی پولیس کو پتا لگ جاتا ہے کہ اس نے چٹی دے دی ہے۔ میں یہ کوئی ضمنی سوال نہیں کر رہا کیونکہ جب میں جواب مانگوں گا تو وزیر صاحب کھڑے ہو کر کہیں گے کہ ایسا نہیں ہے۔ حالانکہ عملی صورتحال یہی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی اس پر بھی غور و فکر کریں تاکہ یہ سلسلہ بند ہو سکے۔ شکریہ

چودھری زاہد پرویز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے لے کر لاہور تک یا کستان کی بلکہ صوبے کی ایک بڑی اہم سڑک ہے جو کہ اکثر مقامات پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ آتے وقت بھی اور جاتے وقت بھی۔ یہ سڑک گجرات بھی جاتی ہے جو کہ وزیراعلیٰ کا شہر ہے۔ براہ نوازش اس سڑک کو ٹھیک کروایا جائے۔ موٹر وے پولیس جو کہ وہاں کھڑی ہے جرمانے تو ضرور کرتی ہے لیکن سڑک کی care

نہیں ہوتی۔ آپ اس میں خصوصی دلچسپی لے کر اس سڑک کو بنوا دیں۔

جناب سپیکر، جی ٹی روڈ تو میرا خیال ہے کہ نیشنل ہائی وے کی تحویل میں ہے اس لئے آپ اپنے ایم۔این۔اے کو کہیں کہ وہ قومی اسمبلی میں یہ مسئلہ اٹھائیں۔

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! ہم نے آپ کی وساطت سے ہی وہاں پر آواز پہنچائی ہے لہذا آپ اسے خصوصی شفقت سے نوٹ فرمالیں۔

جناب سپیکر، ویسے آپ کی تجویز بہت اچھی ہے۔ شکریہ' ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! انہوں نے لکھا ہے کہ 5271 ایکسیڈنٹ پنجاب میں ہوئے اور میرا خیال ہے کہ اکثریت ان حادثات کی ہے جو کہ ٹرالی کی وجہ سے ہوئے ہیں کہ رات کو ٹرالی والے بغیر لائٹوں کے چلتے ہیں یا کسی ریڑھی بان یا کسی تانگے سے ہوتے ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ یہی وجوہات اس میں ہوں گی کیونکہ سیالکوٹ میں پچھلے تین چار مہینوں میں 10 حادثات ایسے ہوئے ہیں' وجہ ان کی یہ تھی کہ آگے ٹرالی جا رہی تھی۔ رات کو جب دونوں طرف سے لائٹ پڑتی ہے تو آگے جانے والی چیز نظر نہیں آتی تو میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ کیا حکومت پنجاب نے ٹرالیوں ' تانگوں کو لائٹیں جلانے کا پابند کیا ہے؟ آج سے 20 سال پہلے یہ ہوتا تھا کہ جب تانگے بھی چلتے تھے تو وہ نیچے لالٹین لگا لیتے تھے جس سے indication مل جاتی تھی کہ آگے کوئی ٹریفک جا رہی ہے۔ کیا حکومت ایسی ٹرالیوں اور ٹرالوں کے ساتھ جن میں لائٹیں نہیں لگی ہوتیں ان کے خلاف سخت کارروائی کروانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ وقتاً فوقتاً ضلعی پولیس اس سلسلے میں campaign چلاتی رہتی ہے لیکن میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان قواعد پر مزید سختی کے ساتھ عملدرآمد کروایا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ۔ جناب سپیکر! اگر آپ کل کی کارروائی دیکھیں تو ہمارے معزز وزیر کیانی صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ بڑے با اختیار ہیں۔ ایک روایت کے علاوہ یہ ایک requirement ہے کہ جب جس محکمے سے متعلق سوالات ہوں تو اس محکمے کا متعلقہ سیکرٹری کا یہاں پر ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہوم سیکرٹری جو کہ ریٹائرڈ بریگیڈئر ہیں آج بھی ان کے کہنے پر سوالات کے جواب کے لئے یہاں تشریف فرما نہیں ہیں۔ جب ایک سرکاری ملازم چاہے وہ پولیس کا ہو یا کسی دوسرے محکمے کا when he is on official duty پولیس ہے یا جیل ہے he should be in uniform اس پر یہ فیصلہ دیں کہ یہ ضروری ہے کہ نہیں؛ اس کے بعد میں اگلی بات کروں گا۔

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر گزارش یہ ہے کہ اس موقع پر میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن ہمارے چند دوستوں کو ہوم سیکرٹری صاحب کی obsession ہو گئی ہے کہ ہر وقت ہوم سیکرٹری، ہوم سیکرٹری، ہوم سیکرٹری کرتے رہتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ جب متعلقہ وزیر یہاں پر موجود ہے تو متعلقہ وزیر متعلقہ افسران سے بریفنگ لے کر ہی آتے ہیں۔ کل کیانی صاحب نے آئی۔جی صاحب کے حوالے سے بات کی تھی تو میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بعد میں اقبال چڈھڑ صاحب کی Privilege Motion آنے گی تو میں نے آج خود چڈھڑ صاحب کو کہا کہ آئی۔جی صاحب اسمبلی میں آئیں گے اور ان سے بیٹھ کر بات کریں گے بلکہ ہم ان سے جواب لیں گے کہ کیا انہوں نے آپ کا استحقاق مجروح کیا یا نہیں؛ اگر آپ کی تسلی ہوئی تو ٹھیک اور تسلی نہ ہوئی تو کارروائی کریں گے لیکن ہر وقت یہ کہنا کہ فلاں صاحب موجود نہیں ہیں اور فلاں صاحب موجود نہیں ہیں۔ اگر آپ کا ان کے علاوہ ان کی وجہ سے کوئی کام رکا ہوا ہے تو ہمیں بتائیں we are here to answer your question ہم آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ تمام وزراء جواب دے رہے ہیں۔ ہر وقت ہوم سیکرٹری، ہوم سیکرٹری کہنا یہ بات مناسب نہیں ہے۔ اس سے ہم اپنے آپ کو بھی چھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں راجہ بشارت صاحب کو ماشاء اللہ ہر چیز کا بڑی خوبصورتی کے ساتھ جواب دینے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ اگر راجہ بشارت صاحب اس اسمبلی میں نہ ہوتے تو یہ بیچارے باقی وزراء کا آپ کو تو پتا ہی ہے۔ راجہ صاحب نے پچھلے دنوں میں ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے جس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آج محکمہ ہوم ہے اور ہوم کی سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین ایک ایسے شخص کو بنایا کہ اس کو اس کے دوست نے پوچھا کہ مبارک ہو کہ تم ہوم کی سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین ہو تو تمہارے پاس اختیارات ہیں تو اس نے کہا کہ جناب پورے پنجاب کے سرکاری گھر جو ہیں وہ میرے under ہیں، جس کسی کو گھر چاہئے ہو وہ مجھے بتائے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ٹریفک کے کنٹرول کے لئے جی ٹی روڈ کو انہوں نے موٹر وے اور ہائی وے پولیس کے حوالے کر دیا ہے۔ کیا اس کے علاوہ بھی کوئی اور سڑک زیر غور ہے جو ان کے حوالے کی جائے گی؟

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ سوال محکمہ داخلہ سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ یہ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے کہ سڑکیں ہائی ویز کی ملکیت ہیں اور اگر یہ این۔ایچ۔اے کو ٹرانسفر ہونی ہیں یا کسی اور محکمے کو تو وہ محکمہ ہائی وے کرتا ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا 568 ہے۔

2002 میں اغواء برائے تاوان کے مقدمات

*568۔سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گزشتہ سال 2002 میں صوبہ پنجاب میں اغواء برائے تاوان کے کتنے مقدمات درج کئے گئے۔ کتنے ملزمان گرفتار ہوئے؛ کتنے افراد تاوان ادا کر کے بازیاب ہوئے اور کتنے پولیس کی کوشش سے بازیاب ہوئے۔ تفصیل درکار ہے؛

(ب) ان بڑھتی ہوئی وارداتوں کے سدباب اور روک تھام کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں اور کیا مزید کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛

وزیر قانون و پارلیمانی امور،

(الف) 2002 میں اغواء برائے تاوان کے مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

رینج	کتنے مقدمات درج ہوئے۔	کتنے ملزمان گرفتار ہوئے۔	کتنے افراد تاوان ادا کرکے بازیاب ہوئے۔	کتنے پولیس کی کوشش سے بازیاب ہوئے۔
1۔سی۔سی۔پی۔او لاہور	14	25	_	9
2۔شیخوپورہ رینج	8 (5 مقدمات جھوٹ پر مبنی تھے)	6	_	1
3۔فیصل آباد رینج	6	14	1	4
4۔گوجرانوالہ رینج	23	60	7	13
5۔راولپنڈی رینج	10	9	_	2
6۔سرگودھا رینج	3	9	1	3
7۔ملتان رینج	4	11	_	3
8۔بہاولپور رینج	4	5	1	2
9۔ڈی۔جی خان رینج	1	_	_	1

(ب) اغوا برائے تاوان ایک سنگین جرم ہے جس کی سزا زیر دفعہ 365/A ت۔پ کے تحت "سزائے موت" یا چودہ سال قید ہے اور مقدمہ قابل سماعت عدالت انسداد دہشت گردی ہے۔ ایسی وارداتوں کے سدباب کے لئے درج ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔

1۔ گشت کے نظام کو مؤثر اور مربوط بنایا گیا ہے۔
2۔ پولیس افسران کی رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔
3۔ پولیس ملازمین کی خصوصی تربیت کا بندوبست کیا گیا ہے۔
4۔ پولیس کو جدید اسلحہ اور سازوسامان سے لیس کیا جا رہا ہے۔
5۔ مشکوک افراد اور گاڑیوں کی سخت چیکنگ کی جاتی ہے۔
6۔ ایسے مجرمان کی حرکات و سکنات اور ان کے ممکنہ ٹھکانوں پر کڑی نظر رکھی جا رہی ہے۔
7۔ ان وارداتوں کی روک تھام کے لئے تمام S.H.O صاحبان اور حلقہ افسران کو خصوصی ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ ان وارداتوں میں ملوث ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔
8۔ ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر اور تحصیل ہیڈ کوارٹر میں ریسکیو 15 کی سہولت مہیا کی گئی ہے جہاں پر انتہائی چاق و چوبند دستہ کسی بھی ایمرجنسی کی صورتحال سے نمٹنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔
9۔ ہر ضلع میں چیک پوسٹیں بنائی جا رہی ہیں تاکہ اس قسم کے جرائم پر قابو پایا جا سکے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جواب کی تفصیل بڑی تشویشناک دی گئی ہے تو اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پورے صوبے میں اغواء برائے تاوان کی وارداتیں کس بڑے پیمانے پر ہو رہی ہیں اور سب سے بڑا نشانہ گوجرانوالہ ڈویژن ہے جس میں سیالکوٹ میں بے شمار وارداتیں ہوئی ہیں۔ انہوں نے تو یہ بتایا ہے کہ کتنے مقدمات درج ہوئے۔ بے شمار لوگ ایسے ہیں جنہوں نے مقدمات درج ہی نہیں کروائے۔ میں اس سے متعلق ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے اس چیز کا کوئی اہتمام کیا ہے کہ ہر ضلع میں جیسے اینٹی کار لفٹنگ سٹاف ہوتا ہے یا کسی کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ پہلے ایک دفعہ یہاں پر وعدہ کیا گیا تھا کہ ہر ضلع میں ایک پولیس آفیسر کی اغواء

برائے تاوان کے جرائم کے سدباب کے لئے ڈیوٹی لگائی جائے گی تا کہ وہ اس پر ایک اپنی expert team بنائے تا کہ ان وارداتوں کی روک تھام ہو سکے تو کیا اس پر کوئی عملدر آمد ہوا ہے؟ اور اگر عملدر آمد نہیں ہوا تو حکومت کے زیر غور ہے کہ آئندہ اس کے لئے کوئی اہتمام کیا جائے؟

جناب سپیکر۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! اس قسم کی ہدایات جاری کرنا continue process ہے۔ محکمہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً اضلاع کو اس قسم کی ہدایات جاری کی جاتی رہی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی کی جائیں گی کہ وہ اپنے اپنے اضلاع میں اس قسم کے واقعات کے انسداد کے لئے مؤثر اقدامات کریں لیکن جہاں تک حکومت پنجاب کا تعلق ہے تو میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ پہلے عمومی طور پر یہ تاثر پایا جاتا تھا کہ مقدمات درج ہونے کے بعد اس قسم کے مقدمات کی تفتیش کے لئے پولیس مناسب وقت نہیں دے پاتی لیکن اب جب سے تفتیش کو علیحدہ کیا گیا ہے، جو بعض اضلاع میں ایک مرحلہ وار پروگرام شروع کیا ہے جہاں پر تفتیش کو واچ اینڈ وارڈ سے علیحدہ کیا ہے اور اس سلسلے میں انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں توقع ہے کہ جو مقدمات درج ہوتے ہیں ان کی مؤثر طریقے سے پیروی اور ان کی مؤثر طریقے سے تفتیش کرنے سے اس قسم کے جرائم میں کمی واقع ہو گی۔

دوسرے نمبر پر میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ جناب وزیراعلیٰ پنجاب کا ایک initiative ہے کہ ہائی ویز پر پٹرولنگ پوسٹیں قائم ہونی ہیں اور یہ تقریباً 500 پوسٹیں پورے پنجاب میں قائم کی جا رہی ہیں جس میں سے 240 پوسٹیں پہلے مرحلے میں ہائی ویز پر قائم کی جا رہی ہیں۔ ان پوسٹوں پر تعینات عملہ ضلعی پولیس سے علیحدہ ہو گا۔ اس کے لئے بھرتی بھی شروع ہو چکی ہے اور ہم توقع کرتے ہیں اس بات کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پٹرولنگ پوسٹیں بننے کے بعد اس قسم کے واقعات میں ایک واضح کمی آئے گی۔

حاجی محمد اعجاز۔ ضمنی سوال۔

جناب سپیکر۔ جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس جواب کے جز (ب) میں یہ بات کہی گئی ہے کہ گشت کے نظام کو مؤثر اور مربوط بنایا گیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا گشت کے دوران آج تک کسی اغواء ہونے والے فرد کو اغوا ہونے سے بچایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ایک واردات ہو رہی ہو اور گشت کرنے والے وہاں پر پہنچ جائیں لیکن یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ deterrence fact ہوتا ہے کہ اگر پولیس کسی علاقے میں پٹرولنگ کر رہی ہو یا گشت کر رہی ہو تو وہاں جرائم پیشہ لوگ تھوڑے محتاط ہو جاتے ہیں اور وہ واردات نہیں کرتے یہ ایک deterrence fact ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ گوجرانوالہ ڈویژن اس حوالے سے خوش قسمت ہے کہ اس میں 80 لوگوں کے اغوا برائے تاوان کے مقدمات ہوئے ہیں اور یہ سیالکوٹ ان میں غالباً خصوصیت سے خوش قسمت ہے کہ ہر مہینے کے بعد وہاں پر industrialist اغوا ہوتے ہیں۔ پچھلے دنوں دو آدمی اغوا ہوئے جو اپنی کوشش سے واپس آئے۔ ان میں سے ایک آدمی نے 80 لاکھ روپے دیئے اور دوسرے نے پچاس لاکھ روپے دیئے اور ان کے ساتھ وہاں پولیس تھی۔ ان کے پیسے بھی گئے اور وہ ڈاکو بھی بھاگ گئے۔ میری جناب وزیر صاحب سے درخواست ہے کہ پولیس اغوا برائے تاوان میں جو پیسے لئے جاتے ہیں ان کی برآمدگی نہیں ڈالتی۔ یہ 80 لاکھ روپے آج بھی ریکارڈ میں موجود ہیں، جس شخص نے بشیر جمیل اینڈ کمپنی والا میاں لطیف جب اغوا کیا تھا تو اس نے 80 لاکھ روپے دیئے تھے، انہوں نے سارے ملزمان پکڑ لئے صرف ایک ملزم ذمی قسم کا تھا، جو بھاگ گیا۔ پولیس نے کہا کہ 80 لاکھ روپے اس کے پاس تھے جو بھاگ گیا ہے۔ باقی جو پکڑے ہوئے ہیں ان کے پاس کوئی پیسا نہیں ہے۔ میں جناب وزیر قانون سے درخواست کروں گا اور میرا سوال بھی ہے کہ اس سلسلے میں پولیس کو ensure کیا جائے کہ کم از کم لوگوں کی ریکوری واپس کی جانی چاہیئے تو کیا اس سلسلے میں حکومت لوگوں کی ریکوری برآمد کرانے میں کوئی بہتر اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! بالکل ہم ضرور اس میں بہتری کے لئے کوشش کریں گے لیکن میں یہاں دو سوالوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بگو صاحب نے ایک خاص واقعے کا ذکر کیا ہے کہ اس میں 80 لاکھ روپے تاوان دیا گیا جس کی برآمدگی نہیں ہوئی ہے۔ میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ مانیٹرنگ سیل میں take up کریں گے اور اس کی day to day progress لیں گے اور جو بھی progress ہوگی ہم معزز رکن کو آگاہ کریں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عام طور پر ان مقدمات میں جو ریکوری ڈالی جاتی ہے وہ متعلقہ لوگوں کو واپس نہیں کی جاتی۔ اس سلسلے میں ان کا آگے ایک سوال ہے کہ کن کن مقدمات میں ریکوری ہوئی اور کن کن لوگوں کو واپس کی گئی۔ ہم نے اس کی باقاعدہ تفصیل فراہم کی ہے لیکن اس کے باوجود میں معزز رکن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر کہیں وہ یہ محسوس کرتے ہیں جیسا ابھی انہوں نے واقعے کا ذکر کیا ہے، اس واقعے کے علاوہ بھی اگر یہ ہمارے نوٹس میں لائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، شکریہ جی!

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! میرے خیال میں کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون نے بہت تفصیل سے بات کی ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ گوجرانوالہ سب سے زیادہ متاثر اور بدنام ہے۔ گوجرانوالہ، سیالکوٹ، منڈی بہاؤالدین میں بہت سے اغوا برائے تاوان کے واقعات ہوئے ہیں۔ میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر خصوصی طور پر کوئی ٹاسک فورس بنا کر اہتمام کریں تاکہ اس کے اثرات دوسری جگہوں پر نظر آئیں۔ اس کو خصوصی ٹارگٹ بنایا جائے اور کسی اچھے آفیسر کو صرف اسی کام کے لئے وہاں متعین کریں تاکہ اس طرح کے واقعات کی روک تھام ہو سکے۔

جناب سپیکر، جی، علی عباس صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سوال 1035، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلے دو سوالات نمبر 1328 اور 1395 محمد وقاص صاحب کے ہیں۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے

لہذا سوالات dispose of ہوئے۔ اگلا سوال جناب محمد آجاسم شریف کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، لہذا سوال نمبر 1496، dispose of ہوا۔ اگلا سوال بھی جناب محمد آجاسم شریف کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، سوال نمبر 1548، dispose of ہوا۔ اگلا سوال شیخ تنویر احمد صاحب کا ہے تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال (A) 1729، dispose of ہوا۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز ، جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1764 ہے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈرائیونگ لائسنسز کے اجراء کے لئے قواعد کی پابندی

*1764 ،حاجی محمد اعجاز ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈرائیونگ لائسنس جاری کرنے کے اصول و ضوابط پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجہ سے حادثات میں اضافہ ہو رہا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سڑکوں پر ٹریفک کا نظام درست کرنے کے لئے کوئی جامع پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ،

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ ڈرائیونگ لائسنس جاری کرنے کے اصول و ضوابط پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجہ سے حادثات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جہاں تک ڈرائیونگ لائسنسوں کے اجرا کا تعلق ہے تو اس وقت پورے پنجاب میں کمپیوٹرائزڈ سسٹم نافذ ہے جس میں ڈرائیونگ لائسنس کے خواہش مند کو ہرصورت ذاتی طور پر حاضر ہو کر مجوزہ ٹیسٹ سے گزرنا پڑتا ہے اور ٹیسٹ کے لئے باقاعدہ ذمہ دار افسر قانون اور قاعدہ کے مطابق ٹیسٹ لے کر صرف اور صرف اہل اشخاص کو ڈرائیونگ لائسنس جاری کرتے ہیں۔

ٹریفک پولیس پنجاب کو نفری کی کمی اور گاڑیوں کی قلت کے ساتھ ساتھ دیگر مسائل کا بھی سامنا ہے۔ ٹوٹی ہوئی سڑکیں اور ان کی ناقص انجینئرنگ بھی حادثات میں اضافے کا سبب

بنتی ہے۔ تاہم دستیاب وسائل میں رہتے ہوئے بھی ٹریفک پولیس تیز رفتاری' غفلت' لاپرواہی سے ڈرائیونگ کے مرتکب افراد کے خلاف پوری ایمانداری' جانفشانی سے سرگرم عمل ہے۔ سال 2001 میں پنجاب میں کل حادثات 5677 ہوئے جس کے نتیجہ میں 3272 اموات ہوئیں جبکہ سال 2002 میں کل حادثات 5277 ہوئے اور 3124 اموات ہوئیں جو کہ سال 2001 کے مقابلہ میں 394 حادثات اور 148 اموات کم ہوئیں۔ تو حادثات کی شرح میں کمی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ پنجاب میں ٹریفک پولیس حادثات کی روک تھام کے لئے پوری مستعدی سے سر گرداں ہے۔

(ب) لاگو نہ ہے۔

جناب سپیکر، کیا آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جتنے لوگ بھی ٹریفک پولیس کے پاس لائسنس حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں کیا ان میں سے کچھ لوگوں کو reject کیا گیا؟ اگر کیا گیا تو ان کی تعداد بتائی جائے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! جو لوگ test دینے کے لئے جاتے ہیں ان میں سے جو qualify کرتے ہیں ان کو لائسنس دے دیا جاتا ہے اور یہ بالکل حقیقت ہے کہ جو لوگ qualify نہیں کرتے انہیں لائسنس نہیں دیا جاتا انہیں پھر دوبارہ آنے کے لئے کہا جاتا ہے۔

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! ان کی تعداد بتائی جائے۔

جناب سپیکر، دیکھیں exact figure تو نہیں بتائی جا سکتی لیکن وہ on the floor of the House بتا رہے ہیں کہ جو test qualify کر جاتے ہیں ان کو لائسنس جاری کر دیئے جاتے ہیں اور جو test qualify نہیں کرتے ان کو لائسنس جاری نہیں کئے جاتے۔ جن کو لائسنس جاری نہیں کئے جاتے جہاں تک ان کی تعداد کا معاملہ ہے اس کے لئے آپ نیا سوال کریں پھر تفصیلاً جواب آ سکتا ہے۔ جن کو لائسنس جاری نہیں کئے جاتے ان کا وجود ضرور ہے' چاہے ان کی تعداد تھوڑی ہے یا زیادہ لیکن ہے ضرور۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اگر یہ مجھ سے تعداد پوچھنا چاہتے ہیں تو یہ سوال کریں میں بتادوں گا لیکن اگر یہ اس وقت پوچھنا چاہتے ہیں تو میرے پاس اس وقت کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر، جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1831 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

کوچز میں ٹی-وی /وی-سی-آر چلانے پر پابندی

*1831، محترمہ طاہرہ منیر، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تقریباً پورے پنجاب میں اور بالخصوص لاہور سے راولپنڈی اسلام آباد و دیگر شہروں میں چلنے والی بسوں / کوچز / ویگنوں میں انڈین فلمیں مسافروں کو دکھائی جاتی ہیں؟

(ب) کیا حکومت نے ان بسوں/ کوچز میں ٹی-وی/ وی-سی-آر رکھنے اور چلانے کے لئے اجازت نامے جاری کئے ہیں؟

(ج) کیا بسوں اور کوچز میں انڈین اور دیگر فلمیں اور گانے دکھانے سے قومی اخلاق کی تباہی کا راستہ ہموار نہیں کیا جارہا؟

(د) کیا حکومت بسوں/ کوچز میں ٹی-وی/ وی-سی-آر چلانے پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور،

(الف) یہ درست ہے کہ تقریباً پورے پنجاب میں چلنے والی بسوں اور A C کوچز میں T.V, V.C.R اور ٹیپ ریکارڈر نصب ہونے کی اطلاعات ہیں اور ان پر فلمیں اور گانے چلائے جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ انڈین فلمیں بھی مسافروں کو دکھائی جاتی ہوں گی۔

(ب) قاعدہ نمبر A-226 موٹر وہیکلز رولز1969 کے تحت مسافر بردار گاڑیوں میں موسیقی کے آلات چلانے پر پابندی ہے۔ محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب نے صرف ڈائیوو پاکستان ایکسپریس بس سروس لمیٹڈ لاہور کو اس کی اپنی ائیرکنڈیشنڈ بسوں میں قاعدہ نمبری 4 کے تحت دیئے گئے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے قاعدہ نمبر A-226 میں نرمی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل شرائط کے مطابق آلات موسیقی ٹی۔وی / وی۔سی۔آر کی اجازت دی ہوئی ہے۔

(i) The documentaries, sports, leading Pakistani plays, movies and commercial etc may be displayed/ exhibited on the T.V Screen in the buses, which have a Censor Certificate for general users

(ii) Head phones facility for each passenger may be provided so that voice is not carried to the driver or the passengers using the head phone.

دیگر کسی ٹرانسپورٹ کمپنی یا انفرادی بس مالک کو ایسی کوئی رعایت / اجازت نہیں دی ہے۔ لہذا جو گاڑیاں آلات موسیقی ٹی۔وی / وی۔سی۔آر کا استعمال کر رہی ہیں وہ خلاف قانون ہے اور ان کے خلاف مجاز اتھارٹیاں قانون کے مطابق کارروائی کرنے کی مجاز ہیں۔

(ج) اس امر سے بھی انکار نہ کیا جا سکتا ہے کہ انڈین فلمیں اور گانے قومی اخلاقی تباہی کا باعث ہیں۔

(د) جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ قاعدہ نمبری A-226 موٹر وہیکلز رولز1969 کے تحت مسافر بردار گاڑیوں میں موسیقی کے آلات چلانے پر پابندی ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والی گاڑیوں کے خلاف محکمہ ٹرانسپورٹ اور ٹریفک پولیس پنجاب وقتاً فوقتاً قانونی کارروائی کرتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کوچز میں جو فلمیں اور گانے چلائے جاتے ہیں ان کے سدباب کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ درست ہے کہ بعض ایئر کنڈیشنڈ کوچز میں وی۔سی۔آر پر فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ سوائے ایک کمپنی ڈائیوو کے کہ اس کو حکومت کی طرف سے اجازت دی گئی تھی کہ وہ documentaries, sports, leading Pakistani plays, movies and commercial etc اپنی ٹی وی سکرین پر دکھا سکتی ہے لیکن باقی کسی کمپنی کو اجازت نہیں دی گئی۔ اس سلسلے میں آج سے کچھ عرصہ پہلے ڈاکٹر وسیم اختر صاحب نے ایک تحریک التوائے کار دی تھی اور اس کے جواب میں حکومت کی طرف سے یہ کہا گیا تھا کہ جو ٹرانسپورٹرز یا مالکان ان کاموں میں ملوث ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے کارروائی کی گئی' تقریباً 109 کے قریب چالان کئے گئے اور لاکھوں روپے کا جرمانہ بھی کیا گیا۔ میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ اس کے باوجود اب بھی بے شمار بسیں اور ایئر کنڈیشنڈ بسیں ایسی ہیں جہاں پر یہ فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے پہلے بھی کارروائیاں کی ہیں اور آئندہ بھی کریں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاشرتی طور پر ایسا مسئلہ ہے جس کے لئے ہم سب کو مل کر کام کرنا پڑے گا۔ اب بس میں تو پابندی لگائی جا سکتی ہے لیکن اس کے علاوہ ہمارے محلوں اور شہروں میں لاکھوں وڈیو سنٹرز ہیں جہاں انڈین فلمیں بک رہی ہیں۔ ہمارے اپنے گھروں میں کیبلز کے ذریعے انڈین فلمیں دکھائی جا رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہمیں اتنا زیادہ touchy نہیں ہونا چاہئے حکومت اپنا فرض ضرور پورا کرے گی۔ ہم نے پہلے بھی 109 چالان کئے ہیں آئندہ کے لئے بھی کریں گے ہم اس سلسلے میں campaign بھی چلائیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جہاں حکومت کی ذمہ داری ہے وہاں ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے اور اس اجتماعی کوشش سے ہی ہم اس برائی سے بچ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! وزیر قانون نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ بات کو گول مول کر کے پیش کیا ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھیں یہ بات یاد ہے کہ آج سے دو سیشن پہلے میری ایک تحریک التوائے کار تھی جو کہ اسی حوالے سے تھی۔ اس کے اوپر پارلیمانی سیکرٹری (ہوم) صاحب نے بڑی لمبی چوڑی تقریر بھی کی تھی' بار بار مجھے یقین دہانیاں بھی کروائیں کہ اس بات ہم ضرور کوئی نہ کوئی سخت ایکشن لیں گے لیکن کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ وزیر قانون صاحب نے یہ بات فرمائی ہے کہ عوام کو بھی اس کا خیال کرنا چاہئے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کوچز کے اندر جب کوئی اس بات صدائے احتجاج بلند کرتا ہے تو جس قسم کی language وہاں پر بس کا ڈرائیور اور کنڈیکٹر استعمال کرتا ہے وہ انتہائی شرمناک ہوتی ہے اس لئے کوئی بھی شریف آدمی سوائے کڑھنے کے اور کچھ نہیں کر سکتا۔ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جب legislation موجود ہے' ایک چیز غیر قانونی ہے تو پھر اس کا اگر سدباب نہیں ہو رہا تو اس میں will of the government شامل نہیں ہے؛ میں ایک واقعے کی طرف refer کرنا چاہتا ہوں۔ ایک دفعہ میں D.I.G بہاولپور کے پاس پہنچا تو وہاں D.S.P ٹریفک موجود تھے۔ جب انٹرویو ہوا تو D.I.G صاحب نے کہا آپ کی بات ہو رہی ہے۔ میں نے کہا کیا بات ہو رہی ہے؛ انھوں نے ایک فائل میرے سامنے رکھ دی۔ اس میں آئی۔جی کی طرف سے ایک چٹھی تمام D.I.Gs کے نام تھی کہ within two weeks تمام کوچز اور بسوں سے وی۔سی۔آر اُتار لئے جائیں۔ اس کے نیچے محترم قاضی حسین احمد صاحب کی چٹھی لگی ہوئی تھی کہ اگر دو ہفتے کے اندر اندر پولیس نے یہ غیر قانونی کام ختم نہ کیا تو اسے پھر ہم خود ختم کروائیں گے تو D.I.G صاحب نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ہو جائے اگر آپ کو اجازت دی گئی تو اس میں دنگا فساد ہونے کا اندیشہ ہے۔ میں نے کہا کہ جناب بہت اچھی بات ہے۔ آپ یقین کریں کہ within two weeks پولیس نے بہت سارے وی۔سی۔آر forfeit کئے' بہت سارے چالان کئے اور یہ سارا سلسلہ ایک دفعہ ختم ہو گیا۔ اب بھی قانون موجود ہے لیکن will of the government نہیں ہے ورنہ یہ ممکن نہیں ہے کہ حکومت چاہے کہ یہ ختم

ہو جائے اور وہ ختم نہ ہو سکے۔ میں ضمنی سوال یہ کرتا ہوں کہ کب تک یہ وی۔سی۔آر اتروائے جائیں گے؟

جناب سپیکر : جی' وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! اس سلسلے میں کوئی definite تاریخ نہیں دی جا سکتی کہ کب تک اس کو ختم کر دیا جائے۔ ہم نے تقریباً 109 چالان کئے ہیں' لاکھوں روپے کا جرمانہ کیا ہے۔ ہم اسے مکمل طور پر ختم کرنے کی بات تو نہیں کر سکتے لیکن میں آپ کو یہ یقین دہانی ضرور کروا سکتا ہوں کہ اگر آج تک ہم نے 109 چالان کئے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اب مزید سختی کے ساتھ یہ campaign چلائی جائے گی اور زیادہ سے زیادہ اس بات کو discourage کیا جائے گا۔

چوہدری اعجاز احمد سماں : جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی' فرمائیں!

چوہدری اعجاز احمد سماں : جناب سپیکر! قاعدہ 226-A کے تحت یہ لکھا گیا ہے کہ موٹر وے پر موسیقی چلانے کی اجازت ہے جبکہ دوسری شاہرات پر پابندی ہے۔ یہ تو پنجاب ہائی ویز یا دوسری شاہرات پر چلنے والوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ اگر وہ ٹیپ چلائیں گے تو وہ ممنوع ہے جبکہ موٹر وے پر سفر کرنے والے ٹیپ چلا سکتے ہیں۔ یہ بالکل غیر منطقی ہے کہ وہاں پر تو 226-A کو relax کیا گیا ہے۔ سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک ہونا چاہئے۔ اگر موٹر وے پر موسیقی کے باعث حادثات کا خطرہ نہیں ہے تو پھر جی ٹی روڈ پر بھی نہیں ہو سکتا۔ لہذا لوگوں کو پولیس کے اس ظلم سے بچایا جانا چاہئے۔ یہ ترمیم کریں اور سب کے لئے ایک جیسا اصول اپنائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر : ماشاء اللہ اچھی تجویز ہے۔ اگلا سوال جناب نوید عامر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : ان کے ایماء پر سوال نمبر 1880۔ جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر : جی' جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مذہبی تعلیمات کی تکمیل پر مسلم /غیر مسلم قیدیوں کے لئے رعایت

*1880۔جناب نوید عامر ، کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب کی جیلوں میں بند قیدیوں کی تعداد کتنی ہے۔ ہر جیل میں کتنے قیدیوں اور حوالاتیوں کی گنجائش ہے۔ تفصیل جیل وار فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بھر کی جیلوں میں قیدیوں کو قرآن مجید پڑھنے اور حفظ کرنے پر سزا میں رعایت یا کمی کی جاتی ہے؟ اگر کی جاتی ہے تو وہ کس قدر کی جاتی ہے اور اس کی مجاز اتھارٹی کا عہدہ کیا ہے؟

(ج) پنجاب بھر کی جیلوں میں غیر مسلم یا مسیحی قیدیوں کی تعداد کتنی ہے اور کیا ان کو بھی اپنے مذہب کے مطابق مذہبی تعلیم حاصل کرنے پر سزا میں رعایت دی جاتی ہے اگر ہاں تو وہ کتنی ہے اور اس رعایت دینے کی مجاز اتھارٹی کون ہے اور 2002 سے آج تک کتنے غیر مسلم افراد کو اس سلسلہ میں رعایت دی گئی ہے؟

(د) کیا پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں اور حوالاتیوں کی اصلاح کے لئے سرکاری طور پر مذہبی تعلیم دینے کا بندوبست کیا گیا ہے؟ اگر کیا گیا ہے تو کتنی جیلوں میں کتنے معلمین مقرر کئے گئے ہیں ان کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر جیل خانہ جات،

(الف) پنجاب کی جیلوں میں بند قیدیوں کی تعداد جیل وار حوالاتی / قیدی / سزائے موت کی تفصیل ضمیمہ (الف) کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جیلوں میں گنجائش 17637 اسیران کے لئے ہے جبکہ اس وقت 50486 اسیران مقید ہیں۔ حکومت پنجاب نے نئی جیلوں کی تعمیر ان اضلاع میں جہاں پہلے جیلیں نہ تھیں مرحلہ وار تعمیر کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کو قرآن مجید پڑھنے اور حفظ کرنے سے ان کی سزا میں رعایت دی جاتی ہے۔ مذکورہ رعایت کی تفصیل ضمیمہ (ب) کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز مذکورہ معافی دینے کی مجاز اتھارٹی انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پنجاب ہیں۔

(ج) پنجاب بھر کی جیلوں میں غیر مسلم یا مسیحی اسیران کی تعداد ضمیمہ (ب) کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز انہیں اپنے مذہب کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کی اجازت ہے اور مسیحی اسیران کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے پر معافی نہیں دی جاتی لیکن اب حکومت پنجاب کو بذریعہ چٹھی نمبر 6522 جے / لیگل مورخہ 10-02-2003، FD مذہبی تعلیم حاصل کرنے پر معافی دینے کی سفارش کی گئی ہے اور اگر منظوری ہوگئی تو مذکورہ معافی بھی دینے کے مجاز انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پنجاب ہوں گے۔

(د) پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں اور حوالاتیوں کی اصلاح کے لئے سرکاری طور پر اور تعلیم القرآن ٹرسٹ کی جانب سے مذہبی تعلیم دینے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ جیل وار مقرر کئے گئے معلمین کی تعداد ضمیمہ (ت) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! حکومت نے جو statistics دی ہیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ جیلوں میں 17637 اسیران کے لئے گنجائش ہے جبکہ اس وقت جو اسیران مقید ہیں ان کی تعداد 50486 ہے۔ یعنی capacity سے تین گنا زائد قیدی اس وقت جیلوں کے اندر موجود ہیں۔ آئین پاکستان کے اندر، جب یہ منظور ہوا تھا، یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ دس سال کے اندر تمام قاعدے، قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھال لیا جانے گا اور اگر اسلام کا نظام قانون ہو تو اس میں تو اتنی لمبی چوڑی detention کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ جلدی جلدی فیصلے بھی ہوتے جاتے ہیں اور اتنے لمبے چوڑے اخراجات بھی نہیں ہوتے۔ پچھلے اجلاس میں ایک سوال آیا تھا جس میں ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کے حوالے سے بات ہوئی کہ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کے ملازمین پر ماہانہ اخراجات تقریباً 9,23,483 روپے ہیں۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کب تک ان قوانین کو Islamize کریں گے تاکہ جیلوں پر سے بوجھ ختم ہو سکے؟

جناب سپیکر : جی، وزیر برائے جیل خانہ جات !

وزیر جیل خانہ جات : جناب سپیکر ! میں سوال تو نہیں سمجھ سکا۔ دوسرا محکمہ جیل خانہ جات کا قانون سازی کے ساتھ تو کوئی واسطہ نہیں ہے۔ بہرحال معزز رکن نے جس خدشے کا اظہار کیا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس وقت جیلوں کی صورتحال یہ ہے کہ واقعی وہ overloaded ہیں۔ اس حوالے سے موجودہ حکومت نے غور و خوض کیا ہے اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام اضلاع میں جیلیں بنائی جائیں گی۔ اس کے علاوہ جیلوں کے اس load کو بہتر انداز میں کم کرنے کے لئے ہم نے ایک اور سکیم بھی initiate کی ہے۔ ہم ہر سب ڈویژن کی سطح پر جوڈیشل lock up بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور جو لوگ under trial ہیں وہ وہیں سب ڈویژن کی سطح پر جوڈیشل lock up میں رکھے جائیں تاکہ لوگوں کو اسیران کے ساتھ ملنے اور آنے جانے میں کم سے کم تکلیف ہو، اخراجات میں بھی کمی آئے اور تمام جیلیں جو کہ پہلے ہی over populated ہیں ان کے load کو بھی کم کیا جا سکے۔ ہماری دو نئی جیلیں اس وقت تقریباً تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں اور آئندہ A.D.P میں بھی ہم مزید نئی جیلیں بنانے کے لئے سکیمیں بھیج رہے ہیں۔

جناب سپیکر : اگلا سوال بھی جناب نوید عامر صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال نمبر 1881 dispose of ہوا۔ اگلا سوال ڈاکٹر انجم امجد صاحبہ کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص : ان کے ایماء پر سوال نمبر 1902۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کم عمر قیدیوں، دستیاب سہولیات
اور رہائی کے لئے سفارشات کی تفصیل

*1902، ڈاکٹر انجم امجد، کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت صوبہ کی جیلوں میں 18 سال سے کم عمر کے کتنے بچے اور بچیاں قید ہیں۔ ان کی تفصیل مع جرم کی نوعیت / دفعات' نام' ولدیت بیان کی جائے؛

(ب) ایسے بچے / بچیوں کی تفصیل علیحدہ علیحدہ مہیا کی جائے جو والدہ کے ساتھ قید ہیں؛

(ج) مذکورہ قیدیوں کی جیل خانہ جات میں سدھار اور تعلیم و تربیت کا کوئی بندوبست ہے' اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیل مہیا کی جائے؛

(د) کیا حکومت خفیف جرم میں مقید بچوں کو پیرول پر رہا کرنے کو تیار ہے؛

(ہ) کیا حکومت کو جیل خانہ جات کے قوانین کے تابع کوئی رپورٹ یا سفارش موصول ہوئی ہے جس کے ذریعے سفارش کی گئی ہو کہ خفیف جرائم میں مقید بچوں کو پیرول پر رہا کر دیا جائے؛

وزیر جیل خانہ جات،

(الف) پنجاب بھر کی جیلوں میں اس وقت 18 سال سے کم عمر بچے اور بچیوں کی تعداد 1272 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایسے 141 بچے اور بچیوں کی تفصیل جو کہ والدہ کے ساتھ مقید ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ قیدیوں کے لئے جیل خانہ جات میں تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا گیا ہے اور ان سے کسی قسم کی مشقت نہیں لی جاتی نیز انہیں جیلوں میں کمپیوٹر کورس' ناظرہ قرآن اور حفظ قرآن کرانے اور اس کے علاوہ جماعت اول سے ایم۔اے تک تعلیم حاصل کرنے کی سہولت دی گئی ہے۔

(د) حکومت پنجاب خفیف جرم میں مقید بچوں کو پیرول کی بجائے ضمانت پر رہا کروا رہی ہے۔

(ہ) ابھی تک جیل قوانین کے تحت ایسی کوئی سفارش یا رپورٹ موصول نہ ہوئی ہے جس کے تحت خفیف جرائم میں مقید بچوں کو پیرول پر رہائی کا کہا گیا ہو لیکن ہر ماہ اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ سیشن جج صاحبان اپنے علاقوں کی جیلوں میں جا کر معمولی نوعیت کے جرائم میں ملوث افراد کو ضمانت پر رہا کرواتے ہیں جس میں بچے بھی شامل ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں جز(ب) کے حوالے سے وضاحت چاہتا ہوں کہ جیلوں کے اندر جو مختلف خواتین بند ہوتی ہیں ان کے ساتھ بعض اوقات چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں۔ ان بچوں کو ان خواتین کے ساتھ رکھنے کا کیا فارمولا ہے' ان کی رہائش کی کیا صورت ہوتی ہے؟ جرم تو خاتون نے کیا ہوتا ہے' بچے یا بچی کی والدہ نے کیا ہوتا ہے' اس میں معصوم بچوں کا کیا قصور ہوتا ہے' ان کو جیل میں کیوں رکھا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی' وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! جو عورتیں under trial ہوتی ہیں اور جیل میں ہوتی ہیں تو بعض اوقات ان کے بچے بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ہمارے جیل خانہ جات کے رولز کے تحت 6 سال تک بچہ جیل میں اپنی ماں کے ساتھ رہتا ہے اور اس کے بعد ہم اسے ورثاء کے حوالے کر دیتے ہیں۔ prisoner رولز کے تحت یہی اصول اپنایا جاتا ہے۔ اگر کوئی بچہ ڈیڑھ سال یا دو سال کا ہوگا اور اس کی ماں کوئی جرم کرے گی' جیل میں آئے گی تو اس وقت تک اس بچے کو ماں کے ساتھ رکھا جاتا ہے جب تک کہ وہ sensible نہیں ہو جاتا۔

جناب ارشد محمود بگو: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جز(د) میں ہے کہ "حکومت پنجاب خفیف جرم میں مقید بچوں کو پیرول کی بجائے ضمانت پر رہا کروا رہی ہے" کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ اب تک اس سال میں

انھوں نے کتنے بچوں اور خواتین کو اس شق کے تحت ضمانت پر رہا کروایا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات، جناب والا! میں محترم ممبر کا سوال سن نہیں سکا۔ مہربانی فرما کر سوال دہرا دیں۔

جناب سپیکر، جی' ارشد بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں جز (د) کا جواب پڑھ رہا ہوں۔ "حکومت پنجاب خفیف جرم میں مقید بچوں کو پیرول کی بجائے ضمانت پر رہا کروا رہی ہے"۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سال حکومت نے کتنے بچوں کو پیرول / ضمانت پر رہا کروایا ہے؟

جناب سپیکر، جی' وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات، جناب والا! اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ جو بچے عام جرم میں وہاں قید ہوتے ہیں' جب سیشن جج اور ایڈیشنل سیشن جج وہاں وزٹ پر آتے ہیں تو ہمارا عملہ ان سے درخواست کرتا ہے اور وہ ان کی ضمانتیں کرواتے ہیں۔ اگر معزز رکن پورے سال کی تفصیل جاننا چاہیں---

جناب سپیکر، ان کا سوال ہے کہ کوئی اندازہ ہے کہ کتنے کیس ایسے ہوں گے۔ آپ کے پاس کوئی roughly idea ہے؟ اس وقت آپ exact figures تو نہیں دے سکتے کیونکہ یہ نیا سوال بنتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات، جناب والا! یہ depend کرتا ہے کہ اس جرم میں اس جیل میں کتنے بچے ہیں۔ ہم ان کے لئے پوری کوشش کرتے ہیں اور ہمارا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ لوڈ کم ہو۔ ہم تو ان کے لئے عدالتوں کو بھی لکھتے رہتے ہیں اور سیشن جج صاحب وہاں وزٹ کے لئے تشریف لاتے ہیں تو ہم پوری کوشش کرتے ہیں کہ جو بچے چھوٹے مقدمات میں ہیں ان کی ضمانت کروائی جائے۔ اگر معزز ممبر تعداد کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں تو میں معزز ممبر کی خدمت میں rough بات نہیں کر سکتا۔

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر!---

جناب سپیکر، جی' محترمہ! آپ فرمائیں!

محترمہ فرزانہ راجہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پچھلے اجلاس میں قرارداد لائی تھی جس میں' میں نے یہی کہا تھا کہ جو بچے ماؤں کے ساتھ جیل میں ہیں اور ان کی عمریں پانچ یا چھ سال سے کم ہیں انھیں باہر کے

سکول جہاں عام بچے پڑھنے کے لئے جاتے ہیں بھیجا جائے۔ اس پر وزیر جیل خانہ جات نے یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم اس پر قانون سازی بھی کریں گے اور already اس پر کام کر رہے ہیں تو میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ چونکہ اس بات کو بھی تقریباً ایک ڈیڑھ ماہ ہو چکا ہے تو اس دوران انھوں نے کیا اقدامات کئے ہیں یا اس پر کوئی کام آگے بڑھایا ہے کیونکہ انھوں نے جتایا تھا کہ ہم already ان بچوں اور ماؤں کے لئے کام کر رہے ہیں جو اس وقت جیل میں ہیں۔

جناب سپیکر: جی' وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! جیلوں کے اندر سکول موجود ہیں اور وہاں انھیں تعلیم دی جاتی ہے۔ جب تک وہ بچے ہمارے پاس جیل میں رہتے ہیں اس وقت تک ان کی تعلیم کی بنیادی ضرورت پوری کی جاتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں عام پانچ یا چھ سال کا بچہ سکول going ہوتا ہے۔ ہم ان کی بنیادی ضرورت کو وہاں پورا کرتے ہیں۔ میں نے ابھی دو تین میٹنگز بھی کی ہیں اور اسے بہتر کرنے کے لئے ہم مزید کوشش کر رہے ہیں۔ میں محترمہ کی یہ بات سمجھا ہوں کہ ان بچوں کو تعلیم کے لئے باہر بھیجا جائے لیکن ہمیں وہاں یہ مسئلہ درپیش ہوتا ہے کہ جب تک کوئی بچہ ماں کے پاس رہتا ہے تو کوئی ماں اسے باہر بھیجنے کے لئے تیار نہیں ہوتی کیونکہ وہ سمجھتی ہے کہ اس کا بچہ غیر محفوظ ہو گا کیونکہ وہ عورت کسی مخالفت یا کسی وجہ سے جیل میں آئی ہے اس لئے انھیں خدشہ ہوتا ہے اور وہ بچوں کو باہر بھیجنے میں reluctant ہوتی ہیں اور یہ ممکن بھی نہیں ہوتا لیکن ان کی جو پانچ یا چھ سال تک بنیادی ضرورت ہے ہم اسے وہاں پوری کرتے ہیں۔ ہم اسے مزید بھی بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے اس سلسلے میں میٹنگز کی ہیں اور میں جو اگلی میٹنگ بلاؤں گا میں محترمہ کو بھی ضرور تکلیف دوں گا کہ یہ بھی اس میٹنگ میں شامل ہوں اور ہم ان کی تجاویز کو consider کریں گے اور ان سے guide line لے کر آگے چلیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال پہلے سوال سے متعلق ہے کہ وہ قیدی جو اپنی سزا پوری کر چکے ہوتے ہیں جن میں بچے قیدی ہیں' خواتین قیدی ہیں اور بڑے

قیدی بھی شامل ہیں لیکن وہ عرش کی رقم ادا نہ کرنے کی وجہ سے جیلوں میں پڑے رہتے ہیں۔ کیا حکومت یا آپ کے محکمے کے زیر غور کوئی ایسی تجویز ہے کہ عرش کی رقم بیت المال، زکوٰۃ یا کسی اور فنڈ سے ادا کر کے ان لوگوں کی جان خلاصی کرائی جائے جو اپنی سزا پوری کر چکے ہیں لیکن عرش کی رقم ادا نہیں کر سکتے؛

جناب والا! دوسری بات جیسے آپ نے فرمایا کہ قیدیوں کی تعلیم و تربیت اور ناظرہ قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے ان کو معافی بھی دی جاتی ہے تو آپ بتا رہے ہیں کہ ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلم قیدی بھی ہیں اگر وہ لوگ اپنی بائبل یا اپنی مذہبی کتاب کا مطالعہ کریں تو کیا ان کو کوئی معافی دینے کا پروگرام رکھتے ہیں؛ چونکہ آئین پاکستان میں equality کی بات کی جاتی ہے کہ تمام شہری برابر ہیں۔ اگر ایک جرم میں ایک فائدہ ایک مسلم کو مل رہا ہے تو اس جرم میں وہ فائدہ غیر مسلم کو بھی ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! عباسی صاحب نے کوئی تین چار سوال کئے ہیں لیکن یہ سوال زیر بحث سوال سے متعلقہ نہیں ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ ان کا سوال بڑا relevant ہے کہ کئی ایسے قیدی ہیں جن پر جرمانہ ہے اور کورٹ کا آرڈر ہے کہ جب تک وہ جرمانہ ادا نہ کریں اس وقت تک انھیں release نہ کیا جائے۔ میں نے خود ایک دو جیلیں وزٹ کی ہیں اور وہاں اس طرح کے واقعات میرے سامنے آئے ہیں۔ پچھلے سال بھی مخیر حضرات کے ساتھ مل کر 30 لاکھ روپے ان قیدیوں کے جرمانے ادا کئے گئے جو جرمانہ ادا کرنے کے قابل نہیں تھے اور انھیں رہا کروایا۔ ہر سال رمضان کی عید پر ہمارا محکمہ مخیر حضرات اور این۔جی۔اوز کے ساتھ رابطہ کرتا ہے اور ان کی کوشش سے اس طرح کافی لوگ رہا ہوتے ہیں۔ ہم اس کے لئے پوری کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اب میں نے محکمے کو سختی سے یہ direction دی ہے کہ آپ اس طرح کی اور تجاویز بھی بنائیں جیسے انھوں نے فرمایا کہ زکوٰۃ فنڈ سے ہو تو ہم ان کے ساتھ بھی میٹنگز کر رہے ہیں اور اگر انھوں نے ہمارے ساتھ اس معاملے میں کچھ تعاون کیا تو ہم اس کے لئے بھی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، کافی سوالات ہو گئے ہیں۔ اگلا سوال جناب اشتیاق احمد مرزا صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب والا! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، چھ سات ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! انھوں نے جو دوسرا سوال کیا ہے اگر اجازت ہو تو میں اس کی بھی وضاحت کر دیتا ہوں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی، عباسی صاحب فرمائیے!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! اگر مسلم قیدی قرآن مجید یا اسلامی تعلیم حاصل کرتے ہیں تو آئی جی جیل خانہ جات انھیں معافی دیا کرتے ہیں لیکن غیر مسلم قیدی کو معافی نہیں ملتی۔ ہمارے جیل رولز میں یہ provide نہیں ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہے۔ آئین پاکستان کے مطابق آپ تمام قیدیوں کو equal treatment دیں۔ تو کیا حکومت concerned جیل رولز میں ترمیم کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! یہ سوال اس سے متعلقہ تو نہیں ہے لیکن میں جناب کے حکم کے مطابق اس کا جواب دے دیتا ہوں۔ جیسے عباسی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے ہاں جو بھی آدمی چاہے مذہبی تعلیم سے یا دنیاوی تعلیم لے اس کے لئے معافی ہوتی ہے لیکن غیر مسلم کے لئے ابھی تعلیم رائج بھی نہیں ہے اور انھیں معافی بھی نہیں ہوتی۔ ہم نے اس کے لئے محکمہ قانون کو ایک ڈرافٹ بھیجا ہے۔ چونکہ اس پر قانون سازی ہونی ہے اور ان کے مذہبی لوگوں نے بھی ہمارے محکمے سے پچھلے دنوں کافی میٹنگز کی ہیں۔ ہم نے ان سے کہا ہے کہ آپ اپنا کوئی ایسا ادارہ بتائیں کیونکہ جب بھی کوئی تعلیم

دی جائے گی تو اس کا کوئی کورس سیٹ کیا جائے گا' پھر کوئی اس کے امتحان لینے والے بھی ہوں گے جیسے تعلیم القرآن ٹرسٹ قیدیوں کا امتحان لیتا ہے اور ان کی گریڈنگ کرتا ہے اور گریڈنگ کے اوپر ہی معافی ہوتی ہے اس لئے ہم ان سے بھی کہہ رہے ہیں کہ آپ ہمیں کوئی پروسیجر بنا کر دیں تاکہ ہم ان کو imtiate کریں اور پھر اس کے لئے قانون سازی کی جائے۔ اس نے آرٹیکل 215 کے تحت آنا ہے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ جناب اشتیاق احمد مرزا صاحب! تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال نمبر 1930 dispose of ہوا۔

جناب محمد ریاض شاہد، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی' ریاض شاہد صاحب کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

جناب محمد ریاض شاہد، جناب سپیکر! جیلاں دے بارے اک شعر حسب حال اے۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

جناب محمد ریاض شاہد،

گھر میں بھی کہاں چین سے سوئے تھے کبھی ہم
جو رات ہے زنداں میں وہی رات وہاں تھی
یکساں ہے میری جان قفس اور نشیمن
انساں کی توقیر یہاں ہے نہ وہاں تھی

جناب سپیکر، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! محکمہ داخلہ کے بقیہ سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات، جناب والا! میں بھی محکمہ جیل خانہ جات کے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، محکمہ داخلہ اور محکمہ جیل خانہ جات کے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں تعینات ملازمین کی تفصیل

*1035۔ جناب علی عباس، کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کیا ہے؟

(ب) اس وقت ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف مختلف قسم کی انکوائریاں زیر سماعت ہیں؟

(ج) حکومت ان ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر اخراجات پر کتنی رقم ماہانہ خرچ کر رہی ہے؟

(د) کیا حکومت عرصہ تین سال سے زائد تعینات ملازمین کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات،

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کے شہزاد تنویر بٹ، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل اور وقار عباس تارڑ، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کے خلاف انکوائری زیر سماعت ہے۔

(ج) حکومت پنجاب اس وقت ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کے ملازمین پر ماہانہ 9,23,483 روپے خرچ کر رہی ہے۔

(د) تین سال سے زائد تعینات ملازمین کی اکثریت کو ٹرانسفر کیا جا چکا ہے جبکہ بقیہ ملازمین کا ٹرانسفر زیر غور ہے۔

تھانہ واہ کینٹ میں 2002 کے دوران شراب نوشی /فروخت' جوئے اور چوری کے مقدمات کی تفصیل

*1328۔جناب محمد وقاص، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تھانہ واہ کینٹ میں 2002 کے دوران شراب نوشی و فروخت' جوئے اور چوری کے کتنے پرچے درج ہوئے؛

(ب) کیا یہ درست ہے کہ درج بالا قسم کے جرائم ہوتے رہے لیکن پولیس پرچہ درج کرنے سے گریز کرتی رہی؛

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پولیس کی نگرانی میں اردگرد کے دیہات میں کھلے عام شراب' چرس اور ہیروئن فروخت ہو رہی ہے؛

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) دوران سال 2002 تھانہ واہ کینٹ میں قمار بازی کے 7' چوری کے 28 اور منشیات کے 241 مقدمات درج ہوئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

گاؤں سکھو تھانہ صدر واہ کینٹ کی حدود میں منشیات کا کاروبار

*1395۔جناب محمد وقاص، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واہ کینٹ کے تھانہ صدر کی حدود میں گاؤں سکھو کا ایک شخص اورنگ زیب عرف رنگا چرس' شراب اور ہیروئن کا کاروبار کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے ڈیرے پر ہر وقت کئی مسلح افراد موجود رہتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نے ملک کے کئی علاقوں خصوصاً کراچی کے اشتہاری ملزموں کو پناہ دے رکھی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور .

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

تھانہ اور پولیس چوکی گارڈن ٹاؤن لاہور کی عمارات کی تعمیر

*1496؛ جناب محمد آجاسم شریف، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ گارڈن ٹاؤن لاہور اور اس کے زیر انتظام پولیس چوکی راجہ مارکیٹ لاہور کے پاس اپنی جگہ اور عمارات نہ ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تھانہ اور چوکی بالترتیب ایل۔ڈی۔اے اور محکمہ ٹرانسپورٹ کی زمین میں عارضی طور پر قائم ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس بناء پر ان اداروں کے پاس نہ تو اپنے ملازمین اور دفتری ضروریات کے لئے مناسب اور محفوظ جگہیں ہیں اور نہ ہی زیر حراست ملزمان کو رکھنے کے لئے مناسب مقامات ہیں؟

(د) کیا حکومت ان اداروں کو ان کی موجودہ عارضی جگہوں پر زمین دینے اور ان کی مناسب عمارات تعمیر کرنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست ہے کہ تھانہ گارڈن ٹاؤن لاہور اور اس کے زیر انتظام پولیس چوکی راجہ مارکیٹ لاہور کے پاس اپنی جگہ اور عمارات نہ ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ تھانہ گارڈن ٹاؤن L.D.A کے زیر تعمیر کمپلیکس میں عارضی طور پر قائم کیا گیا ہے جبکہ چوکی راجہ مارکیٹ کی بھی اپنی زمین اور بلڈنگ نہ ہے بلکہ عارضی طور پر محکمہ ٹرانسپورٹ کی زمین پر قائم ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ تھانہ گارڈن ٹاؤن اور چوکی راجہ مارکیٹ کی موجودہ جگہ اور عمارات ملازمین اور دفتری ضروریات کو پورا نہ کرتی ہیں اور زیر حراست ملزمان کو رکھنے کے لئے جو حوالات بنائی گئی ہے وہ بھی مناسب نہ ہے۔

(د) تھانہ گارڈن ٹاؤن اور چوکی راجہ مارکیٹ کی اپنی زمین اور عمارت کوئی نہ ہے۔ جگہ کی الاٹمنٹ کے لئے ایل۔ڈی۔اے کو متحرک کیا گیا ہے۔

پولیس ویلفیئر فنڈ کی تفصیلات

*1548۔جناب محمد آجاسم شریف، کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پولیس ویلفیئر فنڈ صوبہ کی سطح پر اکٹھا کیا جا رہا ہے یا ضلع وار؟ اگر ایسا ہے تو ہر ضلع کے فنڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ب) یہ فنڈ اس وقت کتنا جمع ہے کس نام سے اور کس بنک میں جمع ہے؛

(ج) ویلفیئر فنڈ کی کٹوتی پولیس ملازمین کی تنخواہوں سے کس شرح سے کی جاتی ہے؛ عہدہ اور گریڈ وار اس کی تفصیل فراہم کی جائے؛

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) پولیس ویلفیئر فنڈ صوبہ کی سطح پر اکٹھا کیا جاتا ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) I۔ اس وقت جمع شدہ ویلفیئر فنڈ کی کل رقم مبلغ 77,92,046 روپے ڈائریکٹر / ڈی۔آئی۔جی پولیس ویلفیئر کے نام الفلاح بنک میں جمع ہے۔

II۔ اس وقت جمع شدہ بنوویلنٹ فنڈ کی کل رقم مبلغ 2,19,64,587 روپے ڈائریکٹر / ڈی۔آئی۔جی پولیس ویلفیئر کے نام الفلاح بنک میں جمع ہے۔

(ج)

عہدہ	ماہانہ کٹوتی
آئی۔جی / ایڈیشنل آئی۔جی	32 روپے
ڈی۔آئی۔جی	27 روپے
ایس۔پی	22 روپے
اے۔ایس۔پی / ڈی۔ایس۔پی	17 روپے
انسپکٹر	17 روپے
رجسٹرار	17 روپے
سب انسپکٹر / اے۔ایس۔آئی	11 روپے
ہیڈ کانسٹیبل / کانسٹیبل	06 روپے
آفس سپرنٹنڈنٹ	12 روپے
اسسٹنٹ / سٹینو گرافر	12 روپے
سینئر کلرک / جونیئر کلرک	06 روپے
دفتری / نائب قاصد / درجہ چہارم	02 روپے

پی پی۔ 26 جہلم پولیس اسٹیشنز اور ملازمین کی تفصیل

*1729(A)۔ شیخ تنویر احمد، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پی پی۔ 26 میں کتنے تھانے ہیں ان تھانوں کے نام کیا کیا ہیں؛
(ب) ہر تھانہ میں تعینات ملازمین کے نام' عہدہ' گریڈ' تعلیمی قابلیت اور تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؛
(ج) کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی تھانہ میں کام کر رہے ہیں؛
(د) کتنے تھانوں کے پاس گاڑیاں اور وائرلیس ہیں اور کتنے تھانوں کے پاس یہ سہولت نہ ہے؛
(ہ) حکومت' جن تھانوں کے پاس یہ سہولت نہیں ہے' ان کو کب تک یہ سہولت فراہم کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر قانون و پارلیمانی امور :

(الف) پی پی۔ 26 میں تھانوں کی تعداد 4 ہے جن کے نام درج ذیل ہیں۔
1۔ تھانہ سٹی جہلم' 2۔ تھانہ سول لائن جہلم' 3۔ تھانہ صدر جہلم' 4۔ تھانہ چوٹالہ
(ب) اس کی علیحدہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ج) عرصہ تین سال سے زائد کوئی بھی ملازم تھانہ میں کام نہ کر رہا ہے۔
(د) تمام تھانوں میں مندرج سہولت موجود ہے۔
(ہ) حکومت کے متعلقہ ہے۔

پولیس اسٹیشن حجرہ شاہ مقیم کی کارکردگی

*1811: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ حجرہ شاہ مقیم میں سرعام تشدد کیا جاتا ہے اور رہائشی کوارٹرز کو ٹارچر سیل بنایا گیا ہے؛
(ب) تھانہ حجرہ شاہ مقیم میں کتنے ملازمین ہیں۔ حجرہ شاہ مقیم میں چوری' ڈکیتی اور منشیات کا دھندا عروج پر ہے۔ بالخصوص بچے منشیات کے عادی بن کر تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ پولیس کوئی کارروائی نہیں کرتی۔ پولیس منشیات فروشوں سے ڈرتی ہے یا ان کی سرپرستی کرتی ہے؛

(ج) تھانہ حجرہ شاہ مقیم (ضلع اوکاڑہ) میں یکم جنوری 2002 سے فائلوں میں پڑے زیر تفتیش مقدمات کے فیصلے کب تک متوقع ہیں اور مفرور ملزمان کے نام بیان کئے جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ تھانہ یا رہائشی کوارٹر میں کوئی ٹارچر سیل قائم نہ ہے۔

(ب) تھانہ حجرہ شاہ مقیم میں درج ذیل ملازمین تعینات ہیں۔

S.I/S.H.O	01
S.I	04
A.S.I	07
H C	03
Constables	24

تھانہ حجرہ شاہ مقیم میں اس سال چوری کے 27، ڈکیتی کے 3 اور منشیات کے 8 مقدمات درج کئے گئے اور یہ بالکل غلط ہے کہ منشیات کا دھندہ عروج پر ہے اور یہ بھی غلط ہے کہ بچے منشیات کے عادی بن کر تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ پولیس منشیات فروشوں کے خلاف سخت کارروائی کرتی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ پولیس منشیات فروشوں سے ڈرتی ہے یا ان کی سرپرستی کر رہی ہے۔

(ج) یکم جنوری 2003 سے اب تک 98 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ SHO تھانہ حجرہ شاہ مقیم کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ زیرتفتیش مقدمات کو جلد از جلد حقائق پر یکسو کرے۔ تھانہ ہذا کے مفرور ملزمان کی فہرست ضمیمہ(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جیل پولیس کی تعداد، اقلیتی ملازمین اور سزاؤں میں معافی کے اختیارات کی تفصیل

*1881: جناب نوید عامر، کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب کی جیل پولیس کی منظور شدہ تعداد کتنی ہے اور ان میں کون کون سی، کتنی کتنی اور کہاں کہاں اسامیاں خالی ہیں؛ نیز جیل پولیس میں بھرتی اقلیتی ملازمین کی تفصیل بیان فرمائی جائے؟

(ب) جیل میں حوالاتیوں اور قیدیوں کے لئے خوراک کا کیا menu رکھا گیا ہے۔ اگر کوئی باقاعدہ menu ہے تو اس کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) پنجاب بھر کی جیلوں میں 295.B تعزیرات پاکستان کے تحت کتنے قیدی ہیں اور کس کس جیل میں ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائی جائے؟

(د) قیدیوں کی سزا میں معافی کے اختیارات کن کن افسران کو ہیں اور وہ افسران کتنی کتنی اور کن کن موقعوں اور وجوہات کی بناء پر سزا معاف کر سکتے ہیں اس کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) پنجاب کی جیلوں میں منظور شدہ ملازمین کی تعداد 7642 ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید برآں خالی اسامیوں کی تعداد اور اقلیتی ملازمین کی تفصیل ضمیمہ (ب) اور ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جیل میں حوالاتیوں اور قیدیوں کے خوراک کا menu بمطابق قاعدہ نمبر 472 نمبر 473(i) حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اشیاء خورد و نوش	سکیل فی دن فی قیدی	سکیل فی دن فی حوالاتی
1۔	آٹا گندم	582 گرام	464 گرام
	برائے ناشتہ	58 گرام	58 گرام
2۔	مونگ، ماش، مسور اور دال چنا	72 گرام	72 گرام
3۔	نمک	0.014 گرام	0.014 گرام
4۔	چاول	233 گرام	233 گرام

5۔ گھی	18 گرام	18 گرام
6۔ سرخ مرچ	2.32 گرام	2.32 گرام
7۔ ہلدی	1.16 گرام	1.16 گرام
8۔ چائے کی پتی	2.3 گرام	2.3 گرام
9۔ گھی	15 گرام	15 گرام
10۔ لکڑی سوختی	467 گرام	467 گرام
11۔ دودھ	58 گرام	58 گرام
12۔ گوشت بڑا(گائے) بھینس	58 گرام	58 گرام
13۔ پیاز	2 32 گرام	2.32 گرام
14۔ مصالحہ جات	3.48 گرام	3 48 گرام

(ج) پنجاب بھر کی جیلوں میں مقید اسیران زیر دفعہ 295/B تعزیرات پاکستان کی (جیل وار) تفصیل ضمیمہ(د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) قیدیوں کو معافی دینے کے اختیارات مندرجہ ذیل افسران کو ہیں اور جتنی معافی دے سکتے ہیں ان کے عہدہ کے سامنے درج ہے۔

1۔ سپرنٹنڈنٹ جیل	216۔پی۔پی۔آر	سال میں	30یوم(AGCR)
2۔ انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات	216۔پی۔پی۔آر	سال میں	30یوم(خصوصی معافی)
3۔ ہوم سیکرٹری / گورنر	216۔پی۔پی۔آر	سال میں	60یوم(خصوصی معافی)
4۔ سنٹرل گورنمنٹ	216۔پی۔پی۔آر	سال میں	60یوم(خصوصی معافی)
5۔ صدر پاکستان	45۔آرٹیکل	صوابدیدی	(قومی تہواروں پر)

مذکورہ معافی قتل والے اور ملک دشمن عناصر اور دہشت گردوں اور نیب کے جرائم میں ملوث اسیران کو نہیں دی جاتی۔

تھانہ جھاوریاں تحصیل شاہ پور سرگودھا میں درج مقدمات کی تفصیل

*1930۔جناب اشتیاق احمد مرزا: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

تھانہ بھاوریاں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں یکم جنوری 2000 تا فروری 2003 کے دوران چوری اور ڈکیتی کی کل کتنی وارداتیں ہوئیں۔ کتنے مقدمات درج ہوئے۔ کتنی چوریاں برآمد ہوئیں؛ کتنے مقدمے زیر تفتیش ہیں۔ اس بابت تمام صورتحال سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور،

تھانہ بھاوریاں میں یکم جنوری 2000 تا فروری 2003 کے عرصہ میں چوری کے کل 80 مقدمات درج ہوئے جبکہ ڈکیتی کی کوئی واردات اس عرصہ میں نہ ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی مقدمہ درج ہوا ہے۔ 50 مقدمات میں مال مسروقہ برآمد ہو کر ملزمان چالان عدالت ہوئے جبکہ 19 مقدمات خارج ہوئے اور 9 مقدمات عدم پتا ہوئے اور صرف 2 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔

تھانہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ میں درج مقدمہ کی تفصیل

*1943۔ شیخ تنویر احمد، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مقدمہ نمبر 598/93 تھانہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ کے نامزد ملزمان کے نام، ولدیت، پتا ... کی تفصیل فراہم کی جائے اور یہ مقدمہ کن کن دفعات کے تحت رجسٹر کیا گیا؟

(ب) کیا اس مقدمہ میں ملوث ملزمان کو گرفتار کیا گیا تھا تو ملزمان کے نام، ولدیت، پتا جات اور پیشہ کیا ہیں اور وہ کتنے عرصہ تک حوالات میں رہے؟

(ج) اس مقدمہ کی تفتیش کرنے والے پولیس ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا اس مقدمہ کا چالان کسی عدالت میں پیش کیا گیا تھا، تو اس عدالت کا نام کیا ہے اور اس مقدمہ کی پیروی محکمہ پولیس کے کن کن ملازمین نے کی تھی؟

(ہ) کیا اس مقدمہ کا فیصلہ ہو چکا ہے تو اس فیصلہ کی نقل فراہم کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور :

(الف) مقدمہ نمبر 598/93' زیر دفعہ 420/468' 471/109/ ت پ 5/2/47 پی سی اے کے تحت درج رجسٹر کیا گیا ہے۔ مقدمہ ہذا میں نامزد ملزمان کے ناموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ نذیر احمد ولد محمد روشن قوم جٹ رانجھا سکنہ ککے والہ
تھانہ کٹھیالہ شیخاں ضلع منڈی بہاؤالدین

2۔ منیر الرحمن ولد سیف الرحمن قوم انصاری سکنہ ننگل ساہداں
تھانہ صدر مرید کے ضلع شیخوپورہ

(ب) مقدمہ ہذا میں ملوث درج ذیل ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے۔

1۔ نذیر احمد ولد محمد روشن قوم جٹ رانجھا سکنہ ککے والہ
تھانہ کٹھیالہ شیخاں ضلع منڈی بہاؤالدین

2۔ منیر الرحمن ولد سیف الرحمن قوم انصاری سکنہ ننگل ساہداں
تھانہ صدر مرید کے ضلع شیخوپورہ

(ج) مقدمہ ہذا کی تفتیش کرنے والے پولیس ملازمین کے ناموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ محمد یوسف SI' گریڈ 14' ضلع گجرات

2۔ محمد سعید SI' گریڈ 14' ضلع گجرات

3۔ محمد اقبال انسپکٹر' گریڈ 16' فوت ہو چکے ہیں۔

4۔ شاہد احمد D.S.P' گریڈ 17' ضلع لاہور

(د) مقدمہ ہذا کا چالان بعدالت سپیشل جج انٹی کرپشن ڈویژن گوجرانوالہ میں پیش کیا گیا تھا۔ مقدمہ ہذا کی پیروی متعلقہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنی کر رہے ہیں۔

(ہ) مقدمہ ہذا تاحال سپیشل جج انٹی کرپشن ڈویژن گوجرانوالہ میں زیر سماعت ہے۔

آزادو خود مختار پراسیکیوشن سروس کا قیام

*1975۔سردار غلام احمد خان گاڈی، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔
کیا یہ درست ہے کہ پولیس اصلاحات کے تحت شعبہ پراسیکیوشن کو پولیس سے الگ کرکے independent پراسیکیوشن سروس میں بدل دیا گیا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو عملی طور پر ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟ کب تک اس کو عملی جامہ پہنایا جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور،

یہ درست ہے کہ نئی پولیس اصلاحات کے تحت شعبہ پراسیکیوشن کو پولیس سے الگ کر دیا گیا ہے جس کے مسودات قانون صوبائی اور وفاقی حکومت کے پاس زیرغور ہیں۔ جونہی مجاز اتھارٹی نے اس کی منظوری دی یہ قانون فوری طور پر لاگو کر دیا جائے گا۔

تحصیل سیالکوٹ کے پولیس اسٹیشنز میں درج مقدمات کی تمام تر تفصیلات

*1997۔جناب ارشد محمود بگو، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم اکتوبر 2001 سے آج تک تحصیل سیالکوٹ کے تھانہ جات میں کتنے مقدمات اغواء برائے تاوان، قتل، زنا بالجبر، راہزنی، ڈکیتی اور چوری کے رجسٹرڈ ہوئے؛ ان کی تفصیل علیحدہ الگ الگ دی جائے۔

(ب) یکم اکتوبر 2001 سے آج تک جز(الف) میں بیان تھانوں میں کتنے افراد نے درج بالا وجوہات کی بناء پر مقدمات درج کرنے کے لئے درخواستیں دیں۔ ان میں سے کتنے لوگوں کے مقدمات درج ہوئے اور کتنے افراد کے مقدمات رجسٹرڈ نہ ہوئے۔ جن کے مقدمات رجسٹر نہ ہوئے ان کی وجوہات بھی بیان کی جائیں؛

(ج) ان میں سے کتنے مقدمات میں ملوث ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے مقدمات میں ملوث ملزمان گرفتار نہ ہوئے نیز ملزمان کو گرفتار نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؛

(د) ان مقدمات کے سلسلہ میں کتنا سامان برآمد ہوا اور برآمد کردہ سامان کتنے اور کن کن افراد کو واپس دیا گیا۔ متعلقہ لوگوں کے نام کیا ہیں؟

(ہ) ان مقدمات کے تفتیشی اہلکاران / افسران کے نام' عہدہ' گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) ان مقدمات میں مفرور ملزمان کی تعداد اور ان کو گرفتار کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یکم اکتوبر 2001 سے آج تک تحصیل سیالکوٹ کے تھانہ جات میں درج شدہ اغواء برائے تاوان' قتل' زنا بالجبر' راہزنی' ڈکیتی اور چوری کے درج شدہ مقدمات کی تفصیل ماہانہ بنیاد پر علیحدہ طور پر ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم اکتوبر 2001 سے آج تک جز (الف) میں بیان شدہ مقدمات میں کل 797 افراد نے مقدمات درج کروانے کے لئے درخواستیں دیں جس پر تمام افراد کے مقدمات درج کر لئے گئے اور کوئی بھی ایسی درخواست نہیں جس پر مقدمہ درج نہ کیا گیا ہو۔

(ج) اوپر بیان کردہ مقدمات میں سے 615 مقدمات میں ملزمان گرفتار ہوئے جبکہ 182 مقدمات میں ملوث ملزمان گرفتار نہ ہوئے۔ ملزمان کو گرفتار نہ کرنے کی وجوہات یہ ہیں کہ ان میں سے کچھ مقدمات پولیس تفتیش میں قابل اخراج پائے گئے اور بعض مقدمات ملزمان نامزد نہ ہونے کی وجہ سے پولیس تفتیش کے بعد عدم پتا (untraced) کر دیئے گئے جبکہ 45 مقدمات ایسے ہیں جو زیر تفتیش ہیں۔

(د) ان مقدمات میں سامان مسروقہ مالیتی 85,95,500 روپے برآمد ہوا اور برآمد کردہ سامان 205 افراد کو سپرداری پر واپس دیا گیا۔ متعلقہ لوگوں کے ناموں کی تفصیل علیحدہ طور پر ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان مقدمات کے تفتیشی اہلکاران / افسران کے نام' عہدہ' گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل علیحدہ طور پر ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ان مقدمات میں مفرور ملزمان کی تعداد 38 ہے اور ان کو گرفتار کرنے کے لئے ان کے خلاف زیر دفعات 87/88 ضابطہ فوجداری کارروائی کا تحرک کیا گیا ہے اور مخبران کے ذریعے ان کے مخفیہ ٹھکانہ جات کا پتا معلوم کر کے وہاں ریڈ کر کے ان کو گرفتار کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ متعلقہ تھانہ جات کے S.H.Os کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ اپنے ماتحت افسران کو ٹارگٹ دیں کہ وہ ان مفرور ملزمان کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن کوششیں بروئے کار لائیں۔

سنٹرل جیل گوجرانوالہ کی شہر سے باہر منتقلی اور دیگر مسائل

*2003۔ میاں مسعود حسن ڈار، کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سنٹرل جیل گوجرانوالہ شہر کے وسط میں واقع ہے اور یہ اراضی کروڑوں روپے کی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس جیل کی اراضی فروخت کر کے اس کی رقم سے گوجرانوالہ شہر کے گردونواح میں ایسی پانچ جیلیں بنائی جا سکتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نندی پور کے گردونواح میں حکومت کی کافی زمین ہے جس پر نئی جیل بنائی جا سکتی ہے؟

(د) کیا حکومت سنٹرل جیل گوجرانوالہ کو شہر سے باہر نندی پور کے گردونواح میں منتقل کرنے اور شہر میں واقع جیل کی اراضی فروخت کرنے یا اس پر مارکیٹ اور پلازے تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں قیدیوں کو روٹیوں کی سپلائی کے لئے کتنے تنور ہیں۔ یہ کب بنائے گئے تھے اور ان کو کب تبدیل کیا جاتا ہے اور حکومت یہ تنور کب تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ اس جیل کی اراضی فروخت کر کے اس کی رقم سے گوجرانوالہ شہر کے گرد و نواح میں ایسی پانچ جیلیں بنائی جا سکتی ہیں۔ اندازہ ہے کہ تقریباً ایک ہی جیل بنائی جا سکتی ہے۔

(ج) یہ بات محکمہ جیل خانہ جات پنجاب کے علم میں نہ ہے۔

(د) محکمہ جیل خانہ جات پنجاب کے علم میں نہ ہے۔ فی الحال حکومت سنٹرل جیل گوجرانوالہ شہر سے باہر منتقل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی بلکہ اس کی توسیع کا کام جاری ہے۔ عدالت ہائے سیشن، پولیس لائن، دفتر ایس۔ایس۔پی گوجرانوالہ اور دفاتر ہائے ضلع ڈی۔سی۔او بھی موجودہ جیل کے بالکل قریب واقع ہیں۔ ان حالات میں جیل کو موجودہ جگہ سے منتقل کرنا کسی طور بھی مفید نہ ہو گا۔ تاوقتیکہ تمام عدالت ہائے اور دفاتر پولیس لائن بھی ایک ہی جگہ منتقل نہیں کئے جاتے۔

(ہ) سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں روٹیوں کی سپلائی کے لئے پانچ عدد تنور ہیں جو سوئی گیس سے چلتے ہیں اور بوقت ضرورت تبدیل کئے جاتے ہیں۔

پی پی۔ 95 گوجرانوالہ میں پولیس اسٹیشنز اور سٹاف کی تفصیلات

*2004۔میاں مسعود حسن ڈار، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی پی۔ 95 گوجرانوالہ میں کتنے تھانے ہیں ان کے نام اور ان میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان تھانوں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد، گریڈ اور اسامی وار کی تفصیل تھانہ وار فراہم کی جائے؟

(ج) ان میں کتنی اسامیاں پُر ہیں اور کتنی اسامیاں کن کن تھانوں میں اور کون کون سی خالی ہیں اور یہ کب سے خالی پڑی ہیں؟

(د) کیا حکومت خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات؟

(ہ) ان تھانوں میں سرکاری گاڑیوں اور دیگر سہولیات کی پوزیشن کیا ہے' کیا یہ سہولیات ان تھانوں کی ضروریات کے مطابق ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) حلقہ پی پی۔ 95 گوجرانوالہ میں پانچ تھانہ جات تھانہ صدر گوجرانوالہ' اروپ' کینٹ' سول لائن اور سیٹلائٹ ٹاؤن ہیں۔ تھانہ جات میں تعینات ملازمین کے نام' عہدہ' گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان تھانوں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد' گریڈ اور اسامی کی تھانہ وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جز بالا (ب) میں تفصیلی جواب تھانہ وار منظور' موجودہ اور کمی نفری کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ خالی اسامیاں بوجہ کمی نفری خالی ہیں۔

(د) موجودہ حکومت ان تھانوں میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے میں پوری طرح سنجیدہ ہے اور اس سلسلہ میں نئی نفری بھرتی کرنے کا پلان زیر غور ہے۔

(ہ) حلقہ پی پی۔ 95 گوجرانوالہ میں پانچوں تھانوں صدر گوجرانوالہ' اروپ' کینٹ' سول لائن اور سیٹلائٹ ٹاؤن میں سرکاری گاڑیاں' جدید وائرلیس سیٹ اور دیگر سہولیات موجود ہیں جو کہ ان تھانوں کی ضروریات کے مطابق ہیں۔

تھانہ چوھنگ میں درج مقدمہ کی تفصیل

*2027۔ بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مقدمہ نمبر 294/02 تھانہ چوہنگ' لاہور بجرم 302ت۔پ کب اور کن کن ملزمان کے خلاف رجسٹر ہوا۔ اس مقدمہ کے مدعی کا نام کیا ہے؟

(ب) اس مقدمہ میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے۔ ان کے نام' ولدیت اور پتاجات کی تفصیل نیز یہ ملزم کتنے دن زیرتفتیش رہے اور ان سے کن کن ملازمین نے تفتیش کی۔ ان کے نام' عہدہ' گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس مقدمہ کے کتنے ملزمان مفرور ہیں۔ ان کے نام' پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے اور اس مقدمہ کی تفتیش کن کن ملازمین نے کی ہے؟

(د) اس مقدمہ کا چالان کب تک عدالت میں پیش کیا جائے گا؟

(ہ) کیا اس مقدمہ میں ملوث مفرور ملزمان کو گرفتار نہ کرنے پر کبھی کسی پولیس ملازم سے باز پُرس کی گئی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) مورخہ 27-09-2002 بوقت 11 30 بجے رات حسب بیان مدعی مقدمہ محمد اکرم ولد محمد رمضان قوم آرائیں سکنہ چک نمبر 16/8-BR تحصیل میاں چنوں ضلع خانیوال (حال ملازم الوان ہوٹل) کاموں کی جی۔ٹی روڈ گوجرانوالہ نامعلوم ملزمان کے خلاف درج رجسٹر ہوا۔

(ب) مقدمہ ہذا میں دوران تفتیش مسمیان لیاقت علی ولد محمد عالم قوم راجپوت سکنہ چوہنگ' ملک محمد ریاض ولد ملک محمود احمد قوم راجپوت جلیانہ' ملک سرفراز احمد کھوکھر سکنہ چوہنگ' خالد محمود ولد محمد اسماعیل جنرل منیجر MB نیٹ ویئر کمپنی لاہور' محمد رفیق عرف مولا داد سردار علی سکنہ اتحاد پورہ چوہنگ' رفیق وارث خان' سلیمان ولد اسرار خان قوم پٹھان' محمد اشفاق ولد منیر احمد' محمد رمضان سردار ساکنائے اتحاد پورہ لاہور' وارث علی ولد عابدین قوم بھٹی' سکنہ سلطان پورہ مصری شاہ لاہور' مبارک علی ولد نیاز علی قوم راجپوت سکنہ چوہنگ لاہور' مسماۃ شاہدہ بی بی زوجہ اسرار خان' سلمیٰ بی بی دختر اسرار خان' محمد رمضان ولد یعقوب علی ساکنائے اتحاد پورہ لاہور' محمد طارق ولد محمد عالم قوم راجپوت ساکن مین بازار چوہنگ لاہور وغیرہ سے دریافت عمل میں

لائی گئی۔ لیکن نامعلوم ملزمان کے متعلق کوئی سراغبراری نہ ہو سکی۔ مقدمہ ہذا کی تفتیش نذیر احمد سب انسپکٹر گریڈ نمبر 14 تفتیشی سنٹر چوہنگ حال تعیناتی تھانہ رائے ونڈ سٹی آپریشن ونگ لاہور نے کی تمام ملزمان مفرور ہیں جو کہ نامعلوم ہیں۔

(ج) مقدمہ ہذا میں کوئی ملزم گرفتار نہ ہوا ہے۔ تفتیش مقدمہ نذیر احمد سب انسپکٹر گریڈ نمبر 14 تفتیشی سنٹر چوہنگ حال تعیناتی تھانہ رائے ونڈ سٹی آپریشن ونگ لاہور نے کی تمام ملزمان مفرور ہیں جو کہ نامعلوم ہیں۔

(د) ملزمان ٹریس ہونے پر مقدمہ ہذا کا چالان مرتب کیا جائے گا۔ سردست مقدمہ ہذا میں رپورٹ عدم پتا مرتب ہو چکی ہے۔

(ہ) دوران تفتیش مقدمہ عنوان بالا میں نامعلوم ملزمان کی بازیابی کے لئے مشتبہ گان' بدرویہ گان کو شامل تفتیش کیا گیا مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ تاہم کسی پولیس ملازم کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے ملزمان کو ٹریس کرنے کی کوشش جاری ہے۔

ایس۔ایچ۔او پولیس اسٹیشن راوی روڈ لاہور کی جائیداد کے گوشواروں کی تفصیل

*2111۔ بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) موجودہ ایس۔ایچ۔او پولیس اسٹیشن راوی روڈ لاہور نے بھرتی سے آج تک محکمہ ہذا کو جو گوشوارے بسلسلہ جائیداد جمع کرائے' ان کی سال وار تفصیل فراہم فرمائیں؛

(ب) جس'جس سال انہوں نے گوشوارے جمع نہیں کرائے سال اور وجہ بیان فرمائیں؟

(ج) حکومت نے گوشوارے جمع نہ ہونے پر ان کے خلاف کیا محکمانہ یا قانونی کارروائی کی اس کی سال وار تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور :

(الف) موجودہ ایس۔ایچ۔او پولیس اسٹیشن راوی روڈ کی زرعی زمین تقریباً12.5 ایکڑ ہے اور تقریباً ایک کنال کا آبائی گھر ہے جبکہ بیوی کے تقریباً 60 تولے جہیز کے زیوارت ہیں۔ لاہور میں اس کی رہائش وحدت کالونی سرکاری کوارٹرز میں ہے۔

(ب) ہر سال ہی گوشوارے جمع کرائے جاتے ہیں اور یہی ان کا اثاثہ ہے۔

(ج) محکمانہ طور پر ہی ہر سال گوشوارے جمع کرائے جاتے ہیں۔ جس کے لئے باقاعدہ ہر سال چٹھی جاری ہوتی ہے۔ جو گوشوارے ہر سال جمع کرائے جاتے ہیں۔

ایم۔پی۔او سپیشل برانچ لاہور کے کوائف اور کارکردگی

*2207۔جناب محمد افضل، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محمد رفیق، ایم۔پی۔او سپیشل برانچ لاہور کب، کس حیثیت سے بھرتی ہوا۔ بھرتی کے وقت اس کی تعلیم کیا تھی۔ کیا وہ میرٹ کے مطابق بھرتی ہوا تھا؟ اس کی تعیناتی کے وقت اثاثہ جات کیا تھے اور اب کتنے اثاثے ہیں۔ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہلکار موصوف عرصہ دراز سے اس دفتر میں تعینات ہے۔ حکومت کی پالیسی ہے کہ 3 سال سے زائد عرصہ ایک جگہ پر تعینات نہیں کیا جاسکتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد رفیق M P O سرکاری موٹر سائیکلیں میسرز منظور آٹوز 157/A ملتان روڈ ایوب مارکیٹ لاہور سے 96-1995 میں مرمت کرواتا رہا اور بلوں کی ہزاروں روپے کی رقم کی ادائیگی (تقریباً74,000 روپے) کرنے کی بجائے خود سرکاری رقم خوردبرد کرتا رہا؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محمد رفیقM.P.O کے خلاف محکمانہ انکوائری کروانے اور ایکشن لینے اور میسرز منظور آٹوز کو بلوں کی ادائیگی کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور :

(الف) محمد رفیق سپیشل برانچ میں بھرتی نہیں ہوا تھا۔ وہ 21۔جنوری 1975 کو موٹر ٹرانسپورٹ ورکشاپ محکمہ پولیس پنجاب میں رائج الوقت قواعد و ضوابط کے مطابق میرٹ پر بھرتی ہوا۔ بھرتی کے وقت اس کی تعلیم پرائمری تھی اور وہ سابقہ فوجی ڈرائیور تھا۔ مذکورہ بعہدہ ہیڈ کانسٹیبل بتاریخ 15-12-1982 سپیشل برانچ' لاہور ڈیپوٹیشن پر بھیجا گیا جو کہ بعد ازاں عہدہ اسسٹنٹ سب انسپکٹر بتاریخ 26-11-87 و بعہدہ سب انسپکٹر مورخہ 26-09-1990 ترقی یاب ہوا۔ بھرتی کے وقت مذکورہ کے نام چار ایکڑ زرعی زمین موضع پنڈی جویاں ضلع گجرات و نصف حصہ مکان ہے جو کہ وراثت میں ملا ہے۔

(ب) مذکورہ سب انسپکٹر سال 1982 سے بحیثیت ہنر مند (ٹیکنیکل) ملازم ڈیپوٹیشن پر محکمہ پولیس پنجاب کے موٹر ٹرانسپورٹ ورکشاپ سے سپیشل برانچ لاہور مختلف عہدوں پر ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

(ج) اس معاملے کی پڑتال کی جارہی ہے اور فیصلہ قواعد و ضوابط کے مطابق کیا جائے گا۔

(د) ۔ایضاً۔

بلڈنگ پولیس اسٹیشن میانہ گوندل ملکوال کی تعمیر نو

*2232۔جناب فضل احمد رانجھا: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ میانہ گوندل تحصیل ملکوال ضلع بہاؤالدین کی عمارت 1865 میں تعمیر ہوئی تھی جو نہایت خستہ حالی کا شکار ہے۔ بارشوں کا پانی تھانہ کے صحن اور کمروں میں داخل ہو جاتا ہے؛

(ب) کیا حکومت مذکورہ پولیس اسٹیشن کی نئی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؛

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست ہے کہ تھانہ میانہ گوندل تحصیل ملکوال کی عمارت 1865 میں تعمیر ہوئی جو کہ نہایت ہی خستہ حالت میں ہے۔ بارشوں کا پانی تھانہ کے صحن اور کمروں میں داخل ہو جاتا ہے جسے بہت مشکل سے باہر نکالا جاتا ہے۔ نئی عمارت کی اشد ضرورت ہے۔

(ب) متعلقہ حکومت پنجاب ہے۔

پولیس اسٹیشن قادر آباد پھالیہ کی عمارت کی تعمیر نو

*2233۔جناب فضل احمد رانجھا، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ قادر آباد تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین کی عمارت 1810 میں تعمیر ہوئی تھی جا بجا ٹوٹ چکی ہے، چھتیں گری ہوئی ہیں۔ بارشوں میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے، عمارت ناقابل استعمال اور نہایت خستہ حالت میں ہے اور محکمہ C&W نے اس عمارت کو خطرناک قرار دے رکھا ہے؟

(ب) کیا حکومت تھانہ قادر آباد کی نئی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست ہے کہ تھانہ قادر آباد تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین کی عمارت 1810 میں تعمیر ہوئی تھی جو کہ نہایت ہی خستہ حالت میں ہے۔ بارشوں کا پانی تھانہ کے صحن اور کمروں میں داخل ہو جاتا ہے جسے بہت مشکل سے باہر نکالا جاتا ہے۔ نئی عمارت کی اشد ضرورت ہے۔

(ب) متعلقہ حکومت پنجاب ہے۔

صوبہ میں خواتین کے لئے قائم جیلوں اور گنجائش کی تفصیلات

*2322۔محترمہ طلعت یعقوب، کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں خواتین کے لئے علیحدہ جیلیں ہیں؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب ہاں میں ہے تو ان کی تعداد کیا ہے اور ان میں کتنی گنجائش ہے؟

(ج) کیا حکومت خواتین کے لئے ہر ڈویژن میں جیلیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) جی ہاں' یہ درست ہے کہ خواتین کے لئے ایک علیحدہ جیل ضلع ملتان میں موجود ہے جہاں پر مقامی خواتین کے علاوہ صوبہ بھر کی سزا یافتہ خواتین اسیران کو رکھا جاتا ہے۔ وہاں پر ان کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کے لئے خصوصی انتظام کیا گیا ہے تاکہ وہ بعد از رہائی اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکیں۔

مزید برآں ملتان کے علاوہ حوالاتی اسیران جن کے مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہوتے ہیں ان کے لئے ہر ضلع کی جیل میں ایک علیحدہ احاطہ (بیرک) مختص کیا گیا ہے جہاں پر خواتین عملہ تعینات ہوتا ہے اور ان کی مناسب دیکھ بھال کرتا ہے۔

(ب) جیسا کہ جواب جز (الف) میں درج ہے کہ خواتین کے لئے ایک عدد زنانہ جیل ملتان میں موجود ہے جس میں منظور شدہ گنجائش 104 خواتین اسیران کی ہے جبکہ اس وقت 338 اسیران مقید ہیں۔ اس جیل کی مزید توسیع ہو رہی ہے تاکہ منظور شدہ گنجائش سے زائد خواتین اسیران کو رہائش کے سلسلہ میں پریشانی نہ ہو۔

(ج) حکومت خواتین کے لئے مزید جیلیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن فی الحال راولپنڈی ڈویژن میں خواتین کے لئے ایک علیحدہ جیل بنانے کا منصوبہ زیر غور ہے اور اس کے لئے مناسب جگہ کا انتخاب جلد عمل میں آ جائے گا۔ مناسب فنڈز مہیا ہو جانے کی صورت میں دیگر جگہوں پر بھی جیلیں بنائی جائیں گی۔

محکمہ پولیس میں کلیریکل سٹاف کی تفصیل
اور یونیفارم کی صورتحال

*2325۔جناب سمیع اللہ خان ، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ پولیس میں کلیریکل سٹاف کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا کلیریکل سٹاف کے کچھ افراد کو وردیاں مہیا کی گئی ہیں؟

(ج) اگر کچھ افراد کو وردیاں مہیا کی گئی ہیں تو ان کی تعداد کیا ہے۔ اگر کلیریکل سٹاف کو اب تک وردیاں مہیا نہیں کی گئیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ،

(الف) محکمہ پولیس پنجاب میں کلیریکل سٹاف کی تعداد درج ذیل ہے۔

1۔ رجسٹرار	1	2۔ پرائیویٹ سیکرٹری	1
3۔ آفس سپرنٹنڈنٹ	94	4۔ اسسٹنٹ / ایڈیٹر	307
5۔ سٹینو گرافر	413	6۔ سینئر کلرک	611
7۔ جونیئر کلرک	801	8۔ دفتری	115
9۔ نائب قاصد	593		

(ب) کسی بھی کلیریکل سٹاف کو وردی مہیا نہ کی گئی ہے۔

(ج) کسی بھی کلیریکل سٹاف کو وردی مہیا نہ کی گئی ہے۔ کلیریکل سٹاف کی وردی سٹاف میں منظوری کا کیس صوبائی حکومت کو گیا تھا مگر فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اس پروپوزل سے اتفاق نہ کیا جس کی وجہ سے کلیریکل سٹاف بدستور بطور سویلین اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔

تھانہ عارف والا میں درج مقدمہ
میں پولیس کی عدم دلچسپی

*2338۔حاجی محمد اعجاز، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 8۔ نومبر 2002 کو تھانہ عارف والا سٹی کے S H O انسپکٹر شہزاد گل نے محمد سلیم ولد محمد صدیق کو کسی مقدمہ میں شک کی بنیاد پر گرفتار کرنے کے بعد بے پناہ وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا جس سے وہ ہلاک ہو گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واقعہ کی انکوائری کے بعد حکم جناب S.S.P تشدد سے ہلاک کرنے والے افسران و اہلکاران 1۔ شہزاد گل، انسپکٹر، 2۔ راؤ شفقت A S I، 3۔ غلام مرتضیٰ، ہیڈ کانسٹیبل، 4۔ زاہد کانسٹیبل کے خلاف مقدمہ نمبری 397/02 بجرم 302/343، 148/149 تھانہ عارف والا سٹی درج کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ طویل عرصہ گزرنے کے باوجود مقدمہ مذکور میں نامزد چار ملزمان میں سے تاحال صرف ایک ملزم راؤ شفقت A S I کو گرفتار کیا گیا مگر باقی تینوں ملزم مفرور ہیں جنہیں مقامی پولیس جان بوجھ کر گرفتار نہیں کر رہی؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مقدمہ نمبری 397/02 میں نامزد تمام ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کر کے انہیں قرار واقعی سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور،

(الف) یہ درست ہے کہ شہزاد گل انسپکٹر ایس۔ایچ۔او تھانہ سٹی عارف والا نے محمد سلیم ولد محمد صدیق کو شک کی بناء پر مورخہ 08-11-2002 کو گرفتار کیا اور اس کے والد کو یہ بتلایا کہ تمہارا بیٹا مقدمہ نمبر 438/2001 جرم 302 ت۔پ تھانہ سٹی عارف والا میں انٹیرو گیٹ کیا جانا ہے جسے بعد میں بمطابق والد محمد سلیم تشدد کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے وہ فوت ہو گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ جناب ایس۔ایس۔پی پاکپتن نے وقوعہ مذکورہ بالا کے بارے میں مقدمہ نمبر 397/2002 مورخہ 11-11-2002 بجرم 302/343/148/149 ت۔پ تھانہ سٹی عارف والا میں شہزاد گل انسپکٹر، راؤ شفقت اے۔ایس۔آئی، غلام مصطفیٰ[1] کانسٹیبل 456/سی اور زاہد فاروق 114/سی کے خلاف درج رجسٹر کرایا تھا۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ مقدمہ ہذا میں سابقہ اے۔ایس۔آئی راؤ شفقت علی کو گرفتار کیا گیا تھا جبکہ بقایا تین ملزمان وقوعہ کے فوری بعد مفرور ہو گئے تھے جنہیں بعد میں اشتہاری قرار دلوایا گیا جو تاحال گرفتار نہ ہوئے ہیں۔ گرفتاری کے لئے ہر ممکن کوششیں جاری ہیں۔

(د) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ افسران بالا اور حکومت کی طرف سے تمام اشتہاری ملزمان بشمول ملزمان بالا فوری طور پر گرفتار کر کے انہیں قرار واقعی سزا دلوانے کے بارے میں ہدایات ہیں اور حکومت نے ملزمان کو ان کے جرم کے مطابق سزا دلوانے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ انشاء اللہ ملزمان کی گرفتاری پر انہیں چالان عدالت کر کے عدالت سے سزا دلوائی جائے گی۔

پولیس اسٹیشن اچھرہ لاہور میں درج مقدمات کی تفصیل

*2363: جناب اشتیاق احمد مرزا، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سال 2000 تا مئی 2003 تھانہ اچھرہ لاہور میں کل کتنے مقدمے درج ہوئے ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

سال 2000 تا مئی 2003 کے دوران اچھرہ تھانہ میں جتنے مقدمات درج ہوئے ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

علی پارک شیخوپورہ کی رہائشی خاتون کے اغواء پر پولیس کارروائی کی تفصیل

*2400: محترمہ نجمی سلیم، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسماۃ نازیہ دختر غلام علی رہائشی علی پارک شیخوپورہ جولائی 1999 میں اغواء ہوئی جس کی ابتدائی رپورٹ نومبر 2000 میں درج ہوئی اور مقدمہ جولائی 2001 میں تھانہ اے ڈویژن شیخوپورہ میں درج ہوا؟

(ب) یہ مقدمہ کس جرم کے تحت کن کن افراد کے خلاف رجسٹرڈ ہوا ان کے نام، ولدیت، پتا جات کی تفصیل نیز اس مقدمہ میں کتنے افراد کو شامل تفتیش کیا گیا ان کے نام، ولدیت اور ان سے تفتیش کن کن سرکاری ملازمین نے کی؛

(ج) اس مقدمہ کی تفتیش آج تک کن کن سرکاری ملازمین نے کی ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(د) کیا مغویہ کو برآمد کرلیا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛ نیز ابھی تک مغویہ کو برآمد نہ کرنے پر کسی ذمہ دار پولیس ملازم کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی کی گئی ہے تو اس کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مغویہ کو برآمد کرنے کے لئے ایوان صدر سے بھی سرکاری لیٹر متعلقہ پولیس افسران کو ملا تھا اگر ہاں تو اس مراسلہ پر کیا کارروائی کی گئی تھی نیز ایوان صدر کو اس مراسلہ کے جواب میں جو لیٹر لکھا گیا اس کی نقل فراہم کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) بمطابق ابتدائی رپورٹ مسماۃ نازیہ اختر دختر غلام علی مورخہ 15.07.99 کو اغواء ہوئی۔ مورخہ 19-11-2000 کو غلام محمد (والد مغویہ) نے درخواست تھانہ میں دی جس کا اندراج بذریعہ رپٹ کیا گیا اور حالات مشکوک قرار دے کر تحقیق شروع ہوئی۔ بعد ازاں مورخہ 26-07-01 کو مقدمہ درج کیا گیا۔

(ب) مقدمہ بجرم 11/7/79 حدود آرڈیننس درج رجسٹر ہوا۔ نامزد ملزمان 1۔ ارشاد بی بی سکنہ محلہ آرائیاںنوالہ تھانہ اے ڈویژن شیخوپورہ، 2۔ محمد یوسف ولد سخاوت علی قوم سید ساکن محلہ احمد پورہ شہر شیخوپورہ، 3۔ محمد صدیق تویہ فروش اور تین نامعلوم اشخاص ہیں۔ اس کے علاوہ مدعی کے شبہ پر مسماۃ صفیہ بیگم زوجہ حمید علی ساکن علی پارک، حمید علی ولد محمد علی ساکن علی پارک اور محمد شریف ولد بڈھا قوم جٹ ساکن محلہ پیر بہار شاہ شیخوپورہ کو بھی شامل تفتیش کیا گیا۔ ان الزام علیہان کی تفتیش بالترتیب سب انسپکٹر عبداللطیف، انسپکٹر ارشد لطیف، انسپکٹر نذیر احمد عاصی اور امجد علی انسپکٹر نے کی۔

(ج) اس مقدمہ کی تفتیش ذیل پولیس ملازمین نے کی۔

نام و عہدہ	گریڈ	تعلیم	موجودہ تعیناتی
1۔ عبداللطیف،سب انسپکٹر	14	میٹرک	تھانہ صدر شیخوپورہ
2۔ نذیر احمد،انسپکٹر	16	میٹرک	ریٹائر ہو چکا ہے۔
3۔ ارشد لطیف،انسپکٹر	16	بی۔اے	پولیس لائن شیخوپورہ
4۔ امجد علی،انسپکٹر	16	بی۔اے	رخصت کلاں
5۔ محمد صدیق،سب انسپکٹر	14	بی۔اے	جبری ریٹائرڈ
6۔ محمد نواز A.S.I	09	میٹرک	تھانہ شرق پورہ
7۔ محمد شبیب،انسپکٹر	16	بی۔اے	اینٹی کرپشن،اسٹیبلشمنٹ
8۔ محمد سلیم،سب انسپکٹر	14	ایف۔اے	تھانہ صدر شیخوپورہ
9۔ قیوم نواز قیصرانی،ڈی۔ایس۔پی	17	ایف۔اے	ڈی۔ایس۔پی دنیاپور
10۔ارشاد احمد،سب انسپکٹر	14	میٹرک	تھانہ اے ڈویژن شیخوپورہ

(د) مغویہ آج تک برآمد نہ ہو سکی۔ جو الزام علیہان مدعی کے کہنے پر شامل تفتیش کئے گئے وہ تمام بے گناہ ثابت ہوئے۔ ان الزام علیہان کی انٹیروگیشن مدعی کی عین تسلی کے مطابق کی گئی۔ اس مقدمہ کی تفتیش اب ڈی۔ایس۔پی سٹی سرکل کی زیر نگرانی جاری ہے۔ کسی پولیس ملازم کے خلاف اس لئے محکمانہ کارروائی نہ کی گئی ہے کیونکہ ہر تفتیشی آفیسر نے اپنی استطاعت کے مطابق درست تفتیش کی حتیٰ کہ اس تفتیش کے سلسلہ میں مدعی کو ساتھ لیکر کراچی سے بھی مغویہ کو تلاش کیا گیا۔

(ہ) ایوان صدر سے جو لیٹر موصول ہوا، کے جواب کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

D.S.P تعینات صدر سرکل بہاولپور کے کوائف اور سروس ریکارڈ کی تفصیل

*2402۔ملک محمد اقبال چنڑ، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مہر ناصر سیال ڈی۔ایس۔پی صدر سرکل بہاولپور کب' کس حیثیت سے بھرتی ہوا۔ بھرتی سے آج تک کس کس جگہ' کس کس حیثیت سے فرائض سر انجام دے چکا ہے؛

(ب) اہلکار موصوف کا نام' عہدہ' گریڈ' ولدیت' پتا جات اور ذومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ج) کیا اہلکار موصوف میرٹ پر بھرتی ہوا تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز ان کے بھرتی کے حکم نامہ کی نقل فراہم کی جائے؛

(د) کیا جب اہلکار موصوف بھرتی ہوا تو اخبارات میں اشتہار دیا گیا تو اس اشتہار کی نقل مع اخبار کا نام اور تاریخ فراہم کی جائے؛

(ہ) اس اشتہار کے سلسلہ میں جتنے افراد نے بھرتی کے لئے درخواستیں جمع کروائیں ان کے نام' ولدیت' پتا جات' ذومی سائل اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں نیز اس بھرتی کے لئے کوئی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی' تو اس بھرتی کمیٹی میں شامل ملازمین کے نام' عہدہ' گریڈ' تعلیمی قابلیت اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(و) کیا اس کی بھرتی کے وقت کوئی میرٹ لسٹ بنائی گئی تو یہ میرٹ لسٹ بنانے والے ملازمین کے نام' عہدہ' گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؛

(ز) بھرتی کے وقت اہلکار موصوف کے نام' اس کے والدین' بہن' بھائیوں اور دیگر فیملی کے نام کتنی جائیداد تھی اور اب اس کے اپنے' بیوی بچوں اور والدین کے نام' جائیداد کی تفصیل فراہم کی جائے نیز اس نے بھرتی کے بعد کتنی جائیداد اپنی بیوی' بچوں اور دیگر فیملی کے نام خرید کی ہے؛ کیا اس کی اجازت محکمانہ طور پر حاصل کی گئی تو اس کی نقل' اگر اجازت نہیں لی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

(ح) اہلکار موصوف نے بھرتی سے آج تک جو سالانہ جائیداد کے گوشوارے جمع کروائے ہیں ان کی تفصیل فراہم کی جائے۔ ان گوشوارہ جات کے مطابق ان کی جائیداد میں کتنا سالانہ اضافہ ہوا ہے اور انہوں نے آج تک کتنی تنخواہ اور الاؤنسز گورنمنٹ سے حاصل کئے ہیں؛

(ط) بھرتی سے آج تک اس کے خلاف کتنی شکایات موصول ہوئی ہیں اور کتنی محکمانہ انکوائریاں کس کس سلسلہ میں ہوئی ہیں ان کی تفصیل فراہم کی جائے نیز کتنی انکوائریوں اور شکایات میں اس کو مجرم ثابت کیا گیا ہے اور اس کو کیا کیا سزا دی گئی ہے؟

(ی) اہلکار موصوف کے زیر استعمال کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں' ان کے نمبر' قیمت خرید اور ان پر پچھلے ایک سال میں آنے والے اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؛ نیز اہلکار موصوف کی ذاتی کتنی گاڑیاں ہیں۔ ان کی قیمت کیا ہے۔ کیا اس نے یہ گاڑیاں خرید کرنے کے لئے اجازت محکمہ سے حاصل کی تھی۔ تو ان کی نقل فراہم کی جائے؛

(ک) صدر سرکل بہاولپور میں اس کی تعیناتی سے قبل ڈکیتی' قتل' چوری اور دیگر جرائم کی شرح پچھلے ایک سال کی کیا تھی اور اس کی تعیناتی کے بعد ان جرائم میں کس شرح سے اضافہ ہوا ہے' اگر اس کی تعیناتی کے بعد ان جرائم میں اضافہ ہوا ہے تو ان کے خلاف حکومت محکمانہ کارروائی کیوں نہیں کر رہی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور :

(الف) مہر ناصر سیال D.S.P صدر سرکل بہاولپور مورخہ 24-07-1984 کو بطور انسپکٹر سارجنٹ بھرتی ہوا اور سال 1984 سے سال 1987 تک پولیس کالج سہالہ اور لاہور میں تربیت کے مراحل مکمل کئے۔ تربیتی مراحل مکمل کرنے کے بعد سال 1987 سے سال 1990 تک لاہور میں بطور ٹریفک سارجنٹ تعینات رہا۔ سال 1990 سے 1991 تک بطور M.M.P.I مظفر گڑھ' 1991 سے 1992 تک بطور M.M.P.I رحیم یار خان اور 1992 سے سال 1993 کے دوران انسپکٹر ٹریفک بہاولپور تعینات رہا۔ سال 1993 میں ہی تقریباً 5 ماہ تک بطور S.H.O صدر بہاولپور فرائض انجام دیئے۔ بعد ازاں نومبر 1994 تک بہاولپور میں ہی انسپکٹر ٹریفک کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔ نومبر 1994 سے لے کر نومبر 1995 تک اقوام متحدہ کے امن مشن بوسنیا میں پولیس کی نمائندگی کی۔ امن مشن سے واپسی کے بعد دوبارہ بہاولپور میں سال 1996 تک بطور ٹریفک سارجنٹ اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ بعد ازاں ستمبر 1996 سے مارچ 1997 تک ٹریفک پولیس لاہور' اپریل 1997 سے اپریل 1999 تک انسپکٹر ٹریفک بہاولپور تعینات رہا۔ اپریل 1999 میں عدالت عالیہ لاہور کے حکم

پر مہر ناصر سیال کو بطور D.S.P شولڈر پروموشن دی گئی اور بطور D S P ٹریفک رحیم یار خان دسمبر 1999 تک تعینات رہا۔ دسمبر 1999 سے لے کر مئی 2002 تک بطور D.S.P ٹریفک لاہور تعینات رہا۔ مئی 2002 سے لے کر اگست 2002 تک سنٹرل پولیس آفس لاہور میں اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ اگست 2002 سے لے کر دسمبر 2002 تک D S P ٹریفک اٹک تعینات رہا۔ بعد ازاں دسمبر 2002 سے مارچ 2003 تک بطور D.S P/S.D.P.O یزمان تعینات رہا اور 7۔مارچ 2003 سے لے کر آج تک بطور ڈی۔ایس۔پی صدر بہاولپور اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہا ہے۔

(ب) مہر محمد ناصر ولد حاجی نور محمد قوم سیال عہدہ D.S.P گریڈ 17 رہائش موضع قتال پور تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال ڈومیسائل ضلع خانیوال کا ہے۔

(ج) مہر محمد ناصر سیال بطور سارجنٹ بھرتی ہوا۔ بھرتی کے حکم نامہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مہر محمد ناصر سیال بطور سارجنٹ بھرتی ہوا۔ بھرتی کے لئے اخبار پاکستان ٹائمز میں مورخہ 17-08-1983 کو ڈی۔آئی۔جی ٹریفک نے اشتہار دیا اس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) درخواستیں جمع کروانے والوں کے نام، ولدیت، پتہ جات، ڈومی سائل اور تعلیمی قابلیت دفتر ڈی۔ آئی۔ جی ٹریفک سے متعلق ہے۔ پنجاب گورنمنٹ نے بحوالہ چٹھی نمبری HP-111/1-8/83 مورخہ 28-05-1984 (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) مندرجہ ذیل سلیکشن کمیٹی مقرر فرمائی گئی تھی۔

1۔ ایڈیشنل آئی۔جی پنجاب	چیئرمین
2۔ ڈی۔ آئی۔جی ٹریفک	ممبر
3۔ ڈپٹی سیکرٹری (پولیس) ہوم ڈیپارٹمنٹ	ممبر

(و) مہر محمد ناصر سیال بطور سارجنٹ بھرتی ہوا۔

1۔ ایڈیشنل آئی۔جی پنجاب چیئرمین

2۔ ڈی۔ آئی۔جی ٹریفک ممبر

3۔ ڈپٹی سیکرٹری (پولیس) ہوم ڈیپارٹمنٹ ممبر

(ز) کسی بھی ملازم کا خفیہ ریکارڈ ہوتا ہے جسے یوں عیاں کرنا مناسب نہ ہے۔

(ح) جائیداد کی تفصیل کسی بھی ملازم کا خفیہ ریکارڈ ہوتا ہے جسے یوں عیاں کرنا مناسب نہ ہے۔

(ط) ڈی۔ایس۔پی مہر محمد ناصر سیال کے خلاف صرف ایک انکوائری عمل میں لائی گئی ہے جو کہ بعد از انکوائری آفیسر مجاز نے داخل دفتر کر دی۔ انکوائری کی تفصیل یوں ہے کہ مہر محمد ناصر سیال کی بطور D.S.P ٹریفک لاہور تعیناتی کے دوران روزنامہ "انصاف" مورخہ 02-05-03 میں ایک خبر چھپی کہ "ڈی۔ایس۔پی ٹریفک کی بیوی نے میاں کی کرپشن کا پردہ چاک کر دیا۔ اخبار کے تراشے میں کچھ بنک اکاؤنٹس کا ذکر بھی کیا گیا جس کا مکمل ریکارڈ طلب کرکے تفصیل کے ساتھ انکوائری عمل میں لائی گئی اور متعلقہ D.S.P کو طلب کیا گیا۔ لیکن دوران انکوائری اس کے خلاف کچھ ثبوت نہ ملا اور انکوائری داخل دفتر کر دی گئی۔

(ی) اہلکار موصوف کے پاس سرکاری فرائض کی انجام دہی کے لئے ایک عدد سرکاری گاڑی BRD/2200 موجود ہے۔ تاہم دفتر ہذا میں ان کی ذاتی گاڑی کا کوئی ریکارڈ موجود نہ ہے۔

(ک) اہلکار موصوف کی صدر سرکل بہاولپور میں موجودہ تعیناتی کے عرصہ کے دوران گزشتہ سال کے مقابلے میں قتل کے مقدمات میں 38 فیصد' اقدام قتل کے مقدمات میں 12 فیصد' ضرر کے مقدمات میں 30 فیصد' زنا بالجبر کے مقدمات میں 20 فیصد' اغواء برائے زنا کے مقدمات میں 12 فیصد' سرقہ بالجبر کے مقدمات میں 30 فیصد' نقب زنی کے مقدمات میں 4 فیصد' سرقہ عام کے مقدمات میں 11 فیصد' جرائم زیر دفعہ 458 تا 460 ت۔پ کے مقدمات میں 43 فیصد' 382 ت۔پ میں 50 فیصد' سرقہ مویشی کے مقدمات میں 39 فیصد' سرقہ موٹر سائیکل میں 67 فیصد' سرقہ دیگر وہیکلز میں 60 فیصد کمی واقع ہوئی۔

فیصل ٹاؤن لاہور میں گھریلو ملازمہ پر تشدد /زیادتی پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

*2407۔جناب پرویز رفیق، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 26۔اپریل 2003 کو فیصل ٹاؤن لاہور کے رہائشی عاصم ملک اور ان کی اہلیہ نے کاروق مسیح کی 9 سالہ بہن رضیہ جو کہ ان کی گھریلو ملازمہ تھی پر بے پناہ تشدد کیا اور زیادتی بھی کی جسے بیہوش ہونے پر گلی میں پھینک کر بھاگ گئے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ واقعہ میں ملوث تمام ملزمان ضمانت قبل از گرفتاری پر ہیں جس کی آئندہ تاریخ پیشی 7۔جون 2003 ہے۔ مدعی پر صلح کے لئے دباؤ ڈالتے ہوئے شدید و سنگین نتائج کی دھمکیاں بھی دے رہے ہیں؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کے متعدد بیانات ہیں کہ زیادتی کا شکار ہونے والے لوگوں کے گھروں میں خود موقع پر جا کر احکامات جاری کرونگا۔ ہر ممکن مدد کرونگا اور زیادتی کے مرتکب افراد کے خلاف درج مقدمات خصوصی عدالتوں میں سرکاری اخراجات پر چلائے جائیں گے۔ مگر زیادتی کا شکار ہونے والی متذکرہ لڑکی کا تعلق چونکہ مسیحی برادری سے ہے جس کی بناء پر وزیراعلیٰ پنجاب یا کوئی دیگر حکومتی نمائندہ اس کے گھر نہیں گیا؛

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ مقدمہ کو سرکاری خرچ پر خصوصی عدالت میں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے تا کہ ملزموں کو فوری کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور :

(الف) مساۃ رضیہ بی بی ملازمہ کو ملک عاصم اور اس کی بیوی نے زدو کوب کیا۔ اس کو حبس بیجا میں رکھا اور بعد میں گاڑی میں بٹھا کر اس کے گھر چھوڑ آئے۔ رضیہ بی بی کے ساتھ زیادتی نہ ہوئی ہے۔ مقدمہ نمبر 214/03 مورخہ 02-06-03 جرم 506/342 ت پ تھانہ ستوکتلہ درج رجسٹر ہوا۔

(ب) ملزمان عاصم خورشید' نازیہ بی بی زوجہ عاصم خورشید مورخہ 12-06-2003 تک عبوری ضمانت پر تھے جن کی ضمانتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ جو مفرور ہیں گرفتاری کے لئے ہر ممکن کوشش جاری ہے۔ صلح کے لئے دباؤ ڈالنے یا سنگین نتائج کی دھمکیاں نہ دی جا رہی ہیں۔

(ج) کوئی حکومتی نمائندہ اس کے گھر نہ گیا ہے۔

(د) متعلقہ نہ ہے۔

غیر مسلم قیدیوں کے لئے مذہبی تعلیم، امتحانات اور سزا میں رعایت کی سہولت کی فراہمی

*2411. **جناب کامران مائیکل**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جیلوں میں بند مسلمان قیدیوں کی اصلاح کے لئے دینی تعلیم کا انتظام موجود ہے' جہاں پر دینی علوم کے باقاعدہ امتحانات لئے جاتے ہیں اور ان امتحانات میں کامیاب ہونے والے قیدیوں کی سزا میں حکومت تین سے چھ ماہ تک کمی کرتی ہے جبکہ غیر مسلم قیدیوں کے لئے حکومت نے آج تک کوئی ٹھوس لائحہ عمل تیار نہ کیا ہے نیز ان کی سزا میں کمی کے لئے بھی کوئی سہولت واضح نہ کی گئی ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا غیر مسلم قیدیوں کو ان کے عقیدے اور مذہب کے مطابق ان کی سزا میں کمی کے لئے حکومت کس قسم کی سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟ نیز غیر مسلم قیدیوں کی سزا میں کمی کے لئے کس طرح سے امتحانات کا انتظام کیا جائے گا؟ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور،

(الف) یہ درست ہے کہ جیلوں میں مقید مسلمان قیدیوں کی اصلاح کے لئے دینی تعلیم کا انتظام موجود ہے اور انہیں رول 215 کے تحت امتحان پاس کرنے پر معافی دی جاتی ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز غیر مسلم اسیران کو بھی ان کے مذہب کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کی سہولت جیلوں میں دی جاتی ہے۔ تاہم غیر مسلم اسیران کو معافی نہیں دی جاتی۔

(ب) غیر مسلم اسیران کو ان کے مذہب کے مطابق تعلیم حاصل کرنے پر معافی دینے کے لئے رولز میں ترمیم کا مسودہ محکمہ قانون کو ضروری کارروائی / برائے معائنہ (vetting) کے لئے بھجوادیا گیا ہے۔ فوٹو کاپی ضمیمہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی پی۔ 84 ٹوبہ ٹیک سنگھ کے پولیس اسٹیشنز، سٹاف اور درج مقدمات کی تفصیلات

*2438۔چوہدری بلال اصغر ، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی پی۔ 84 ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تھانوں میں انسپکٹر، سب انسپکٹر، اسسٹنٹ سب انسپکٹر، ہیڈ کانسٹیبل اور کانسٹیبلز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اور اس وقت ان تھانوں میں نفری کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ نفری منظور شدہ اسامیوں کی تعداد سے کم ہے اگر ہاں تو کیا حکومت اس کمی کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) سال 2002 سے مئی 2003 تک حلقہ پی پی۔ 84 کے تھانوں میں کل کتنے مقدمے درج ہوئے؟ ان کی صورتحال سے تفصیلاً ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور،

(الف) اس سلسلہ میں جواب درج ذیل ہے۔

نام تھانہ	نفری	انسپکٹر	سب انسپکٹر	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	ہیڈ کانسٹیبل	کانسٹیبل
نواں لاہور	منظوری نفری	_	1	2	1	12
نواں لاہور	موجودہ نفری	1	2	3	6	17
نواں لاہور	کمی نفری	_	_	_	_	.
صدر گوجرہ	منظوری نفری	1	2	5	1	16
صدر گوجرہ	موجودہ نفری	1	1	7	3	31

(ب) متعلقہ نہ ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں جواب درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	عرصہ کرائم	نام تھانہ	رپورٹ	چالان	خارج	عدم پتا	زیر تفتیش
1-	01 01 02 to 31-12-02	نواں لاہور	210	192	7	6	5
2-	01 01 03 to 31 05 03	نواں لاہور	95	79	1	_	15
3-	01.01 02 to 31.12 02	صدر گوجرہ	102	98	2	1	1
4-	01.01.03 to 31.05 03	صدر گوجرہ	54	48	2	_	4
	ٹوٹل	حلقہ PP-84	461	417	12	7	25

غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

ضلع شیخوپورہ میں 2002 تا 2003 قتل کی وارداتوں کی تمام تفصیلات

174۔ محترمہ صغیرہ اسلام، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں 2002 تا 2003 تک کتنے قتل ہوئے۔ اب تک کتنے ملزم پکڑے گئے، نام اور تعداد بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ زیادہ جرائم پیشہ افراد کو پولیس کی سرپرستی حاصل ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں جرائم کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) ضلع ہذا میں 2002 میں 431 اشخاص اور 2003 میں 335 اشخاص قتل ہوئے۔ پکڑے گئے ملزمان کی تعداد 1075 ہے۔

(ب) یہ قطعی غلط ہے کہ جرائم پیشہ افراد کی پشت پناہی پولیس کرتی ہے۔

(ج) یہ غلط ہے کہ ضلع ہذا میں جرائم کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ تاہم جرائم پر قابو پانے کے لئے ممکنہ ذرائع عمل میں لائے جا رہے ہیں اور جرائم پر کافی حد تک قابو پایا جا چکا ہے۔

پبلک ٹرانسپورٹ میں فلمیں و گانے چلانے پر پابندی

175۔ محترمہ صفیرہ اسلام، کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور سے اسلام آباد جانے والی پبلک ٹرانسپورٹ میں فحش فلمیں اور گانے لگائے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس طرح ہر روز ٹریفک کے حادثات میں اضافہ ہو رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت پبلک ٹرانسپورٹ میں فلموں کی نمائش اور گانوں پر پابندی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک ایسا ممکن ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) بروئے رپورٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس' ٹریفک لاہور' یہ درست نہ ہے کہ لاہور سے اسلام آباد روانہ ہونے والی پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں میں فحش فلمیں اور گانے لگائے جاتے ہیں کیونکہ پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیاں جب ضلع لاہور کی حدود سے اسلام آباد کے لئے روانہ ہوتی ہیں تو ان میں سے کسی میں بھی T V, V.C R موجود نہ ہوتا ہے۔ جب یہ گاڑیاں براستہ موٹر وے یا G.T روڈ اسلام آباد کے لئے روانہ ہوتی ہیں تو ان کے ڈرائیور راستہ میں خلاف ورزیاں کرتے ہیں جن کے خلاف نیشنل ہائی وے' موٹر وے پولیس ہی کارروائی کی مجاز ہے جبکہ ٹریفک پولیس پنجاب اس بارے میں بے بس ہے۔

(ب) یہ بھی کسی حد تک درست ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں میں فحش فلمیں اور گانے لگائے جاتے ہیں تو ڈرائیور کی توجہ چلانے کی بجائے ان فلموں اور گانوں کی طرف ہو جاتی ہے اور ٹریفک کے حادثات وقوع پذیر ہونے میں فلمیں اور گانے بھی اہم سبب بنتے ہیں۔

(ج) متعلقہ ٹریفک پولیس نہ ہے۔

جناب ارشد محمود بگو:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی'فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو:جناب والا! میرے آج دو سوالات تھے جن میں ایک سوال بڑا اہم ہے وہ جیلوں کے ساتھ کورٹس کے متعلق ہے۔ حکومت نے اس کے جواب میں اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ یہ بات درست ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اب اس سوال کو pending کر دیا جائے تا کہ حکومت کی طرف سے اس کی مزید وضاحت آجائے۔

جناب سپیکر:ارشد محمود بگو صاحب اب انہوں نے بقیہ جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے ہیں۔ آپ اب ایسا کریں کہ وزیر موصوف کو ان کے چیمبر میں مل لیں۔

جناب ارشد محمود بگو:جناب سپیکر! اس میں یہ بات ہے کہ میں نے اس مسئلے پر سوال کیا تھا کہ جیلوں کے ساتھ کورٹس ہونی چاہئیں۔ حکومت نے میرے اس سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ بات آپ کی درست ہے۔ حکومت کے قیدیوں کو کورٹس میں لے جانے پر کروڑوں روپے ضائع ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر:میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کی تجویز سے محکمہ نے اتفاق کیا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو:جی'اتفاق کیا ہے۔

جناب سپیکر:آپ وزیر موصوف کو ان کے چیمبر میں مل لیں۔

جناب ارشد محمود بگو:جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ حکومت پنجاب کا کام ہے۔

جناب سپیکر، حکومت پنجاب کا ہی کام ہے۔ حکومت پنجاب کو ہی محکمہ لکھے گا۔ آپ نے جو تجویز دی ہے اور انہوں نے اس سے اتفاق کیا ہے اور وہ حکومت پنجاب کو لکھ دیں گے۔ اس سلسلے میں وزیر موصوف کو آپ چیمبر میں مل لیں۔

جناب ارشد محمود بگو، میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ اس سوال کو pend فرما دیں تاکہ یہ سوال clear ہو جائے۔ اس سوال کا نمبر 1998 ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ سوال نمبر 1998 کو pend کیا جاتا ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب والا! میرا بھی ایک سوال نمبر 2402 ہے اس کو بھی مؤخر کر دیا جائے۔ بڑا اہم سوال ہے اور بڑی مشکل سے اس کا جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر، کس محکمے سے متعلق ہے؟

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب والا! پولیس سے متعلق ہے، ہوم ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر، وزیر موصوف سے ملیں وہ آپ کا مسئلہ حل کرا دیں گے۔

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب والا! آپ اس سوال کو بھی مؤخر کر دیں بڑی مشکل سے جواب آیا ہے اور یہ ایک کرپٹ ملازم ہے جس کی بیوی نے بھی اسے کہا ہے کہ وہ کرپٹ آدمی ہے۔

تحاریک استحقاق

ریلوے ملازم کی رکن اسمبلی کے ساتھ بدتمیزی

جناب سپیکر، پلیز تشریف رکھیں۔ اب ہم تحریک استحقاق نمبر 8 کو لیتے ہیں۔ محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ! یہ تحریک استحقاق پچھلے اجلاس میں پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ اس کا جواب وزیر قانون صاحب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! یہ تحاریک استحقاق محکمہ ریلوے سے متعلقہ تھی۔ اس میں جو انہوں نے جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ محترمہ جب ریلوے اسٹیشن پر تشریف لے گئیں تو اس وقت دروازہ lock تھا۔ انہوں نے knock کیا۔ ان کی کوئی تھوڑی سی آپس میں غلط فہمی ہوئی لیکن بعد میں انہیں یہ پتا چلا کہ محترمہ معزز رکن اسمبلی ہیں۔ بہرحال ریلوے حکام نے اپنی طرف سے معذرت کی ہے کہ اگر ان کے کسی اقدام کی وجہ سے محترمہ کی دل آزاری ہوئی ہو تو اس کے لئے وہ معذرت خواہ ہیں۔ یہ تحریری طور پر ان کا جواب آیا ہے تو اس سلسلے میں میری آپ سے گزارش ہو گی کہ جو آپ کا حکم ہو گا اس کی تعمیل ہو گی۔ میں نے محکمے کا جواب آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ غلط فہمی کی بنیاد پر یہ سب کچھ ہوا ہے کیونکہ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ محترمہ ایم۔پی۔اے ہیں۔ اب جو آپ حکم دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ محترمہ محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس میں انہوں نے معذرت کی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ پہلے ہمیں علم نہیں تھا کہ محترمہ ایم۔پی۔اے ہیں۔ آپ کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے؟

محترمہ پروین مسعود بھٹی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے اس پر معذرت کر لی لیکن وہاں پر ایک public place تھی اور اتنے لوگ وہاں پر کھڑے تھے جس طرح اس نے بد تمیزی کی تو اس سے صرف میرا بطور ایک ایم۔پی۔اے استحقاق مجروح نہیں ہوا بلکہ میں سمجھتی ہوں کہ پوری عوام کا جتنے لوگوں نے مجھ پر اعتماد کیا ہے ان کا اور تمام خواتین کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ میں اس وقت اکیلی خاتون وہاں پر تھی۔ اس وقت اس نے اتنی بد تمیزی کے ساتھ رجسٹر پکڑ کر دوسرے آدمی جاوید شاہ سے کہا' وہ بھی وہاں پر بکنگ کلرک ہے' اس نے کہا کہ میڈم کو رجسٹر دکھا دیں تو اس نے اتنی بد تمیزی کے ساتھ رجسٹر پرے پھینکا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی' تشریف رکھیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اس کو معذرت ہم ضرور دیں گے لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ اس کو کمیٹی کے سامنے بلوایا جائے اور پھر اس کو معذرت

دی جائے۔ اس طرح تو ہر کوئی معذرت کرے گا اور کہے گا کہ میں نے جرم کیا ہے اور اس کے بعد مجھے تو معافی مل جاتی ہے۔ یہی کالی بھیڑیں ہیں جو ہمارے معاشرے کو خراب کر رہی ہیں اور بدنام کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ یہ تحریک استحقاق میں in order قرار دیتا ہوں اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگلی تحریک استحقاق نمبر 12 ہے۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب! یہ بھی pend تھی' move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا! فیڈرل گورنمنٹ سے اس کا جواب آنا ہے۔ میری آپ سے استدعا ہو گی کہ جب تک اس کا جواب نہ آجائے ان کا موقف on record نہ آئے اس کو pend کر دیا جائے۔

جناب سپیکر ، صدیقی صاحب! اس کا ابھی تک جواب نہیں آیا اس لئے اس کو کل تک کے لئے pend کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب! ایک شعر آپ کی خدمت میں عرض ہے۔

جناب سپیکر، جی شعر سنا دیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، ماحول ذرا خوشگوار کر چھوڑوں۔

کہیں کوں مان وکاواں دا
کہیں کوں ناز اداواں دا
اساں پیلے پتر درختاں دے
ساکوں رہندا خوف ہواواں دا

اب عزت ہماری خطرے میں ہے اور تحریک آپ کے پاس ہے۔ اس اسمبلی کی عزت کی خاطر اور ممبران کی عزت کی بحالی کی خاطر میری یہ دست بستہ عرض ہوگی کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ شکریہ

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ چودھری محمد ارشد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 13 ہے یہ بھی move ہو چکی ہے' pending تھی اور اس کا بھی جواب آنا تھا۔ وزیر مال صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر مال، جناب والا! مجھے تو اس کی کاپی بھی ابھی ملی ہے۔

جناب سپیکر، چودھری ارشد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 13 ہے۔ یہ کل move ہو چکی ہے اور آج تک کے لئے pend کی گئی تھی کیونکہ آپ کل شاید تشریف فرما نہیں تھے یا اس کا جواب موصول نہیں ہوا تھا اس لئے اس کو مؤخر کیا گیا تھا۔ اب محکمے کی طرف سے آپ کو جواب موصول ہو گیا ہے۔

وزیر مال، ابھی جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر، ابھی جواب نہیں آیا تو کل تک کے لئے اسے پھر pend کر لیتے ہیں۔

چودھری محمد ارشد، جناب! ان کو اگر اعتراض نہیں ہے تو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر، اسے کل تک کے لئے pend کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کی تحریک استحقاق ہے یہ بھی move ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا اور آج تک کے لئے pending تھی۔

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب والا! سب سے پہلے تو میں اپنی جان کی امان مانگوں گا کیونکہ جونہی میں نے آئی۔جی کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی۔

جناب سپیکر، آپ پہلے ان کی بات تو سن لیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب والا! آپ پہلے میری بات سن تو لیں۔ رات مجھے ایک فون آیا اس میں یہ دھمکی دی گئی کہ اگر آپ نے یہ تحریک واپس نہ لی تو آپ کو کسی جھوٹے مقدمے میں جیل بھجوا دیا جائے گا۔ پہلے مجھے۔۔۔۔

جناب سپیکر، چنڑ صاحب! مجھے پہلے وزیر قانون صاحب سے پوچھنے تو دیں۔ جواب آ گیا ہے یا نہیں؟ پلیز! تشریف رکھیں۔ آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور :جناب سپیکر! میرے خیال میں پہلے ان کی پوری بات سن لیں پھر میں تحریک کا بھی جواب دے دیتا ہوں ان کی بات کا بھی جواب دے دوں گا۔ پہلے ان کی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: پہلے ان کی بات سن لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور :جی، سن لیں۔

جناب سپیکر:جناب محمد اقبال چنڑ صاحب! فرمائیں آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب کل میں نے یہاں ہاؤس میں تحریک پڑھی تھی۔ دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : نہیں، تحریک استحقاق تو پہلے ہی پڑھی جا چکی ہے۔ جو یہ بات کرنے لگے تھے اس پر میں نے کہا تھا کہ پہلے ان کی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: تحریک تو کل ہی پڑھی جا چکی ہے۔ مزید جو آپ کہنا چاہ رہے ہیں وہ فرمائیں کہ آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! رات مجھے ایک فون آیا تھا کہ اگر آپ نے آئی۔جی کے خلاف یہ تحریک استحقاق واپس نہ لی تو آپ کا اچھا انجام نہ ہوگا۔ سب سے پہلے تو یہ ایوان میری جان کی حفاظت کرے اور مجھے یہ surety دے کہ آئی۔جی میرے خلاف کوئی اقدام نہیں کریں گے اور مجھے کسی جھوٹے مقدمے میں ملوث نہیں کریں گے۔ مجھے کوئی جانی و مالی نقصان نہیں دیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا سب سے پہلے تو مجھے یہ ایوان اس بات کی یقین دہانی کروائے کہ آئی۔جی مجھے کسی جھوٹے مقدمے میں ملوث نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! میں نے 13 فروری کو آئی۔جی صاحب کو فون کیا کہ میں نے آپ سے ملنا ہے اور میرے حلقے کے کچھ کام ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور :پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ،جناب سپیکر! یہ تو بات ہو چکی ہے اور معزز رکن اپنی short statement بھی دے چکے ہیں لیکن میں صرف تھوڑی سی یہ وضاحت چاہوں گا کہ رات انہیں ٹیلی فون کس نے کیا تھا؟

جناب سپیکر، چٹر صاحب! آپ کو فون کس نے کیا ہے؟ آپ جو ٹیلی فون کی بات کر رہے ہیں کہ مجھے رات ٹیلی فون آیا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب والا! مجھے ٹیلی فون آیا ہے اس پر نمبر نہیں آیا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اس نے کوئی اپنا نام بتایا ہو گا۔

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب والا! نام بھی نہیں بتایا۔ اس نے یہ کہا کہ اگر آئی۔جی کے خلاف آپ نے صبح بحث کی اور ہاؤس میں آپ نے تحریک واپس نہ لی تو اس کا انجام اچھا نہ ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ،جناب والا! معزز رکن سے پوچھ لیں کہ موبائل پر فون آیا تھا؟

جناب سپیکر، چٹر صاحب! آپ کے موبائل پر فون آیا تھا یا پی۔ٹی۔سی۔ایل کے سیٹ پر آپ کو فون آیا تھا؟

ملک محمد اقبال چنڑ، جناب سپیکر! ایم۔پی۔اے ہاسٹل کے روم نمبر 204 میں فون آیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! میری صبح بھی معزز رکن سے بات ہوئی ہے اور کل بھی چودھری ظہیر صاحب نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔ معزز رکن کل یہ فرمار ہے تھے کہ میں آئی۔جی صاحب کو گزارش کرنے کے لئے گیا' میں نے گزارش پیش کی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم جذبات میں آ کر بعض اوقات اداروں کی توہین تو اپنی جگہ لیکن ہم اس وقت جس منصب پر فائز ہیں۔ آپ اس ایوان کے معزز رکن ہیں اور اس طرح کی بات کر کے ہم اپنے آپ کو ہلکا کرنے کی بات کرتے ہیں۔ میں معزز رکن کے ساتھ سو فیصد اتفاق کرتا ہوں اور میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اس تحریک استحقاق کو pend فرمائیں۔ میں آج ہی ایڈیشنل آئی۔جی سپیشل برانچ کی ڈیوٹی لگاتا ہوں اور ہم واقعی

حکومت سے اجازت لے کر ایم۔پی۔اے ہاسٹل کے سارے نمبر چیک کروائیں گے۔ انہیں جو ٹیلی فون آیا ہے اسے بھی trace کروائیں گے اور آئی۔جی صاحب سے ان کی بالمشافہ جو بات ہوئی ہے میں آئی۔جی صاحب کو اسمبلی چیمبر میں بلواؤں گا اور وہاں بیٹھ کر ان سے ملاقات کرواؤں گا۔ اگر آپ کمیٹی مقرر کرنا چاہتے ہیں تو کمیٹی مقرر کریں لیکن خدا کے لئے ہمیں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ ہم اتنے بھولے ہو گئے ہیں کہ کبھی ہم تحفظ مانگتے ہیں اور کبھی ہم آئی۔جی کی بات کرتے ہیں تو میں آپ سے استدعا کرتا ہوں اور معزز رکن سے بھی میری استدعا ہے کہ آپ اسے pend کروالیں۔ میں آج ہی آپ کے ساتھ بیٹھوں گا اور اس معاملے کی پورے طور پر تحقیقات کی جائے گی اور جو بھی ذمہ دار افسر ہوا انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔ چٹھر صاحب! ٹھیک ہے؟

ملک محمد اقبال چٹھر: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے یقین دہانی کرائی ہے لیکن آج ہماری باری ہے' کل ان کی باری ہو گی۔ یہ پورے ہاؤس کے تقدس کی بات ہے۔

جناب سپیکر: اس لئے وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کی مکمل طور پر انکوائری ہونی چاہئے۔

ملک محمد اقبال چٹھر: ٹھیک ہے۔ میں ان کے چیمبر میں چلا جاؤں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے تو یہ تحریک اگلے اجلاس تک کے لئے pend کی جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! محترم لاء منسٹر نے جس تاثر سے متعلق بات کی ہے کہ اس طرح سے اداروں کی تذلیل ہوتی ہے اور یہ ہمیں اپنے آپ کو چھوٹا کرنے والی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ایک تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے تو اسے defend کرنے میں جو طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے اور زور لگتا ہے تو ان طریقوں سے یہ سارا کچھ ہوتا ہے۔ اگر یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے اور لاء منسٹر صاحب بھی اس کے ممبر ہیں تو وہاں پر یہ معاملہ زیادہ خوش اسلوبی سے نمٹ جاتا ہے۔ وہاں سے لوگوں کو کون سی سزا ہو رہی ہے یا ان کے خلاف کوئی ایکشن ہو رہے ہیں۔ یہاں سے defend ہونا

شروع ہو جاتا ہے کہ اب بلائیں گے' دوپہر کو بلائیں گے اور یہ سلسلہ پھر ایک سیشن سے دوسرے سیشن تک چلا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی طرف سے تحاریک استحقاق کو defend کرنے کا جو طریقہ کار ہے اس طریقہ کار کی وجہ سے یہ impression بنتا ہے کہ ادارے کی تذلیل یا یہ چھوٹے پن کی جو بات ہے' میں سمجھتا ہوں کہ یہ out of the way جا کر defend کرنے والی بات مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب! لاء منسٹر صاحب کی یہ بات تو ٹھیک ہے کہ رات کو معزز رکن کو جو ٹیلی فون آیا ہے۔ پہلے یہی verify تو کر لیا جائے کہ یہ ٹیلی فون کس نے کیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر! میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاتا کہ تحریک کل سے آج کے لئے pend ہوئی اور یہ ٹیلی فون والا معاملہ آ گیا۔ اب یہ ایڈیشنل آئی۔جی سپیشل برانچ کو کہیں گے اور وہ پورے محکمے کو کہیں گے' اس کے بعد ایم۔پی۔اے ہاسٹل کے نمبرز چیک ہوتے رہیں گے اور اس کے بعد اب یہ اگلے سیشن تک چلی گئی ہے۔ اس میں پندرہ دن لگیں' مہینہ لگے پھر یہ سلسلہ جب روز چلے گا تو میں لاء منسٹر صاحب سے یہی پوچھتا ہوں کہ انہوں نے جس تاثر کو برا جانا ہے تو یہ تاثر اس سے مزید strengthen ہو گا یا ختم ہو گا' بس اتنی سی بات ہے۔

جناب سپیکر۔ جی' لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب کا یہ فرمانا بالکل درست ہے کہ اگر حکومت یہ محسوس کرتی ہے' یہ معزز ایوان یہ محسوس کرتا ہے یا جناب سپیکر صاحب یہ محسوس کرتے ہیں کہ معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو پھر یہاں اس پر بحث نہیں ہونی چاہئے اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دینا چاہئے لیکن اب میں انتہائی معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہمیں اس بات کا یقین ہو' کم از کم میں آپ سے اس لحاظ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے آج صبح بھی معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کی ہے کہ آپ کا استحقاق مجروح ہوا' میں اس سے اتفاق کرتا ہوں' آپ سے آئی۔جی صاحب نے ملاقات نہیں کی' میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں لیکن میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ آئی۔جی نے باہر نکل کر آپ کو کہا ہو کہ آپ چلے جاؤ' آپ کا اپوزیشن سے تعلق ہے میں آپ کی بات نہیں سنتا اس لئے کہ انہوں نے کوئی ٹکر کر گلے میں لٹکایا ہوا تھا کہ ان کا تعلق

اپوزیشن سے ہے یا حکومتی بنچز سے ہے۔ آئی۔جی ہر ممبر اسمبلی کا احترام کرنے کا پابند ہے Irrespective of his political affiliations اس لئے میں نے اس بات سے اتفاق نہیں کیا۔ اب دوسری بات ٹیلی فون کی آ گئی تو میں اس سے بھی اتفاق نہیں کرتا کہ رات کو کسی نے کال کی ہو لیکن اگر کسی نے کال کی ہے جس طرح معزز ممبر کہہ رہے ہیں تو پھر یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس کی تہہ تک پہنچیں اور اس سارے معاملے کو نمٹائیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں اور پھر میں کہوں گا کہ اس طرح بات کر کے ہمیں خواہ مخواہ جگ ہنسائی نہیں کرنی چاہئے بلکہ ہمیں اس بات کی تہہ تک پہنچنا چاہئے۔ میں صرف اس لئے آپ سے مہلت چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ تحریک استحقاق نمبر 15 رانا تجمل حسین صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 16 جناب پرویز رفیق صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ تحریک dispose of ہوئی۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

فیصل آباد میں قیمتی سرکاری اراضی کی الاٹمنٹ

شیخ اعجاز احمد: شکریہ، جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد کے اندر تقریباً ایک ارب روپے سے زائد کی پراپرٹی پچھلے دنوں میں مختلف لوگوں کو الاٹ کر دی گئی۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جو پراپرٹی آج تک فیصل آباد شہر میں کسی کو الاٹ نہیں کی گئی تھی رولز اور ریگولیشنز کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنے من پسند افراد کو نوازنے کے لئے ان کے نام منتقل کر دی گئی ہے اور اب صورتحال یہ ہے کہ فیصل آباد کا لوکل پریس اور فیصل آباد کے عوام اور نیشنل پریس کے اندر بھی جلی حروف کے ساتھ وہ خبریں شائع ہوئیں کہ اربوں کروڑوں روپے کی پراپرٹی لوگوں کو بندر بانٹ کے ذریعے

تقسیم کر دی گئی تو اب جب میرے اس سوال کے جواب میں کہا جائے گا کہ جی آپ question raise کریں تا کہ ہم متعلقہ محکمے سے کہہ دیں کہ وہ اس کا ریکارڈ یہاں پر پیش کریں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ act ہوا ہے اور اس کا اخبارات بھی ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں اور فیصل آباد کے سارے لوگ پریشان ہیں کہ ایک دم یہ کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے کہ اتنی بڑی پراپرٹی الائیڈ ہسپتال کے بالکل سامنے کروڑوں روپے کا ایک پلاٹ ہے جو آج تک پڑا ہوا تھا اور ڈیپارٹمنٹ اس پر کچھ کرنا چاہتا تھا وہ کسی بندے کو دے دیا گیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہم بجائے اس چکر میں پڑیں کیونکہ وہ پراپرٹی میں نے کوئی اپنے نام نہیں کروائی اور نہ کسی ممبر نے اپنے نام کروائی ہے۔ وہ حکومت پنجاب کی پراپرٹی ہے۔ ہم تمام لوگوں کو چاہیئے کہ ہم اس کی حفاظت کریں اور اگر اس میں کوئی بے قاعدگیاں نہیں ہوئیں تو جب بات سامنے آئے گی تو کھل جائے گی اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس پر اپنی رولنگ دیں اور اس اہم اور sensitive matter پر آپ منسٹر کالونیز یا منسٹر ریونیو تشریف فرما ہیں تو ان کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کر دیں۔ اس میں اپوزیشن ممبرز کو بھی رکھ لیں تا کہ سارا ریکارڈ یہاں پر طلب کر لیا جائے۔ ابھی پراپرٹی ان کے نام کی گئی ہے اور کچھ پراپرٹیز انھیں منتقل ہونا باقی ہیں۔ اگر وہ بھی منتقل ہو گئیں تو وہ باقاعدہ entitle ہو جائیں گے کہ انھوں نے پراپرٹیز منتقل کروائی ہیں۔

جناب والا! وہاں پر بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔ اس سے حکومت پنجاب کی بھی بدنامی ہو رہی ہے اور حکومت پاکستان کی بھی بدنامی ہو رہی ہے اور حکومت پنجاب کے مختلف ذمہ داران کے نام آ رہے ہیں کہ فلاں صاحب نے فلاں کے ساتھ اتنے میں deal کر لی ہے۔ اس بدنامی سے بچنے کے لئے اور اس پراپرٹی کو حکومت پنجاب کی ملکیت رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں اور بنائیں بھی ان کی سربراہی میں کہ وہ ای۔ڈی۔او (آر) اور ڈی۔او (آر) کو یہاں پر بلا لیں تا کہ معاملہ thrash out ہو جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر کالونیز یا وزیر مال موجود نہیں ہیں۔ کیا وزیر قانون اس پر کچھ کہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! اس وقت دونوں صاحبان موجود نہیں ہیں۔ معزز رکن نے بڑا اہم معاملہ اٹھایا ہے۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ آج اجلاس کے بعد اگر یہ منسٹر کالونیز کے ساتھ بیٹھ جائیں اور ساری بات ان کے نوٹس میں لے آئیں تا کہ وہ اس معاملے پر مزید عملدر آمد کروا سکیں۔

شیخ اعجاز احمد ، جناب سپیکر! گزارش صرف یہ ہے کہ میں بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔ میں تو حکومت پنجاب کی معاونت کرنا چاہتا ہوں تا کہ جو چور راستے سے کام ہو رہے ہیں کہ کہاں کے کلیم کہ ہندوستان میں ان کے دادا پردادا فوت ہوئے ہیں اور وہ کہاں پر ڈال رہے ہیں اورکروڑوں' اربوں روپے کی پراپرٹی لے کر جا رہے ہیں اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس کو light نہ لیا جائے۔ آپ کمیٹی بنا دیں اور ابھی رولنگ دے دیں۔ اس میں ہماری طرف سے تین چار منتخب ممبران کو ڈال لیں اور منسٹر کالونیز کو یا منسٹر ریونیو کو سربراہ بنا دیں' یہاں پر چوہدری ظہیر صاحب بیٹھے ہیں اور دیگر ساتھی بیٹھے ہیں وہ ساتھ آ جائیں تا کہ اس مسئلے کو ہم اچھے طریقے سے حل کر سکیں۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! میرے بھائی شیخ اعجاز صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا ہے۔ فیصل آباد میں اربوں روپے کا یہ ایک بہت بڑا فراڈ ہو رہا ہے اس لئے میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اس صوبے کی بہتری کے لئے اور موجودہ حکومت کو بدنامی سے بچانے کے لئے کہ شیخ اعجاز صاحب واقعی ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ آپ ایک کمیٹی بنا دیں' ڈاکٹر شفیق صاحب فیصل آباد سے وزیر ہیں ان کی سربراہی میں کمیٹی بنا دیں اور منسٹر کالونیز کو بھی شامل کر لیں۔ ہم انھیں نشاندہی کریں گے اور ہماری نشاندہی پر مہربانی کر کے اس کروڑوں اربوں روپے کی پراپرٹی کو جو کہ حکومت پنجاب کی ہے اس کا دفاع ہو سکے۔ بہت مہربانی شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! میں نے گزارش یہ کی ہے کہ کم از کم پہلے متعلقہ منسٹر صاحب کے نوٹس میں تو یہ بات لے آئیں۔ اگر وہ کوئی کارروائی نہ کریں اور معزز رکن اگر اس سے مطمئن نہ ہوں یا وہ انھیں مطمئن نہ کر سکیں تو پھر جیسے آپ مناسب سمجھتے ہیں تو بے شک آپ کمیٹی بنائیں یا جو بھی آپ حکم دیں گے اس کی تعمیل ہو گی لیکن کم از کم پہلے متعلقہ منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات ضرور آنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں یہ مناسب ہو گا کہ آپ آج متعلقہ منسٹر سے بات کر لیں۔ اگر آپ اس سے مطمئن ہوتے ہیں تو ٹھیک ہے نہیں تو ہم اس معاملے کو کل لے لیں گے۔

شیخ اعجاز احمد ، وارث کلو صاحب اپنی سیٹ سے اٹھ کر کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا موقف بھی اس سلسلے میں سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز ، شیخ اعجاز صاحب' رانا ثناء اللہ صاحب نے پہلے بھی اسی قسم کا ایک معاملہ اٹھایا تھا تو منسٹر کالونیز مناظر علی رانجھا صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ آ جائیں تو آپ کی جو بھی grievances ہیں' وہ دور کریں گے۔ رانا صاحب اور شیخ صاحب وہاں تشریف لائے تھے اور ہم نے ان کے ساتھ پورا تعاون کیا تھا۔ انھوں نے جن چیزوں کا بتایا تھا تو اس پر ایکشن ہوا تھا۔ میں اب بھی ان سے درخواست یہ کروں گا کہ یہ تشریف لے آئیں' ہم انشاء اللہ تعالیٰ پوری کوشش کریں گے۔ اگر ان کی صحیح شکایات ہیں تو لامحالہ یہ شکایات ان کی ذاتی نہیں ہیں۔ یہ grievances on the part of Punjab Government ہیں تو ہم پوری کوشش کریں گے کہ وہ دور ہوں۔ یہ تشریف لے آئیں' بے شک وقت مقرر کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد ، جناب سپیکر! میں نے اور ملک نواز صاحب نے اپنے علاقے کے متعلق سوال کیا تھا۔ وہاں پر ناجائز تجاوزات کا مسئلہ تھا۔ اس دن میں نے گزارش کی تھی کہ ای۔ڈی۔او(آر) اور ڈی۔او(آر) وغیرہ کو بلا لیں۔ انھوں نے واقعی بلا لیا تو ہم نے وہاں بڑے اچھے ماحول میں میٹنگ کی' رانا ثناء اللہ صاحب بھی میرے ساتھ تھے۔ وہ ناجائز تجاوزات بھی حکومت پنجاب کی پراپرٹی پر تھیں' اس پر ہم نے encroachment ختم کروائیں۔ اس میں کچھ لوگ ایسے بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ جن کی طرف سے ہمیں بڑا دباؤ تھا لیکن ہم نے وہاں پر کسی قسم کا دباؤ اپنے اوپر نہیں آنے دیا اور base line سے تجاوزات ہٹائیں۔ یہ موجودہ حکومت کی اور ہماری بھی نیک نامی ہے کہ ہم نے وہ کام کروایا تو اسی طرح اگر ہمارے دوست یہ کہتے ہیں کہ ہم مل کر اس بات کو دوبارہ دیکھ لیں کہ یہ جو پراپرٹی منتقل کی جا رہی ہے تو اس کے لئے ہم ملنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بہتر ہے کہ آپ پہلے منسٹر صاحبان سے مل لیں۔ اگر آپ مطمئن ہوتے ہیں تو ٹھیک ہے' نہیں تو اس کو کل take up کر لیتے ہیں اور کمیٹی بنا دیں گے جیسا کہ لاء منسٹر صاحب کی رائے ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے۔ وہاں پر پہلے جو اے۔سی سٹی ہوا کرتا تھا اب شاید ان کی جگہ پر ڈی۔ڈی۔او(آر) بیٹھتے ہیں اور اس کے بعد جو اختیارات ڈپٹی کمشنر کے پاس تھے وہ ڈی۔او(آر) کے پاس ہوتے ہیں اور پراپرٹی کے انتقال وغیرہ کا سارا سلسلہ ان کے پاس ہے۔ وہاں پر ایک قبضہ گروپ پچھلے تین چار ماہ سے بڑا آپریٹو ہے بڑا متحرک ہے اور ایسی ایسی پراپرٹی جیسے الائیڈ ہسپتال کے بالکل سامنے جو آٹھ دس لاکھ روپے مرلہ کی ہے وہاں پر کوئی دس بارہ کنال کا ایک پلاٹ تھا وہ بھی اس میں involve ہے۔ اس طرح سے وہاں پر تین چار پراپرٹیز ایسی ہیں جو اربوں روپے کی ہیں' ان کو حاصل کرنے کے لئے قبضہ گروپ کام کر رہا ہے اور وہ کافی حد تک کامیاب ہو چکا ہے یعنی بعض پراپرٹیز کے متعلق تو ان کے انتقال درج ہو چکے ہیں لیکن ابھی فائنل منظوری نہیں ہوئی۔ اب اس میں مشکل یہ ہے کہ وہاں پر ڈی۔ڈی۔او(آر) اور ڈی۔او(آر) level کے آدمیوں نے resist کیا کہ ہم ان پراپرٹیز کے انتقال نہیں کرتے تو ان کی فوری طور پر ٹرانسفر کر دی گئیں۔ اس قبضہ گروپ کے کچھ تانے بانے یہاں لاہور تک آتے ہیں اور اس کے بعد نام یہ لیا جا رہا ہے کہ گجرات کے ایک ایم۔این۔اے صاحب اس قبضہ گروپ کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں ریونیو آفس میں بیٹھ کر صرف بات کرنے سے یہ معاملہ حل نہیں ہوگا۔ اس معاملے پر آپ کو کچھ ایسا کرنا پڑے گا کیونکہ یہ بہت قیمتی پراپرٹیز ہیں۔ اس level سے آپریشن ہو رہا ہے کہ وہ قبضہ گروپ ہے اور اس کا تعلق ڈسٹرکٹ گجرات تک جاتا ہے اور وہاں کے کچھ نام لئے جاتے ہیں کہ یہ لوگ operate کر رہے ہیں اس لئے ہماری یہ گزارش ہے کہ اس معاملے کو اسی انداز سے آگے لیا جائے۔ یہ صرف کلو صاحب کے بس کی بات ہوتی تو ہم ان کے ساتھ ایک مرتبہ نہیں' دس مرتبہ بیٹھنے کو تیار ہیں بلکہ یہ معاملہ ریونیو منسٹر صاحب کے بس سے بھی باہر والی بات ہے لیکن ہم اس معاملے پر احتجاج کریں گے اور یہی ایک مناسب فورم ہے۔ اگر اس سے بھی بات آگے بڑھ جائے اور پراپرٹی کے انتقال درج ہو گئے ہیں اور ان کی منظوری ہو جاتی ہے تو پھر ٹھیک ہے کہ ہم نے تو اپنا حق ادا کرنا ہے باقی آگے اللہ تعالیٰ کی ذات

دیکھتی ہے اور اس ملک کے عوام دیکھتے ہیں کہ کون کیا کر رہا ہے اور اس کا حساب آگے چل کر ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ریونیو منسٹر صاحب بھی آ گئے ہیں۔ جی، منسٹر ریونیو!

وزیر مال، جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو قبضہ گروپ کی بات کی ہے ان کے نوٹس میں ہوں گے۔ اصل میں وہ جو بات کرنا چاہتے تھے وہ ایک لفظ درمیان میں کہہ گئے ہیں۔ یہ ساری بات انہوں نے اس کے لئے کی تھی۔ جہاں تک اس انکوائری کا تعلق ہے وہ قبضہ گروپ کا نام بتائیں، انتقالات کا نمبر بتائیں، ایریا، موضع، کھتونی کوئی ایسی چیز بتائیں اور نوٹ کر کے مجھے دے دیں تا کہ میں باقاعدہ ایک افسر بھیج کر اس کی انکوائری کرواؤں یا میں خود کروں اور پھر یہاں رپورٹ پیش کروں۔ ایسے ہی کہہ دینا کہ قبضہ گروپ ہیں اور وہ فیصل آباد میں لوٹ رہے ہیں تو پورے فیصل آباد کی انکوائری کیسے ہو سکتی ہے؟ کوئی point out کریں کہ یہ جگہ ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اب آپ خود ہی اس بات کا اندازہ لگائیں کہ ریونیو منسٹر صاحب میرے متعلق یہ فرما رہے ہیں کہ مجھے کھتونی نمبر بتائیں، مجھے پراپرٹی بتائیں، انتقال نمبر بتائیں، موضع بتائیں۔ پھر یہ کیوں نہیں کہتے ہیں کہ ریونیو منسٹر ہی مجھے بنا دیں۔ آپ دس دن کے لئے اپنے اختیارات مجھے دے دیں۔ میں نہ صرف ان کو سارے کھتونی نمبر اور موضع نمبر بتا دوں گا بلکہ میں قبضہ گروپ کو فیصل آباد سے باہر نکال کر بھی ان کو دکھا دوں گا۔ یہ پھر وہاں پر کس لئے بیٹھے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا مقصد یہ ہے کہ جس پراپرٹی کے بارے میں آپ بات کر رہے ہیں اس کی وضاحت ہو جائے کہ وہ کس کھتونی میں آتی ہے، اس کا کوئی مدعی تو بن جائے؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے پراپرٹی کی بھی نشاندہی کر دی ہے اور قبضہ گروپ اور اس قبضہ گروپ کے سرپرست کی بھی نشاندہی کر دی ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ جب تک معاملہ انکوائر ہو کر کسی definite پوزیشن میں نہ آ جائے میں کسی کا نام نہ لوں۔ اگر میں نام لوں گا تو سب کو مصیبت پڑ جائے گی کہ ہم اٹھ کر کسی طرح سے حاضری لگوائیں اور اپنا protest ریکارڈ پر لائیں کہ انہوں نے نام کیوں لے لیا ہے؟ میں تو خود چاہتا ہوں کہ میں اس بات کو اس حد تک اس وقت تک نہ

لے کر جاؤں جب تک انکوائری definite پوزیشن میں نہ آجائے۔

وزیر مال، میری بات سنیں۔ بات یہ ہے کہ قبضہ گروپ کوئی ہوگا۔ کسی موضع کا رقبہ اس میں involve ہوگا۔ اس موضع کا کوئی نام، قبضہ گروپ کا کوئی نام ہو تا کہ میں اس کی انکوائری کروا سکوں۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر مال، راجہ صاحب! میں آپ ہی کے مسئلے پر بات کر رہا ہوں۔ مجھے پوری بات کرنے دیں پھر جو مرضی بات کریں۔ بات یہ ہے کہ اچھے لوگ یا برے لوگ ہر جگہ موجود ہیں۔ مجھے یہ بتا دیں کہ کون سے موضع میں کتنا رقبہ یا کوئی point out کر دیں کہ فلاں ایریا میں فلاں رقبہ ہے تا کہ میں اس کی کوئی انکوائری کروا سکوں۔ یہ خود کہہ رہے ہیں کہ میں نام نہیں بتانا چاہتا۔ اب مجھے نام کا کیا پتا ہوگا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز منسٹر صاحب! میں نے ان کو یہ کہا ہے کہ وہ آپ سے آپ کے چیمبر میں مل لیں اور بات کر لیں۔ آپ انہیں مطمئن کریں تو ٹھیک ہے، نہیں تو This matter should be taken up tomorrow in the House. That's it

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی، جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز رکن رانا ثناء اللہ صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کو الحمرا آرٹ کونسل کا ڈرامہ مت بنائیں، facts and figures کی بات کریں۔ منسٹر صاحب نے اسمبلی میں آ کر ایک بیان دیا ہے۔ ابھی اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے، کوئی موضع نمبر، انتقال نمبر یا کسی مالک کا نام ہے تو اسمبلی میں بتائیں۔ صرف اسمبلی کے floor پر مفروضات کی بات کرنا رانا ثناء اللہ جیسے لیڈر کو زیب نہیں دیتا۔ اگر کوئی حقیقت ہے تو سامنے لائیں تا کہ اس کی انکوائری ہو سکے۔ ابھی پچھلے پندرہ منٹ میں صرف ایک ہی بات پر ہم لگے ہوئے ہیں کہ قبضہ گروپ ہے۔ اگر قبضہ گروپ ہے تو ادھر کوئی نام بھی ہوگا، انتقال، موضع نمبر ہوگا اس کی بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: I have decided this and I have sent the Member to the Minister's Chamber. کل اس پر decide ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے جو بات کی ہے' اب محترم لاء منسٹر صاحب کو اس بات پر بڑا اعتراض ہو گا لیکن انہوں نے میری بات بھی سنی ہے' اس طرف سے objection بھی سنا ہے۔ میں نے یہ بات پہلے کہی ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ انکوائری ہو کر کوئی بہتر پوزیشن آ جائے لیکن اب جب یہ اتنا ہی بضد ہیں کہ نام لیں تو وہاں پر چودھری وجاہت صاحب کا نام لیا جاتا ہے کہ وہ اس قبضہ گروپ کی سرپرستی کر رہے ہیں اور ان کی سرپرستی میں قبضہ گروپ فیصل آباد کی تمام قیمتی پراپرٹی پر قبضہ کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ایک رائے ہو سکتی ہے۔ ایک چیز decide ہو چکی ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب بھی متفق ہو چکے ہیں' وزیر مال بھی متفق ہو چکے ہیں۔ وہ آج ان سے ملیں گے اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو This issue can be raised tomorrow in the House. That has been decided.

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No this topic. Never this Something else. It has already been discussed. کل ہی اس پر discuss کریں اور آپ کو اجازت ہو گی' کل کھل کر اس پر بات کریں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میری ایک بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے کوئی بات کرنی ہے تو آپ کریں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ہم ان کے چیمبر میں چلے جائیں گے' آپ ذرا بات کو تسلی سے سن لیں۔ ہمارے شہر کا مسئلہ ہے اور اربوں روپے کی پراپرٹی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: I agree with it. میں یہ تو نہیں کہہ رہا کہ میں agree نہیں کرتا۔

راجہ ریاض احمد: میں جناب وزیر مال کو کہوں گا کہ وہ لکھیں میں ابھی بول دیتا ہوں۔ یہ چیز ریکارڈ پر آ جائے گی۔۔۔ ۲

جناب ڈپٹی سپیکر: یہی چیز آپ کل پیش کریں۔ کل ہاؤس میں یہ زیر بحث آئے گی۔

راجہ ریاض احمد: مجھے بولنے تو دیں تاکہ ہاؤس میں آجائیں۔ میں نے ایک منٹ میں بول دینی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلو فرمائیں!

راجہ ریاض احمد: چک نمبر 107 قبرستان کی جگہ ساڑھے بارہ ایکڑ، چک نمبر 124 ج ب مرضی پورہ جگہ 14 ایکڑ الائیڈ ہسپتال کے سامنے اور زرعی بنک کے ساتھ والے دو پلاٹ جو کہ دو دو کنال کے ہیں یہ تین پراپرٹیاں ہیں [********************************]

جناب ڈپٹی سپیکر: بغیر کسی انکوائری کے کسی کا نام نہیں لینا چاہئے۔ اس کو حذف کیا جاتا ہے جب تک کہ اس کی انکوائری مکمل نہیں ہوتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب معزز رکن نے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بات کی اور اس کے بعد ان کو یہ کہا گیا اور میں نے درخواست کی کہ متعلقہ منسٹر صاحب سے بات کرکے آپ ان کے نوٹس میں لائیں، کارروائی کی جائے گی لیکن یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ پچھلے بیس پچیس منٹ سے جتنی بھی کارروائی ہوئی ہے یہ کس ضابطے کے تحت ہوئی ہے؟ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر کل آصف زرداری صاحب نے پنڈی میں چار پلاٹوں پر قبضہ کر لیا تو اس کا کون جواب دے گا؟ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ جب مرضی ہو، جس کے متعلق جب چاہیں کھڑے ہو کر بات کر دیں کہ فلاں قبضہ گروپ ہے اور فلاں نے قبضہ کر لیا ہے۔ میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ آپ یہ رولنگ دیں کہ اس معاملے کو اب مزید ریونیو منسٹر take up نہیں کریں گے۔ میری ممبران سے یہ درخواست ہے کہ یہ کل تحریک التوائے کار لے کر آئیں ہم اس پر بات کریں گے اور اس کا جواب دیں گے۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کل پھر اس کو تحریک التوائے کار میں لانا چاہتے ہیں اور پھر کل ہی اس پر پوری بحث ہو جائے گی۔ اب جب یہ بات کھل گئی ہے تو پھر آپ تحریک التوائے کار ہی پیش کر دیں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی اہم مسئلے پر آپ کی توجہ دلوانا چاہتا ہوں۔ ہمارے معزز رکن اشرف سوہنا صاحب کے بڑے قریبی عزیز 18۔جنوری کو قتل ہو گئے ہیں اور 18۔جنوری سے لے کر آج تک اوکاڑہ میں ہڑتالیں ہوئی ہیں۔ سارا شہر تین دن بند رہا ہے اور اس وقت بھی اسمبلی کے باہر پانچ سو آدمی احتجاجی کیمپ لگا کر بیٹھے ہیں۔ میں راجہ بشارت صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے ان کو جا کر مل لیں۔ وہ آئے ہوئے ہیں تا کہ وہ بتا سکیں کہ اس پر کیا کارروائی ہوئی ہے اور کوئی امن و امان کا مسئلہ نہ بنے۔

جناب محمد اشرف خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

جناب محمد اشرف خان، جناب سپیکر! 18۔جنوری 2004 کو میرے عزیز اوکاڑہ سے لاہور شادی میں شرکت کے لئے آئے اور مزنگ چوک میں دن کے تین بجے تھانے کے بالکل ساتھ ڈکیتی کرتے ہوئے ان کو قتل کر دیا گیا۔ میں خود یہاں پانچ بجے پہنچا اور ان کی میت پوسٹ مارٹم کے لئے لے کر میو ہسپتال گیا اور آپ یہ بات سن کر حیران ہو جائیں گے کہ پانچ بجے سے لے کر رات دو بجے تک وہاں پر کوئی ڈاکٹر میسر ہی نہیں آیا کہ جو پوسٹ مارٹم کر سکے۔ اس کے علاوہ ہم نے مختلف جگہوں پر پولیس افسران کے پاس قاتلوں کی گرفتاری کے لئے دروازے کھٹکھٹائے مگر کسی نے ہماری بات نہ سنی۔ میں خود بھی پولیس افسران کے پاس جاتا رہا ہوں۔ تین دن سے اوکاڑہ میں جلوس نکل رہے ہیں، ہڑتال ہو رہی ہے، احتجاجی کیمپ لگ رہے ہیں مگر کسی ایک حکومتی یا ضلعی انتظامیہ کے فرد نے ان کے دکھ میں

زبانی طور پر بھی شامل ہونا مناسب نہیں سمجھا۔ سارا شہر سراپا احتجاج بنا رہا' نہ ضلع ناظم کو نہ ڈی۔سی۔او کو اور نہ ایس۔پی کو پوچھنے کی توفیق ہوئی کہ آپ لوگ کس بات پر سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ سینکڑوں لوگ سراپا احتجاج بنے ہوئے پٹیاں باندھ کر بینرز اٹھا کر آپ کی اسمبلی کے باہر آپ کو بتانے کے لئے آئے ہیں کہ ان کے ساتھ حکومتی رویہ کیا ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے تھانے والوں کو کہا کہ آپ کے تھانے میں جو ریکارڈ یافتہ آدمی ہیں ہمیں ان کا ریکارڈ دیں اور ان کی تصویریں دکھائیں۔ ان تصویروں میں سے ڈرائیور نے کہا کہ یہ آدمی ہے اس نے پہچان لیا اور سو فیصد نامزد کیا کہ یہی آدمی ہے کہ جس نے ڈکیتی کی ہے فوٹو تھانے میں موجود ہے ریکارڈ تھانے میں موجود ہے آج بیس دن ہو گئے اس آدمی کو پکڑنے کے لئے ایک دن بھی ریڈ نہیں کیا گیا۔ حکومتی بے حسی کا مظاہرہ یہ ہے کہ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور لوگ سو میل کا سفر طے کر کے اپنے اراکین اسمبلی کو بتانے آئے ہیں کہ انسانی جان کے ضیاع پر حکومت کا کیا رویہ ہے اور کیا ردعمل ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ آپ خود بھی ان سے ملاقات کریں اور پوچھیں کہ ان کے ساتھ کیا ظلم اور زیادتی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں اس بات کو دہرانا چاہوں گا کہ اس وقت میں کیا جا سکتا ہوں کہ تھانہ مز نگ میں کوئی واقعہ ہوا یا نہیں ہوا یا کیا ہوا لیکن جہاں تک معزز رکن کا تعلق ہے تو میری ان سے دلی طور پر ہمدردی ہے اور پھر ان کے عزیز کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا میں ان کے غم میں برابر کا شریک ہوں لیکن میری ان سے درخواست ہے کہ اگر یہ اسی معاملہ کو تحریک التوائے کار کے طور پر لے آتے تو ہم متعلقہ اہلکاروں سے جواب لے کر ان کی خدمت میں پیش کرتے لیکن جہاں تک جلوس کا فرما رہے ہیں تو یہ ایک وفد تشکیل دے دیں میں اور اپوزیشن کے اراکین جو بھی میرے ساتھ بیٹھنا چاہتے ہیں بیٹھ کر ہم ان کی بات سنیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کو تسلی دیں گے اور انہیں یقین دلائیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی داد رسی کی جائے گی اور ان کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔

رپورٹیں (توسیع)

مجالس قائمہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے

کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر: اب رپورٹیں پیش کی جاتی ہیں۔ جی، حاجی رانا سرفراز خان!

حاجی رانا سرفراز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"کیڑے مار ادویات کی قیمتوں اور زرعی اجناس کی مارکیٹنگ، زرعی قرضوں، ٹیوب ویلوں وغیرہ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30۔اپریل 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"کیڑے مار ادویات کی قیمتوں اور زرعی اجناس کی مارکیٹنگ، زرعی قرضوں، ٹیوب ویلوں وغیرہ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30۔اپریل 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 5,37,41,43, 52 to 57, 60 , 62 to 72, 107, 111 اور 116 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30۔اپریل 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

" تحاریک استحقاق نمبر 5,37,41,43, 52 to 57, 60 , 62 to 72, 107, 111 اور 116 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30۔اپریل 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد محسن خان لغاری، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"شادی کے متعلقہ قانون پر عملدرآمد کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30۔اپریل 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"شادی کے متعلقہ قانون پر عملدرآمد کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30۔اپریل 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سید محمد رفیع الدین بخاری، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"مسودہ قانون (ترمیم) تکنیکی و پیشہ ورانہ تربیتی اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30۔اپریل 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"مسودہ قانون(ترمیم) تکنیکی و پیشہ ورانہ تربیتی اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30۔اپریل 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"مسودہ قانون گھریلو تشدد پر پابندی' پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30۔اپریل 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"مسودہ قانون گھریلو تشدد پر پابندی' پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30۔اپریل 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک نذر فرید کھوکھر: میں تحریک نمبر 92 پیش کردہ جناب محمد قمر حیات کاٹھیا ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ) ، جناب سپیکر! میں آپ کی اور عوام کی توجہ اسلام آباد میں پونم کے اجلاس کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اجلاس کے دوران وہاں کے گیٹ بند کر دیئے گئے۔ سیاسی طور پر ان کی سوچ ' ان کا نظریہ اور فکر جو مرضی ہو وہاں پر پاکستان کے پارلیمنٹیرین بھی تھے اور بلوچ رہنما مینگل صاحب بھی تھے ' عبدالحئی بلوچ ' محمود اچکزئی صاحب تھے ' اسفند یار ولی اس کے علاوہ تینوں صوبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ آئے اور انہوں نے اپنے نقطہ نظر کے حوالے سے باتیں کیں مگر وہاں پر ان کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر درج کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان اور پاکستان کے وفاق کے خلاف ایک سازش ہے۔ اگر اس طرح معاملات چلتے رہے ' اگر اس طرح ان کو جلسہ کے لئے جگہ نہ دی جائے اور ان کے خلاف اسی طرح مقدمات درج ہوتے رہیں گے تو چھوٹے صوبے جن کو ہم اپنا بھائی کہتے ہیں' جنہوں نے وہاں یہ کہا کہ کل جب وقت آئے گا تو پنجاب پچھتائے گا اور پنجاب زیادہ روئے گا اس لئے ایسے حالات و واقعات پیدا نہیں ہونے چاہیئں تا کہ ان چھوٹے صوبوں میں اور چھوٹے بھائیوں میں بلوچستان ' سرحد اور سندھ کے احساس محرومی میں اضافہ نہ ہو اس لئے میں آج اس اسمبلی کی طرف سے اور اپنی طرف سے اسلام آباد انتظامیہ اور وفاقی حکومت کی مذمت کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے یہ ایف۔ آئی۔ آر درج کر کے چھوٹے صوبوں کو یہ غلط message convey کیا ہے جو کہ وفاق کے خلاف سازش ہے اور اس سے وفاق کمزور ہو گا۔

راجہ ریاض احمد ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی 'فرمائیں!

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اسے out of turn لیا جائے کیونکہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی' راجہ صاحب!

ضلعی حکومت فیصل آباد کی طرف سے ٹول ٹیکس کی وصولی

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ ضلعی حکومت فیصل آباد نے فیصل آباد شہر میں گاڑیوں کے داخل ہونے اور باہر جانے پر ٹول ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیا ہے جو کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے مطابق نہ ہے اور نہ ہی شہریوں سے ٹول ٹیکس وصول کرنے کے لئے صوبائی حکومت سے کسی قسم کی پیشگی اجازت یا منظوری حاصل کی گئی ہے۔ ضلعی حکومت کا فیصل آباد کے شہریوں اور دیگر شہروں سے آنے اور جانے والی گاڑیوں سے ٹول ٹیکس وصول کرنے سے وہاں کے عوام میں شدید غم و غصہ و بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! اس کے متعلق لاء منسٹر صاحب سے طے ہوا تھا کیونکہ یہ معاملہ کل بھی زیر بحث آیا تھا چونکہ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں financial irregularity کے ساتھ administrative problems بھی آئی ہیں۔ یہ ایسے ہوا تھا کہ 28۔جنوری کو ایک motion ضلعی اسمبلی میں move ہوئی تھی اور without complying the instructions of the Local Government Ordinance toll tax اور professional paid tax کے خلاف تو انہوں نے اس پر ایک ڈسٹرکٹ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بنا دی جسے دو دن میں رپورٹ دینے کے لئے کہا لیکن یہ کمیٹی پانچ دفعہ meet کر چکی ہے اور ڈسٹرکٹ ناظم نے ان کو ریکارڈ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ میری منسٹر لوکل گورنمنٹ سے یہ تجویز ہو گی کہ چونکہ یہ معاملہ بڑا سنگین ہے کیونکہ نہ پنجاب حکومت سے permission لی ہے' اس میں کرپشن اور financial irregularities involved ہیں۔ آپ اس کی ایک کمیٹی بنا دیں تاکہ وہ ہاؤس ریکارڈ بھی طلب کرے اور پھر اس کو ختم کرے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب نے جو تحریک التوائے کار ابھی پیش کی ہے تو اس

کے اوپر لاء منسٹر صاحب سے بات ہوئی تھی۔ اس میں جو کمیٹی کی تجویز رانا آفتاب صاحب نے دی ہے وہ بھی ٹھیک ہے کیونکہ وہ ریکارڈ بھی یہاں آنا چاہئے اور حکومت پنجاب کو اس معاملے کو دیکھنا چاہئے لیکن وہاں پر جو صورتحال ہے کہ شہر کے جتنے بھی بڑے روڈز ہیں ان پر ٹھیکیداروں نے بدمعاش بٹھائے ہوئے ہیں کہ وہ لوگوں سے زبردستی پیسے وصول کر رہے ہیں جبکہ اس ٹیکس کی fate ابھی طے ہونی ہے کہ اس کی پنجاب حکومت نے permission دی تھی یا نہیں؛ میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم فوری طور پر اس پر آج کوئی نہ کوئی ایکشن لیا جائے کیونکہ پرسوں ایڈوائزری کمیٹی میں بات ہوئی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ کل کا دن دے دیں تو اگلے دن پیش کریں تاکہ اس پر ہم کوئی موثر لائحہ عمل اختیار کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کمیٹی کی تجویز یا ریکارڈ منگوانے کی تجویز اپنی جگہ پر لیکن اس پر کوئی فوری طور پر ایسا ایکشن ہونا چاہئے کہ وہاں پر لاکھوں کی تعداد میں لوگ پریشان ہیں اور اس صورتحال سے دوچار ہیں انہیں بھی کوئی ریلیف مل سکے۔

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! راجہ صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے تو آج کے اخبارات میں یہ بات آئی ہوئی ہے کہ لاہور میں بھی Road Users Tax کے نام سے دوبارہ اجراء کیا جا رہا ہے اور اس سے پہلے جب یہ لاہور میں شروع کیا گیا تھا تو اس پر شہریوں کی طرف سے احتجاج بھی کیا گیا اور لوگوں کی طرف سے ردعمل بھی ظاہر ہوا تھا جس کے نتیجے میں یہ واپس لے لیا گیا تھا۔ آج پھر اخبارات میں یہ خبر آئی ہے کہ پٹرول پمپس پر اور سی۔این۔جی سٹیشن پر مختلف جگہوں پر یہ وصول کیا جائے گا۔ چونکہ فیصل آباد کا بھی یہ مسئلہ ہے اور لاہور کا بھی مسئلہ ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایک مشترکہ کمیٹی بنائی جائے اور لاہور کے حوالے سے بھی اس کو دیکھ لیں اور وزیر قانون اس بارے میں جو اپنا نقطہ نظر بیان کرنا چاہتے ہیں تو میں گزارش کروں گا کہ وہ اس میں لاہور کے حوالے سے بھی اس کو پیش نظر رکھیں۔

سید عبدالعلیم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شاہ صاحب!

سید عبدالعلیم شاہ، جناب سپیکر! یہاں پر میرے فاضل دوستوں نے جو مسئلہ پیش کیا ہے تو ایسے ہی ڈیرہ غازی خان تحصیل انتظامیہ نے بھی ڈی۔جی۔خان میں داخل ہونے والی گاڑیوں اور باہر جانے والی گاڑیوں پر 10 روپے فی وہیکل ٹیکس لگا دیا ہے تو محسوس یہ ہوتا ہے کہ اس لوکل گورنمنٹ نظام میں ہر جگہ پر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اورتحصیل گورنمنٹ اپنی اپنی اجارہ داری قائم کر کے ایک عجیب سا سماں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ اس پر گزارش یہ ہے کہ یہ چھوٹا مسئلہ نہیں ہے کہ جہاں دل کرے عوام پر ٹیکس لگا دیا جائے۔ پہلے ہی ملک میں مہنگائی اتنی زیادہ ہے کہ لوگ اس میں پسے ہوئے ہیں۔ میں وزیر بلدیات سے یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں کوئی ایک ایسی کمیٹی آپ ترتیب دیں کہ جو اس سارے معاملات کا جائزہ لے۔ یہ نہ ہو کہ ہم یہاں پر تقاریر کریں اور بات کریں اور جب وہ گراؤنڈز پر جاتی ہے تو پھر اس کو decline کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ پھر ایک نئی لڑائی شروع ہو جاتی ہے اس لئے یہ چھوٹا مسئلہ نہیں ہے۔ جیسا کہ لاہور میں ہے کہ شہر میں داخل ہونے والی گاڑیاں پٹرول پمپ پر کھڑی ہوتی ہیں تو یہ ان کو پکڑتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ insulted رویہ رکھتے ہیں کہ آپ پیسے نکالو۔ بے عزتی ہوگی' لڑائیاں ہوں گی' جگہ جگہ پر جھگڑے ہوں گے اس لئے مہربانی کر کے اس معاملے کو take up کرتے ہوئے کوئی serious action لیا جائے۔

چودھری جاوید احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد، شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی تھوڑی دیر پہلے ہمارے معزز رکن جناب عباسی صاحب نے ایک معاملے کی طرف آپ کی اور اس ہاؤس کی توجہ دلائی تھی کہ "پونم" کے حوالے سے اسلام آباد میں جو کچھ ہوا تو میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں یہ معذرت خواہانہ رویے کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ پنجاب نے قطعاً کسی صوبے کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی۔ ہم نے بڑے بھائی کا رول ادا کرتے ہوئے ہمیشہ قربانی دی ہے۔ یہ چند لوگ ہیں جو احساس

محرومی کے نام پر بلیک میل کرتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مثبت روئیے کو لے کر آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ چھوٹے صوبوں کو بھی بتانے کی ضرورت ہے۔ وہاں کی عوام پاکستان سے محبت کرنے والی ہے اور پنجاب کی عوام بھی پاکستان سے محبت کرنے والی ہے۔ میں اس حوالے سے اپنے اپوزیشن بھائیوں سے بھی گزارش کروں گا کہ ہمیں اس سوچ کو بدلنا ہے نہ کہ اس چیز کو لے کر اپنی اپنی لیڈری چمکانی ہے۔ اس سوچ کو بدلتے ہوئے آئیے ہم سب مل کر پاکستان کے لئے بات کریں نہ کہ یہ چھوٹے چھوٹے گروہ جو بنے ہوئے ہیں' جو اپنے اپنے حقوق کا نام لے کر لوگوں کو بلیک میل کرتے ہیں اور حکومتوں کو بھی بلیک میل کرتے ہیں ان کی مذمت کرنی چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، شکریہ۔ جناب سپیکر! بہاول پور میں بھی محکمہ جنگلات کے درختوں کا ایک ذخیرہ لگا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ہائی وے ہے جس پر کنٹونمنٹ بورڈ نے بالکل ناجائز طور پر ایک جگا ٹیکس کے لئے کیمپ لگایا ہوا ہے اور جو بھی گاڑی گزرتی ہے اس سے 5,7,8 روپے وصول کرتے ہیں اور انہوں نے پورا شیڈول لگا رکھا ہے اس کی کوئی منظوری نہیں ہے۔ یہ بالکل ایک جگا گیری ہے اس قسم کے معاملات کا سدباب ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! تین چار معاملات اکٹھے ہو گئے ہیں حالانکہ ہم بات ایک تحریک التوائے کار کی کر رہے تھے جس کے متعلق بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں بھی بات ہوئی تھی اور اس کے بعد بھی معزز اراکین سے میری بات ہوئی ہے اور میں نے ان کی خدمت میں صرف اتنی گزارش کی تھی کہ متعلقہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے جواب لینے دیں۔ ان کا جواب آنے کے بعد مزید کوئی کارروائی کریں گے اسی لئے میں نے request کی تھی کہ آج کے لئے اس کو pend کر لیا جائے۔ اس میں صورتحال یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے ہمیں ایک تو جو انہوں نے permits on various trade and professional کا ٹیکس لگایا ہے اس کی رپورٹ بھی آ گئی ہے اور دوسرا انہوں

نے جو ٹول ٹیکس لگایا ہے اس کی بھی مکمل رپورٹ ہمیں آ گئی ہے۔ میں نے معزز اراکین کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ کافی حد تک ان کا موقف درست ہے اور کچھ حد تک متعلقہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا موقف بھی درست ہے لیکن ان سارے معاملات کی چھان بین کے لئے میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر کوئی کمیٹی بنا دی جائے تو ہم ویسے بھی اپنے طور پر اس کو take up کرنا چاہ رہے ہیں لیکن اگر اس میں معزز اراکین بھی شامل ہو جائیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ہم اس معاملے کی اچھی طرح study کر کے جو بھی سفارشات ہوں گی ان کو مرتب کریں گے ۔ آپ کی خدمت میں بھی پیش کریں گے اور جناب وزیراعلیٰ کی خدمت میں بھی پیش کریں گے اور جہاں کہیں رولز اینڈ ریگولیشنز سے ہٹ کر یا عوام کے لئے بلا وجہ مسائل پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ختم کروایا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! گزارش ہے کہ یہ جو ساری بحث ایوان میں ہوئی ہے اس کے متعلقہ تمام باتیں ایک دن پہلے وزیر قانون سے ہوئی تھیں اور اس وقت آپ بھی وہاں پر موجود تھے۔ یہ تمام باتیں وزیر قانون کے گوش گزار کر دی تھیں۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ آپ کل کا دن دے دیں میں تمام معلومات حاصل کر لوں۔ اب آپ بتائیں کہ جو فیصل آباد ڈسٹرکٹ حکومت نے ٹول ٹیکس لگایا ہے اس کی اجازت کیا پنجاب حکومت نے دی ہے؟ اگر یہ اجازت نہیں دی تو کم از کم اس کو وقتی طور پر ختم کر کے لوگوں کو ریلیف دیں۔ یہ معاملہ تو کمیٹی میں مہینوں چلے گا لیکن یہ مسئلہ فیصل آباد میں لوگوں کو ہر وقت رہے گا۔ ٹھیک ہے کہ یہ کمیٹی بنائیں اور اس میں فیصل آباد شہر سے جتنے بھی ممبران ہیں ان سب کو اس میں شامل کیا جائے لیکن یہ بتایا جائے کہ ٹول ٹیکس کے نام پر جو لوٹ مار فیصل آباد میں ہو رہی ہے کیا اس میں پنجاب حکومت کی permission ہے؟ اگر ہے تو پھر بتایا جائے کہ اس بارے ان کا کیا خیال ہے اور اگر یہ permission نہیں ہے تو کم از کم یہ ریلیف فیصل آباد کے 22 لاکھ لوگوں کو دینا چاہئے۔ انہیں اس بارے آج اعلان کرنا چاہئے' یہ پرسوں کی بات ہے' انہوں نے اتنا تو پتا کر لیا ہو گا کہ اس بارے میں permission ہوئی یا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر اس سلسلے میں کمیٹی تو بنا دی جائے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ہمارا موقف کافی حد تک درست ہے۔ جیسا کہ رانا صاحب نے تجویز دی ہے کہ اس میں حکومت پنجاب کی اجازت تھی یا نہیں تھی کیونکہ فیصل آباد میں ہر روز لڑائی ہو رہی ہے اور پرچے ہو رہے ہیں۔ براہ مہربانی اس آرڈر کو وقتی طور پر ختم کر دیں پھر یہ کمیٹی ان تمام حالات کو دیکھے۔

(اذان ظہر)

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! آج ہم نے اذان سنی ہے تو کیا اذان بھی اس ہاؤس اور حکومت کے تابع ہے کیونکہ کل بھی ظہر کا وقت ہوا تھا لیکن اذان نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کل ساؤنڈ سسٹم خراب تھا جس کی وجہ سے آواز نہیں آسکی۔ آج سسٹم ٹھیک ہے تو آواز آئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی کہ کافی حد تک ممبران کا موقف درست ہے۔ میں اپنی بات کو پھر دہراتا ہوں کہ جو ہمارے پاس رپورٹ آئی ہے اس کے مطابق

The proposal for imposition of toll tax was submitted to the Secretary Local Government and Rural Development Department, Lahore, for approval. The Secretary, Government of the Punjab, Local Government and Rural Development Department, Lahore, vide his letter dated 25 January 2003, approved the imposition of toll tax and further directed to delete the

imposition of toll tax on rickshaws

جناب سپیکر! میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت لوکل گورنمنٹ کو یہ proposal بھیجی گئی تھی۔ لوکل گورنمنٹ نے vet کرنے کے بعد انہیں واپس کی اور ساتھ ہی یہ ہدایات جاری کیں کہ رکشہ کو اس میں سے delete کر دیا جائے۔ لہذا لوکل گورنمنٹ کی approval اس میں موجود تھی۔ ہم نے جو اس وقت مناسب سمجھا تھا وہ delete کر دیا گیا تھا۔ اب معزز اراکین سے بات کرنے کے بعد اگر اس ہاؤس کی کمیٹی کچھ مزید سفارشات مرتب کرے گی تو ان کی روشنی کے بعد انہیں مزید کچھ deletion کے لئے لکھنا ہو گا تو ہم لکھ دیں گے۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کمیٹی بنا کر اور تمام معاملے کو examine کرنے کی اس لئے ضرورت ہے کیونکہ یہاں لکھا گیا ہے کہ:

> However, the Session Court Faislabad after hearing the appeal and examination of record has vacated the stay order on 31-1-2004 granted by the Civil Court, Faisalabad, and as such Session Court has declared the levy of toll tax by City Government as legal and justified

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا آسان معاملہ نہیں ہے کہ ہم یکدم سے اس کے اوپر فیصلہ کر لیں۔ آپ کمیٹی بنائیں اور کمیٹی تمام معاملات کو اچھی طرح چیک کرے، چیک کرنے کے بعد ہم اپنی سفارشات مرتب کریں اور کمیٹی جو deletion کو recommend کرے گی انشاء اللہ تعالیٰ حکومت وزیراعلیٰ صاحب سے احکامات لے کر اس کو delete کروا دے گی۔ شکریہ

MR DEPUTY SPEAKER: The committee is formed under the chairmanship of Minister for Local Bodies and members will be appointed later on

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو اس شہر کے ہیں ان کو ممبر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کے شہر میں سے بھی لے رہا ہوں۔ آپ دو ممبروں کا نام دے دیں۔ میں اس کا اعلان کر دیتا ہوں۔ اس میں maximum بارہ ممبرز ہوں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! فیصل آباد کے ہمارے دو وزراء بھی ہوں گے۔

وزیر زراعت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر زراعت!

وزیر زراعت، جناب سپیکر! یہ بات بہت اچھی ہے لیکن یہ معاملہ صرف فیصل آباد میں نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب میں ہے۔ اگر آپ wide committee بنا دیں تو یہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ہاں' آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔ اس کمیٹی میں تمام اضلاع کے مسئلے کو حل کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جہاں تک کمیٹی کا معاملہ ہے ٹھیک ہے وہ آپ وزیر قانون کی زیر صدارت بنا دیں لیکن جو رپورٹ وزیر قانون کو دی گئی ہے وہ misleading ہے۔ سیشن کورٹ نے اس ٹول ٹیکس کی levy کو کہیں justify نہیں کیا۔ سول کورٹ سے اس ٹول ٹیکس کے متعلق stay ہو گیا تھا اور وہ confirm ہو گیا تھا۔ اس stay application کے اوپر وہ سیشن کورٹ میں گئے اور سیشن کورٹ سے سول کورٹ کا وہ stay ختم کروایا اس لئے سیشن کورٹ میں تو یہ معاملہ pending ہی نہیں تھا کہ آیا وہ ٹول ٹیکس justified ہے' legal ہے یا نہیں اور نہ ہی سیشن کورٹ اس بات کا فورم ہے۔ آپ دیکھیں کہ اس ٹول ٹیکس کا ٹوٹل ٹھیکہ 2 کروڑ اور something میں دیا گیا ہے۔ اب صرف ایک سڑک جسے سرگودھا روڈ کہتے ہیں کا حساب لے لیں تو وہاں کی ایک دن کی collection تقریباً 4 لاکھ 65 ہزار روپے بنتی ہے۔ اس حساب سے یہ تقریباً ایک مہینے میں کم از کم وہاں سے تین چار کروڑ روپے ٹھیکہ دینے والوں اور اس کا تحفظ کرنے والوں کی جیب میں جائے گا اور حکومت کی جیب میں پورے سال میں صرف دو کروڑ اور something جائیں گے۔ یہ لوگ بھی یہی چاہتے ہیں کہ اس معاملے کو linger on کر دیا جائے۔ کمیٹی بن گئی ہے' وہاں پر stay order چل رہا ہے۔ اس طرح سے چلتے چلاتے وہ اس معاملے کو 30 جون تک لے جائیں گے کیونکہ انھیں یہ contract 30 جون تک

دیا گیا ہے۔ وہاں پر روزانہ کی بنیاد پر collection ہو رہی ہے اور daily basis پر وہاں پر ان لوگوں کو حصہ جا رہا ہے جو اس ٹھیکے کا تحفظ کر رہے ہیں۔ انھوں نے کچھ سڑکوں سے متعلق کہا ہے کہ ان کو delete کر دیں۔ جن سڑکوں کے اوپر انھوں نے یہ ٹول ٹیکس لگایا ہے اگر وہ deletion list میں شامل ہیں تو ان کے اوپر فوری طور پر عمل ہونا چاہئے۔ پنجاب حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس ٹول ٹیکس کو فوری طور پر روک سکتی ہے۔ وہاں پر جو ڈسٹرکٹ کونسل نے متفقہ طور پر قرار داد پاس کی ہے کہ یہ ٹول ٹیکس ختم کیا جائے۔ اس کے اوپر وہاں پر ہڑتالی کیمپ بھی لگے ہیں۔ ضلعی ناظم نے وہاں پر یہ وعدہ کیا کہ میں within two days اس ٹول ٹیکس کو واپس لے لوں گا لیکن وہ ابھی تک اس معاملے کو اسی طریقے سے linger on کرتے جا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ کمیٹی بن گئی ہے جو صرف فیصل آباد نہیں بلکہ پورے پنجاب کو محیط کرے گی۔ یہ معاملہ کافی وقت لے گا اس لئے میری وزیر قانون و لوکل باڈیز سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس مسئلے پر فوری relief کے لئے بھی کوئی وعدہ فرمائیں جیسا کہ انھوں نے پرسوں وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک دو روز میں اس حوالے سے فیصل آباد کے لوگوں کو relief دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ! میں نے تو ایک مسئلے کا حل بتایا تھا، رانا صاحب بلا وجہ اس کو confuse کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ایک منتخب ادارہ ہے۔ انھوں نے اپنے ہاؤس میں اجلاس کر کے taxation proposal دیں، حکومت سے اس کی منظوری لی۔ اب ہم یکطرفہ طور پر بیٹھ کر اس ساری proposal کو ختم تو نہیں کر سکتے۔ ہمیں ایک طریق کار کے تحت چلتے ہوئے اس کو ختم کرنے کے لئے کوئی حکمت عملی اختیار کرنا پڑے گی۔ اب میں نے گزارش یہ کی تھی کہ ہم سارے بھائی آپس میں مل بیٹھ کر اس مسئلے کے حل کے لئے تجاویز دیں، پھر ان کی وزیر اعلیٰ صاحب سے منظوری لیں اور اس کے بعد متعلقہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ہدایات جاری کر دیں لیکن اگر ہم یہ چاہیں کہ یہاں پر بیٹھ کر بیک جنبشِ قلم فیصلہ کر لیں کہ فلاں فلاں ٹیکس delete ہو گئے، فلاں ختم ہو گئے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اس طرح تو ہمارا کوئی بھی مقامی ادارہ independently کام نہیں کر سکے گا۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اگر کہیں پر کوئی غلط کام ہو رہا ہے تو اس کو روکیں لیکن اس کو ثابت کرنے کے لئے کم از کم ہمیں پہلے بیٹھ کر کوئی مثبت تجاویز تو

سامنے لائی چاہئیں اس لئے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ آپ نے کمیٹی بنا دی ہے، کمیٹی meet کرے گی تو یہ وہاں پر ان ساری irregularities کو point out کریں جو انھوں نے اب تک کی ہیں۔ ہم ان سے بھی جواب لیں گے پھر اس کے بعد ہم اپنی کوئی حتمی تجاویز formulate کر لیں گے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم یہاں بیٹھ کر کہیں کہ جی فلاں ٹیکس معطل کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح off the record اس قسم کا فیصلہ کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میں محترم وزیر قانون کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ آپ within two days اس کمیٹی کی میٹنگ ensure کروا دیں۔ ٹھیک ہے ہم وہاں پر بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس وقت ایک بج کر پندرہ منٹ ہو چکے ہیں، تین چار بجے تک یہ اجلاس چلے گا۔ کل پھر صبح اجلاس ہے۔ میں کس وقت ان کے ساتھ بیٹھوں گا؟ کمیٹی بن گئی ہے۔ آپ پرسوں اس کی میٹنگ رکھ لیں۔ میں بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔ میں ensure کرتا ہوں پرسوں اس کی میٹنگ کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب نے ensure کروا دیا ہے کہ وہ پرسوں اس کی میٹنگ رکھ لیں گے۔ حکومتی بنچز اور اپوزیشن کی طرف سے اپنے اپنے ممبران کے نام مجھے بھجوا دیں تاکہ میں announce کر سکوں۔

جناب طاہر اقبال چودھری : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : طاہر اقبال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری : جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق ہے جو کہ میں نے کل صبح کروائی تھی۔ یہ A.S.P وہاڑی کے رویے کے خلاف ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ میری اس تحریک استحقاق کو out of turn take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : طاہر اقبال صاحب! اب تو ہم تحاریک التوائے کار پر پہنچ چکے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! اسی معاملے سے connected ایک دوسری تحریک التوائے کار ہے۔ اس بابت میری محترم ساہی صاحب سے بات ہوئی تھی کہ اس تحریک کو بھی اسی کے ساتھ پیش کرنے

کی اجازت دی جائے۔ ابھی لوکل گورنمنٹ taxation سے متعلق جس تحریک پر بات ہوئی ہے یہ تحریک بھی اس سے connected ہے لہذا اسے بھی اس کمیٹی کو refer کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر قانون صاحب ! آپ کیا فرماتے ہیں؟ کیا آپ کو اس بات کچھ معلومات ہیں؟ کیا رانا صاحب اور سپیکر صاحب کے درمیان ایسی کوئی بات طے ہوئی تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! مجھے کچھ علم نہیں اور نہ ہی مجھے یہ معلوم ہے کہ رانا صاحب کون سی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! یہ بالکل اس پہلی تحریک سے connected ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ شاید کل سپیکر صاحب اور آپ سے اس حوالے سے گفتگو ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میرے ساتھ جس تحریک کے حوالے سے decision ہوا تھا اس پر آپ نے decision لے لیا ہے۔ آپ نے اس بابت حکم دے دیا ہے' انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تعمیل ہو گی۔ اب اگر آپ ساری تحاریک التوائے کار out of turn لیں گے تو پھر ہمارے لئے جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ جب تک پہلے جواب نہ آیا ہو اس کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔ اب مجھے کچھ علم نہیں ہے کہ رانا صاحب کیا پیش کرنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! اس تحریک کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اسی معاملے سے متعلق ہے جو پہلے discuss ہوا ہے اور یہ اسی کمیٹی کے سپرد ہونا ہے۔ میں اس کی کاپی وزیر قانون صاحب کو دے دیتا ہوں' وہ اسے پڑھ لیں پھر اگر وہ سمجھیں کہ مختلف ہے تو بے شک انکار کر دیں اور اگر سمجھیں کہ اس سے connected ہے تو پھر آپ اسے بھی اس کمیٹی کو refer فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔ آپ اس تحریک کی کاپی وزیر قانون کو دکھا دیں۔

(اس مرحلے پر تحریک کی کاپی وزیر قانون کو دی گئی)

سید عبدالعلیم شاہ : جناب سپیکر ' یہ ساری خواتین ہاؤس سے باہر جا رہی ہیں' کیا یہ نماز پڑھنے کے لئے جا رہی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نماز پڑھنا کوئی حرج والی بات تو نہیں ہے جس نے نماز پڑھنی ہے وہ ضرور پڑھے۔

سید عبدالعلیم شاہ: آپ نماز کے لئے دس یا پندرہ منٹ کا وقفہ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عصر کی نماز ڈیڑھ بجے ہوتی ہے۔ اس وقت وقفہ کر لیں گے۔

ٹول ٹیکس پر غور کرنے کے لئے کمیٹی کی تشکیل

جناب ڈپٹی سپیکر: عبدالعلیم شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں پہلے کمیٹی کے ممبرز announce کر دوں پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔ وزیر قانون و بلدیات راجہ بشارت صاحب اس کمیٹی کے چیئرمین ہوں گے اور اس کے ممبر یہ صاحبان ہوں گے۔

1۔ رانا آفتاب احمد خان
2۔ راجہ ریاض احمد
3۔ رانا ثناء اللہ خان
4۔ شیخ اعجاز احمد
5۔ جناب جہانزیب امتیاز گل
6۔ چودھری اصغر علی گجر
7۔ ڈاکٹر اسد معظم
8۔ جناب محمد نواز ملک
9۔ سید عبدالعلیم شاہ
10۔ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، وزیر ایکسائز و محصولات
11۔ چودھری ظہیر الدین خان، وزیر مواصلات و تعمیرات

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! لاہور میں سے بھی کسی رکن کو اس کمیٹی میں شامل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی طرف سے جو متفقہ طور پر list بھجوائی گئی ہے میں نے وہی announce کی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان : جناب والا ! لاہور سے کوئی ممبر ضرور شامل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : چلیں سید احسان اللہ وقاص صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیں۔

سید ناظم حسین شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! یہ آپ کا prerogative ہے۔ آپ نے یہ نام nominate کر کے announce کرنے ہیں۔ یہ ہاؤس کی کمیٹی ہو گی اس لئے یہ آپ کا اختیار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے ہی announce کئے ہیں لیکن حکومتی بنچز اور اپوزیشن کے ساتھ مشورہ کے بعد announce کئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! میرا نام بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کمیٹی میں 12 ممبرز ہونے تھے اور میں نے 12 ممبران کے نام announce کر دیئے ہیں۔ آپ کی طرف سے سید احسان اللہ وقاص صاحب شامل ہیں۔ It has been announced now

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میرے نام کی بجائے ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا نام شامل کر لیا جائے کیونکہ یہ معاملہ ان سے متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، چودھری اصغر علی گجر صاحب کی جگہ پر ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا نام شامل کر لیا جائے۔

جناب طاہر اقبال چودھری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی،فرمائیے۔

جناب طاہر اقبال چودھری، جناب سپیکر! میں نے اے۔ایس۔پی وہاڑی کے رویے کے خلاف کل تحریک استحقاق جمع کروائی تھی۔ میری گزارش ہے کہ اس پر out of turn بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی تحریک آئی تھی لیکن آپ غیر حاضر تھے اور سپیکر صاحب اسے already dispose of کر چکے ہیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری، جناب سپیکر! میں بالکل حاضر تھا۔ در اصل میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ [*******************]

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کسی آفیسر کے بارے میں یہ لفظ استعمال نہیں کر سکتے۔ آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں لیکن کسی کو اس طرح [*******] کہنا مناسب نہیں ہے۔

This is unparliamentary and this should not be recorded here.

جناب طاہر اقبال چودھری، جناب والا! وہ جب سے وہاڑی میں تعینات ہوا ہے وہاڑی کے اندر دن دیہاڑے ڈکیتیاں ہو رہی ہیں----

جناب ڈپٹی سپیکر، پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! جب ان کی تحریک استحقاق take up ہوئی یہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقفہ چل رہا ہے۔ یہاں افسران کے متعلق ایسی باتیں کرنا مناسب نہیں ہے۔ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے ان کو روک دیا ہے اور میں نے کہہ دیا ہے کہ

> This is unparliamentary and is not allowed and there should be no derogatory remarks about any body.

ابھی آپ بیٹھ جائیں اور اپنے معاملے کو دوبارہ put up کریں تو Your case would be taken up again. ابھی آپ بیٹھ جائیے۔ آپ کا کیس دوبارہ take up کیا جائے گا۔

جناب طاہر اقبال چودھری، جناب والا! میں بتانا چاہتا ہوں کہ وہاڑی میں دن دیہاڑے ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی تحریک استحقاق دوبارہ پیش کریں آپ کی بات سن لی جائے گی۔

It will be taken up later on. In the meantime 1017, Mehr Khalid Mahmood Sargana.

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آٹے کے بحران کے متعلق میری تحریک التوائے کار تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب مسٹر خالد محمود سرگانہ کی تحریک التوائے کار ہے۔ اس وقت آٹے پر بات نہیں ہو رہی۔ According to rules, I can't take up any Adjournment Motion out of turn جب آپ کی باری آئے گی تو میں آپ کو موقع دوں گا۔ پلیز! کسی اور کو بھی بات کرنے دیں۔

جناب فیصل حیات جبوآنہ: جناب سپیکر! سرگانہ صاحب تشریف نہیں رکھتے اگر مجھے اجازت دے دی جائے تو میں ان کی تحریک التوائے کار پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پھر pending کرانا چاہتے ہیں؟

جناب فیصل حیات جبوآنہ: جناب والا! میں سرگانہ صاحب کی بات کر رہا ہوں کہ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سرگانہ صاحب ابھی یہاں نہیں ہیں؟

جناب فیصل حیات جبوآنہ: نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر وہ نہیں ہیں تو It will be disposed of. No 2. Again Mr Khalid Mahmood Sargana, if he is not present, it will be disposed of. جی، جناب سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں اسی کے متعلق بات کر رہا تھا کہ کل پہلی تحریک التوائے کار میری تھی لیکن اسے pend کیا گیا چونکہ وسیم صاحب کی تحریک بھی آٹے کے حوالے سے identical تھی۔ مجھے نہیں علم کہ آج کس ترتیب سے تحاریک التوائے کار شروع کی گئی ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس اجلاس کی پہلی تحریک التوائے کار میری تھی جو آٹے کے بحران کے متعلق ہے لیکن اسے take up نہیں کیا گیا۔ کل کہا گیا کہ اسے pend کیا جاتا ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا نمبر 23 ہے اور ابھی تو وزیر صاحب بھی تشریف فرما ہیں اس لئے اسے take up کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ اس لئے pend ہوئی تھی کہ یہ تین تحاریک التوائے کار identical ہیں۔ کل بھی یہ سارے نہیں تھے۔ میں نے تو کہا تھا کہ اگر آپ پیش کرنا چاہتے ہیں تو کریں اور میں جواب دیتا ہوں۔ میں تو اس کے لئے کل بھی تیار تھا اور آج بھی تیار ہوں۔ یہ تو اب ان کا کام ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تو کوئی rule نہیں۔ میری تحریک ہے اس لئے مجھے اجازت دی جائے۔ کوئی اور ممبر ہے یا نہیں لیکن میں تو موجود ہوں۔ مجھے اجازت دی جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Do you want to take up it?

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں اسے لینا چاہتا ہوں۔ میری تحریک التوائے کار کا نمبر 23 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے آپ اسے take up کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! نماز کا وقفہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آخری تحریک ہے اس کے بعد نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔ پورے ڈیڑھ بجے 20 منٹ کے لئے نماز کا وقفہ ہو گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 36 بھی آٹے کے بحران کے متعلق ہے اور یہ اکٹھی pend ہوئی تھیں اس لئے گزارش ہے کہ سمیع اللہ خان صاحب کے بعد مجھے تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر خوراک صاحب تو سب کا اکٹھا جواب دینا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی ہاں انہوں نے فرمایا ہے کہ اکٹھا ہی جواب دیں گے۔

آٹے کی قیمت میں بے جا اضافہ

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "پاکستان" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ آٹے کی قیمتوں میں اضافہ اور مبینہ قلت کی وجہ محکمہ خوراک کی ناقص پالیسی ہے جس کے تحت یکم جنوری 2004 سے 13۔جنوری 2004 تک تیرہ دنوں میں سرکاری گندم کے اجراء میں 55 ہزار بوری روزانہ کی کمی کر دی گئی ہے۔ اس خبر سے پنجاب کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر خوراک، جناب والا! ڈاکٹر وسیم صاحب بھی اپنی تحریک پیش کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب! آپ بھی اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

پنجاب میں آٹے کی قلت

ڈاکٹر سید وسیم اختر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت" مورخہ 22۔دسمبر 2003 کی خبر کے مطابق فلور ملوں نے آٹے کو سونے کا بزنس بنالیا' 20 کلو آٹے کا تھیلہ 35 روپے تک مہنگا' فلور ملوں اور سٹاکسٹوں کے لئے موجودہ سال گولڈن ایئر ثابت ہوا۔ سٹیٹ بنک سے سستا قرضہ لے کر سستے داموں 12 لاکھ ٹن گندم سٹاک کر لی۔ اوپن مارکیٹ میں گندم مہنگی ہونے پر آٹے کے نرخ بڑھا کر کروڑوں کما لئے۔ دوسرے صوبوں کے ڈیلروں سے مہنگے سودے کر کے پنجاب میں آٹے کی قلت پیدا کر دی۔ ملوں کو حکومت کی طرف سے 20 کلو کا تھیلہ 210 روپے فروخت کرنے کا حکم ہے مگر وہ اس قیمت سے زائد وصول کر رہے ہیں جس کی وجہ سے عوام سخت پریشان ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اگلی صورتحال یہ ہے کہ اس وقت 240 روپے میں بھی مارکیٹ میں 20 کلو کا تھیلہ availableنہیں ہے اور اگر ملتا بھی ہے تو وہ اس سے کم قیمت پر دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ غریب عوام کہاں جائیں؟ وزیر خوراک صاحب اس بارے میں پوری وضاحت فرما دیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! مجھے اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے۔

وزیر خوراک: جناب والا! یہ خبر درست نہیں ہے کہ حکومت پنجاب اپنے گوداموں سے 15 ہزار ٹن روزانہ کی بنیاد پر فلور ملوں کو جو کوٹہ جاری کر رہی ہے وہ گھٹا دیا ہے۔ میرے فاضل دوستوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ خبر درست نہیں ہے۔ محکمہ کی طرف سے 20 کلوگرام آٹے کے تھیلے کے ex-mill ریٹ 203 روپے مقرر کئے ہوئے ہیں اور انھیں retail price میں 210 روپے میں دینے کی پوری اجازت ہے۔ تمام اضلاع کے ڈی۔ سی۔ اوز کو یہ ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ آٹے کی قیمت کو اسی رینج میں رکھا جائے۔ اگر کہیں پر کوئی بڑھاتا ہے تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ میں اس بارے میں ایکشن کی رپورٹ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اس مد میں راولپنڈی میں 22 پرچے، گوجرانوالہ میں 7، گجرات میں ... لاہور میں 45، شیخوپورہ 1، اٹک 1 اور جہلم میں 3 پرچے درج کئے گئے ہیں۔ پورے پنجاب میں جو مقررہ ریٹ سے زیادہ چارج کرتے ہیں ان کے خلاف محکمہ کارروائی کرتا رہتا ہے اور ڈی۔ سی۔ اوز اس چیز کو مانیٹر کر رہے ہیں۔

جناب والا! میرے فاضل دوست نے کہا کہ صوبہ سرحد کو آٹا سمگل کیا جاتا ہے۔ یہ سمگل والی بات ذرا مناسب نہیں ہے۔ یہ اوپن پالیسی ہے۔ اگر اوپن پالیسی نہ رکھی جاتی تو شاید اس سال کسان بھائیوں کو جو گندم کا ریٹ ملا ہے وہ نہ ملتا۔ چونکہ یہاں اوپن مارکیٹ تھی جس میں صوبہ سرحد نے بھی خریدی اور دوسرے صوبوں نے بھی خریدی۔ آٹے پر بھی کوئی پابندی نہیں ہے پورے پاکستان میں آٹا جاتا ہے اور یہ constitutional requirement بھی ہے کہ آٹا بند نہ کیا جائے۔ اگر آپ اضلاع بندی یا صوبہ بندی کر دیں تو پھر اس پر وفاقی حکومت کو بڑا اعتراض آتا ہے کہ آپ constitutional requirement کے مطابق اسے بند نہیں کر سکتے اس لئے ہم آٹے کو ضلع وار یا صوبہ وار بند نہیں کر

سکتے۔ اڑھائی ہزار ٹن کے حساب سے گندم اور آٹے کی سپلائی صوبوں کو بھی جا رہی ہے۔ اس وجہ سے بھی کچھ مشکلات ہیں لیکن ہم اس کو بند اس لئے نہیں کرتے کہ پھر وفاقی حکومت اور باقی صوبے اس پر شور مچاتے ہیں۔ اگر باقی صوبوں اور پنجاب میں آٹے کے ریٹ دیکھے جائیں تو فی تھیلہ 20 روپے کا فرق ہے۔ کسی کو بھی منافع کا margin 20 روپے بُرا نہیں لگتا اور اس کے لئے ہر آدمی اپنی اپنی دوڑ لگاتا ہے لیکن اس کے باوجود حکومت پنجاب سستے آٹے کی شکل میں اور ملوں کو پورا کنٹرول کر کے 20 کلو کے تھیلے کے آٹا کو 210 روپے تک رکھنے کے لئے اپنی پوری کوششیں بروئے کار لا رہی ہے۔ ہر ضلع کے اندر ڈی۔سی۔او بڑی سختی کر رہے ہیں کہ ریٹ اس سے اوپر نہ جائیں۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب کی کاوشوں میں کوئی کمی نہیں ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب کو کہیں کوئی شکایت ہے تو میں یہاں سے بھی اور خود وہاں جا کر بھی نوٹس لینے کے لئے تیار ہوں۔ یہ ہماری ضرورت ہے اور یہ ہماری بنیادی ڈیوٹی بھی ہے کہ ہماری عوام کو صحیح قیمت پر آٹا ملے۔ حکومت یعنی محکمہ خوراک اسی لئے subsidize گندم سپلائی کرتا ہے کہ آٹے کی قیمت رینج میں رہے۔ اس میں ہم کوئی کوتاہی نہیں کر رہے ہیں اور نہ ہی اس قسم کی کوتاہی ہم برداشت کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہمارا کوتاہی برداشت کرنے کا ارادہ ہے۔ اس سلسلے میں حکومت پوری طرح باخبر ہے لیکن میں اپنے دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو ہمیں وقتاً فوقتاً حالات سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ اس سے کام کرنے میں بہتری آتی ہے۔ میں ان کا مشکور ہوں اور میری ان سے یہ استدعا ہے کہ وہ اسے press نہ کریں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! میرے خیال میں ہاؤس میں ایک ایسا issue آیا ہے، اس سے پہلے بھی جتنے issue یہاں پر take up ہوتے ہیں یقینی بات ہے ان کی ایک اپنی اہمیت ہے لیکن یہ آٹے کا ایک ایسا issue آیا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت ہاؤس میں ہم جتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان کا شاید economically یہ مسئلہ نہ ہو کہ آٹا کتنے روپے کلو ہے لیکن اس پنجاب کے کروڑوں شہری ایسے ہیں، عوام ایسے ہیں کہ جن کو روزانہ دو کلو، پانچ کلو، دس کلو آٹا خریدنا پڑتا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا سنجیدہ issue ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں وقت مقرر کر کے بحث کی جائے کیونکہ پچھلے دو ماہ سے پنجاب کی فلور ملوں کو روزانہ 15 لاکھ روپے کی subsidy دی جا رہی ہے۔ اس subsidy کو اگر آپ تیس دن سے ضرب دیں گے تو یہ کروڑوں کی subsidy ہے

جو فلور مل مالکان کو حکومت پنجاب دے رہی ہے لیکن آگے کیا ہو رہا ہے؛ اس پر ذرا غور فرمائیں کہ جو سرکاری ایکس مل ریٹ ہے وہ تقریباً 206 روپے ہے۔ اس کی بجائے مل مالکان جو ڈیلر کو آٹا دے رہے ہیں وہ تقریباً 215 روپے میں دے رہے ہیں۔ اس کے بعد جب یہ آٹا ڈیلر سے نکل کر پرچون فروش کے پاس آتا ہے تو آج کل کی میں بات کر رہا ہوں کہ وہ 225 روپے سے لے کر 230 روپے کے درمیان پرچون فروش کے پاس پہنچ رہا ہے۔

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! میری بات مکمل ہونے دیں۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں اپنے فاضل بھائی کو interrupt نہیں کرنا چاہتا۔ جو مل 215 روپے ایکس مل ریٹ وصول کر رہی ہے اس کا لاہور میں براہ کرم آپ نام لیں کہ وہ کون سی مل ہے؛ کل ہی ہم اس پر action لے لیں گے۔ یہ بتائیں کون سی مل ہے؟

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میں اس کی نشاندہی کروں گا اور جو عام شہری ہے' جو آٹا پرچون فروش سے خریدنے جاتا ہے وہ اس وقت 235 سے 250 روپے تھیلے کی شکل میں اور اگر میں کہوں کہ اب لاہور میں پرچون فروش تھیلا خریدتا ہے اور اس کو کھلا آٹا کر دیتا ہے اور تیرہ سے چودہ روپے کلو کھلے آٹے کی شکل میں بیچ رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بیس کلو تھیلے کی قیمت جو ہے تقریباً 280 روپے ہو جاتی ہے۔ اب یہ سارا محکمہ خوراک اور فلور مل مالکان کا جو گٹھ جوڑ ہے اس کی وجہ سے جو عام دو اڑھائی ہزار روپیہ ماہانہ لینے والا شہری ہے اس کو تیس روپے سے لے کر ستر روپے بیس کلو آٹے کے اوپر ناجائز منافع اور محکمہ خوراک اور فلور مل مالکان کی لوٹ مار جو ہے اس کا خمیازہ اڑھائی تین ہزار روپے ماہوار لینے والا شہری بھگت رہا ہے۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ جو ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ غربت کی وجہ سے ایک ماں بچوں کو تین وقت کی روٹی نہیں دے سکتی اور جب وہ اس قابل نہیں ہوتی تو خودکشی کر لیتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں یہ ایک انتہائی سنگین مسئلہ آیا ہے اس پر اگر کچھ اعداد و شمار کا فرق ہے تو اس پر بحث کی اجازت دی جائے اور اس کے لئے الگ وقت رکھا جائے۔ چونکہ پنجاب کے شہری اس وقت آٹے کی جو ناجائز منافع خوری ہو رہی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نماز کا ٹائم ہو چکا ہے اس لئے میں وقفہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ ان کو اس کمیٹی میں نامزد کر دیا جائے تاکہ یہ آپ کو اس بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ دے سکیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر اعدادوشمار میں کوئی فرق ہے تو وہ دور ہو سکتے ہیں۔ ہم نے اخبارات میں یہ پڑھا تھا کہ سب اچھا کی رپورٹ کس طرح دی جاتی ہے لیکن آج وزیر موصوف جو بڑے سینئر ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جو حکومت کو سب اچھا کی رپورٹ دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ہم آپ کو اس کمیٹی میں نامزد کر رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! میرے ساتھ چلیں لاہور کے کسی محلے میں چلتے ہیں۔ یہ جس ریٹ کی نشاندہی کر رہے ہیں میرے ساتھ ابھی ہاؤس سے نکلیں اور لاہور کی کسی آبادی میں جاتے ہیں' کسی پرچون کی دکان پر میں اور آپ جاتے ہیں' جو ریٹ آپ کہہ رہے ہیں اس ریٹ پر مجھے آٹا خرید دیں۔

وزیر خوراک، جناب والا! میں نے تو کھلے دل سے یہ offer دی ہے کہ جو مل 215 روپے ایکس مل ریٹ وصول کر رہی ہے۔ یہ کل ہی مجھے بتائیں اگر ہم نے اس مل کے خلاف ایکشن نہ لیا تو میں پورے ہاؤس کے سامنے جوابدہ ہوں گا۔

دوسرا میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب حکومت نے جس طرح کے ایکشن اس معاملے میں کئے ہیں' اخبارات میں آپ نے پڑھا ہو گا کہ تین فلور مل مالکان کے خلاف ہم نے فیصل آباد میں ایکشن لیا ہے اور تینوں کو بند کر دیا تھا۔ مل ایسوسی ایشن نے ہڑتال کر دی۔ پورے پنجاب میں انہوں نے clashes پیدا کرنے کی کوشش کی اور ڈیپارٹمنٹ نے اس کو پوری طرح سے face کیا۔ اس کے باوجود یہ کہہ رہے ہیں کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا گٹھ جوڑ اور ملاں۔ یہ باتیں حقائق سے ہٹ کر کر رہے ہیں۔ میرے ساتھ کل چلیں جو مل مالکان 215 روپے وصول کر رہے ہیں ان کے خلاف ایکشن لیں گے اور ان کے سامنے لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ظہر کی نماز کے لئے وقفہ کیا جاتا ہے۔ اجلاس کی کارروائی کو 2.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 2 بج کر 20 منٹ
پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر خوراک، جناب سپیکر! Adjournment Motion پر بات ہو رہی تھی۔ تین تحریکیں تھیں جن میں سے دو تو پیش کر دی تھیں اور تیسرے صاحب آئے نہیں ہیں تو میرا خیال ہے کہ میں نے ان پر تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے اگر انہیں کوئی دلچسپی ہوتی تو وہ یہاں پر موجود ہوتے۔ وہ تو ہاؤس کے اندر اب موجود ہی نہیں ہیں۔ اس کو dispose of کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے آپ نے جو جواب دیا ہے وہ اس پر مطمئن ہو چکے تھے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! آپ نے یہ کہا تھا کہ نماز کا وقفہ ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کے لئے میں نے کہا تھا۔ آپ تو چپ کر کے بیٹھ گئے تھے اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور بحث بھی ان سے ہو رہی تھی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! پھر میری تحریک تو stand کرتی ہے ناں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے یہ سمجھا کہ آپ نے جو بیان فرمایا اس کے بعد انہوں نے جو discussion کی ہے اس کا جواب سننے کے بعد میں نے کہا تھا .It has been disposed of اور کمیٹی میں آپ کو ممبر مقرر کر دیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! ان کی تحریک dispose of ہوئی تھی' میری تو نہیں ہوئی۔ اس میں دو چار باتوں کا مزید اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' چودھری صاحب!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! اس سلسلے میں جس کسی نے بھی بات کرنی ہے وہ کرے حالانکہ آپ نے یہ dispose of کر دی ہیں' اگر انہیں پھر بھی کوئی شکایت ہو تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کی شکایات دور کرنے کے لئے تیار ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! ہم جتنی بھی بحث مباحثہ کرتے ہیں کہ فیکٹریاں یہ کر رہی ہیں اور گورنمنٹ یہ کر رہی ہے اور محکمہ خوراک یہ کر رہا ہے' ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے یہ کیا ہے۔ اتنے مقدمات درج ہوئے تو یہ ساری باتیں اپنی جگہ پر درست ہو سکتی ہیں لیکن لب لباب یہ ہے کہ غریب عوام جو پسے ہوئے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے کہوں گا کہ سرکاری گاڑی چھوڑ کر میرے ساتھ گاڑی میں لاہور کے کسی دو چار علاقوں میں چلیں تو دو تین دکانداروں سے ہم ریٹ پوچھتے ہیں' 240 روپے فی 20 کلو کا تھیلا اس سے کم میں مل رہا ہو تو اس حوالے سے میں مجرم ہوں۔ اصل چیز تو یہی ہے اور آپ یہاں پر جتنے مرضی defensive ہو جائیں یا جتنے مرضی دلائل دے دیں۔ ہاؤس کو تو مطمئن کر سکتے ہیں لیکن غریب عوام کا پیٹ ان دلائل سے تو نہیں بھرنا' ان کو تو سستا آٹا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحب! وزیر خوراک نے یہ کہا تھا کہ میں کل ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں اور اگر کوئی ایسی شکایت ملتی ہے تو میں اس کے خلاف فوری ایکشن لوں گا۔ یہی چیز وہ آپ کے لئے بھی کہہ رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، ٹھیک ہے۔ میں انہیں کل اپنے ساتھ لے کر چلتا ہوں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) (امتناع ظاہری نمود و نمائش و بے جا مصارف) تقریبات شادی پنجاب مصدرہ 2004

جناب ڈپٹی سپیکر، اس assurance کے بعد میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔ اب The Punjab Marriage Functions Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses (Amendment) Bill 2004 (Bill No 1 of 2004) Syed Ihsan Ullah Waqas'

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی'فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ کل جب وزیر اعلیٰ صاحب بھی یہاں موجود تھے تو اس معزز ایوان میں ارشد بگو صاحب نے ایک تجویز بھی پیش کی تھی اور اپنے تحفظات کا بھی اظہار کیا تھا اور انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ شادی بیاہ کا جو قانون ہے یہ قانون تو بن گیا ہے لیکن موثر طور پر اس پر عملدر آمد نہیں ہو رہا۔ اس وقت قائد ایوان کی موجودگی میں' میں نے یہ گزارش کی تھی کہ قائد ایوان اس سلسلے میں پہلے ہی اس بات کا نوٹس لے چکے ہیں اور ان کی یہ خواہش ہے کہ اس قانون میں ترامیم لائی جائیں اور اس کو مؤثر بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ میری اس بات کی مزید تصدیق جناب وزیراعلیٰ صاحب نے خود بھی کی اور اب میری معزز اراکین سے گزارش ہوگی کہ میں نے کل یہ کہا تھا کہ اس سلسلے میں ہم نے پہلے ہی ایک ٹاسک فورس بنائی ہوئی ہے جو اپنی سفارشات اس سلسلے میں دے تو میں معزز اراکین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب اگر آج ان کی طرف سے ایک ترمیم آجائے گی' کل کوئی اور صاحب اس میں ترمیم دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی مناسب سلسلہ نہیں ہوگا اس لئے اگر ہم ایک قانون میں تبدیلی چاہتے ہیں اور وہ اس حوالے سے چاہتے ہیں کہ اس پر موثر طور پر عملدر آمد ہونا چاہئے تو پھر ہم سب کو مل بیٹھ کر متفقہ طور پر کچھ تجاویز سامنے لانی چاہئیں۔ میں نے احسان اللہ وقاص صاحب اور دیگر ساتھیوں کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ ہم آپس میں بیٹھتے ہیں۔ انہیں اس ٹاسک فورس میں شامل کرتے ہیں اور consensus کے ساتھ ہم ایک amendment اس میں لے کر آئیں تاکہ اس قانون کو مؤثر بنایا جائے تو اس حوالے سے میں نے معزز اراکین کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ یہ مہربانی فرمائیں اور اس کو ابھی پیش نہ کریں اور میں آج ہی انشاء اللہ تعالیٰ اس ٹاسک فورس میں ممبر شپ کا نوٹیفکیشن جاری کر دیتا ہوں جو بھی صاحبان اس میں شامل ہونا چاہیں گے ان کو شامل کیا جائے گا اور ان کی رائے سے مکمل استفادہ کیا جائے گا۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر ۔ جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ ٹاسک فورس میں بیٹھ کر اس کو valuate کریں گے۔ اس پر ہم اتفاق کرتے ہیں اور اسے ہم واپس لیتے ہیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) دی پنجاب کونسل آف آرٹس مصدرہ 2004

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے یہ dispose of اور withdrawn ہوا اور اب take up کرتے ہیں۔

The Punjab Council of the Arts (Amendment) Bill 2004 , Syed Ihsan Ullah Waqas;

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس سلسلے میں بھی اگر میرے بھائی مجھ سے اتفاق کریں تو آج سے چند دن پہلے جب ہماری آپس میں بات ہوئی تھی تو میں نے ان سے ایک بات پر اتفاق کیا تھا کہ موجودہ حکومت پرائیویٹ ممبرز کی legislation کو encourage کرنا چاہتی ہے لیکن اس کے لئے اگر آپس میں بیٹھ کر consensus کے ساتھ لے آئیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر منسٹر کلچر بیٹھنا چاہیں اور ہم ان کے ساتھ بیٹھیں گے تو جو بھی ان کی ترمیم ہو گی اگر اس پر consensus ہوتا ہے تو انہی کی طرف سے آئے گی، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ آپ کی طرف سے آجائے گی۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! ٹھیک ہے فی الحال آپ اسے pend کر لیں۔ ہم یہ سارا ان کے سامنے پیش کر دیں گے اور یہ بالکل ایک ٹیکنیکل ہے اور ہم حکومت کی اس سلسلے میں مدد کرنا چاہتے ہیں۔ اس قانون میں بہت سارے flaws ہیں جس کی میں نے amendment دی ہے مثلاً اس میں پنجاب اسمبلی کے ممبران کا لکھا گیا ہے کہ وہ اس کے ممبر ہوں گے لیکن انہیں کون مقرر کرے گا؟ سپیکر کرے گا یا ہاؤس کرے گا؟ اس بارے میں amendments دی تھیں، اگر وزیر موصوف اس کی یقین دہانی کرواتے ہیں تو ہم اس پر تیار ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، میرا خیال ہے اگلے چند دنوں میں ہم بیٹھ جاتے ہیں اور یہ ساری ترامیم discuss کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد consensus کے ساتھ طے کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو in the meanwhile pend کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! اگر اس کو pend فرمانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

قراردادیں(مفاد عامہ سے متعلق)

شناختی کارڈ بنانے کی تاریخ میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ اب قراردادیں پیش کی جاتی ہیں۔ سب سے پہلے چودھری زاہد پرویز صاحب کی قرارداد لیتے ہیں جو مورخہ 13۔جنوری 2004 کو ان کی طرف سے جناب محمد وقاص پیش کر چکے ہیں۔ وہ قرارداد یہ تھی کہ،

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ قومی شناختی کارڈ بنانے کے لئے کم از کم چھ ماہ کی میعاد بڑھا دی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! یہ بڑی اچھی تجویز تھی لیکن اس وقت اس کی relevancy ختم ہو چکی ہے اس لئے کہ وہ جو ایک cut down date مرکزی حکومت نے دی تھی وہ ختم ہو چکی ہے اور جب تک کوئی cut down date نہ ہو تو اس کی extension مزید ہم چھ ماہ کی کہاں سے مانگیں گے؟ اب تو انہوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ شناختی کارڈ بنانے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ آپ جب چاہیں بنوا سکتے ہیں اس لئے میری گزارش یہ ہو گی کہ اب اس کی relevancy نہیں ہے۔ جب کوئی cut down date ہو گی تو اس کو آپ چھ مہینے یا سال کے لئے extend کر دیں۔ آپ چھ مہینے کی بات کرتے ہیں تو کون سے چھ ماہ کی بات کریں گے؟ ایک specific بات کریں تاکہ مرکزی حکومت کو تجاویز بھیجی جا سکیں۔ آپ یہ فیصلہ کر دیں۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پورے پاکستان میں جو صورتحال ہے، جو ان کا تعلیمی حال ہے اور لوگوں کے attitudes ہیں وہ ہم بھی جانتے ہیں اور وزیر صاحب بھی جانتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ حکومت نے اخبارات کے ذریعے، ٹیلی ویژن کے ذریعے اور دوسرے الیکٹرک میڈیا کے ذریعے بڑے اعلانات کئے کہ لوگ پچھلے مہینے کی 30 تاریخ تک اپنے شناختی کارڈ بنوالیں لیکن اس کے باوجود دیہاتوں اور دور دور کے علاقوں میں ابھی تک لوگ ایسے ہیں جن کے پاس کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ نہیں ہیں۔ میں اس میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت سے یہ سفارش کی جانی چاہئے کہ یا تو اس کی تاریخ بڑھا دی جائے یا پرانے شناختی کارڈ کو استعمال کرنے کی اس تاریخ تک اجازت دی جائے کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔ عوام کو motivate کیا جانا چاہئے۔ انہیں یہ بتانا چاہئے کہ اگر آپ نے مقررہ تاریخ تک شناختی کارڈ نہ بنوایا تو پھر آپ کا شناختی کارڈ بنوانے کا حق ختم ہو جائے گا۔ اس طرح مزید کارڈز بنیں گے اور دور دور سے مزید لوگ بھی آئیں گے۔ میرا تعلق سیالکوٹ شہر سے ہے۔ آپ یقین کیجئے کہ شناختی کارڈ بنوانے کے لئے ایک ایک فرلانگ تک لمبی لائنیں بن جاتی ہیں۔ لہذا میری حکومت سے یہ درخواست ہے کہ وہ سفارش کرے کہ چھ مہینے تک کی تاریخ مقرر کی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ کون سی تاریخ سے چھ ماہ چاہتے ہیں۔ بگو صاحب نے جو دوسری بات کی ہے کہ پرانے شناختی کارڈز کو استعمال کرنے کی اجازت دی جائے، ہمیں اس سے بھی اتفاق ہے لیکن یہ اس قرارداد کا حصہ نہیں ہے۔ اس کے لئے نئی قرارداد آئے تو پھر بات کی جا سکتی ہے۔ آپ نئی قرارداد لے آئیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن اس وقت اسی قرارداد پر بحث ہو سکتی ہے جو پیش ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! اگر یہ وقت گزر گیا تھا تو پھر قرارداد کو ایجنڈے پر لانے کی

ضرورت ہی نہیں تھی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اب یہ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ بننے شروع ہو گئے ہیں اور لوگوں کے ابھی تک 25 فیصد بھی شناختی کارڈ نہیں بنے۔ جن ناظم یا کونسلر نے سیٹیں چھوڑی تھیں اس سلسلے میں پنجاب بھر میں دوبارہ الیکشن ہونے والے ہیں' اس میں شناختی کارڈ کا دکھانا ضروری ہے۔ اگر پرانے شناختی کارڈز کو کینسل کر دیا جائے گا تو پھر لوگوں کے پاس اتنے شناختی کارڈز ہی نہ ہوں گے تو پھر وہ ووٹ کیسے ڈالیں گے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جتنی بھی سرکاری کارروائی ہوتی ہے جیسے کسی نے رجسٹری کرانی ہو' ضمانت دینی ہو یا انتقال کرانا ہو تو اس میں بھی شناختی کارڈز کی ضرورت پڑتی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس بات کی سفارش کرے کہ پرانے شناختی کارڈز کو valid قرار دیا جائے' بے شک اس کی مدت اس سال 31۔دسمبر تک بڑھا دی جائے تاکہ لوگ شناختی کارڈ بنوالیں۔ پھر یہ ہے کہ دیہاتوں میں سادہ لوگ ہیں۔ان کو شناختی کارڈ بنوانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ اس بات کو آپ بھی سمجھتے ہیں اور میں بھی سمجھتا ہوں کہ جب کسی نے ناظم کے لئے الیکشن میں کھڑا ہونا ہو' کسی نے ایم۔این۔اے کے لئے کھڑا ہونا ہو یا کسی نے ایم۔پی۔اے کے لئے کھڑا ہونا ہو تو ہم لوگ کوشش کرکے لوگوں کے شناختی کارڈز بنوا کر دیتے ہیں کیونکہ اس میں ہماری اپنی غرض و غایت ہوتی ہے کہ یہ ہمیں ووٹ دیں گے۔ اس کے علاوہ انہوں نے شناختی کارڈ کی فیس بہت زیادہ رکھ دی ہے۔ ارجنٹ شناختی کارڈ کی فیس 180 روپے ہے لیکن اس فیس کے باوجود بھی کارڈ جلدی نہیں بنتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ جو مسائل شناختی کارڈز نہ بننے کی وجہ سے ہیں ان سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ میں یہ بھی اتفاق کرتا ہوں کہ پرانے شناختی کارڈز کو valid کئے جانے کی مدت بڑھائی جائے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جو قرارداد اس وقت زیر غور ہے وہ حقائق کے برعکس ہے آپ پرانے کارڈز کی مدت میں اضافے کے سلسلے میں نئی قرارداد لے کر آئیں میں oppose نہیں کروں گا کیونکہ آپ فرما رہے ہیں کہ "یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ

قومی شناختی کارڈ بنانے کے لئے کم از کم چھ ماہ کی میعاد بڑھا دی جائے"۔ ہم نے اس میں کوئی ترمیم نہیں کرنی بلکہ یہی بھیجنی ہے اور یہ ہمارا مقصد حل نہیں کرے گی اس لئے اگر کوئی قرارداد نئے حالات کے مطابق دی جائے تو ہم اس کو oppose نہیں کریں گے اس میں آپ amendment دے دیں۔ اس کو amend کرکے وہ چیز بھیجیں جو ہمارے مقصد کو پورا کرسکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ یہ وزیر قانون کا بہت ہی valid جواب ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! یہ مسئلہ جب پچھلی مرتبہ زیر بحث آیا تھا تو حکومت نے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ ہم اس تاریخ کو ویسے ہی بڑھانا چاہتے ہیں لیکن اس کے بعد بھی حکومت نے تاریخ میں اضافہ نہیں کیا۔ اب وزیر قانون جو ٹیکنیکل نکتہ بتا رہے ہیں کہ پرانے شناختی کارڈ کو استعمال کرنے کا اس قرارداد میں کوئی ذکر نہیں ہے لہذا اس قرارداد کو ہم دوبارہ ترمیم کرکے پیش کریں۔ میں اس سلسلے میں رولز آف پروسیجر کے رول 192 کا حوالہ دوں گا۔ میں باقی چھوڑ کر صرف یہ پڑھتا ہوں کہ،

Provided that the Speaker may allow a motion or an amendment to be moved at the shorter notice.

جناب سپیکر! آپ کا یہ اختیار ہے کہ آپ ابھی اسی وقت اس میں amendment کی اجازت دے سکتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم نئی قرارداد کو دوبارہ move کریں گے تو پھر یہ اگلے اجلاس میں آئے گی۔ اتنی دیر لوگ suffer کریں گے تو یہ کسی کی انا کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہماری انا کا مسئلہ نہیں ہے۔ گورنمنٹ کی انا کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ عوام کا مسئلہ ہے اور جو عوام کا attitude ہے جس طرح چودھری زاہد صاحب نے کہا کہ الیکشن ہو رہے ہیں اور لوگ اب بھاگا بھاگی شناختی کارڈ بنوا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے کوئی آرڈر پاس نہیں کرنے بلکہ ہم نے تو وفاقی حکومت سے سفارش کرنی ہے۔ وہ ہماری سفارش مانتی ہے یا نہیں مانتی یہ الگ بات ہے لیکن ہم نے یہاں جھگڑا اس بات کا ڈال دیا ہے کہ ہم اس میں amendment کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس قرارداد کو اس طرح پیش کرسکتے ہیں یا نہیں؟ میں آپ سے

درخواست کروں گا کہ آپ اپنے اختیارات سیکشن 192 کو استعمال کرتے ہوئے اس میں ابھی ترمیم کرنے کی اجازت دے دیں کہ جب تک اگلی تاریخ ختم نہیں ہوتی اس وقت تک پرانے شناختی کارڈز allow ہوں۔ ہم نے صرف اس کی سفارش ہی کرنی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، شفقت صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! یہ واقعی بہت اہم معاملہ ہے۔ وہ لوگ جو پاکستان سے باہر ہیں اور پاکستان کو زرمبادلہ بھیجتے ہیں ان کے لئے بھی یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ مجھے ایسے بہت سے لوگ ملے ہیں جن کو یہ علم ہی نہیں تھا کہ پرانے شناختی کارڈز ختم ہوجائیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں technicalities پیدا نہیں کی جانی چاہئیں کیونکہ رولز اینڈ ریگولیشن کا بنیادی مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ عوام کو فائدہ دیا جائے۔ ایسی راہیں تلاش کی جائیں جن سے عوام کو فائدہ پہنچے۔ یہاں بات ہوئی کہ کون سی تاریخ سے مدت بڑھائی جائے تو جس تاریخ سے پنجاب اسمبلی یہ قرارداد پاس کرے گی اس تاریخ سے consider کیا جائے گا۔ ہم آج مطالبہ کرتے ہیں کہ چھ ماہ مزید دئیے جائیں۔ باقی یہ دینا نہ دینا سرکار کا مسئلہ ہے۔ پاکستان میں خواندگی کی شرح بہت کم ہے اور دیہاتوں اور دور دراز کے رہنے والے لوگ اس سے فائدہ حاصل نہیں کر سکے۔ نادرا شناختی کارڈ بنانے میں مکمل طور پر فیل ہو چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میرے دوستوں نے میرٹ پر discussion شروع کر دی ہے۔ میں میرٹ پر بات ہی نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے تو صرف یہ عرض کی ہے کہ جو قرارداد اس وقت پیش کی گئی ہے کیا اس سے آپ کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ چھ ماہ بڑھا دئیے جائیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کون سی تاریخ سے چھ ماہ بڑھائیں گے؟ یہ ایک ذمہ دار ادارہ ہے اور ہمیں ذمہ داری کے ساتھ بات کرنی چاہئے۔ اگر آپ قرارداد لانا چاہتے ہیں تو وہ قرارداد لے کر آئیں جس سے آپ کا مقصد پورا ہوتا ہو اس قرارداد سے آپ کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ معزز رکن نے جن رولز کی بات کی ہے کہ آپ کے

پاس اختیار ہے۔ جو relevant section ہے وہ اس کو quote ہی نہیں کر رہے تھے۔ resolution میں amendment کے لئے سیکشن 121 ہے جو اس کو deal کرتا ہے۔ اس کے مطابق اس میں amendment کے لئے two clear cut days چاہئیں۔ تو اگر معزز محرک اس میں کوئی بہتری لانا چاہتے ہیں تو وہ اس میں amendment دے دیں۔ آپ بے شک اسے pend فرمالیں۔ وہ اس میں amendment دے دیں۔ پھر اسے take up کر لیا جائے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہمیں چاہئے کہ ہم وہ کام کریں جو کہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہو۔ اب ایک تاریخ ختم ہو چکی' پابندی لگ چکی ہے پھر ہم کہہ رہے ہیں کہ چھ مہینے کی توسیع کر دیں۔ اس پر تو وہ یہ کہہ دیں گے کہ توسیع اس لئے نہیں ہو سکتی چونکہ تاریخ ختم ہو چکی ہے اس لئے یہ مناسب نہیں ہو گا لہذا میں آپ سے استدعا کروں گا کہ یہ نئی قرارداد دے آئیں۔ اس کو آپ منظور فرمالیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

چودھری زاہد پرویز : جناب سپیکر ! پرانے شناختی کارڈوں کے منسوخ ہونے کی آخری تاریخ 31۔ جنوری تھی جبکہ میں نے یہ قرارداد جنوری کے اوائل میں دی ہے۔ اگر یہ take up آج ہوئی ہے تو اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ آپ اس کو pend کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : چلیں' ٹھیک ہے۔ اس کو pend کرتے ہیں۔ آپ اس میں amendment دے دینا۔ It has been pended اگلی قرارداد محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی طرف سے ہے۔

سکیل نمبر 1 تا 15 کے سرکاری ملازمین کو Re-imbursement کی سہولت مہیا کرنا

محترمہ ثمینہ نوید۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ۔

"یہ ایوان وفاقی / صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ سکیل نمبر 1 تا 15 کے سرکاری ملازمین کے لئے موجودہ میڈیکل الاؤنس کی بجائے re-imbursement کی سہولت مہیا کی جائے کیونکہ قبل ازیں مذکورہ سہولت دی جاتی رہی ہے جو کہ اب جاری نہیں ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

"یہ ایوان وفاقی / صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ سکیل نمبر 1 تا 15 کے سرکاری ملازمین کے لئے موجودہ میڈیکل الاؤنس کی بجائے re-imbursement کی سہولت مہیا کی جائے کیونکہ قبل ازیں مذکورہ سہولت دی جاتی رہی ہے جو کہ اب جاری نہیں ہے۔"

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I oppose it.

SYED IHSAN ULLAH WAQAS: Sir, I also oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر خزانہ اور سید احسان اللہ وقاص صاحب اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ جی، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید : جناب سپیکر ! میں نے یہ قرارداد صرف کم تنخواہ پانے والے ملازمین کو ایک سہولت دینے کے لئے پیش کی ہے جو کہ پہلے انھیں مہیا کی جاتی رہی ہے اور 1987 میں حکومت نے اس سہولت کو واپس لے لیا تھا۔ جب حکومت کی جانب سے کوئی رعایت یا سہولت دی جاتی ہے تو چاہے وہ پلاٹ کی صورت میں ہو، علاج معالجہ کی صورت میں ہو یا قرض کے حوالے سے ہو تو حکومت اسے واپس نہیں لے سکتی۔ حکومت صرف اور صرف اعلیٰ عہدوں پر فائز ملازمین یا افسران کو ہی priority دیتی ہے لہذا میری درخواست ہے کہ سکیل نمبر 1 تا 15 تک والے چھوٹے ملازمین کو یہ سہولت مہیا کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص : جناب سپیکر ! میں اپنی بہن کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کی قرارداد کی مخالفت اس لئے کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کے اندر سرکاری ملازمین کی حالت یہ ہے کہ سارے کے سارے جعلی بلز بنا کر پیسے وصول کرتے تھے۔ یہ گھریلو اشیاء خریدتے تھے اور میڈیکل سٹورز سے اس کے جعلی بل بنوا لیتے تھے اور پھر اسے re-imburse کروایا جاتا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سرکاری خزانہ سے جو بلز وصول کئے جاتے تھے ان میں سے زیادہ تر بالکل غلط ہوتے تھے اور اس کے باقاعدہ کمیشن مقرر کئے ہوئے تھے۔ اپنے جعلی بلز منظور کروانے کے لئے دوسرے لوگوں کو کمیشن دیا جاتا تھا۔ ان لوگوں کو

بھی معلوم ہوتا تھا کہ یہ بلز جو ادویات کی مد میں وصول کئے جا رہے ہیں اس میں ادویات خریدنے کی بجائے شاید lip-sticks خریدی گئی ہیں لیکن وہ پیسے دے کر اپنے ان بلز کو منظور کروا لیتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے یہ جو چور دروازہ بند کیا ہے یہ بہت اچھا اقدام ہے۔ لہذا اس چور دروازے کو اب دوبارہ نہ کھولا جائے۔ یہ پھر جعلی بلز بنیں گے' اس ملک کے خزانے پر پھر بوجھ بنے گا۔ [********] پہلے ہی ان کو کافی سہولتیں حاصل ہیں۔ باقی جو کمی ہوتی ہے وہ اِدھر اُدھر سے خود ہی پوری کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : سرکاری افسران کی خدمات کے بارے میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں انھیں حذف کیا جاتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص : جناب سپیکر ! اس لئے میری رائے یہ ہے کہ یہ چور دروازہ اب دوبارہ نہ کھولا جائے۔ شکریہ

محترمہ ثمینہ نوید : جناب سپیکر ! یہ صرف چھوٹے ملازمین کے لئے ہے' افسران کے لئے نہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ سکیل نمبر 1 تا 15 کے ملازمین کی تعداد کتنی ہے جو کہ اس سے متاثر ہوتے ہیں اور ان لوگوں کی تعداد کتنی ہے جو اونچے عہدوں پر بیٹھے ہوتے ہیں' جو سکیل نمبر 16 سے لے کر اوپر تک کے افسران ہیں۔ اس سے ملازمین کی اکثریت متاثر ہو رہی ہے۔ آپ چور دروازوں کی بات نہ کریں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ جعلی بلز' سرٹیفکیٹس بنوا لیتے ہیں۔ سب لوگ ایسے نہیں ہیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ اکثریت اس چیز سے متاثر ہو رہی ہے۔ ہم نے ان کا benefit دیکھنا ہے۔ ان کو سہولت مہیا کرنی ہے۔ بڑے افسران' بڑے عہدوں پر تعینات افسران میڈیکل کے حوالے سے لاکھوں روپے کے فنڈز وصول کرتے ہیں۔ ایک چھوٹا ملازم ایسی حرکت نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کی اتنی approach ہوتی ہے کہ وہ یہ سب کچھ کر سکے۔ لہذا میری آپ سے ذاتی طور پر درخواست ہے کہ آپ اکثریت کے فائدہ کو دیکھیں اور اس قرار داد کو منظور ہونے دیں۔ بصورت دیگر آپ ایسا کریں کہ ان کا میڈیکل الاؤنس دو ہزار روپے مقرر کر دیں۔

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ اعجاز احمد: محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ نے ایک قرار داد یہاں پر پیش کی ہے۔ ہاؤس کے اندر ایک رواج پڑ گیا ہے---

وزیر خزانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیں!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! محترم رکن کس capacity میں بات کر رہے ہیں؟ He has not opposed it.

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر خزانہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب کوئی قرار داد ہاؤس میں پیش ہوتی ہے تو اس پر اپنے کسی ممبر کو endorse کرنے یا اس قرار داد پر بات کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ روایات ہیں اور precedent بھی موجود ہے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! I would request you to give your ruling کہ exactly کیا ہونا چاہئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: actually اس قرار داد پر ابھی ووٹنگ ہونی ہے۔ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ اور احسان اللہ وقاص صاحب نے جو points raise کئے ہیں ان کا جواب وزیر خزانہ نے دینا ہے۔ لہذا میرا خیال ہے کہ پہلے وزیر خزانہ کو جواب دینے دیں۔ شیخ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ: Thank you sir جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان اور اپنی محترمہ بہن ثمینہ نوید کو بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت نے 1987 میں سکیل نمبر 1 سے 15 تک کے ملازمین کو medical re-imbursement کی بجائے میڈیکل الاؤنس دینا شروع کیا۔ میڈیکل الاؤنس اور میڈیکل re-imbursement دو مختلف چیزیں ہیں۔ سرکاری ملازمین جو گریڈ ایک سے پندرہ تک کے ہیں ان کو بدستور medical re-imbursement مل رہا ہے لیکن وہ صرف indoor medical facilities کے لئے ہے یعنی جب وہ ہسپتال میں داخل ہوں تب انہیں میڈیکل re-imbursement ملتا ہے۔ اگر وہ outdoor کوئی میڈیکل facility لیں گے تو اس میں ان کو صرف میڈیکل الاؤنس دیا جاتا ہے جو کہ 1987 میں پچاس روپے تھا اور اب اس کو بڑھا کر 210 روپے کر دیا گیا ہے، آخری 2002 increase

میں ہوئی۔ اس کو replace کرنے کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ یہ سرکاری ملازمین کا اپنا مطالبہ تھا کہ اس کو ختم کریں ۔ دوسرا کچھ بے قاعدگیاں تھیں جن کا تذکرہ مجھ سے زیادہ بہتر محترم احسان اللہ وقاص صاحب نے کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ ایک بہت ہی cumbersome طریق کار تھا' بہت کم پیسوں کے لئے انھیں بہت زیادہ بھاگ دوڑ کرنی پڑتی تھی۔ چنانچہ اکثر ملازمین اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتے تھے۔ میڈیکل الاؤنس کی صورتحال میں تقریباً تمام ملازمین کو جو ایک طے شدہ رقم ہے وہ مل جاتی ہے۔ جہاں تک میری بہن نے کہا ہے کہ گریڈ نمبر ایک سے 15 تک کے کتنے ملازمین ہیں اور کتنے اس سے اوپر تک کے ملازمین ہیں تو میں بتاتا ہوں کہ ہمارے کل ملازمین 789000 ہیں' جن میں سے 696000 تقریباً سات لاکھ ملازمین گریڈ ایک سے 15 تک کے ہیں اور سکیل 16 سے اوپر کے تقریباً 93000 ملازمین ہیں۔ چونکہ یہ ملازمین کی اپنی ڈیمانڈ پر کیا گیا اور اس سے زیادہ لوگ فائدہ نہیں اٹھا رہے تھے اسی لئے میں نے اس قرارداد کی مخالفت کی ہے۔ اگر یہ ملازمین کوئی indoor medical facilities لیتے ہیں تو ان کو بدستور re-imburse مہیا کی جا رہی ہے۔ صرف outdoor کی حد تک ہم نے میڈیکل الاؤنس کے ساتھ replace کیا ہے۔ ایک اور چیز یہ بتاتا چلوں کہ وفاقی حکومت اور باقی تمام صوبوں میں بھی یہی پالیسی اپنائی جا رہی ہے' اس طرح اس میں فیڈریشن اور باقی صوبوں کے ساتھ ایک یکسانیت بھی ہے۔ بہت شکریہ۔

محترمہ ثمینہ نوید: محترم وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ 210 روپے بطور میڈیکل الاؤنس دیئے جا رہے ہیں تو مجھے وزیر موصوف بتا دیں کہ کیا اتنے پیسوں سے کسی کا علاج ہو سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ جو ملازمین ہسپتال میں زیر علاج ہیں ان کو re-imbursement دی جاتی ہے' ان پر کوئی قدغن نہیں ہے اور ان کا علاج مکمل ہوتا ہے اور آؤٹ ڈور کے لئے 50 روپے سے بڑھا کر 210 روپے کر دیئے گئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید: جناب سپیکر! یہ تو چھوٹے ملازمین سے زیادتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Anyhow یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی / صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ سکیل نمبر 1 تا 15 کے سرکاری ملازمین کے لئے موجودہ میڈیکل الاؤنس کی بجائے re-imbursement کی سہولت مہیا کریں کیونکہ قبل ازیں مذکورہ سہولت دی جاتی رہی ہے جو کہ اب جاری نہیں ہے۔"

(قرار داد نامنظور ہوئی)

مقبوضہ کشمیر کے مظلوم عوام کے حق خودارادیت کی حمایت

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی قرار داد میاں یاور زمان صاحب، شیخ اعجاز صاحب اور جناب محمد نواز ملک صاحب۔ جی، شیخ صاحب! آپ قرار داد پیش کریں۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔جناب سپیکر!

"صوبہ پنجاب کے عوام کا یہ نمائندہ ایوان مقبوضہ کشمیر کے مظلوم عوام کے حق خودارادیت کی بھرپور حمایت کرتا ہے اور ان کی جدوجہد آزادی کی سیاسی، اخلاقی اور سفارتی سطح پر بھرپور مدد کرنے کا اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا بھی پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں نہتے کشمیریوں کا بیہمانہ قتل عام اور ان پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کا سلسلہ فی الفور بند کیا جائے۔ یہ ایوان اقوام متحدہ کی قرار دادوں کی روشنی میں مقبوضہ کشمیر میں استصواب رائے کرانے کا مطالبہ کرتا ہے اور عالمی برادری سے پُرزور اپیل کرتا ہے کہ کشمیر پر شروع ہونے والے مذاکرات کو کشمیری عوام کی امنگوں کے مطابق حل کروانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ یہ حقیقت عالمی برادری پر عیاں ہے کہ کشمیر کی آزادی ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس کی سچائی سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ دس لاکھ بھارتی فوج بھی کشمیریوں کے حق خود ارادیت کے جذبے کو متزلزل نہیں کر

سکی اور کشمیری قوم کا بچہ بچہ ظالم قابضین کے سامنے سینہ سپر ہے۔ اس موقع پر یہ ایوان اپنے اس موقف کا اعادہ کرتا ہے کہ پاکستان کشمیر کے بارے میں کوئی ایسا حل قبول نہیں کرے گا جو اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق نہ ہو اور جو کشمیریوں کی اپنی خواہشات کے منافی ہو نیز یہ ایوان ہندوستانی حکومت کی جانب سے کشمیریوں کے نام نہاد لیڈروں سے مذاکرات کو مسترد کرتا ہے اور ایسے مذاکرات کو ضروری سمجھتا ہے جس میں پاکستان، ہندوستان اور کشمیریوں کی حقیقی قیادت شامل ہو۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبہ پنجاب کے عوام کا یہ نمائندہ ایوان مقبوضہ کشمیر کے مظلوم عوام کے حق خود ارادیت کی بھرپور حمایت کرتا ہے اور ان کی جدوجہد آزادی کی سیاسی، اخلاقی اور سفارتی سطح پر بھرپور مدد کرنے کا اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا بھی پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں نہتے کشمیریوں کا بہیمانہ قتل عام اور ان پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کا سلسلہ فی الفور بند کیا جائے۔ یہ ایوان اقوام متحدہ کی قرار دادوں کی روشنی میں مقبوضہ کشمیر میں استصواب رائے کرانے کا مطالبہ کرتا ہے اور عالمی برادری سے پُرزور اپیل کرتا ہے کہ کشمیر پر شروع ہونے والے مذاکرات کو کشمیری عوام کی امنگوں کے مطابق حل کروانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ یہ حقیقت عالمی برادری پر عیاں ہے کہ کشمیر کی آزادی ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس کی سچائی سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ دس لاکھ بھارتی فوج بھی کشمیریوں کے حق خود ارادیت کے جذبے کو متزلزل نہیں کر سکی اور کشمیری قوم کا بچہ بچہ ظالم قابضین کے سامنے سینہ سپر ہے۔ اس موقع پر یہ ایوان اپنے اس موقف کا اعادہ کرتا ہے کہ پاکستان کشمیر کے بارے میں کوئی ایسا حل قبول نہیں کرے گا جو اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق نہ ہو اور جو کشمیریوں کی اپنی خواہشات کے منافی ہو نیز یہ ایوان

ہندوستانی حکومت کی جانب سے کشمیریوں کے نام نہاد لیڈروں سے مذاکرات کو
مسترد کرتا ہے اور ایسے مذاکرات کو ضروری سمجھتا ہے جس میں پاکستان' ہندوستان
اور کشمیریوں کی حقیقی قیادت شامل ہو۔"

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, Sir!

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر سید وسیم اختر نے اس قرارداد میں ترمیم کی تحریک پیش کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب! اپنی تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میں نے اس میں یہ ترمیم پیش کی ہے کہ آخری پیرے میں لکھا ہے کہ نیز یہ ایوان ہندوستانی حکومت کی جانب سے کشمیریوں کے نام نہاد لیڈروں سے مذاکرات کو مسترد کرتا ہے اور ایسے مذاکرات کو ضروری سمجھتا ہے جس میں پاکستان ' ہندوستان اور کشمیریوں کی حقیقی قیادت شامل ہو۔ میں نے اس میں یہ ترمیم دی ہے کہ " ایسے مذاکرات کو جو بین الاقوامی ضامنوں کی موجودگی میں ہوں ضروری سمجھتا ہے" درج کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

قرار داد کی سطر نمبر 15 میں الفاظ ایسے مذاکرات کو ضروری سمجھتا ہے کی بجائے
"ایسے مذاکرات کو جو بین الاقوامی ضامنوں کی موجودگی میں ہوں ضروری سمجھتا ہے"
درج کئے جائیں۔

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, Sir,

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! چونکہ یہ قرارداد اور اس قرارداد میں ترمیم دونوں oppose ہو چکی ہیں اس لئے آپ انھیں بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی ترمیم کے حق میں بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش ہے کہ کشمیر پاکستان کا ایک اہم ترین مسئلہ ہے۔

سب سے اہم بات کہ جس شخصیت کی وجہ سے آج یہ ہاؤس ہے۔ جس شخصیت کی محنت کے نتیجے میں یہ پاکستان بنا تھا انھوں نے اس مسئلے کے آغاز کے ساتھ ہی یہ بات ارشاد فرمادی تھی کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور یہ بات بہت rightly ہے کیونکہ پنجاب کے اندر ہماری جتنی بھی زرعی زمین ہے اس کے لئے جو نہری پانی آتا ہے اورجن دریاؤں سے آتا ہے اورجن دریاؤں کے آگے ہم نے آب پاشی کے لئے اور بجلی پیدا کرنے کے لئے ڈیمز بنائے ہیں ان سب کے sources کشمیر کے اندر ہیں۔ یہ بات بھی ہم سب کو معلوم ہے کہ 1948 میں جب یہ مسئلہ اس حوالے سے اجاگر ہوا کہ مجاہدین نے کشمیر کے اندر داخل ہو کر اس بات کی کوشش کی کہ ہندوستان نے جو اس پر غاصبانہ قبضہ کیا ہے کشمیر کو اس غاصبانہ قبضے سے چھڑایا جائے۔ نہرو صاحب جو اس وقت ہندوستان کے وزیراعظم تھے وہ بھاگم بھاگ اقوام متحدہ کے اندر چلے گئے اور جا کر وہاں پر واویلا کیا جس کے نتیجے کے اندر discussion ہوئی اور ایک متفقہ طور پر قرارداد پاس ہوئی کہ کشمیر کا مسئلہ جو ہے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کا وقت آدھے گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اور یہ بات پھر باقاعدہ متفقہ طور پر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے قرارداد کی صورت میں adopt کی کہ کشمیر کا مسئلہ ایک plebiscite کے ذریعے طے ہوگا۔ یعنی کشمیر کے عوام کو اس بات کا حق دیا جائے گا کہ وہ اس بات کا فیصلہ کریں کہ انھوں نے پاکستان کے ساتھ رہنا ہے یا ہندوستان کے ساتھ رہنا ہے اور یہ معاملہ پھر مختلف فورم پر چلتا رہا اور اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اس کے بعد 1988 کو پھر وہاں کشمیر میں ایک مسلح جدو جہد آزادی کے لئے شروع ہوگئی۔ اس کو kill کرنے کے لئے کم وبیش آٹھ سے دس لاکھ ہندوستانی فوج اپنی ظالمانہ کارروائیاں آج تک جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس کے نتیجے میں میرے پاس جو اس وقت اعدادو شمار ہیں 87443 سے زائد لوگ کشمیر کے اندر شہید ہو چکے ہیں۔ اسی طرح 8793 سے زائد خواتین کی عصمت دری ہو چکی ہے۔ اسی طرح 5640 کے قریب نوجوان ہندوستان کی ظالم فوج نے معذور بنا دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ جو پراپرٹی کا نقصان ہے اس کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ پورے مقبوضہ کشمیر کے اندر economic activity بالکل ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ اگر ہم آج اس اہم مسئلے سے روگردانی کریں گے تو یہ اپنی شہ رگ کو کٹوانے کے

مترادف ہے۔ اس سلسلے میں' میں اس بات کا بھی حوالہ دینا چاہتا ہوں کہ یہ جو پچھلے دنوں سارک کانفرنس سے پہلے جنرل مشرف صاحب نے کسی بھی فورم کے اوپر' کسی سے مشورے کے بغیر' نہ انہوں نے کابینہ سے مشورہ کیا' نہ انہوں نے سینیٹ سے مشورہ کیا' نہ ہی انہوں نے قومی اسمبلی سے مشورہ کیا اور جس طرح ان کی یہ عادت ہے کہ انہوں نے امریکہ کے pressure کے اندر آ کر ہر مسئلے کے اُوپر انہوں نے about turn کیا ہے اور انہوں نے اس اہم قومی مسئلے کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا اور بالکل انہوں نے about turn کیا۔ ایک آدمی نے اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے کہ اقوام متحدہ کی قرار داد جو کہ حقیقۃ طور پر اقوام متحدہ نے پاس کی تھی کہ کشمیر کے عوام کو حق خود ارادیت دیا جائے گا' ہم اس کو اب press نہیں کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں وہاں پر جو ایک مایوسی کی فضا بنی ہے اس کے نتیجے میں جب واجپائی صاحب پاکستان سے گئے ہیں انہوں نے جاتے ہی اپنی اس کامیابی کے اوپر وہاں پر الیکشن کا بھی اعلان کر دیا اور پورے ہندوستان کے اندر اس کے اوپر خوشی کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ پاکستان اس کے اوپر defensive ہو گیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ہندو بنیا جو ہے وہ انتہائی بے ایمان ہے۔ اس کے بارے میں ہم سب جانتے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ پوری کی پوری اس قرار داد کو منظور کیا جائے۔

نمبر 2 میں نے جو اس حوالے سے ترمیم دی ہے کہ یہ جو مذاکرات ہو رہے ہیں اول تو ایسے کسی مذاکرات کی ضرورت ہی نہیں ہے' state away ایک چیز lay down ہے کہ ان کو plebisoite کا حق دیا جائے گا۔ اس حوالے سے جو بھی مذاکرات ہیں وہ بالکل بے معنی ہیں لیکن اگر یہ مذاکرات ہونے بھی ہیں تو اس بات کی کوئی credibility نہیں ہے کہ ہندوستان جو ہے اس کے ساتھ مذاکرات کے اندر اگر کوئی بات طے ہوتی ہے تو اس کے اوپر عملدرآمد بھی کرے گا۔ میں اس ضمن میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ مذاکرات ان تینوں پارٹیوں کے درمیان پاکستان' ہندوستان اور کشمیر کی جو اصل قیادت ہے حریت کانفرنس' اس کے علاوہ وہاں پر جو مجاہدین کے groups ہیں ان کی ایک سپریم کونسل ہے' وہاں پر جتنی بھی جہادی تنظیمیں ہیں ان کی ایک سپریم کونسل ہے' ان کے نمائندگان کو اور حریت کانفرنس کے نمائندگان کو جو بھی مذاکرات ہوں اس میں شامل کیا جائے۔ ان مذاکرات میں اقوام متحدہ بھی بیٹھے تاکہ اس بات کی گارنٹی پھر international community کرے کہ کشمیر کے عوام

کو اس کا حق خود ارادیت ملنا چاہئے۔

میں آخر میں اس ایوان میں جو اتنے سارے ممبران بیٹھے ہیں اور جو موجود نہیں ہیں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ میں سے اکثریت کسانوں سے متعلق ہے اور اگر جس طرح جہلم کے اوپر بھی اور چناب کے اوپر بھی ہندوستان کے منصوبے ہیں کہ جو دریا ہمارے حصے کے اندر ہیں ان پر بھی وہ ڈیمز بنانے کے منصوبے رکھتے ہیں اور اس سلسلے کو وہ جاری کرنے والے ہیں' اس کے نتیجے میں پنجاب کے جو کھیت ہیں ان کو آب پاشی کے لئے پانی میسر نہیں ہو گا' اس کے نتیجے کے اندر جو کیفیت ہو گی وہ ہمیں foresee کرنا چاہئے اس لئے میں اپنے اس معزز بھائی سے کہ جو حکومتی بنچوں کے اوپر بیٹھے ہیں اور اس نے کھڑے ہو کر روا روی کے اندر' یہ ایک ہماری عادت بن گئی ہے کہ اگر اپوزیشن نے کوئی اچھی بات بھی پیش کرنی ہے تو گورنمنٹ بنچز نے اس کی مخالفت کرنی ہے۔ حالانکہ اپوزیشن کی طرف سے ایسا رویہ نہیں ہے۔ کل وزیراعلیٰ صاحب نے یہ بات کہی کہ یہ جو دو بل پیش ہو رہے ہیں ان کو متفقہ طور پر پاس ہونا چاہئے۔ ہم نے محسوس کیا کہ یہ بالکل ٹھیک بات ہے سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر گھر ملنا چاہئے۔ اسی طرح اوپر گیلری میں جو ہمارے صحافی بھائی بیٹھے ہیں یہ اہل صحافت کی یہاں نمائندگی کرتے ہیں یقیناً ان کو بھی گھر ملنے کی سہولت میسر آنی چاہئے اس لئے ہم نے اس کو بالکل oppose نہیں کیا۔ ہم نے متفقہ طور پر ان بلوں کو پاس ہونے دیا ہے اس لئے میری التماس یہ ہے کہ براہ مہربانی ایسی جو قرار دادیں ہوتی ہیں جو بالکل national interest کی ہیں محض اس بنیاد پر kill کر دینا کہ یہ اپوزیشن نے پیش کی ہیں یہ درست رویہ نہیں ہے اس لئے میں پورے ایوان سے یہ التماس کروں گا کہ براہ مہربانی اپنے گوڈے گٹوں کے اندر جان پیدا کریں اور وہ جو ایک آدمی نے اٹھ کر no کہہ دیا ہے آپ سارے لوگ مہربانی کر کے اس سے disagree کریں۔ یہ میرے اور آپ کی معیشت کا بھی معاملہ ہے خدارا! اس کے اوپر غور فرمائیں۔ ایک سادہ سی قرار داد ہے اس کو تو براہ کرم پاس ہونے دیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ اعجاز احمد!

شیخ اعجاز احمد: میرے فاضل دوست جنہوں نے ترمیم دی۔ بڑے سیاق و سباق اور facts and figures کے ساتھ یہاں پر اس قرارداد پر روشنی ڈالی۔ میں تو جب سے یہ اسمبلی چلی ہے دیکھتا یہ آرہا ہوں

کہ ایک قرارداد پہلے پیش ہوئی تھی جس میں اس ایوان نے چودھری پرویزالٰہیٰ صاحب کو خراج تحسین پیش کیا تھا کہ انہوں نے حقیقی جمہوریت لانے کے لئے جو کوششیں کی ہیں اس پر محترمہ نے ایک قرار داد دی تو اس پر ہم نے اپنی reservations launch کیں۔ اس کے علاوہ جتنا business آج تک ہوا ہے اس میں جو ہمارے ذہن میں بات آتی ہے constructive opposition کا جو کردار ہمیں ادا کرنا چاہئے وہ ہم کرتے چلے آرہے ہیں۔ میرے فاضل دوست میرے سینئر ساتھی کرتے چلے آرہے ہیں لیکن آج یہ جو قرارداد ہے میں یہ دعوٰی کے ساتھ بات کرتا ہوں کہ اس مسئلے پر آپ Treasury Benches کے تمام لوگوں کو اکٹھا کرلیں کیونکہ ابھی تو یہ سلسلہ چلے گا' اس پر time fix کرلیں اور افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ پنجاب کے اس معزز ایوان میں جہاں پر ہم سب مسلمان ہونے کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کشمیریوں کے سلسلے میں simple ایک قرارداد آئی ہے جو متفقہ طور پر ہم نے بیٹھ کر unique قسم کی قرارداد تیار کی ہے اس میں' میں تو یہ سوچ رہا ہوں اور میں اس کو بار بار دیکھ رہا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے اٹھ کر جو یہ کہا ہے کہ I oppose it. تو انہوں نے اس کو کیا oppose کرنا ہے؛ میں نے اس قرارداد میں جنرل مشرف کا تو کوئی ذکر نہیں کیا' میں نے یہاں پر یہ تو کوئی ذکر نہیں کیا کہ کشمیریوں کی قیادت جو ہے وہ treasury benches کے ساتھ ملی ہوئی ہے تو کیا ایسی قیامت آ گئی ہے کہ اس کو oppose کرنا پڑ رہا ہے۔ میں اپنی بات کو یہاں پر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قرارداد پیش کرنے کی مجھے ضرورت کیوں محسوس ہوئی کہ میں کیوں یہ قرارداد پیش کروں یا میرے ساتھی اس قرارداد کو کیوں پیش کریں اس کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؛ آپ اگر پاکستان کی ہسٹری کو دیکھیں تو جب بھی پاکستان کے اندر جغرافیائی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں اس وقت امریکہ بہادر کو اپنی پالیسیوں کو as it is implement کروانے کے لئے ایک ڈکٹیٹر کی ضرورت پڑی ہے۔ وہ اگر جنرل ضیاء کی صورت میں اس کو یہاں پر impose کیا گیا اور ایک منتخب وزیراعظم کو اس وقت تختہ دار پر لٹکایا گیا تو یہ بھی ہماری تاریخ کا سیاہ باب ہے۔ ہم اس کو endorse نہیں کرتے۔ اس کے بعد امریکہ بہادر نے جنرل ضیاء الحق کو صرف اس لئے پلانٹ کیا کہ اس وقت وہ افغان وار کے ذریعے Russia کے حصے بخرے کرنا چاہتا تھا تاکہ Russia جو ایک سیکنڈ سپر پاور بن کر ابھر رہی ہے اسے وہ ملیامیٹ کر سکے' صفحہ ہستی سے اس کا نام مٹا سکے اور پھر فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ Russia کو افغان وار

کے ذریعے ملیا میٹ کیا گیا۔ اس کے بعد اب دوبارہ پاکستان کو نقصان پہنچانے کے لئے' پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کو نقصان پہنچانے کے لئے' عراق کو تباہ و برباد کرنے کے لئے' مسلم امہ کو نقصان پہنچانے کے لئے اور کشمیر پر یوٹرن دلوانے کے لئے اور کشمیر کو بفر سٹیٹ قرار دلوا کر جس طرح سعودی عرب میں اپنی فوجیں بٹھائی ہوئی ہیں اسی طرح وہ کشمیر کے اندر اپنی فوجیں بٹھا کر ہمارے نیوکلیئر پروگرام پر devices نصب کرنے کے لئے یہ پورا پلان کیا گیا اور nine eleven کا واقعہ اس بات کا کھلا اور بین ثبوت ہے۔ [*******]

جناب ڈپٹی سپیکر: personal remarks حذف کئے جاتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: وہ شب خون مار کر اس پرائم منسٹر کی 2/3 کی اکثریت والی حکومت کو جنہوں نے پاکستان کو ناقابل تسخیر اسلام کا قلعہ بنایا اور اب ستم ظریفی دیکھیں کہ کبھی امریکہ کے کہنے پر نیوکلیئر پروگرام کی بنیاد رکھنے والے کو پھانسی دے دی جاتی ہے اور اس کے بعد اس پروگرام کو پاکستان کے اندر متعارف کروانے والے سائنسدان کی ڈی بریفنگ کی جاتی ہے۔ اسے اور اس کے ساتھیوں کو تذلیل کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جب امریکہ بہادر فون کرتا ہے کہ آپ ایٹمی دھماکے نہ کریں' ہم آپ کو منہ مانگی قیمت دینے کے لئے تیار ہیں' آپ کی حکومت کو تحفظ دینے کے لئے تیار ہیں تو میاں نواز شریف اس وقت اس پاکستان کا مسیحا بن کر اس ٹیلی فون کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھتا ہے۔ وہ ایک ٹیلی فون کرتے ہیں اور وہ چار دھماکے کرتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ جس نے اس پروگرام کو متعارف کروایا' امریکہ بہادر نے ہماری فوج کے چند جرنیلوں کے ٹولے کو استعمال کر کے اسے پھانسی دلوا دی۔ قدیر خان کی ڈی بریفنگ ہو رہی ہے اور اس کے بعد میاں نواز شریف کو جلاوطن کر دیا۔ انہی کے ایجنڈے کو آگے بڑھاتے ہوئے جب یہ معاملات آگے چلے تو آج عالم یہ ہے کہ کشمیر کے اوپر ہم نے یوٹرن لے لیا ہے اور جس طرح میرے فاضل بھائی نے کہا کہ جنرل مشرف صاحب نے ایک بریفنگ میں یہ بات کہی کہ ہم اقوام متحدہ

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

والے استصواب رائے والے معاملے کو press نہیں کرتے۔ کیوں ہم press نہیں کرتے؛ چالیس سال پہلے اگر ہمیں یہ بات یاد نہیں آئی' وہاں پر جو boundary wall لگائی جا رہی ہے کیا وہ ہمارے جرنیلوں کے علم میں نہیں ہے کہ وہ باڑ وہاں پر کیوں لگائی جا رہی ہے؛ یہ national interest کی قرارداد ہے۔ ہم نے وہاں پر ہزاروں سینکڑوں قربانیاں دی ہیں۔ شہیدوں کا لہو ہمیں پکار رہا ہے' جن ماؤں اور بہنوں کی عصمت دری کی گئی ہے' گینگ ریپس ہوئے ہیں' آرمی نے وہاں پر دن دیہاڑے گھروں میں داخل ہو کر لوگوں کی ہڈیاں تک نوچ لی ہیں' ان کے جسموں کو داغا گیا ہے اور مجھے شرم آ رہی ہے کہ آج یہاں میرے ایک فاضل دوست نے اس قرارداد کو پڑھے بغیر اس کو oppose کیا ہے۔ وہ جب مائیک پر آئیں گے تو وہ جائیں گے کہ انہیں کیا اعتراض ہے تو اس پر ہم دوبارہ بات کریں گے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ حقائق اور یہ واقعات جو اس وقت ہمارے ملک کو درپیش ہیں ان کے پیش نظر کشمیری قیادت جنہوں نے قربانیاں دی ہیں اور جس طرح کہ قائد اعظم محمد علی جناح نے کہا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور وہ اسے اپنا اٹوٹ انگ کہتے آ رہے ہیں۔ ہمیں اپنے principle stand پر back out نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں کشمیریوں کی اخلاقی اور قانونی مدد کرنی چاہئے اور وہ اپنے حق خودارادیت کی حمایت کے لئے آج تک لڑتے آ رہے ہیں۔ اس پر ہمیں کسی قسم کی سیاست اور اس بات سے بالاتر ہو کر کہ یہ قرارداد اپوزیشن بنچز سے آئی ہے یا ٹریژری بنچز سے آئی ہے' ہمیں وہاں ہزاروں کی تعداد میں شہید ہونے والے لوگوں' ان ماؤں کو جن کے نوجوان بیٹوں کو انہوں نے شہید کر دیا ہے اور ان بہنوں کو یہ message دینا ہے کہ پنجاب کا یہ غیرت مند ایوان آپ کے حق خودارادیت کی حمایت کرتا ہے اور آپ کی اخلاقی اور قانونی حمایت بھی کرتا ہے تو ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہوئے تمام دوستوں سے میری یہ گزارش ہے اور آپ سے بھی میری humble request ہے کہ اس قرارداد میں کوئی ایسی قابل اعتراض بات نہیں ہے تو ہمیں good message convey کرنا چاہئے۔ جب press میں یہ بات آئے گی اور حقیقی کشمیری قیادت جب اسے پڑھے گی تو ان کی ڈھارس بندھے گی' وہ ہمیں دعائیں دیں گے اور یہ سوچیں گے کہ پاکستان کے مسلمان اور پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کے منتخب نمائندے اور یہاں پر 371 لوگ نہیں بیٹھے ہوئے بلکہ پنجاب کے کروڑوں عوام کے نمائندہ افراد یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں تو ہمیں اس قرارداد کو unanimously منظور کرنا چاہئے' میں اس کے لئے تمام دوستوں کا

مشکور ہوں گا۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں اور رانا صاحب نے یہ بات کی ہے۔ جس طرح کہ ہمارے دوستوں نے فرمایا ہے یہ بڑا sensitive مسئلہ ہے۔ میں اس پر حکومتی موقف آنے سے پہلے convey کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے ایسی بات نہیں ہونی چاہئے کہ کشمیریوں کو یہاں سے پہنچنے والا message ایسا نہیں ہونا چاہئے جو ان کی جدوجہد اور سارے کاز پر پانی پھیر دے تو میں درخواست کروں گا کہ لاء منسٹر اس پر پہلے حکومتی موقف بیان کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! پہلے ملک صاحب چار پانچ منٹ کے لئے بات کریں گے اور اس کے بعد میں بات کروں گا۔ میں اس معزز ایوان کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس ایوان کی طرف سے یا اس ایوان کے اس floor سے کوئی ایسی بات نہیں ہوگی کہ جہاں ہم اپنے کشمیری بھائیوں کی پالیسیوں، ان کے نظریات، ان کی سوچ یا ان کے خیالات سے انحراف کرتے ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے positive بات ہوگی۔ ملک صاحب بات کر لیں۔ ان کے بعد میں بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، جناب سپیکر! شکریہ۔ میری گزارش یہ ہے کہ پہلے تو بنیادی طور پر ایک قرارداد کی بات ہے اور پھر ہمارے معزز ممبر نے اس کے اندر ایک amendment پیش کی، اس کی بات ہے۔ اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ کشمیر میں جو زیادتیاں ہو رہی ہیں ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ بھارتی مظالم کیا ہیں ہم اس سے بھی اتفاق کرتے ہیں لیکن اس قرارداد کے ذریعے ہم جو message دینا چاہ رہے ہیں اس کو پہلے ذرا clearly implicate کر لیں کہ وہ ہے کیا؟ for instance ہم اس بات کا تصور کر لیتے ہیں کہ جیسے ابھی ارشد محمود بگو صاحب نے apprehension کی اور مجھے افسوس ہوا، اس سے پہلے شیخ اعجاز صاحب نے بھی کہا اس بات پر بھی ہمیں افسوس ہے۔ آج

تک ہم نے کبھی ان کے version کو negate نہیں کیا۔ پارلیمنٹ کے اندر بیٹھ کر یہ pre-judge کرنا کہ کون اس کے بعد کیابات کرے گا' اس کی liking and disliking اور اس کا کیا message convey ہو گا' As a parliamentarian we should have a mature attitude. اب میں جو بات کہنے لگا ہوں I am representative of people, I am sitting on government benches. میں نے اس قرارداد کو سوچ سمجھ کر oppose کیا ہے I don't understand, how can they say? کہ یہ کوئی ایسا غلط message نہ دے دیں۔ ہمارے معزز لاء منسٹر ہمارے لئے بڑے respected ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک صاحب پانچ منٹ کے لئے بات کریں گے' لیکن ہم پاکستان کے قومی مفاد میں جو بات کہنا چاہ رہے ہیں' کشمیر کاز کے لئے آج تک پاکستان نے پچپن سال کی قربانی دی ہے اسے مد نظر رکھتے ہوئے' آج تک اس عوام نے کشمیر کاز کے لئے جو اپنا گلا کٹوایا ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے کشمیری بھائیوں کا ساتھ دینے کے لئے اس حکومت کا وہ موقف جو پچھلے دو سال سے بڑے واضح انداز میں بار بار اقوام متحدہ کونسل کو سامنے رکھتے ہوئے اور پاکستانی حکومت کی فارن پالیسی کو سامنے رکھتے ہوئے ہوگا اور اسی لحاظ سے ہم ذمہ داری کے ساتھ بات کریں۔ ہم قطعی طور پر اس موقف سے پیچھے ہٹنے کی بات نہیں کر رہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ایک بات میں آپ اپنے آپ کو چیلنج کرنا چاہیں کہ کشمیر کی بات کریں۔ چلیں 1988 سے وسیم اختر صاحب نے بھی ذکر کیا اور since 1989 ایک ریکارڈ پیش کیا۔ پوری دنیا کی چار ایجنسیوں کی رپورٹ ہے' ان ایجنسیوں کی رپورٹ ہے جنہیں دوبارہ یہ مبصر بنانے کی بات کر رہے ہیں۔ کہاں پر اقوام متحدہ کی اس قرارداد کے اندر جہاں پر plebiscite کا حوالہ دیا گیا ان کلاز میں سے کسی ایک جگہ پر بھی یہ لکھا گیا۔ یہ قرارداد جو وہ پیش کر رہے ہیں تو اسی کی amendment کے اندر اسی قرارداد کے contents کو negate کر رہے ہیں۔ کشمیر کی بات کو سنجیدگی سے لیجئے' کشمیر کی بات کو عالمی تناظر میں دیکھئے۔ کشمیر کی چودہ سے زائد ایسی تنظیمیں موجود ہیں جن پر ہم کہتے ہیں کہ حقیقی کون ہے اور حقیقی کون نہیں ہے۔ حریت کانفرنس والے حقیقی ہیں۔ پنجاب اسمبلی میں بیٹھ کر کچھ لوگ جن کے ایسے مفادات اس آرگنائزیشن کے ساتھ وابستہ ہیں ان کو حقیقی کہہ دیں تو وہ لوگ جو حریت کانفرنس کے اندر نہیں ہیں اور اسی indigenous movement

میں شامل ہیں تو کیا آپ ان کو حقیقی نہ کہیں گے؛ ہماری گزارش یہ ہے کہ حکومت پاکستان کے موقف' وزارت خارجہ کے موقف کو ذرا clear context میں رکھ لیں۔ there should be a thick line of demarcation in between کہ جو حکومت پاکستان اور عالمی رائے عامہ آج کہہ رہی ہے وہ کیا ہے؛

میں پانچ بنیادی باتوں پر بات کرنا چاہتا ہوں اور میرا پہلا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ یہ جوقرارداد پیش کی گئی ہے اس کو میں تین حصوں میں پڑھتا ہوں' پہلا factual ہے ہمیں اس پر اتفاق ہے'ہم اس قرارداد کے ساتھ ہیں۔ دوسرا اپنا opinion ہے' اس پر ہمیں کچھ اختلاف ضرور ہے اور تیسرا ایک ایسی سٹیٹمنٹ ہے جو میں آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں کہ

"نیز یہ ایوان ہندوستانی حکومت کی جانب سےکشمیریوں کے نام نہاد لیڈروں سے
مذاکرات کو مسترد کرتا ہے۔ ایسے مذاکرات کو ضروری سمجھتا ہے کہ جس میں
پاکستان'ہندوستان اور کشمیریوں کی حقیقی قیادت شامل ہو۔"

اب میری یہ گزارش ہے کہ پہلا بنیادی اعتراض ہمیں اس قرارداد کے contents کے ساتھ ہے جو اس قرارداد کے اندر پیش کیا گیا ہے۔ ہم نے برطانیہ کے اندر House of Commons میں کشمیر کمیٹی کے پاس اس ریفرنس کو سنا۔ we are witness to it وہاں پر کشمیر کی چودہ تنظیموں کے لوگ موجود تھے۔ اس کمیٹی کے اندر انھوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا۔ وہاں حریت کانفرنس کے لوگ بھی تھے' بھارتی نمائندے بھی موجود تھے اور political dialogue ہوا لیکن آج تک کوئی شخص اس کو judge نہیں کر سکا کہ حقیقی لیڈر شپ کے معنی کیا ہیں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ حقیقی لیڈر شپ صرف ایک بینر کے نیچے آ رہی ہے تو میں یہ سمجھوں گا کہ آپ message کو خود اس قرارداد کے ذریعے negate کر رہے ہیں۔ دوسرا موقف ہے کہ اب پاکستان کی خارجہ پالیسی کے پچھلے 55 سال کا قتل عام ہم دیکھ رہے ہیں۔ مجھے یہ بات کہنے دیں کہ میں گورنمنٹ بنچوں پر بیٹھا ہوں اور میں پارلیمانی سیکرٹری ہوں لیکن میں اپنے ضمیر کی آواز کو نہیں دبا سکتا۔ I will state straight away کہ 55 سال سے ہم نے اپنے اس ملک کے ساتھ پاکستان کے ساتھ کشمیر کے ساتھ یکجہتی کے لئے بہت سی بنیادی چیزوں کو بھی پیچھے چھوڑا۔ آپ کو فوج پر جھگڑا رہتا ہے کہ فوج کے پاس اتنے فنڈز کیوں ہیں؛

جرنیل اتنے طاقتور کیوں ہو گئے ہیں؟ آپ نے اتنے فنڈز ان کو کیسے دے دیئے؟ تو وہ کون سا بنیادی cause ہے کہ جو ہمیشہ فوج کو طاقتور کرواتا ہے وہ کشمیر cause ہے۔ ہم چپکے نہیں سنتے لیکن politicize نہ کریں اور قومی مفاد میں دیکھیں۔ آج وفاقی وزارت نے اسی SAARC SUMMIT پہ---

This is not an old issue. It is hardly a month back. They made a clear statement... it was a joint statement made by Pakistani Foreign Minister and Mr Yashvant Sinah, Indian Foreign Minister. It was a joint statement in which they said that we will find a peaceful solution to Kashmir and after 55 years this is for the first time in the history that two Foreign Ministers of the Pakistan and India had made a joint statement looking for a peaceful solution. Can you take any solution without having a political dialogue? Can you just say that indigenous movement going on in Kashmir that movement for freedom, that Indian terrorism and that Kashmiri Mujahidin activities, can just keep it up without the political dialogue?

ہماری اس وقت کی جو صورتحال ہے کہ صدر مشرف نے اپنی تقریر میں بڑا clearly کہا۔ ان کی بہت سی باتوں پر ہمارے دوستوں کو اعتراض ہوتا ہے اور ہم خاموشی سے سن کر بھی جاتے ہیں لیکن جس بات پر حق سچ میں national cause کی بات ہو گی تو اس کو کہنے میں کوئی ممانعت نہیں ہونی چاہئے۔ انھوں نے کہا ہے کہ ہم United Nations کی قراردادوں سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ اس کی قرارداد کیا ہے؟ ہم پوری تفصیل میں نہیں جا رہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر 55 سال میں آپ نے اس کا حل نہیں نکالا اور آج آپ کی ایک نئی فارن پالیسی اس بارے میں بن رہی ہے۔ ہم برملا کہتے ہیں کہ آپ کی نئی فارن پالیسی بن رہی ہے، جذباتی بات کرتے جائیں، تقریر کرتے جائیں اور اس کا کوئی حل نکالیں یا نہ نکالیں لیکن اس معاملے میں اقوام متحدہ کی قرارداد آج بھی بنیادی دستاویز ہے۔ اسی کے ذریعے بھارت کے ساتھ جو مذاکرات ہو رہے ہیں تو پہلا بنیادی issue وہی ہے۔ آپ اسی پر ہی بات کریں گے۔

تیسری چیز جس کی ہم نشاندہی کر رہے تھے کہ کشمیر کی حقیقی لیڈر شپ' دونوں ممالک کی حقیقی لیڈر شپ اس پر مذاکرات کریں گے۔ ہمیں ان الفاظ پر اعتراض ہے اس لئے ہم نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے۔ آپ ان الفاظ کو تبدیل کر کے بنیادی طور پر ٹھیک کر کے لے آئیں۔ ہم بالکل ان کے حق خودارادیت کے ساتھ ہیں۔ ہم ان کے ساتھ پورا تعاون کریں گے بلکہ پوری طرح سے اسے متفقہ طور پر آپ کے سامنے پاس کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): میں نے بھی اسے oppose کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! oppose کرنا یا اس کو پیش کرنے کو اس وقت issue نہ بنایا جائے کیونکہ جس طرح ملک صاحب نے کہا ہے اور ان سے پہلے شیخ صاحب نے بھی کہا ہے کہ بلاشبہ یہ ایک ایسا issue ہے کہ جس پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے ہمیں انتہائی ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میں یہاں اس معزز ایوان میں اس بات کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ملک صاحب نے بھی کہا ہے کہ اس قرارداد کو oppose کرنے سے ہمارا قطعی طور پر یہ مقصد نہیں تھا کہ ہم خدانخواستہ کشمیر کے سلسلے میں جو ہمارا ایک موقف چلا آرہا ہے اس سے ہم پیچھے ہٹ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بالکل طے شدہ بات ہے کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ کشمیریوں کے حقوق کے حوالے سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جس طرح آپ بات کرتے ہیں' ہم بھی بات کرتے ہیں اور ہمارا موقف ایک ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس حقیقت کو بھی سامنے رکھنا چاہئے کہ مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر نا صرف ہم روایتی طور پر بلکہ ہمیشہ یہ کہتے رہے ہیں کہ مسئلہ کشمیر کو اجاگر کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے اجاگر کرنے سے چند قدم آگے جا کر مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے جو رویہ اپنایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج تک کسی بھی حکومت نے اس طرح sincerity کے ساتھ وہ کوششیں نہیں کیں اور میں حق بجانب ہوں یہ بات کہنے میں کہ کشمیر کی ساری جدوجہد میں تاریخ میں پہلی بار کشمیریوں کو ایک امید کی کرن نظر آرہی ہے۔ مذاکرات کا

ایک مثبت دور شروع ہوا ہے۔ میری آپ سب بھائیوں سے یہ استدعا ہو گی کہ ہمیں اس وقت کسی بھی بحث میں الجھ کر یا حکومتی یا اپوزیشن کی تقسیم کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہئے کہ جس سے جو ماحول اس وقت بنا ہوا ہے وہ سبوتاژ ہو۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اسمبلی، صوبائی اسمبلی ہے ہمیں رہنمائی قومی اسمبلی سے لینی چاہئے، ہمیں اپنے محکمہ خارجہ سے رہنمائی لینی چاہئے کہ اس وقت جو حکومت پاکستان کا stance ہے اس فورم سے اس stance کو مضبوط کرنے کے لئے قرارداد پیش ہونی چاہئے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر ہم اس stance کو کمزور کرنے کے لئے کوئی عجلت میں لکھی گئی ایک قرارداد یہاں پر لے آئیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ خدانخواستہ کوئی بھی شخص اس کو پڑھتے ہوئے اس کو interpret کرتے ہوئے یہ تاثر لے کہ شاید ہمارے موقف میں کوئی دو رائے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس موقف سے زیادتی ہو گی اس لئے میں اس ایوان کے تمام معزز اراکین سے یہ استدعا کروں گا کہ یہ ایک بہت sensitive معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاؤس کا وقت مزید 15 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، ہمیں قطعی طور پر اس بات سے اختلاف نہیں کہ ہمیں کشمیری بھائیوں کی جدوجہد کو مضبوط کرنے کے لئے اپنے موقف کا اظہار کرنا چاہئے، اپنے ردعمل کا اظہار کرنا چاہئے اور ایک قرارداد نہیں ہمیں درجنوں قراردادیں منظور کرنی چاہئیں جو ان کے موقف کو مضبوط کر سکیں اس لئے اگر ہم کشمیری بھائیوں کے موقف کو مضبوط کرنے کے لئے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں یہ چاہئے کہ ہم آپس میں مل بیٹھیں۔ یہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس کو pend فرمائیں۔ ہم آپس میں بیٹھتے ہیں اور ایک ایسی قرارداد لے کر آتے ہیں کہ جو صحیح معنوں میں ہمارے کشمیری بھائیوں کے جذبات کی عکاسی بھی کرتی ہو اور ہمارے اس عزم کا اظہار بھی ہو کہ ہم مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے sincere ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ کشمیری عوام کی امنگوں کے مطابق، حکومت پاکستان کی خواہشات کے مطابق اور پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مطابق حل ہو گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم بیٹھ کر ایک علیحدہ سے قرارداد لا سکتے ہیں۔ اس طرح عجلت میں draft کی ہوئی قراردادیں جو میں سمجھتا ہوں کہ اس

stage پر جس طرح ملک صاحب نے point out کیا ہے کہ ایک لفظ لکھ کر حقیقی ' میں سمجھتا ہوں کہ کل interpret کرنے والے اسی کی interpretation شروع کر دیں گے کہ کیا کشمیریوں کی حقیقی قیادت اس میں مذاکرات کر رہی ہے؟ کیا ہندوستان کی حقیقی قیادت اس میں مذاکرات کر رہی ہے یا کہ نہیں تو اس قسم کے ابہام سے بچنے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں مل بیٹھ کر ایک متفقہ قرارداد لانی چاہئے' ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن اس کے contents' اس کی language اور جن چند امور کی ملک صاحب نے نشاندہی کی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کو دور کر لینا چاہئے۔ یہ نہ صرف ہماری ذمہ داری ہے بلکہ اس وقت ملک کے وسیع تر مفاد میں اور کشمیری بھائیوں کے مفاد میں بھی یہی بات ہے کہ ہم کوئی ambiguity پیدا نہ کریں۔ شکریہ

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب سے پہلے میرے فاضل دوست جنہوں نے oppose کیا اور انہوں نے اپنا موقف رکھا اور ان کو کشمیری عوام سے اور ان کے بہے ہوئے خون سے اتنی زیادہ دلچسپی ہے کہ وہ اپنی بات کر کے باہر چلے گئے ہیں۔ اس بات کو منطقی نتیجے تک پہنچانے کے لئے تردد نہیں کیا' صرف oppose کر کے تقریر کی ہے اور تشریف لے گئے ہیں۔ جہاں تک لاء منسٹر صاحب کی offer کا تعلق ہے کہ ہم اس پر بیٹھیں اور عجلت میں تیار کی گئی قرارداد کو ایک ایسے unanimous طریقے سے تیار کریں کہ اس sensitive issue کا اچھا message convey ہو۔ میں لاء منسٹر صاحب کی اس بات سے تو اتفاق کرتا ہوں کہ یہاں ہمیں اس بات پر کوئی ایسا ردعمل show نہیں کرنا چاہئے جس کا کوئی otherwise message باہر convey ہو لیکن میں تو طفل مکتب ہوں' وہ ہمارے بڑے محترم سینئر ساتھی ہیں اور بڑی دیر سے سینئر پارلیمنٹیرین کے طور پر اسمبلی کو چلا رہے ہیں لیکن ایک بات میں بڑی معذرت کے ساتھ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک یہ بات ہے کہ یہ قرارداد عجلت میں تیار کی گئی ہے تو میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ میں نے بالکل اس میں عجلت سے کام نہیں لیا۔ میں ایک ذمہ دار حیثیت سے یہاں پر کھڑا ہوں اور ماسوائے اس بات کے جس کو highlight کیا گیا ہے کہ کشمیریوں کے نام نہاد لیڈروں سے مذاکرات کو مسترد کرتا ہے اور ایسے مذاکرات کو ضروری سمجھتا ہے کہ جس میں پاکستان' ہندوستان اور کشمیریوں کی حقیقی قیادت شامل ہو۔ اس میں بھی میرا نقطہ نظر صرف یہ تھا کہ بطور student of law بھی اور بطور پارلیمنٹیرین بھی کہ وہ بندے جنہوں نے جیلیں کاٹی ہیں'

مصیبتیں برداشت کی ہیں' جو کشمیریوں کی حقیقی قیادت ہے اور حکومت پاکستان کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ وہ کون سی حقیقی قیادت ہے اور کن بندوں کو ان مذاکرات میں سے out کیا جا رہا ہے اور اس کے after effects کل کو کیا ہونے والے ہیں اور اس آقا کو خوش کرنے کے لئے یہ ساری exercise کی جا رہی ہے۔ میری صرف یہ درخواست ہے کہ اس آخری portion میں اگر نام نہاد لیڈروں کی شمولیت پر اعتراض کا جو جملہ ہے اس کو ہم بیٹھ کر ابھی نکال دیں تو باقی قرارداد میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں categorically دوبارہ آہستہ آہستہ بغیر عجلت کئے پڑھ دیتا ہوں تاکہ معزز ایوان اس بات پر آج ہی unanimous decision لے لے۔ اگر لاء منسٹر صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں واقعی اتنے زیادہ ابہام پائے جاتے ہیں یا اتنے زیادہ کوئی lacunas ہیں تو پھر ہم بیٹھنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ ہمیں اچھے message دینے چاہئیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس پر جتنی ہم بات کریں گے اتنا confusion بڑھے گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ consensus اس بات پر ہے کہ ہم اس کو بیٹھ کر re-draft کر لیتے ہیں اور متفقہ طور پر قرارداد لے آتے ہیں کیونکہ کل تو پرائیویٹ ممبرز ڈے نہیں ہے' بعد میں جب بھی پرائیوٹ ممبرز ڈے ہوگا متفقہ طور پر قرارداد آجائے گی۔ یہ pending ہو رہی ہے' kill نہیں ہو رہی۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں اس میں کچھ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری ملک صاحب ہمارے دوست ہیں' وہ ماشاء اللہ تقریر کرتے ہیں اور تقریر کے بعد باہر پانی پینے چلے جاتے ہیں یا چائے پینے چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے مکمل agree کیا ہے صرف اس point پر انہوں نے disagree کیا ہے کہ یہ نام نہاد لیڈر ہیں باقی same ہے۔ کشمیریوں کو ہم پیغام دے رہے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہیں' ہم دامے درمے سخنے ان کے ساتھ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ "نام نہاد" کا لفظ نکال دیں اور اسی قرارداد کو آپ پیش کر لیں---

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! جب یہ بات طے ہو گئی ہے کہ آج ہمیں پیغام یہ دینا چاہئے کہ حکومت اور اپوزیشن اس بات پر متفق ہیں کہ کشمیر اور کشمیری بھائیوں کے متعلق وہ متفقہ قرارداد لائیں گے۔ آج ہم بیٹھ جاتے ہیں اور متفقہ قرارداد لے آتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! I am one of the movers. میں اس میں التماس یہ کرتا ہوں کہ ہر چیز کو pend کرنے کا جو طریقہ کار ہے یہ بھی اچھا نہیں ہے۔ اب ایک چیز یہاں پر آئی ہے اور اس پر بحث ہوئی ہے، پریس نے نوٹ کیا ہے اور کل کو یہ reflect ہونی ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جو چیز قابل اعتراض ہے یہ ابھی نکال سکتے ہیں---

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلنا ہے یا ان کی خواہش کے مطابق چلنا ہے؟ آپ ہر بار یہ کہتے ہیں کہ یہیں بات کر لیں، یہیں کھڑے ہو کر بات کر لیں۔ چند معاملات ایسے ہوتے ہیں جہاں ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کشمیر کے اوپر ڈائیلاگ بھی چل رہے ہیں اور اس وقت واقعی اس بات کی ضرورت ہے جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ایک متفقہ قرارداد کشمیریوں کے حق میں آنے۔ اس پر پرائیویٹ ممبرز ڈے کی کوئی قید نہیں ہے، متفقہ طور پر قرارداد ہاؤس میں کسی وقت بھی لائی جاسکتی ہے اور اس کی روایت موجود ہے کہ جب بھی کبھی اپوزیشن اور ٹریژری بنچز میں کسی بات پر اتفاق ہوا تو اس پر قرارداد لائی جاتی رہی ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ کل بھی اجلاس ہے تو کشمیر کے issue پر ایک متفقہ قرارداد پیش کر کے متفقہ طور پر ہاؤس کل ہی پاس کر دے تاکہ کشمیری قیادت کو، کشمیری عوام کو بلکہ پوری دنیا کو اس معزز ایوان کی طرف سے ایک اچھا پیغام جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں پہلے سے اس بات پر اتفاق کر رہا ہوں کہ متفقہ قرارداد آنی چاہئے اور آج ہی پیغام جانا چاہئے کہ اپوزیشن اور ٹریژری بنچز میں مل کر ایک متفقہ قرارداد لانے کا فیصلہ ہوا ہے' یہ ایک positive message ہو گا لیکن ہر بات پر اس کا پابند کر دینا کہ کل ہی یہ ہو جانا چاہئے تو اس سے پہلے بھی میں نے دو تین معاملات میں کہا ہے کہ اب چار بجیں بج جائیں گے اور اس اجلاس کے بعد ہم meetings میں یہ سلسلہ شروع کر دیں گے کہ کل یہ بات بھی کرنی ہے تو ہمیں تھوڑا سا سوچنے کا موقع بھی دینا چاہئے لیکن میں آپ کو اتنا یقین دلاتا ہوں کہ ہم آج ہی آپس میں بیٹھ کر ایک بات طے کر لیتے ہیں اور اگر آپ کہیں گے بلکہ میری یہ ذاتی طور پر تجویز ہو گی کہ ہمیں foreign office کا موقف بھی لینا چاہئے' ان کا بندہ بھی یہاں پر موجود ہونا چاہئے۔ ہم چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کریں گے تاکہ کم از کم ایک ایسی قرارداد آئے جس طرح رانا صاحب نے خود فرمایا ہے کہ اس وقت انتہائی نازک حالات ہیں اور ان حالات میں ہمیں کوئی ایسا فیصلہ نہیں کرنا چاہئے' کوئی ایسی interpretation نہیں کرنی چاہئے کہ جس میں سارا معاملہ sabotage ہو جائے۔ پنجاب اسمبلی کوئی چھوٹا ایوان نہیں ہے۔ اس ملک کے ایک بڑے صوبے کا بڑا ایوان ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں انتہائی ذمہ داری کے ساتھ وقت لے کر اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے قرارداد لانی چاہئے۔ آپ ہی کی طرف سے آئے لیکن کم از کم تھوڑا سا ہمیں موقع دیجئے۔ آپ کل ہی اس کی میٹنگ کر لیجئے لیکن یہ نہ کہئے کہ کل ہی قرارداد پیش ہو۔ اگر ہمارا اتفاق رائے ہو جاتا ہے تو بے شک آپ کل ہی متفقہ قرارداد جمع کروا دیں۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر ، گزارش یہ ہے کہ ملک احمد علی صاحب نے ایک بات کی کہ جناب ہم حق خود ارادیت کے stand پر تو قائم ہیں لیکن یہ بات تو on record ہے کہ محترم جنرل مشرف صاحب نے خود ٹیلی وژن پر یہ بات کہی اور اخبارات بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس بات کو press نہیں کریں گے اور اقوام متحدہ کی متفقہ قرارداد سے ہٹ کر بھی معاملات کو طے کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اب اگر اس شخص سے مشورہ کرنا ہو تو ہم اس شخص سے مشورہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں پھر یہی بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کیوں confuse کرتے ہیں؛ ہماری قیادت ہے' ہم نے اس سے مشورہ کرنا ہے' ہم نے اپنی قیادت کی سوچ کو آگے لے کر چلنا ہے' ہم نے اپنی قیادت کی پالیسی کو آگے لے کر چلنا ہے۔ وفاق میں پاکستان مسلم لیگ (قائداعظم) کی حکومت ہے اور ہم نے اپنی حکومت کی پالیسیوں کو آگے لے کر چلنا ہے۔ ہم نے یہاں پر slogan بن کر اور کسی کے ہاتھوں پر گماں بن کر تو فیصلے نہیں کرنے ہیں۔ ہم نے اپنی قیادت کی پالیسی کو آگے لے کر چلنا ہے۔ اپنا موقف آپ کو دینا ہے' اپنے موقف سے آپ کو قائل کرنا ہے اور آپ کے موقف سے ہم قائل ہوں گے اور consensus develop کریں گے۔ خدا کے لئے آپ کیوں اس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ فلاں فلاں سے مشورہ نہ کیا جائے' ہم تو کسی سے مشورہ نہیں کریں گے لیکن آپ کہاں سے مشورہ لے کر آئیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! یہ تو پہلے ہی امریکہ کے یرغمال بنے ہوئے ہیں وہ ان اداروں کے حوالے سے یہ کہیں کہ ہم کسی کے یرغمال نہیں بننا چاہتے۔ یہ تو already امریکہ کے یرغمال بنے ہوئے ہیں۔ جس طرح ان کو وہاں سے کہا جاتا ہے اسی طرح یہ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے دونوں کی رائے سن لی ہے اور تقاریر بھی سن لی ہیں میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ دونوں کی رائے میں اتفاق اس بات پر پایا جاتا ہے کہ متفقہ قرارداد یہاں سے پیش کی جانے کیونکہ یہ ہاؤس کی قرارداد ہے' یہ پنجاب کی قرارداد ہے' یہ پاکستان کی قرارداد ہے اور کسی کو اس بات پر اعتراض نہیں ہے کہ کشمیر کے کاز کے سلسلہ میں اس کی رائے مخالفت میں جانے اس لئے اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے میں رولنگ دیتا ہوں کہ اس کو پینڈنگ کیا جاتا ہے اور اتفاق رائے سے اس قرارداد کو پیش کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرارداد جناب جنوں خان لغاری' جناب محمد ابراہیم خان' جناب غزالی رحیم خان پتافی' محترمہ شمیم اختر' محترمہ درشہوار نیلم' جناب محمد محسن خان لغاری' سید محمد رفیع الدین بخاری' جناب احمد نواز' سید محمد نذر محمود شاہ' رانا اعجاز احمد نون' جناب عابد حسین چٹھہ' رائے منصب علی' ملک صادق محمد گنجیال اور سید عبدالعلیم شاہ صاحب کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں گے۔

فورٹ منرو کو ترقی دیا جانا

جناب محمد محسن خان لغاری، میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ،

"یہ ایوان حکومت پنجاب سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ نیو مری کی طرز پر جنوبی پنجاب کے صحت افزاء مقام فورٹ منرو کو بھی develop کیا جائے اور اس منصوبے کے لئے نئے مالی سال میں financial allocation کی جائے تا کہ یہ منصوبہ جلد از جلد شروع کیا جاسکے۔"

وزیر مواصلات و تعمیرات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی کے ساتھ میری ابھی بات ہوئی ہے اس ضمن میں اس میں ایک technical lacuna ہے ہم اس کو re-write کرکے دوبارہ پیش کریں گے اور متفقہ طور پر لے کر آئیں گے اس لئے اس کو pend فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو فی الحال pend کر دیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری، جناب سپیکر! وزیر صاحب مجھے تھوڑی سی وضاحت کر دیں کہ اس میں کیا technical lacuna ہے تا کہ میری سمجھ میں بھی بات آجائے کہ اس میں کیا قانونی مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سلسلہ میں پہلے آپ کی ان سے بات ہو چکی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں کہ اس میں یہ بات ہے کہ اس کو نیو مری ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے pattern پر کیا جائے اور آنے والے سال میں financial allocation کی جائے۔ جب تک نیو مری ڈویلپمنٹ اتھارٹی بن نہ جائے اس وقت تک financial allocation نہیں دی جا سکتی۔ یہ میرے بھائی ہیں میں اپنی گزارشات ان کو پیش کر دوں گا اور یہ جیسے بھی فرمائیں گے تو اس کو فریم کرکے دوبارہ پیش کر دیں گے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سید عبدالعلیم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہم اس بات سے اتفاق بھی کرتے ہیں چودھری صاحب آج ہی اس ایوان میں یہ فرما دیں کہ جس طرح نیو مری کا بل پیش کیا گیا ہے کیا یہ on the floor of the House یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ اس کو pend کرنے کے بعد جب ہم دوبارہ پیش کریں تو کیا یہ اس وقت تک نیو مری کی طرز پر نیو فورٹ منرو ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنا دیں گے۔ اگر یہ اس وقت تک بنا دیتے ہیں تو ہمیں اس کو پینڈ نگ کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس سے پہلے بھی جب معزز رکن قرارداد لے کر آئے تھے تو میں نے ان کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ اگر ہم تھوڑی سی آپس میں مشاورت کر لیا کریں تو شاید اس قسم کے ابہام پیدا نہ ہوں۔ اب اس میں پرابلم یہ ہے کہ جس طرح چودھری ظہیر صاحب نے کہا ہے کہ ہمیں اصولی طور پر اس بات سے اتفاق ہے کہ وہ backward ایریا ہے ۔اس کی development ہونی چاہئے ۔ بے شک یہ جو کہتے ہیں کہ نیو مری کی طرز پر ہو تو اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اب اگر ایک ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو قائم کرنے کے لئے یہ معزز ایوان ایک قرارداد پاس کرتا ہے تو یہ قرارداد پاس ہونے کے بعد حکومت کے پاس جائے گی اور پھر حکومت اس پر فیصلہ کرے گی کہ وہاں پر اتھارٹی بننی چاہئے یا نہیں۔ اگر حکومت اصولی طور پر اس بات کا فیصلہ کر لیتی ہے کہ اتھارٹی قائم ہونی چاہئے تو پھر متعلقہ محکمہ کو کہا جائے گا کہ اس کا بل draft کیا جائے۔ اس بل کو کابینہ کی منظوری کے لئے جانا ہے اور پھر وہ ایوان میں آنا ہے اور ایوان میں اس کی legislation ہونی ہے legislation ہونے کے بعد جب اتھارٹی کا وجود قائم ہو جائے گا تو پھر اس کے لئے حکومت نے financial allocations کرنی ہیں۔ یہ ایک پروسیجر ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ سارے بھائی اس سے اتفاق کرتے ہیں میری استدعا صرف یہ ہے اور میں نے لغاری صاحب کی خدمت میں بھی عرض کی تھی کہ پہلے مرحلے میں آپ حکومت سے یہ سفارش کریں کہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم ہونی چاہئے۔ ایک دفعہ اتھارٹی قائم ہو گئی تو پھر فنانس آپ کا پرابلم نہیں ہے پھر وہ حکومت کا پرابلم ہو جائے گا اور حکومت اس کے لئے فنڈز مہیا کرے گی۔ ہمارا صرف اعتراض یہ ہے کہ حکومت کو اس بات پر پابند کر دینا ہے کہ اگلے مالی سال میں allocations ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو time limit نہ کیا جائے۔

ہم اصولی طور پر اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی بننی چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور بنے گی لیکن اس کا ایک مناسب طریقہ کار اپنانا چاہئے اور اس طریقہ کار کے مطابق چلنا چاہئے۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ ان کی بڑی اچھی قرارداد ہے اور ان کا جائز مطالبہ بھی ہے۔ ہم ان کی help کرتے ہیں یہ ایک سادہ قرارداد ہے جو اس ایوان نے پاس کرنی ہے۔ اس قرارداد کو ویسے بھی کسی کونے میں بھی ڈالا جاسکتا ہے لیکن وزیر قانون اس قرارداد کو پاس کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جو یہ کہہ رہے ہیں بل آئے گا' فنڈنگ ہو گی' یہ ہو گا وہ ہو گا یہ سب تو بعد کی باتیں ہیں۔ ہم تو صرف یہ قرارداد پاس کروانا چاہتے ہیں وزیر صاحب اس کو پاس کرنے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ لہٰذا ہم اپنے دوستوں کے ساتھ ہیں۔ آپ اس قرارداد کو ایوان میں پیش کریں اور ایوان اس کا فیصلہ کرے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ارشد بگو صاحب نے اپنا فریضہ انجام دے دیا ہے لیکن میں اپنے معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ میرا اعتراض صرف اس حد تک تھا کہ اگلے مالی سال میں فنڈز کی allocation کی جائے باقی اتھارٹی بننے کا ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس معزز ایوان کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کا وقت مزید 10 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس ایوان کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلنا ہے اور میں نے تو کل بھی اپنے بھائی کی خدمت میں یہی عرض کیا تھا کہ اس پر amendment دے دیں۔ میں نے تو کل انہیں کہا تھا کہ یہ تو financial allocation کو کاٹنے والی amendments دے دیں ہم آپ کو سپورٹ کریں گے اور آپ میرے ساتھ اتفاق کریں گے۔ جناب! اتھارٹی بنے گی تو اس کے لئے فنڈز آئیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ I am one of the co-movers میں نے اس کے اندر amendment اس نقطہ نظر سے دی کہ آپ یہ دیکھیں کہ یہ کتنی disparity ہے کہ دو بل کابینہ نے اتوار کو ایمرجنسی میٹنگ کر کے پاس کئے اور پیر کو یہاں پیش کر کے پاس کروا لئے۔ اب یہ جنوبی پنجاب کا ایک بالکل جائز مطالبہ ہے اور اس کے لئے وزیر موصوف یہ یقین دہانی کروانے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں کہ اسمبلی کے اگلے سیشن میں اتھارٹی بنانے کے لئے کوئی بل لے آئیں گے۔ جناب! آج 24۔فروری ہے ابھی 30۔جون تک چار مہینے اس مالی سال کے موجود ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ آگے کم از کم دو سیشن صوبائی اسمبلیوں کے ہوں گے۔ اس کے بعد اگلا مالی سال آتا ہے تو کم از کم وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ اگلے اجلاس کے اندر ہم اس اتھارٹی کے لئے بل لے آئیں گے تو ہم اس کو press نہیں کرتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی بات یہ ہے کہ۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ موور نے قرارداد پڑھ دی ہے اس کے بعد pending کرنے کی درخواست چوہدری ظہیر الدین صاحب اور لاء منسٹر صاحب نے کی ہے۔ اب اگر وہ ان کی pending کی request کو نہیں مان رہے تو question put کریں اب اس پر تقریر کروانے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب ساری یونیورسٹیاں بھی ادھر بن رہی ہیں سارے فنڈز کی ایلوکیشن بھی ادھر ہو رہی ہے تو جنوبی پنجاب والے اس صورتحال سے اگر بیزار ہیں اور اپنا کوئی مسئلہ اس ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں تو ہاؤس کو ووٹ دینے دیں اور یہ ابھی پتا چل جائے گا کہ ہاؤس اس بارے میں کیا رائے رکھتا ہے۔ یعنی انہوں نے pending کی request کی ہے اور وہ اسے واپس لینے یا اسے pending کروانے کو تیار نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں اور بات کرنے لگا تھا کہ آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک قرارداد ہے کہ،

"یہ ایوان حکومت پنجاب سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ نیو مری کی طرز پر جنوبی پنجاب کے صحت افزا مقام فورٹ منرو کو بھی develop کیا جائے۔"

جناب سپیکر! ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن یہ صرف ایک سفارش ہے اور سفارش پر ڈاکٹر وسیم صاحب بھی چاہتے ہیں کہ ہم یہ کمٹمنٹ کر دیں کہ اگلے اجلاس میں legislation بھی آ جائے گی۔ آج پرائیویٹ ممبر ڈے ہے اور یہ سفارش حکومت کو جا رہی ہے اس کے بعد فیصلہ حکومت نے کرنا ہے کہ اس پر عملدرآمد ہونا ہے کہ نہیں۔ میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کو اس بات کا پابند ضرور کیا جائے کہ ایک ڈویلپمنٹ اتھارٹی بننی چاہئے اس علاقے کو develop ہونا چاہئے۔ ضرور پابند کیا جائے لیکن یہ نہ پابند کیا جائے کہ ساتھ ہی اگلے مالی سال میں اس کے لئے فنڈز بھی رکھے جائیں کیونکہ اگر اگلے مالی سال جس میں ابھی تین چار ماہ رہ گئے ہیں۔ چار ماہ میں اس کی legislation مکمل نہ ہو سکی' یہ بل نہ آ سکا تو پھر حکومت اپنی یہ کمٹمنٹ کیسے پورا کرے گی۔ میں ٹیکنیکل بات کر رہا ہوں اس لئے میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کو pend فرمالیں۔ یہ میرے بھائی amendment لے آئیں جس میں سے صرف financial allocation کی بات کو ختم کر دیں ہم اس کو سپورٹ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اس کو pend کرنے کے لئے request نہیں کر سکتے وہ اس کو oppose کریں اور oppose کر کے اپنی بات کو ختم کریں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں request کر رہا ہوں کہ جناب اسے pend فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی تو یہ زیر بحث ہے اور فیصلہ میں نے دینا ہے۔

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' دریشک صاحب!

وزیر خزانہ، شکریہ جناب سپیکر! میں بھی چونکہ ساؤتھ پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں نے معزز movers میں سے محسن لغاری صاحب سے بات کی ہے اور on the floor of the House ان کو یہ کمٹمنٹ دیتا ہوں کہ جو انہوں نے ابھی اپنی قرارداد پیش کی ہے اس کو یہ اور ٹریژری بنچز کی طرف سے اکٹھے بیٹھ کر re-write کریں گے اور اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے میں لے آئیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری، جناب! اس اتھارٹی کو قائم کرنے کے لئے بل اسی سال آجائے گا تاکہ ہم اگلے سال پیسے مانگنے کی بات کر سکیں۔

سید عبدالعلیم شاہ، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اگر ہم اس بحث کو لمبا کریں گے تو ساؤتھ پنجاب کی جب بھی بات ہوتی ہے تو بہت سارے معاملات کو pend کر دیا جاتا ہے۔ ہم اس چیز کا یہاں ذکر نہیں کرنا چاہتے جس سے وفاق یا صوبے کے اتحاد پر کسی قسم کی آنچ آئے لیکن آخر کب تک اس چیز کو ہم اپنے لوگوں میں روک سکیں گے کس وقت تک؟ یہ بات اپوزیشن یا ٹریژری بنچز کے دوستوں کی نہیں جب گجرات یونیورسٹی کا بل، گوجرانوالہ یونیورسٹی کا بل، فیصل آباد یونیورسٹی کا بل

(اس موقع پر اپوزیشن بنچز کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین بلند کیا گیا)

تمام چیزیں urgently move کی جا سکتی ہیں تو ہم اس میں کوئی چیز مانگ تو نہیں رہے۔ ہمارا تو موٹروے بھی ختم کر دیا گیا۔ ہمارا تو نیشنل ہائی وے ختم کر دیا گیا کہ ہم جب ملتان پہنچتے ہیں تو ڈیرہ غازی خان تک ہمیں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ شاید ہم لوگ کسی ترقی یافتہ شہر کی بجائے کسی دیہات میں داخل ہو گئے ہیں اور وہ علاقہ جہاں سے روزانہ تقریباً 10 ہزار ٹرک فروٹ لے کر بلوچستان سے صوبہ سرحد اور پنجاب میں داخل ہوتے ہیں۔ وہاں پر ساری ساری رات ٹریفک بلاک رہتی ہے۔ وہاں پر آٹھ آٹھ گھنٹے ٹریفک بلاک ہونے سے اموات واقع ہوئی ہیں۔ وہاں پر ماؤں نے بچوں کو جنم دیا ہے اور آج تک کسی نے اس پر بات نہیں کی اور نہ کسی نے غور کیا۔ آج ہم صرف یہ مانگ رہے ہیں کہ جناب آپ اس قرارداد کو تو پاس کر دیں کہ فورٹ منرو کی ترقی کے لئے آنے والے جون یا نئے مالی سال کے اندر ڈویلپمنٹ اتھارٹی بھی قائم کریں گے اور مری کی طرز پر تو نہیں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ ضرور کسی نہ کسی stage پر لے کر آئیں گے۔ اتنا تو یہ کم از کم ہمیں اجازت دے دیں کہ نئے مالی سال کے اندر فورٹ

منرو کی ڈویلپمنٹ کے لئے گورنمنٹ اسی طرح محنت کرے گی جس طرح نیو مری کے لئے انہوں نے کی ہے اور فورٹ منرو کے متعلق اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ فورٹ منرو لغاریوں کا کوئی tribe ہے' مزاریوں کا tribe کا حصہ ہے یا گورچانیوں کا یا قیصرانیوں کا تو وہاں پر ایسی بات نہیں رہی۔ آپ خود اس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور ساؤتھ پنجاب کے حوالے سے اور ملکی ترقی کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو موجودہ حکومت فورٹ منرو کی ڈویلپمنٹ کر دیتی ہے تو شاید نہیں بلکہ یقیناً شیر شاہ سوری کی طرح میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کا نام ساؤتھ پنجاب میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور اس پر delay کرنا یا بحث کرنا کس چیز کی طرف اشارہ ہے؟ ہم کوئی ایسی چیز تو نہیں مانگ رہے جس پر کہہ رہے ہیں کہ علیم شاہ یا محسن لغاری کو یا ساؤتھ پنجاب کے ایم۔پی۔ایز کو 50 ہزار ایکڑ اراضی الاٹ کرا دیں۔ ہم تو آپ سے یہ request کر رہے ہیں کہ مہربانی کرکے یہ تو آج پاس کر دیں کہ فورٹ منرو ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کی جائے گی۔ اس پر آپ پراسیس شروع کر دیں۔ ایک مہینہ' دو مہینے' چار مہینے' پانچ یا چھ مہینے۔ جہاں ہمارے لوگوں نے 56 سال انتظار کیا ہے ہم اس کے لئے مزید چھ ماہ انتظار کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! مجھے اس پر اتفاق ہے اور شاید وہ میری بات سمجھ نہیں سکے کہ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ آپ اس حد تک ضرور کریں کہ فورٹ منرو کے لئے ایک ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم ہونی چاہئے۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ ساتھ ہی financial allocation کی بات ہے تو یہ اس وقت ہو گی جب اتھارٹی بن جائے گی۔ میں معزز رکن کو تجویز دیتا ہوں کہ آپ کہیں کہ فورٹ منرو کے لئے ایک ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم ہونی چاہئے اور اس کے بعد اس کے فنڈز مختص کئے جائیں اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس کو اس طریقے سے لے لیتے ہیں کہ فورٹ منرو کی ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کی جائے اور اس کے بعد فنڈز مختص کئے جائیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ احسن بات ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ پہلی قرارداد اسی طرح زیر بحث تھی اور وزیر قانون نے اس پر سارا زور لگا دیا کہ اس میں ترمیم نہیں ہوسکتی یہ نئی قرارداد لے کر آئیں۔ انہوں نے تجویز دی اور آپ نے اس تجویز کو follow کردیا۔ میں یہ رولنگ چاہوں گا کہ کیا آپ اس وقت اس میں amendment کرنے کے مجاز ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے تو ایک تجویز پیش کی ہے۔

وزیر انتظامی و پیشہ ورانہ ترقی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، سردار صاحب!

وزیر انتظامی و پیشہ ورانہ ترقی، جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض کرتا چلوں جیسا کہ قابل احترام وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ money matters کی ایسی قراردادوں کے ذریعے allocation نہیں ہوتی۔ انہوں نے جو فرمایا proper طریقہ تو یہی ہے کہ پہلے اتھارٹی قائم ہوجائے پھر اس کے لئے money bill آئے انہوں نے بڑی خوبصورت بات کی میں اپنے بھائیوں سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ جو علاقے undeveloped ہیں وہاں پر development ضرور ہونی چاہئے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ جو developed ہیں ان کو مزید develop کیا جائے اور جو developed نہیں، انہیں چھوڑ دیا جائے۔ اگر یہ رولز آف پروسیجر کے تحت ترمیم لانا چاہیں تو لے آئیں۔ ترمیم آنے کے بعد یہ اتھارٹی قائم ہو جاتی ہے تو پھر اس کے لئے اگلے بجٹ میں خود بخود پیسا آجائے گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کی proceeding کو in order رکھنے کے لئے ترمیم لے آئیں۔ میں اس بات کی ضرور support کروں گا کہ وہ علاقہ جو غیر ترقی یافتہ ہے اور بڑا پڑ ھا مقام ہے۔ اسے ضرور develop کرنا چاہئے اور اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محسن خان صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چونکہ میں نیا ممبر ہوں اور پروسیجر سے اتنا واقف نہیں ہوں۔ جیسا کہ میرے سینئر ممبرز نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے میرا خیال ہے کہ اس کو pending کروا لیتے ہیں پھر اس کو re-write کرکے اگلے اجلاس میں لے آئیں گے۔ مجھے امید ہے کہ پھر مجھے تمام دوستوں کی support حاصل ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اس understanding کے ساتھ pend کی جاتی ہے کہ یہ قرارداد دوبارہ ترمیم کے ساتھ پیش کی جائے گی اور اس assurance کے ساتھ کہ فورٹ منرو کو نیو مری سٹائل پر develop کیا جائے گا۔ ہاؤس کل صبح 10 بجے تک کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 25۔فروری 2004

1- سوالات (محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

2- سرکاری کارروائی

(i) آئین میں مذکورہ قراردادیں

(ii) مسودہ قانون ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب مصدرہ 2003

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس)

بدھ' 25۔فروری 2004

(یوم الاربعاء' 4۔محرم الحرام 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 10 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩﴾ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ

قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠﴾ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ

نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١١﴾ ع

سورۃ المنٰفقون آیات 9تا 11

مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو خدا کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں٥ اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو (اس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا٥ اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو خدا اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خبردار ہے٥

وما علینا الاالبلاغ٥

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب کے پانی کے کوٹے میں کمی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا میں محکمہ ٹرانسپورٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج کے اخبارات میں یہ خبر سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ ربیع کی فصل کے لئے ارسا نے پنجاب کے کوٹے میں تیس فیصد تک کمی کا اشارہ دیا ہے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ کل ہی یہاں بڑی تفصیل کے ساتھ آٹے کے بحران کے حوالے سے گفت و شنید ہوئی اور حکومت نے بھی اس کو تسلیم کیا کہ غریب عوام پریشان ہیں۔ اگر اب پانی میں کٹوتی کر دی جائے گی تو اس کے نتیجے میں جو گندم کی فصل اس وقت پک رہی ہے شدید طریقے سے متاثر ہو گی۔ پنجاب کے بہت سارے علاقے ایسے ہیں کہ جہاں پر زیر زمین پانی کڑوا ہے اور وہاں پر تالاب بنا کر انسان اور مویشی ایک ہی جگہ سے پینے کا پانی حاصل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ پہلے ہی بجلی بہت مہنگی ہے اور کھاد، بیج اور کرم کش ادویات کی قیمتوں نے کسان کی کمر توڑی ہوئی ہے۔ انہیں ٹیوب ویلوں کے ذریعے اپنی فصلوں کو پانی دینے میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے میری یہ التماس ہے کہ وزیر آبپاشی صاحب موجود ہیں وہ اس بات کی وضاحت بھی کریں اور پنجاب اسمبلی کا یہ پورا ایوان جس میں 70، 80 فیصد سے زائد کسان بیٹھے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان سب کو اس بارے میں بھرپور احتجاج بھی کرنا چاہئے اور اپنے حق کو لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جن خدشات کا اظہار فرمایا ہے اور بات کی ہے اس حوالے سے تو ٹھیک ہے لیکن آج اخباری خبر پڑھنے کے بعد اس ۲
طرح take up کرنے کی بجائے ایک طریقہ کار ہے کہ تحریک التوائے کار دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، ہم اگر تحریک التوائے کار دیں گے تو یہ اجلاس آج ختم ہو جانا ہے۔ اس کے بعد تو سارا مسئلہ ویسے کا ویسے ہی رہ جائے گا۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! جو صحیح طریقہ کار ہے اس کے مطابق ہی اس ایوان میں کوئی مسئلہ پیش کر سکتے ہیں۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! یہ بھی اس ایوان کا طریقہ کار ہے کہ کسی اہم اور فوری مسئلے کو آپ اجازت دے کر سن سکتے ہیں۔ یہ پنجاب کے پانی کا مسئلہ ہے،فصلوں کا معاملہ ہے اگر یہ بات ایوان کے اندر آ گئی ہے تو ہر ایک کو معلوم ہے وہ اس کا معقول جواب دے یا اس کے تدارک کے لئے جو بھی طریقہ کار کرنا چاہتے ہیں اس کا ایوان کے اندر جواب دیں۔ یہ بات درست ہے کہ پہلے ہی کماد کی کٹائی دیر سے ہوئی ہے اور فصل خریف کم کاشت ہوئی ہے۔ اب اللہ کی مہربانی سے بارشیں تو ہوئی ، لیکن پھر بھی ملک کی ضروریات سے کم ہوئی ہیں۔ اگر آپ نے اپنے حصے کا پانی کسی اور کو دے دیا تو یقیناً یہ فصل اور بھی کم ہو جائے گی اس لئے براہ مہربانی اس پر بتائیں کہ یہ کیوں دیا جا رہا ہے؟ کٹوتی کیوں کی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر، شکریہ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بجا ہے کہ آج ہی take up کر لیا جائے لیکن ایک ضابطہ ہے کہ آپ لکھ کر اس کی cliping ساتھ لگا کر دے دیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ محترم وزراء صاحبان طریقہ کار اور ضابطے پر اتنا اصرار کر رہے ہیں تو اس ملک میں آئین سے لے کر سائنس دانوں کی ڈی بریفنگ تک، کسی معاملے میں بھی کبھی کوئی طریقہ کار اپنایا گیا ہے؟ جب عوام کے لئے طریقہ کار نہیں ہے تو پھر غریبوں اور غریب کسانوں کے لئے طریقہ کار پر اتنا زور کیوں دیا جا رہا ہے؟ ڈاکٹر وسیم صاحب ان

کے علم میں جو بات لانے ہیں اس سے متعلق اگر یہ کوئی بہتری کرنا چاہتے ہیں تو اس سے ایوان کو آگاہ کریں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ آج سپیکر گیلری میں ہمارے معزز مہمان جو آزاد کشمیر کے وزیر خوراک ہیں ان کی اس ایوان میں آمد پر میں اپنی طرف سے اور اس معزز ایوان کی طرف سے انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ جی' عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ) ، جناب سپیکر! شکریہ۔ جس طرح رانا صاحب اور گجر صاحب نے بات کی ہے۔ میں بھی حکومت کی توجہ bird flue کے مسئلے کے حوالے سے دلانا چاہتا ہوں' جو سارے کا سارا مسئلہ پنجاب کا ہے۔ bird flue کے حوالے سے جو ٹیلیویژن پر خبریں آئیں اور پولٹری کی صنعت بری طرح سے cripple اور تباہ ہو رہی ہے۔ میں چاہوں گا کہ ہاؤس کو اعتماد میں لیا جائے کہ ہماری پنجاب حکومت کا محکمہ لائیو سٹاک اس معاملے میں کیا کوشش کر رہا ہے تاکہ اس طرح کے معاملات دوبارہ نہ آئیں۔

سوالات (محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب وقفہ سوالات کا آغاز کیا جاتا ہے۔ پہلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز، سوال نمبر 819

بصیر پور ضلع اوکاڑہ کے مواضعات کے لئے ٹرانسپورٹ کا اجراء

*819 حاجی محمد اعجاز، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع رسول پورہ (نئی آبادی) تا چوک حافظ لال تھانہ منڈی احمد آباد تا بصیر پور ضلع اوکاڑہ تقریباً 60 کلو میٹر کی مسافت ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر موضع حمر سکھا لادھوکا' حافظ لال' امیر نگر اور رسول پور کے لئے ٹرانسپورٹ کا بندوبست نہ ہے جس سے ان دیہات کے لوگوں کو آمدورفت میں مشکلات پیش آتی ہیں؟

(ج) متذکرہ دیہات کے لوگوں کو علاج معالجے کی غرض سے بصیر پور تحصیل دیپالپور جانا پڑتا ہے جو انتہائی تکلیف دہ ہے؟

(د) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مواضعات کے مکینوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک؛ نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سیکرٹری ضلعی ریجنل ٹرانسپورٹ اوکاڑہ کی طرف سے کسی ادارہ' کسی ٹرانسپورٹر یا افراد کو روٹ پرمٹ جاری نہ ہوا ہے اور نہ ہی کوئی درخواست برائے حصول روٹ پرمٹ موصول ہوئی ہے۔ روٹ پرمٹ صرف درخواست دائر کرنے کے بعد ہی کسی کو دیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کی سرکاری فیس ادا کرنی ہوتی ہے۔

(ج) یہ غیر متعلقہ ہے۔ اس کے بارے میں محکمہ ہیلتھ سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

(د) اس بارے روٹ پرمٹ کے حصول کے لئے اگر کوئی ادارہ/ٹرانسپورٹر یا افراد تحرک کریں گے تو ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا ہو سکتی ہے جو فوری طور پر دے دی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا وزیر ٹرانسپورٹ سے سوال یہ ہے کہ اگر کسی جگہ کسی روڈ پر کوئی ٹرانسپورٹ یا کوئی ادارہ N.O.C کے لئے apply نہیں کرتا تو کیا وہاں کے لوگوں کو ٹرانسپورٹ مہیا نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ پنجاب حکومت کا فرض بنتا ہے کہ ہر جگہ پر ٹرانسپورٹ مہیا کرے۔ لاہور

جیسے شہر میں ٹرانسپورٹر روٹ پرمٹ کے لئے apply کرتے ہیں اور پیسے دے کر روٹ پرمٹ لیتے ہیں۔ جن جگہوں پر زیادہ منافع نہیں ہوتا اور عوام کم ہیں تو ان جگہوں پر گورنمنٹ کو چاہئے کہ وہ وہاں پر بھی ٹرانسپورٹ چلائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ آپ کی یہ تجویز وزیر صاحب نے سن لی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس پر عمل کریں گے۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! انھوں نے جز (ج) اور (د) میں کہا ہے کہ جن علاقوں میں ٹرانسپورٹ کا سلسلہ نہیں ہے وہاں یہ سہولت نہیں دے سکتے۔ اس ملک میں بیروزگاری کا جو مسئلہ ہے، اس سے ملک میں شدید ابتر صورتحال پیدا ہو چکی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر محکمہ ٹرانسپورٹ کوئی بہترین پالیسی بنائے اور لوگوں کو ایک اچھا consent دے کر اس طرف لایا جائے اور جن علاقوں یا روٹوں پر یا جن دیہاتوں میں یہ سروس نہیں چلتی تو انھیں اگر یہ کوئی بہتر سہولت دے کر مائل کرنے کے حوالے سے، کیا حکومت اس سلسلے میں کچھ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! شکریہ۔ میں بگو صاحب کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ کوئی بھی ایسی جگہ نہیں جس روٹ پر ٹرانسپورٹ ابھی نہ چل رہی ہو۔ دوسرا پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ ٹرانسپورٹ پالیسی بنائی جا رہی ہے اور وزیراعلیٰ پنجاب پہلی دفعہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کو top priority پر لے کر آئے ہیں۔ انشاء اللہ چند دنوں کے اندر اندر ایک بڑی جامع ٹرانسپورٹ پالیسی ہم لے کر آرہے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، سوال نمبر 872

لاہور تا ایس۔پی چوک شیخوپورہ روٹ
پر ڈائیوو بس سروس کا اجراء

*872 سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ شہر کی خواتین اور طالبات کے لئے باعزت سفر کے لئے ایس۔پی چوک شیخوپورہ سے لاہور روٹ پر "ڈائیوو" بس سروس شروع کی گئی تھی؛ جسے بعد میں ویگن مافیا کے دباؤ پر منسوخ کرکے اس کا روٹ صرف چوک شیخوپورہ فیصل آباد روڈ سے لاہور تک محدود کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا وزیر موصوف اس بات سے باخبر ہیں کہ اس مسئلے پر شیخوپورہ کے شہریوں نے شدید احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ ڈائیوو بس سروس کا روٹ ایس۔پی چوک تک بڑھایا جائے۔ اس روٹ کو ایس۔پی چوک تک بڑھانے میں کیا رکاوٹیں ہیں جبکہ حکومت خود بڑی بسوں کی حوصلہ افزائی اور ویگنوں کی حوصلہ شکنی کرنا چاہتی ہے اور ڈائیوو بس کمپنی بھی روٹ میں اضافہ پر تیار ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) لاہور سے شیخوپورہ شہر کے لئے ڈائیوو کمپنی نے محکمہ ہذا کی اجازت کے بغیر روٹ پرمٹ حاصل کئے بغیر بس سروس شروع کی تھی جو بعد ازاں ڈائیوو کمپنی نے خود ہی اپنی سروس بند کر دی۔ چونکہ ڈائیوو بس سروس موٹر وہیکلز رولز کے تحت متعلقہ محکمے سے اجازت لئے بغیر شروع کی گئی تھی اور بعد ازاں کمپنی نے اس روٹ پر اپنی سروس بند کر دی اس لئے محکمہ کی طرف سے ویگن مافیا کے دباؤ کے تحت روٹ، چوک شیخوپورہ فیصل آباد روڈ تک محدود کرنے کا کوئی جواز نہ ہے۔

(ب) ڈائیوو سٹی بس کمپنی ایک معاہدے کے تحت اپنی بسیں لاہور کے شہری روٹ پر چلانے کی پابند ہے۔ البتہ اگر کمپنی نئی بسیں لا کر انٹر سٹی روٹ مذکورہ پر اپنی بسیں چلانا چاہے تو متعلقہ اتھارٹی سے قانون کے تحت اجازت حاصل کرکے اپنی سروس چلا سکتی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ شیخوپورہ سے روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ لاہور آتے ہیں۔ ڈائیوو نے بس سروس شروع کی جس کا انھوں نے جواب دیا ہے کہ انھوں نے بغیر اجازت شروع کر دی تھی اس لئے وہ بند کر دی گئی۔ جس طرح لاہور میں دو تین کمپنیوں کو ٹرانسپورٹ چلانے کی اجازت دی گئی ہے۔ کیا اسی طرح شیخوپورہ سے لاہور کے لئے بھی کسی ٹرانسپورٹ کمپنی کو مخصوص کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور میں زوننگ کر رہے ہیں جس میں معارشات مرتب ہو رہی ہیں۔ اس کو ہم ٹرانسپورٹ پالیسی میں لے کر آ رہے ہیں جس میں گوجرانوالہ، شیخوپورہ اور قصور وہ شہر ہیں جہاں سے ہزاروں لوگ روزگار کے لئے، نوکری کے لئے لاہور آتے ہیں۔ محکمہ اس پر سوچ رہا ہے کہ اس میں زوننگ کر دی جائے اور ڈائیوو کی طرز پر بہت ہی خوبصورت ٹرمینل بنانے کی اجازت دی جائے اور لوگوں کی سہولت کے لئے لاہور میں زوننگ کر دی جائے۔

جناب سپیکر، جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں ضمنی سوال کروں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جز (الف) کا جواب انتہائی بے بسی کا جواب ہے۔ ڈائیوو کمپنی نے محکمہ ہذا کی اجازت کے بغیر روٹ پرمٹ حاصل کئے بغیر بس سروس شروع کر دی تھی۔ یہ ڈائیوو یعنی "ڈی" تو ہی رانا ثناء اللہ صاحب والی بات آ گئی کہ "ڈی" بریفنگ سے لے کر ڈائیوو تک۔ ہم سمجھتے تھے کہ "ڈی" بریفنگ پر تو بڑا pressure ہے---

جناب سپیکر، آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب سمیع اللہ خان، میں ضمنی سوال پر آ رہا ہوں۔ "ڈی" بریفنگ پر تو بڑا انٹر نیشنل پریشر تھا---

جناب سپیکر: آپ تقریر تو نہ کریں۔ پلیز! ضمنی سوال کریں اور relevant رہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں اسی طرف آرہا ہوں۔ یہ ٹرانسپورٹ کا محکمہ اتنا سہا ہوا ہے کہ "ڈی" لفظ کی کوئی بھی انٹرنیشنل کمپنی یعنی ڈائیوو' روٹ پرمٹ کے بغیر سروس شروع کرتی ہے اور پھر وہی بات آجاتی ہے کہ یہ ملک اب غیر ملکی کمپنیوں والا آپریشن ہے تو وہ بھی بغیر پوچھے ڈائیوو ہے تو وہ بھی بغیر پوچھے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ پلیز سن لیں۔ جی' بریگیڈیر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے اجازت دی۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل ممبر بھائی سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہ کریں بلکہ اپنا point بتائیں تاکہ اگلا point take up کیا جاسکے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! بریگیڈیر صاحب کا ایک تو شکریہ کہ انہوں نے آپ کی ڈیوٹی سرانجام دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ آپ پہلے ہی مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ سوال کریں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس کمپنی نے اپنی مرضی سے بغیر پرمٹ لئے سروس شروع کی۔ ان کی یہ دیدہ دلیری دیکھیں کہ انہوں نے بسیں بند بھی نہیں کیں اور وہ چھ ماہ چلتی رہیں۔ ٹرانسپورٹ کے محکمہ کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ ڈائیوو سے پوچھے کہ آپ نے بغیر پرمٹ سروس کیسے شروع کر لی ہے؟

جناب ظہور احمد خان ڈاہا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

جناب ظہور احمد خان ڈاہا: جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ He should not beat about the bush and he should come to the point بات یہ ہے کہ یہاں بہت سارے لوگ ہیں' کمپنیاں ہیں' وہ غلط کام کرتے ہیں جو کہ قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ حکومت یا محکمہ

اس وقت ہی ایکشن لے سکتا ہے جب اس کے نوٹس میں یہ چیز آئے یا لائی جائے۔ یہ "ڈی۔ڈی۔ڈی" کر رہے ہیں ہمیں تو سمجھ نہیں آتی کہ "ڈی" کا اس سوال کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر، جی' خان صاحب! آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میں اسی طرف ہی آ رہا تھا کہ اگر کوئی دیسی یعنی پاکستانی ویگن والا بغیر روٹ پرمٹ کے یہاں لاہور کی کسی سڑک پر جائے یعنی جو دیسی کمپنی' پاکستانی ڈرائیور ہے ٹریفک پولیس بغیر روٹ پرمٹ کے اس کا جو حشر کرے گی۔۔۔

جناب سپیکر، آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب سمیع اللہ خان، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک تو انہوں نے بغیر اجازت کے سروس شروع کی اور پھر محکمہ کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ چھ ماہ چلتی رہی اور انہوں نے اس سے نہیں پوچھا۔ پھر بعد ازاں ڈائیوو کمپنی نے خود فیصلہ کیا کہ ہم اب اس کو بند کر دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ ڈائیوو کمپنی نے جو غلط کام کیا انہوں نے اس کے خلاف کیا ایکشن لیا جو چھ ماہ بغیر پرمٹ چلاتے رہے؟ ان کی دیدہ دلیری یہ ہے کہ ان کو ایک لیٹر لکھنے کی توفیق نہیں ہوئی اور انہوں نے جواب کے مطابق خود ہی بند کر دیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے ڈائیوو کے خلاف کیا ایکشن لیا ہے؟

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ ڈائیوو کمپنی نے بغیر اجازت لئے اپنی ٹرانسپورٹ چلانی شروع کر دی اور خود ہی انہوں نے بند کر دی۔ محکمہ اس پر خاموش رہا اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، شکریہ۔ جناب سپیکر! سمیع اللہ صاحب میرے بھائی ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ "ڈی" کا لفظ ان کے ذہن پر سوار ہو چکا ہے۔ پتا نہیں کہ یہ "ڈی" سے اتنے کیوں خائف ہو رہے ہیں۔ ڈائیوو کمپنی نے وہاں پر سروس شروع کی ہے اور ہم نے ان کے چالان کئے ہیں اور ہم ہی نے ان کو بند کیا ہے۔ ان کے خلاف کارروائی کی گئی۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پہلے ان کی بات سن لیں۔

جناب سمیع اللہ خان، ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ [************]

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ سروس ہم نے بند کی ہے۔ میں تو جواب پڑھ رہا ہوں۔ ان کے جواب کے مطابق ڈائیوو کمپنی ہی نے اپنی سروس بند کر دی۔

جناب سپیکر، وہ جواب دے رہے ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! کمپنی ڈائیوو کی تھی اور ہم نے ان کو نوٹس دیا تو سروس تو انہوں نے ہی بند کرنی تھی یا ہم نے کرنی تھی؟ جواب یہ ہے کہ بعد ازاں ڈائیوو نے اس کو بند کر دیا۔ ہم نے ان کو نوٹس دیا تو انہوں نے اپنی سروس بند کر دی کیونکہ وہ illegal چل رہے تھے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! جو چھ ماہ غیر قانونی چلی ہے اس کے بارے میں انہوں نے کیا ایکشن لیا ہے؟ اگر وزیر موصوف بتا دیں تو بہت مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر، وہ بتا رہے ہیں کہ انہوں نے چالان کئے، کارروائی کی اس لئے انہوں نے سروس بند کر دی۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرے فاضل بھائی کے اتحادی میاں شہباز شریف صاحب نے یہ ٹرانسپورٹ سروس شروع کی تھی اور یہ اچھی سروس شروع کی گئی ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کا کوئی امکان ہے کہ یہ شیخوپورہ اور لاہور کے درمیان ڈائیوو کو روٹ دیا جائے کہ وہ اس روٹ پر بھی بسیں چلائے تاکہ شیخوپورہ اور لاہور کے درمیان آنے جانے والے مسافروں کو اس سفر کی اچھی سہولت میسر آ سکے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، انہوں نے تو فرمایا ہے کہ حکومت اس پر سوچ بچار کر رہی ہے اور حکومت سمجھتی ہے کہ اس روڈ پر ٹرانسپورٹ چلانے کی ضرورت ہے۔ گوجرانوالہ روڈ، شیخوپورہ روڈ اور قصور روڈ پر بھی ضرورت ہے جس کی وہ تفصیل بتا چکے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص، انہوں نے جنرل بات کی تھی۔ میں تو ڈائیوو کمپنی کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، کوئی بھی اچھی کمپنی ہو سکتی ہے۔ڈائیوو تو سب سے اچھی کمپنی نہیں ہے۔ پاکستان میں اور بھی کافی اچھی کمپنیاں ہیں۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! میں نے اگلا سوال بول دیا ہے۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص، سوال نمبر 1315۔

ویگن روٹ نمبر 33 لاہور سے متعلق شہریوں کے مسائل

*1315۔ سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ریلوے اسٹیشن تا گرین ٹاؤن روٹ نمبر 33 کے لئے کتنی ویگنوں کو روٹ پرمٹ جاری کئے گئے ہیں اور پہلے سٹاپ سے آخری سٹاپ تک کتنا کرایہ طے کیا گیا ہے اور اس کا کم از کم کرایہ کیا ہے؟

(ب) جو ویگنیں اپنا روٹ مکمل نہیں کرتیں، اس کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں، کیونکہ بیشتر ویگنیں ٹاؤن شپ آ کر تمام سواریوں کو اُتار دیتی ہیں یا ٹاؤن شپ سے آگے گرین ٹاؤن کے لئے نیا کرایہ طلب کرتی ہیں؟

۲

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گرین ٹاؤن' ٹاؤن شپ اور ریلوے اسٹیشن پر ان ویگنوں کو باری باری روانہ کرنے اور ٹریفک پولیس کا تحفظ دلانے کے لئے خود ساختہ اڈہ مینجر موجود ہیں؛ جو ہر ویگن سے روزانہ کم از کم 100 روپے وصول کرتے ہیں اور اس میں سے محکمہ ٹرانسپورٹ اور ٹریفک پولیس کو باقاعدگی سے بھتہ دیتے ہیں۔ اس کے تدارک کا کیا انتظام کیا جا رہا ہے؛

وزیر ٹرانسپورٹ،

(الف) ریلوے اسٹیشن تا گرین ٹاؤن روٹ نمبر 33 پر اب تک 276 ویگنوں کو روٹ پرمٹ جاری کئے جا چکے ہیں اور پہلے سٹاپ سے آخری سٹاپ کا کرایہ 10 روپے ہے اور اس کا کم از کم کرایہ 4 روپے ہے۔

(ب) جو ویگنیں اپنا روٹ مکمل نہیں کرتیں اور زائد کرایہ وصول کریں تو ان کے خلاف محکمہ ہذا کی طرف سے وقتاً فوقتاً کارروائی کی جاتی ہے جبکہ ٹریفک پولیس بھی ان کے خلاف کارروائی کرتی رہتی ہے۔

(ج) جزو ہذا کے مندرجات کے بارے میں محکمہ ٹرانسپورٹ کو علم نہ ہے اور نہ ہی محکمہ ٹرانسپورٹ کا کوئی عہدیدار اس بھتہ خوری میں ملوث ہے۔ البتہ ضلعی انتظامیہ اور لوکل پولیس اس لاقانونیت کے تدارک کے لئے کارروائی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؛

سید احسان اللہ وقاص، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب اس روٹ پر تمام ویگنیں بند کر دی گئی ہیں' بلوچ ٹرانسپورٹ اور مونو لائٹ والوں کو یہ روٹ دے دیئے گئے ہیں۔ اس کی وجہ سے لوگوں کو بہت پریشانی ہے۔ ایک تو بسوں نے بغیر کسی نوٹیفکیشن کے خود بخود کرایہ بڑھا دیا ہے۔ دوسرا بسوں کی تعداد بہت کم ہے جس کی وجہ سے ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن کے لوگ جو ویگنوں پر شہر کی طرف آتے تھے وہ بڑی مشکل میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ وہاں پر ساری کی ساری ویگنیں بند کر دی گئی ہیں۔ صرف بسیں چل رہی ہیں۔ ویگنیں جو ایک دم بند کی گئی ہیں اس کی وجہ سے لوگوں کو ٹرانسپورٹ کے بڑے مسائل درپیش ہیں۔ کیا جزوی طور پر کوئی اجازت دیں گے کہ ساتھ ویگنیں بھی چلیں تاکہ لوگوں کو کم کرایہ پر

بھی کوئی سہولت میسر رہے۔ اس کے علاوہ بسوں کی تعداد بڑھانے کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! احسان اللہ وقاص صاحب کا ضمنی سوال دو حصوں میں ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ کیا بسوں کی تعداد پوری کرنے کا ارادہ ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ ساتھ ساتھ ویگنوں کو بھی چلنے کی اجازت دی جائے گی؟ میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ویگن کو ساتھ ساتھ چلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور جن روٹوں پر بسوں کی کمی تھی وہ کمی پوری کر دی گئی ہے۔ اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ کسی روٹ پر کوئی ایسا مسئلہ ہے تو آپ میرے علم میں لائیں، انشاء اللہ آپ کا مسئلہ حل کر دیا جائے گا۔

محترمہ عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر سے یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ کچھ عرصہ پہلے ویگن نمبر 33 جو کہ بلاک نمبر CI-2 اور CI-3 میں باقاعدگی سے آتی تھی اب اس کو وہاں سے روک دیا گیا ہے اور وہاں کے لوگوں کو بڑی ہی دقت کا سامنا ہے اور بہت دور سے جانا پڑتا ہے۔ وہاں سے بچیاں بھی آتی ہیں۔ خواتین کو بھی ٹاؤن شپ مارکیٹ میں جانا پڑتا ہے۔ ایک تو وہاں سے ویگن نمبر 33 کو ہٹا دیا گیا اور ڈائیوو بس کو مین روڈ ٹاؤن شپ میں لایا گیا۔ ایک تو وہاں پر تجاوزات بہت ہیں اور دوسرا بڑی بسوں کی وجہ سے وہاں پر ٹریفک جام ہو جاتی ہے۔ میری درخواست ہے کہ ویگن نمبر 33 کا پہلے والا روٹ دوبارہ بحال کیا جائے اور ڈائیوو کو مارکیٹ کے اندر کی بجائے باہر سے لایا جائے کیونکہ مارکیٹ میں سے جب ڈائیوو گزرتی ہے تو وہاں پر ٹریفک جام ہو جاتی ہے اگر یہ نہیں کر سکتے تو براہ مہربانی وہاں پر ہمارے لئے ایک پل بنایا جائے جس سے وہاں کے لوگوں کو سہولت میسر آ سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی تجویز ہے۔ وزیر صاحب اس پر ضرور غور کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ہمارے علم میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ پورے لاہور شہر میں اور باقی شہروں میں بھی جتنے ویگنوں کے اڈے ہیں ان سب پر خود ساختہ منیجر بیٹھے ہوتے ہیں جو بھتہ لیتے ہیں۔ یہ محکمہ کی بدنامی ہے' حکومت کی بدنامی ہے۔ اب اس صورتحال پر صرف آنکھیں بند کرکے یہ کہہ دیا جائے کہ ہمارے علم میں کوئی ایسی بات نہیں ہے تو یہ بات غلط ہے۔ میں توجہ دلانے کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور شہر میں بھی اور جس جس جگہ پر بھی ویگنیں چل رہی ہیں سب جگہوں پر باقاعدہ منیجر بیٹھے ہوئے ہیں جو محکمے کو منتھلیاں دیتے ہیں اور ویگنوں سے وصول کرتے ہیں۔ یہ ایک منظم کاروبار ہے۔ اس طرح محکمہ بھی اور حکومت بھی بدنام ہوتی ہے۔ اس پر حکومت کو کارروائی کرنی چاہئے اور وہ جو ان سے ماہانہ وصول کرتے ہیں اس کی باقاعدہ رسید دیتے ہیں اور یہ منتھلیاں ٹریفک پولیس کو بھجواتے ہیں' چالان پھڑواتے ہیں۔ اس پر کم از کم وہ محکمے جو بگڑے ہوئے ہیں ان کی اصلاح کے لئے کچھ نہ کچھ کوششیں ضرور کرنی چاہئیں۔

جناب سپیکر، جی' وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! احسان اللہ وقاص صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے لیکن میں جس طرح پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ایک بڑی ہی جامع ٹرانسپورٹ پالیسی آ رہی ہے جس میں خاص طور پر "اڈا کلچر" جو ہے' جو اس میں خرابیاں ہیں' جو دو دو مرلوں میں' دکانوں میں اڈے چل رہے ہیں ہم ان کے خلاف ایکشن کر رہے ہیں اور ایک آپریشن کر رہے ہیں اور جو پالیسی طے کر رہے ہیں اس میں کم از کم تین کنال جگہ پر مشتمل اڈے کی اجازت دی جائے گی اور اڈوں کو ہم standardize کر رہے ہیں جس طرح شیل پٹرول پمپس ہیں اور دوسرے پٹرول پمپس' پی۔ایس۔او اور کالٹیکس ہیں اسی طرح ہم اڈوں کو بہتر بنا رہے ہیں ان میں بنیادی سہولیات کو مدنظر رکھا جائے گا۔ آپ کی تجاویز اچھی ہیں' انشاء اللہ ہم ان پر عمل کریں گے۔

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں!

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! یہاں پر ٹرانسپورٹ کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔ میری ایک تجویز یہ ہے کہ جس طرح ہمارا اجلاس شروع ہوتا ہے کہ آپ ریلوے اور پی۔ آئی۔اے کو لکھتے ہیں کہ ایم۔پی۔ ایز کو وی۔ آئی۔ پی treat کریں اسی طرح ہماری اکثریت ڈائیوو بس کے ذریعے بھی سفر کرتی ہے۔ لہذا مہربانی فرما کر ڈائیوو والوں کو بھی پابند کیا جائے کہ ایم۔پی۔اے صاحبان جائیں تو ان کو priority دیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام، سوال نمبر 1875۔

جنڈیالہ شیر خان، اجنیانوالہ اور حافظ آباد روڈ پر ٹرانسپورٹ کا مسئلہ

*1875، محترمہ صغیرہ اسلام، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنڈیالہ شیر خان، اجنیانوالہ اور حافظ آباد روڈ پر چلنے والی بسوں کے اندر اور اوپر مسافروں کو جانوروں کی طرح لادا ہوتا ہے؛ کئی دفعہ بسوں پر سوار لوگ درختوں سے ٹکرا کر گر جاتے ہیں اور یوں جانی نقصان ہوتا ہے؛

(ب) کیا حکومت اوور لوڈنگ کرنے والوں کو موقع پر جرمانہ کرنے اور مزید بسیں اس روٹ پر چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر ٹرانسپورٹ،

(الف) یہ درست نہ ہے۔ جنڈیالہ شیر خان، اجنیانوالہ اور حافظ آباد روڈ پر کافی تعداد میں بسیں اور ویگنیں چل رہی ہیں۔ دفتر ہذا کو اس روٹ کے متعلق کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) محکمہ ٹرانسپورٹ کے افسران گاہے بگاہے ٹریفک سٹاف کے ہمراہ ضلع بھر میں مختلف روٹوں پر گاڑیوں کو چیک کرتے ہیں اور overloading کرنے والی گاڑیوں کو موقع پر جرمانے کئے جاتے ہیں۔ روٹ پرمٹ کے اجراء کے سلسلے میں حکومت کی پالیسی آزادانہ ہے۔ ویگنوں

اور بسوں کے مالکان انفرادی یا اجتماعی طور پر مذکورہ روٹ پرمٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح سے بسوں اور ویگنوں میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے عرض کروں گی کہ اس میں لکھا گیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے" میں ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ اگر ہر بات کا جواب یہی آنا ہے تو پھر شکایت کس کے پاس کی جائے؟ وزیر موصوف یا ان کے کسی عملے نے جنڈیالہ شیر خان اور جڑانوالا روڈ پر چلنے والی بسوں کو چیک کیا ہے۔ میں وزیر صاحب سے عرض کروں گی کہ وہاں پر جتنی بھی بسیں ہیں ان کے اوپر بھی لوگ بیٹھے ہوتے ہیں' ان کے پیچھے بھی لوگ لٹکے ہوتے ہیں' پچھلے دو تین ماہ پہلے اعظم نامی ایک شخص جو کہ بس کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا درخت کی ٹہنی لگنے سے وہ نیچے گر گیا اور وہیں پر اس کی موت واقع ہو گئی۔ جنرل زادوں کی شکایتوں پر عمل ہوتا ہے' غریبوں کی درخواستوں پر تو کوئی عمل نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ صغیرہ اسلام، میں یہی پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ زیادہ سواریاں نہیں بیٹھتیں تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ انہوں نے کتنے گھنٹے پہلے چیک کیا ہے کیونکہ جس وقت میں نے سوال کیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک اتنی زیادہ سواریاں بسوں میں اوپر اور پیچھے لٹک رہی ہوتی ہیں تو کیا وزیر موصوف نے ان لوگوں پر کہ جو overloading کرتے ہیں کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر، جی' وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! محترمہ سے پہلے شاہ صاحب نے جو ڈائیوو کے متعلق بات کی ہے میں اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے پہلے سے ہی ڈائیوو کو پابند کیا ہوا ہے اور ہمارے پاس باقاعدہ اس letter کی کاپی موجود ہے جو میں ان کو دکھانا چاہوں گا۔ ہم نے ان کو تحریری طور پر پابند کیا ہوا ہے کہ جب بھی سینیٹ کا اجلاس ہوتا ہے' قومی اور صوبائی اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے تو ہمارے معزز ممبران کو top priority پر رکھا جائے اور ان کا خیال رکھا جائے۔ دوسرا جو محترمہ نے

بات کی ہے کہ جواب میں لکھا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس روٹ پر ہم نے 144 کے قریب چالان کئے ہیں۔ 41300 روپے کے قریب جرمانہ کیا ہے۔ وہاں پر گاہے بگاہے چیکنگ ہوتی رہتی ہے لیکن محکمہ کے علم میں ایسی کوئی بات نہیں کہ جس سے وہ کوئی کارروائی کرے اور جو محترمہ نے بتایا ہے کہ درخت لگنے کی وجہ سے کسی بندے کی موت واقع ہوئی ہے اس کے متعلق محکمے کے علم میں نہ تو لایا گیا ہے اور نہ ہی محکمے کو اس بات کا علم ہے۔ جہاں تک روٹ کے متعلق overloading کی بات ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ وہاں پر چیکنگ بھی کی جاتی ہے اور چالان بھی کئے جاتے ہیں اور وہاں پر 41300 روپے جرمانہ بھی کیا گیا ہے۔ شکریہ

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب سپیکر! میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ کچھ وقت نکال کر ان روٹوں کو چیک کریں۔ ان لوگوں کی حالت کا اندازہ کریں کہ وہاں پر لوگ ان بسوں میں اس طرح جاتے ہیں کہ جیسے بھیڑ بکریاں ان کے اندر باندھ دی گئی ہوں۔ وزیر صاحب اپنی گاڑی سے اتر کر ان علاقوں کی طرف بھی چکر لگائیں۔ جو لوگ روٹ چیک کرتے ہیں ان کے بارے میں، میں آپ کو عرض کروں گی کہ گاڑی کی دوسری طرف وہ کھڑے ہو کر پیسے وصول کرتے ہیں اور پھر گاڑی کو چلنے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، وزیر صاحب! محترمہ کا سوال یہ ہے کہ آپ اپنی چیکنگ کو سخت کر دیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب والا! ہم بالکل اسی طرح کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! محترمہ صغیرہ اسلام کا بڑا relevant اور بڑا اچھا سوال تھا اور یہ مفاد عامہ کے لئے بھی بڑا ضروری تھا۔ پڑھی لکھی بات تو یہی ہے کہ جو یہاں پر جواب میں کہہ دی گئی ہے کہ وہاں پر ہمیں کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی کہ وہاں پر overloading ہے، وہاں پر لوگوں کو کس طرح بٹھایا جاتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی بس میں بیس سواریوں کو بٹھانے کی اجازت ہے تو وہاں پر تیس بٹھا دی جاتی ہیں۔ وہ اس طرح کریں گے کہ چھت پر بٹھا دیں گے، اندر ٢

زبردستی گھسا دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جو ہم روز دیکھتے ہیں ہم خود سفر کرتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ ٹرانسپورٹر حضرات جو سلوک کرتے ہیں وہ ہم دیکھتے ہیں، ٹرانسپورٹ منسٹر رانا شمشاد صاحب ماشاء اللہ نوجوان ہیں اور یہ اس ساری صورتحال کو جانتے ہیں۔ میرا ان سے یہ سوال ہے کہ گاڑیوں میں جو overloading ہوتی ہے کیا وہ اس کو روکنے کے لئے کوئی مؤثر کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! میں بیگم صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طرح پہلے میں نے کہا ہے کہ صرف ایک روٹ پر 144 کے قریب ہم نے چالان کئے ہیں اور 41300 روپے مالیت کے جرمانے کئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ اس کو چیک بھی کرتا ہے اور آپ کے مشورہ کی روشنی میں مزید ہم اس پر عملدرآمد بھی کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ابھی وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ اتنے چالان کئے گئے ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ جو سوالات ہوتے ہیں یہ اس لئے ہوتے ہیں کہ محکمے کی rectification بھی ہو جائے اور ایوان کی معلومات میں بھی آجائے اور افسران بھی warn ہو جائیں۔ یہ کوئی مقابلہ نہیں ہوتا کہ یہاں سے کوئی سوال آئے گا تو لازماً انہوں نے اس سوال کی نفی کرنی ہے۔ بہت سارے سوالوں میں آیا تھا کہ یہ درست نہ ہے حالانکہ سڑکوں پر چلے جائیں بالخصوص دیہاتی روٹوں پر سے گزرتے ہوئے کم و بیش اکثر گاڑیوں پر overloading ہوتی ہے اس لئے یہ عرض کر دینا کہ یہ درست نہ ہے، یہ ٹھیک طریقہ کار نہ ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ بیورو کریسی میں اور عوامی نمائندوں میں فرق ہونا چاہئے۔ جو سوال نیچے سے آجاتا ہے وزراء صاحبان اسے اسی طرح پڑھ دیتے ہیں اور اس پر بحث کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ اوور لوڈنگ جو ہوتی ہے اس میں محکمہ ٹرانسپورٹ ویگن والوں سے باقاعدہ ماہانہ بھتہ وصول کرتا ہے اور یہ اوپن سیکرٹ ہے۔ کل بھی اس کے بارے میں بات ہوئی تھی۔ بھتہ سسٹم جو ٹریفک پولیس لیتی ہے اس کو ختم کرنے کے لئے

محکمہ کیا کیا کارروائی تجویز کرتا ہے؟

جناب سپیکر۔ جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ۔ جناب سپیکر! احسان اللہ وقاص صاحب نے جو سوال کیا تھا میں اس کا جواب پہلے ہی دے چکا ہوں کہ بھتہ خوری کے متعلق معزز ممبر نے جو بات کی ہے تو یہ بتائیں کہ اگر ان کے علم میں کوئی ایسی بات ہے کہ کسی جگہ پر بھتہ لیا جاتا ہے تو اس کے خلاف انشاء اللہ تعالیٰ ایکشن کیا جائے گا۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی، فرمائیں!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میں وزیر ٹرانسپورٹ سے گزارش کروں گا کہ مرید کے یہاں سے صرف 25 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور لوگوں کو وہاں جانے کے لئے بڑی مشکلات درپیش ہیں کیونکہ مرید کے کو جو بسیں جاتی ہیں ان پر سوار مسافروں کو گوجرانوالہ یا سیالکوٹ کا کرایہ دینا پڑتا ہے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ مرید کے بلکہ کاموکی تک ڈائیوو کمپنی یا کسی اور اچھی کمپنی کو اس روٹ کا پرمٹ دیا جائے۔ اس کے علاوہ میں ایک اور گزارش کروں گا کہ مرید کے ریلوے سٹیشن پر صرف ایک گاڑی رکتی ہے۔ میں اس ہاؤس کی وساطت سے وفاقی وزیر ریلوے سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ یہ ہاؤس recommend کرے کہ۔۔۔

جناب سپیکر۔ یہ قرارداد کی صورت میں آپ لے آئیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ کا ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل، شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 1977 ہے۔

اسٹیشن تا گلشن راوی براستہ چنیرنگ کراس

مزنگ چونگی بس سروس کا اجراء

*1977۔ بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسٹیشن تا گلشن راوی لاہور' براستہ چیرنگ کراس' شملہ پہاڑی' مزنگ چونگی اور گنگارام ہسپتال ویگن یا بس سروس کا ابھی تک اجراء نہیں ہوا ہے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گلشن راوی' سمن آباد اور ملتان روڈ سے ملحقہ دیگر آبادیوں میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ رہائش پذیر ہیں' جن کو جز (الف) میں بیان کردہ علاقہ جات میں آنے اور جانے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؛

(ج) کیا حکومت ان علاقہ جات کے عوام کی سہولت کی خاطر اس روٹ پر ویگن یا بس سروس کا اجراء کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست ہے۔ لیکن محکمہ کو اس روٹ پر کسی بھی ویگن /بس کمپنی کی طرف سے کوئی درخواست وصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ روٹ نمبر 42 پر ویگن سروس ریلوے اسٹیشن تا نوناریاں چوک براستہ میکلوڈ روڈ' اے۔ جی آفس' چوبرجی' موڑ سمن آباد' گلشن راوی چل رہی ہے جو کہ گردو نواح کے مکینوں کو سفری سہولیات مہیا کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ ڈائیوو سٹی بس کا روٹ نمبر 11 (ریلوے اسٹیشن تا گرین ٹاؤن براستہ ملتان روڈ) ویگنوں کا روٹ نمبر 9 (ریلوے اسٹیشن تا جوڈیشیل کالونی براستہ ملتان روڈ) اور نیو خان میٹرو بس سروس کا روٹ نمبر 2 (جنرل بس سٹینڈ بادامی باغ تا چوہنگ براستہ ملتان روڈ) بھی سمن آباد' گلشن راوی کے مکینوں کو سفری سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔

(ج) ان علاقہ جات کے عوام کو مختلف روٹوں پر چلنے والی بسیں / ویگنیں اگرچہ مناسب سفری سہولتیں مہیا کر رہی ہیں۔ تاہم عوامی ضروریات کے پیش نظر محکمہ جز (الف) میں درج روٹ کی منظوری دینے کے لئے تیار ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! کوئی ضمنی سوال ہے؟

بیگم ریحانہ جمیل، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے جز (الف) کے حوالے سے ضمنی سوال ہے کہ یہ درست ہے کہ ریلوے اسٹیشن تا گلشن راوی لاہور براستہ چیئرنگ کراس، شملہ پہاڑی، مزنگ چونگی اور گنگا رام ہسپتال بس یا ویگن سروس کے لئے حکومت پنجاب سے کسی نے اس روٹ پر ویگن یا بس چلانے کے لئے رجوع نہیں کیا؟ یہ عوام الناس کا مسئلہ ہے۔ ٹرانسپورٹرز کا مسئلہ نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان روٹ پر حکومت کی جانب سے منظوری بااعلان اخبار اشتہار کب تک دی جائے گی تاکہ ٹرانسپورٹرز نئے روٹ پر آنے کے لئے حکومت سے درخواست کر سکیں؟

جناب سپیکر، جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! محترمہ نے جن علاقوں کی نشان دہی کی ہے ان میں پہلے ہی سات کے قریب کمپنیاں چل رہی ہیں لیکن جس کی نشان دہی انہوں نے کی یہ روٹ کی الاٹمنٹ نہیں ہے۔ ڈیپارٹمنٹ نے لکھا ہے کہ کسی بس یا کمپنی کی طرف سے اس روٹ کی الاٹمنٹ کے لئے ہمیں کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی۔ وہاں پہلے ہی نیو خان، ڈائیوو، مونو لائٹ اور ویگنوں کے چار روٹس اس روٹ کو touch کر کے آتے ہیں اور اگر یہ مناسب سمجھتی ہیں تو ہم اس روٹ کی نئی الاٹمنٹ کروا دیتے ہیں اور کسی نئی کمپنی کو یہ روٹ انشاء اللہ تعالیٰ الاٹ کر دیا جائے گا۔

بیگم ریحانہ جمیل، جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال یہ کیا ہے کہ آپ اخبار میں اشتہار بااعلان اس روٹ کی منظوری کے لئے دیں گے تو ٹرانسپورٹرز آپ کو درخواست بھیجیں گے۔ ایسے وہ کس طرح آپ کو درخواست بھجوا دیں؟

جناب سپیکر، وہ خود بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ کسی بھی روٹ کے لئے ٹرانسپورٹر حضرات درخواست دے سکتے ہیں اور یہ چونکہ ایک نیا روٹ ہے جو آپ نے mention کیا ہے تو منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کے بارے میں جب کوئی درخواست محکمے کو ملے گی تو اس پر ہم غور کریں گے۔

اگلا سوال رانا تجمل حسین صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، سوال نمبر 2253۔ (معزز رکن نے رانا تجمل حسین کے ایماء پر دریافت کیا)

آلودگی کم کرنے کے لئے موٹر سائیکل رکشہ کی جگہ ویگنوں کا اجراء

*2253: رانا تجمل حسین، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں آلودگی کو ختم کرنے کے لئے ویگنوں کی جگہ بسیں چلانے کے پروگرام پر عمل ہو رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن روٹوں پر سے ویگنیں ختم کی گئی ہیں، وہاں پر چلنے والی بسوں کی تعداد عوام کی ضرورت کے مطابق نہ ہے اور اس ضرورت کو اب موٹر سائیکل رکشہ پورا کر رہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی درست ہے کہ موٹر سائیکل رکشہ دھوئیں اور آواز (شور) کی شکل میں بہت زیادہ آلودگی پھیلا رہا ہے۔ اگر ہاں تو کیا اس آلودگی سے بچنے کے لئے ویگنوں کی ایک مقررہ تعداد کو بسوں کے ساتھ چلانے کی اجازت حکومت دینے کے لئے تیار ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) درست ہے کہ لاہور میں آلودگی کم کرنے کے لئے اور لوگوں کو بہتر سفری سہولتوں کی فراہمی کے لئے مرحلہ وار ویگنوں کی جگہ فرنچائزڈ معاہدے کے تحت بسیں چلانے کے پروگرام پر عمل ہو رہا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ فرنچائزڈ معاہدہ کے تحت متعلقہ ٹرانسپورٹ کمپنی اپنے روٹوں پر عوام کی سفری ضروریات کے مطابق بسیں چلانے کی پابند ہیں اور induction plan کے مطابق مقررہ تعداد میں فرنچائزڈ روٹوں پر بس سروس چل رہی ہے۔

(ج) موٹر سائیکل رکشہ کو صرف مخصوص ایریا/ لنک روڈز پر چلنے کی اجازت دی گئی ہے۔ مین روڈز اور ہائی وے پر موٹر سائیکل رکشاؤں کو چلنے کی ممانعت ہے۔ بہتر سفری سہولتوں کی فراہمی اور آلودگی کو کم کرنے کے لئے فرنچائزڈ معاہدہ کے مطابق بڑی بسیں چلائی جا رہی

ہیں۔ فرنچائزڈ معاہدہ اور دفعہ A-69 موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کی رو کے تحت ٹرانسپورٹ کمپنیوں کی بسوں کے ساتھ ویگنوں کو چلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ تاہم عوامی ضروریات کے مطابق مطلوبہ فرنچائزڈ روٹ پر بسوں کی تعداد میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں ذرا دیر سے آیا ہوں۔ But it is never late than never تو میں نے وزیر ٹرانسپورٹ سے گزارش کرنی ہے کہ ملک کے موجودہ حالات کے بعد اور جو حالیہ اخبارات میں ایک خبر آئی ہے تو میں انہیں وہ خبر سنا کر پوچھوں گا کہ ہمیں کہاں ٹرانسپورٹ کرنا چاہتے ہیں۔ خبر یہ ہے کہ واجپائی کی بی۔جے۔پی کے انتخابی جلسے ایک نئے نعرے سے گونجنے لگے ہیں کہ "عبدالکلام ہیرو اور عبدالقدیر زیرو" میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ اپوزیشن والوں کو تنخواہ مل جاتی ہے کہ وہ بار بار وردی کا ذکر کرتے ہیں، ایل۔ایف۔او کا ذکر کرتے ہیں، صدر کے اجنبی ہونے کا ذکر کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ فرصت نہیں دی کہ اتنے بڑے حادثات سے ہم گزر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: دستی صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ ٹرانسپورٹ سے متعلقہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان حالات میں وزیر ٹرانسپورٹ ہمیں اور ہمارے ملک کو کہاں ٹرانسپورٹ کر کے لے جانا چاہتے ہیں؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

سردار امجد حمید خان دستی: میں گزارش کرتا ہوں کہ کوریا نے کہہ دیا کہ ہمارا سائنسدانوں سے کوئی تعلق نہیں، لیبیا نے کہہ دیا اور ایران نے کہہ دیا اور ہمارے دوست چین نے کہہ دیا۔۔۔

جناب سپیکر: دستی صاحب! یہ سوالوں کا وقفہ ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: سنو مفت کی تنخواہیں کھانے والو۔ ہمارے دوست چین نے کہہ دیا کہ نارتھ کوریا کو knowledge پہنچانے میں ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر ٹرانسپورٹ، ہماری حکومت اور ہمارا سب سے بڑا صوبہ پنجاب یہ اس ملک کو کہاں

ٹرانسپورٹ کرنا چاہتا ہے؟

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب دستی صاحب نے جس طرح فرمایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں sitting arrangement اس طرح سے نہیں ہے کہ کون کہاں بیٹھے گا لیکن روایتی طور پر کچھ سینئر دوست ہیں، منسٹرز ہیں، اپوزیشن میں سینئرز ہیں، ان کی سیٹیں ہیں کہ راجہ بشارت صاحب ادھر بیٹھیں گے، چودھری صاحب ادھر بیٹھتے ہیں، رانا ثناء اللہ صاحب ادھر بیٹھتے ہیں اور رانا آفتاب صاحب ادھر بیٹھتے ہیں۔ وزیر ٹرانسپورٹ کی عمومی طور پر سیٹ ادھر ہوتی ہے جو میں ایک سال سے دیکھ رہا ہوں۔ میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ پتا نہیں کہ جس طرح دستی صاحب نے فرمایا ہے کہ ملک کا دفاع محفوظ ہاتھوں میں ہے یا نہیں----

جناب سپیکر، الحمد للہ ملک کا دفاع محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

جناب سمیع اللہ خان، ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کے اس طرف راجہ بشارت اور اس طرف چودھری ظہیر صاحب ہیں۔ وزیر ٹرانسپورٹ یقینی طور پر محفوظ ہاتھوں میں ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ جو بھی انڈر ٹریننگ منسٹر ہو گا ان کو یہ دوست محفوظ ہاتھوں میں بٹھائیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں point of clarification پر آپ کی وساطت سے دستی صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے کہا ہے کہ اس موضوع پر کسی نے کچھ نہیں کہا۔ ہم نے اس پر باقاعدہ واک آؤٹ کیا تھا اور ہم نے وفاقی حکومت کو یہ پیغام convey کیا تھا کہ سائنسدانوں کی یہ ڈی بریفنگ اور نظر بند کرنے کے اقدام سے عوام میں بھی شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ اس کو بند کیا جائے اور ہم نے اس احتجاج پر اس ہاؤس سے واک آؤٹ بھی کیا تھا۔ شکریہ

سید عبدالعلیم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، شاہ صاحب!

سید عبدالعلیم شاہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ سمیع اللہ صاحب ہمیشہ ان لوگوں کی سیٹوں پر نظر رکھتے ہیں کہ کوئی کہاں آ کر بیٹھ گیا اور کوئی کہاں آ کر بیٹھ گیا تو یہ اپنی دلی خواہش کا بار بار اظہار کرتے ہیں۔ آج میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ براہ مہربانی یہ والی سیٹ سنبھال لیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، جناب ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! اس سوال میں ویگنوں کے چلنے سے آلودگی کا معاملہ زیر بحث ہے۔ ہمارے ملک کے اندر جو محکمہ پولیس ہے جس میں ٹریفک پولیس بھی شامل ہے یہ لہریں گننے والے لوگ ہیں۔ بالعموم ایسا ہوتا ہے کہ یہ کسی ویگن کو روک لیتے ہیں اور فوری طور پر چالان کرنے کی دھمکی دیتے ہیں اور بعد میں پچاس، سو روپے جو لینے ہوتے ہیں وہ لے لیتے ہیں۔ میں وزیر ٹرانسپورٹ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے محکمے کے پاس دھوئیں کی آلودگی کو assess کرنے کا کیا طریقہ کار ہے کہ اس میں کتنی آلودگی ہے؟

جناب سپیکر، جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! پہلے واقعی محکمے کے پاس کسی قسم کے آلات موجود نہیں تھے لیکن وزیراعلیٰ پنجاب نے پہلی دفعہ 70 لاکھ روپے کی رقم release کی ہے جس سے آلودگی چیک کرنے کے لئے آلات خریدے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے تحت گاڑیوں کی fitness چیک ہو گی۔

محترمہ گلشن ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ!

محترمہ گلشن ملک، شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے شاہدرہ میں بہت بڑا مسئلہ نیو خان بس کا ہے۔ یہ بس پہلے چلتی تھی لیکن اب بند ہو گئی ہے اس لئے اب وہاں لوگوں کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے کیونکہ وہاں کوئی سواری کا انتظام نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر ٹرانسپورٹ کو اپیل کرتی ہوں کہ وہاں دوبارہ نیو خان بس چلائی جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اگلا سوال رانا تجمل حسین صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! سوال نمبر 2308۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ سیالکوٹ روڈ پر ہونے والے حادثات کی تمام تر تفصیلات

*2308۔ جناب ارشد محمود بگو، کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک گوجرانوالہ، سیالکوٹ روڈ پر کتنے اور کس کس جگہ، کن کن موٹر وہیکلز کے road accidents ہوئے اور ہر accident میں کتنے افراد ہلاک ہوئے، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ان کو دی گئی امداد کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس روڈ پر رات کے وقت سریا لوڈ کر کے ٹرک اور ٹرالیاں بغیر back lights کے چلتی ہیں جو کہ حادثات کا باعث بنتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جز (الف) میں بیان کردہ زیادہ تر حادثات رات کے وقت جز (ب) میں بیان کردہ وجوہات کی بناء پر ہوئے ہیں؟

(د) کیا حکومت رات کے وقت سریا لاد کر چلنے والی ٹریفک کے لئے reflector لگانے کی پابندی کروانے اور حادثات کی روک تھام کے لئے کوئی مؤثر اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ،

(الف) اس جز کا مفصل جواب حسب ذیل ہے۔

مہلک حادثات گوجرانوالہ سیالکوٹ روڈ حدود گوجرانوالہ

از مورخہ 1-1-01 تا 11-6-03

نمبر شمار	سال حادثات	کل تعداد حادثات	تعداد ہلاک شدگان	تعداد گاڑیاں
1۔	سال 2001	8	9	10
2۔	سال 2002	11	14	16
3۔	سال 2003	4	5	7
4۔	کل میزان	23	28	33

(ب) یہ درست نہ ہے کہ اس روڈ پر رات کے وقت سریا لوڈ کر کے ٹرک اور ٹرالیاں بغیر back lights کے چلتی ہیں جو کہ حادثات کا باعث بنتی ہیں بلکہ اکثر حادثات دن کے وقت ویگن یا کار یا بس اور بائیسکل کے درمیان ہونا پائے گئے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ جز (الف) میں بیان کردہ زیادہ تر حادثات رات کے وقت جز (ب) میں بیان کردہ وجوہات کی بناء پر ہوئے ہیں۔

(د) اس بارے میں عرض ہے کہ جب بھی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو فوری طور پر مناسب کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، کیا آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا حکومت رات کے وقت سریا لاد کر چلنے والی ٹریفک کے لئے reflector لگانے کی پابندی کروانے اور حادثات کی روک تھام کے لئے کوئی مؤثر اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ میں اس کا جواب

پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ جب بھی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو فوری طور پر مناسب کارروائی کی جاتی ہے۔ میں نے جو سوال کیا ہے اور جو محکمے نے جواب دیا ہے اس کا آپس میں کوئی تعلق نہیں بنتا۔ انہوں نے ایکسیڈنٹ کی تفصیل یہ دی ہے کہ 28 لوگ گوجرانوالہ سیالکوٹ روڈ پر ہلاک ہوئے اور 23 کے قریب ایکسیڈنٹ ہوئے ہیں۔ ون وے سڑک نہیں ہے۔ یہ ایک ہی سڑک ہے اور reflector لگوانے کا مقصد یہی تھا کہ جتنے بھی ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں وہ زیادہ تر رات کو ہی ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا فرض بنتا ہے کہ رات کو جو ٹرالیاں چلتی ہیں، تانگے چلتے ہیں یا چھوٹے چھوٹے ریڑھے اور گدھا گاڑیاں چلتی ہیں انہی کی وجہ سے عام طور پر ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ میں وزیر صاحب کو دوبارہ ادب کے ساتھ درخواست کرنا چاہتا ہوں اور سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت سریا لاد کر چلنے والی ٹریفک کے لئے یا دوسری ٹریفک کے لئے reflector لگوانے کی پابندی کروانے اور اس پر عملدرآمد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! بگو صاحب نے بڑے ہی اہم مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے۔ یہ واقعی انہوں نے بڑا زبردست point اٹھایا ہے۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم نے جنوری میں reflector لگوانے کے لئے تمام ضلعوں میں سیکرٹری R T(A) کو خط لکھ دیا ہے اور اس پر بڑی تیزی کے ساتھ کام ہو رہا ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! سیالکوٹ روڈ خطرناک روڈ ہے۔ اکثر اسی روڈ پر ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں کیونکہ ٹریفک تیز ہوتی ہے۔ میں نے سیالکوٹ میں ایک فرم کے ساتھ بات کی تھی۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ اگر سیالکوٹ گوجرانوالہ روڈ پر ہائی وے پولیس کے دو سکاڈ لگا دیئے جائیں تو ان کے جتنے بھی اخراجات تنخواہوں اور پٹرولنگ وغیرہ کے ہوں گے وہ کمپنی ادا کرے گی۔ میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ کیا یہ اس سلسلے میں مجھے assurance کروائیں گے کیونکہ یہ ان کا کام نہیں ہے یہ لکھ کر گورنمنٹ آف پنجاب کو بھجوائیں گے، کیا یہ اس سلسلے میں ہماری مدد کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: ٹھیک ہے۔ بگو صاحب میرے پاس تشریف لے آئیں اور اپنی تجاویز دیں ان کی جو بھی اچھی تجاویز ہوں گی ان پر عمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! جس طرح شیخوپورہ سے لے کر فیصل آباد تک ڈبل روڈ کی جارہی ہے ایسے ہی اگر گوجرانوالہ سے سیالکوٹ بھی ڈبل روڈ کر دی جائے تو ایکسیڈنٹ میں بہت کمی آ جائے گی۔

جناب سپیکر: یہ تو C&W سے متعلقہ سوال ہے۔ یہ ان سے متعلقہ نہیں بنتا۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں وزیر موصوف کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گی کہ بہاولپور کے علاقے میں جو چھوٹے قصبے ہیں ان میں منی بسیں جو ویگن کی طرح ہوتی ہیں ان میں اتنا رش ہوتا ہے کہ آئے دن وہاں کے لوگ جس طرح احمد پور، نور پور، سمہ سٹہ اس طرف کو جانے والے لوگ آ کر مجھ سے کارڈ لیتے ہیں کہ باجی ہمیں کارڈ دے دیں تاکہ ہمیں پولیس نہ پکڑے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ آبادی کے لحاظ سے ان ویگنوں میں اضافہ کیوں نہیں کرتے اور جو گاڑیاں زیادہ دھواں دے رہی ہوتی ہیں ان کو پکڑتے نہیں اور جو پولیس والوں کو پیسے نہیں دیتے ان کو پکڑ لیا جاتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ویگنوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال طاہر اختر ملک صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

لالہ شکیل الرحمن(ایڈووکیٹ) ، جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ سوال نمبر 2510۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی' جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ کے اجراء اور حکومت کی طرف سے دستیاب مراعات کی تفصیل

*2510۔جناب طاہر اختر ملک، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی معاونت سے فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ کمپنیاں (بسیں) کام کر رہی ہیں؟

(ب) سال 2003 میں کتنے فرنچائزڈ لائسنس اور کن کن شہروں میں دینے کا پروگرام ہے؟ تفصیل ہر شہر کے حساب سے بیان فرمائیں؟

(ج) اس سکیم کے تحت حکومت پنجاب کیا کیا مراعات دے رہی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ،

(الف) درست ہے۔

(ب) ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب جلد ہی پنجاب بھر میں فرنچائزڈ آپریشن کے لئے نئی bids دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کے جواب میں موصول ہونے والی bids کا' Bids Evaluation Committee جائزہ لے گی اور معیار پر پورا اترنے والی bids کی منظوری دے گی۔

(ج) اس سکیم کے تحت حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل مراعات دی ہیں۔

1۔ مقررہ Routes پر دس سال کے لئے طویل مدت فرنچائزڈ۔

2۔ واجبی کرایہ پر ڈپو جات اور ورکشاپ سائیٹ (دستیابی سے مشروط)

3۔ قرضہ ایکوئٹی تناسب بحساب 70:30 پر بنکوں /لیزنگ کمپنیوں سے قرضہ جات

4۔ قرضوں کے مارک اپ پر نان اے۔ سی بسوں کے لئے 4 فیصد اور اے۔ سی بسوں کے لئے 8 فیصد کی شرح سے سبسڈی
5۔ رعایتی کرایوں کے ضمن میں کوئی بوجھ نہیں۔

جناب سپیکر، آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ سال 2003 میں کتنے فرنچائزڈ لائسنس اور کن کن شہروں میں دینے کا پروگرام ہے؟ تفصیل ہر شہر کے حساب سے بیان فرمائیں۔ یہ تفصیل شہر کے حساب سے بیان نہیں کی گئی۔ یہ کس ratio سے ہر شہر میں لائسنس دیئے جائیں گے؟

جناب سپیکر، جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! اس میں ملتان، راولپنڈی، فیصل آباد اور لاہور میں فرنچائزڈ آپریٹرز کے ساتھ معاہدے کئے گئے ہیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! اس میں تعداد کا کوئی اندازہ ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! 923 بسیں فرنچائزڈ معاہدے کے تحت چل رہی ہیں اور پچھلے سات سالوں میں 435 بسیں فرنچائزڈ معاہدے کے تحت آئی ہیں اور موجودہ حکومت کے ایک سال میں 488 بسیں اس معاہدے کے تحت چلنی شروع ہو چکی ہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ جن ویگنوں کو روٹ پر سے ختم کر کے بسیں لائی جا رہی ہیں تو ویگن مالکان جن کا ٹرانسپورٹ بزنس سے روزگار وابستہ ہے کیا ان کو بھی incentive دیئے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر، جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! جن ویگنوں کو فرنچائزڈ روٹ کے لئے وہاں سے فارغ کیا جاتا ہے ان کو اسی وقت متبادل روٹ الاٹ کر دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! وزیر ٹرانسپورٹ نے ابھی بسوں سے متعلق بات کی ہے کہ وہ 488 نئی بسیں باہر سے منگوا رہے ہیں تو اسی سے متعلقہ فیصل آباد کے حوالے سے ایک انتہائی اہم مسئلہ جو کہ میں آپ کی اجازت سے وزیر موصوف کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ فیصل آباد میں ویگنوں کے مختلف روٹس انھوں نے cancel کر دیئے ہیں اور ویگنوں کو چلنے سے روک دیا ہے۔ ان کی جگہ پر بسیں چلائی گئی ہیں اور جو کمپنی یہ بسیں چلا رہی ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ ناظم کی ملکیت ہے۔ وہاں پر بسیں بہت کم ہیں جس کی وجہ سے پورا شہر پریشانی کا شکار ہے۔ مختلف روٹس پر بسیں نہیں ہیں اگر ہیں تو کوئی دو دو گھنٹے بعد ایک بس آتی ہے اور لوگ سواری کے معاملے میں بڑے پریشان ہیں۔ اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ یا تو بسیں بڑھا دیں۔ اگر ان کی تعداد نہیں بڑھائی جا سکتی تو کم از کم اس وقت تک ویگنوں کے روٹس کو بحال رکھیں جب تک کہ اس کا کوئی alternate حل نہیں نکل آتا۔

جناب سپیکر۔ وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب سپیکر! محکمہ ٹرانسپورٹ نے بڑی واضح پالیسی بنائی ہوئی ہے کہ اب اس وقت تک کسی روٹ کو فرنچائزڈ نہیں کیا جاتا جب تک کہ وہاں پر بسوں کی مطلوبہ تعداد پوری نہیں ہو جاتی۔ اس وقت تک ویگنوں کو ساتھ ساتھ چلنے کی اجازت ہوتی ہے۔ جب مطلوبہ تعداد جو روٹ کے مسافروں کے load کے مطابق ہو وہ پوری ہو گی تو تب اس روٹ کو فرنچائزڈ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب کا سوال یہ ہے کہ فیصل آباد میں پہلے جو اربن ٹرانسپورٹ، ویگنیں وغیرہ چل رہی تھیں ان کے روٹس پرمٹ cancel کر دیئے گئے ہیں اور فرنچائزڈ سکیم کے تحت جو بسیں چلی ہیں ان کی جتنی مطلوبہ تعداد تھی وہ پوری نہیں ہوئی تو آپ on the floor of the House کیا یہ یقین دہانی کرواتے ہیں کہ مطلوبہ تعداد پوری ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ: جی انشاء اللہ بالکل پوری ہو گی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اگر ان کی تعداد پوری نہیں بھی ہے تو وزیر ٹرانسپورٹ on the floor of the House یقین دہانی کروا رہے ہیں کہ ان کی تعداد پوری کر دی جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر، انھوں نے on the floor of the House commitment نہیں دی بلکہ انھوں نے کہا ہے کہ انشاء اللہ پوری ہو گی۔

جناب سپیکر: اگر کوئی کمی بیشی ہے تو وہ اسے پورا کر دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر، چونکہ وہاں پر اس معاملے میں ضلعی ناظم کی involvement ہے اس لئے یہ معاملہ اتنی آسانی سے حل ہونے والا نہیں ہے۔ اگر یہ ذاتی طور پر اس کا نوٹس لیں تو پھر شاید کوئی بات بن جائے یا تو یہ ان بسوں کی تعداد پوری کروا دیں یا پھر اس پالیسی پر عمل کروائیں کہ جب تک بسوں کی تعداد پوری نہ ہو اس وقت تک ویگنوں کو نہ روکا جائے، وہ چلتی رہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب، آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر، بالکل اسی پالیسی پر عمل ہو گا اور میں رانا صاحب کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چند دنوں کے اندر اندر ہم نے مزید نئی بسیں induct کروائی ہیں۔ فیصل آباد کے لئے 25 مزید بسیں پہنچ رہی ہیں۔ ان کے آنے کے بعد یہ مطلوبہ تعداد پوری ہو جائے گی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب، کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! بالکل چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، پوچھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو فرنچائزڈ بسیں ہیں ان کے بارے میں جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ "رعایتی کرایوں کے ضمن میں ان پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا جا رہا۔" کیا اس بات کا بھی کوئی تعین کیا گیا ہے کہ وہ کرایہ کس شرح سے وصول کریں گے اور وہ کرایہ

بڑھانے کے لئے کیا محکمہ سے پوچھتے ہیں؟ کیونکہ پچھلے دنوں انھوں نے بغیر کسی اعلان کے ایک دم کرائے بڑھا دیئے ہیں۔ اس بارے میں وزیر موصوف کوئی یقین دہانی کروانا پسند فرمائیں گے کہ ان بسوں والوں کو پابند کیا جائے کہ وہ یکطرفہ طور پر اپنی مرضی سے کرایہ نہیں بڑھائیں گے؟

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! بالکل محکمہ کی اتھارٹی موجود ہے اور کوئی بھی ٹرانسپورٹر اپنی مرضی سے کرایہ نہیں بڑھا سکتا۔ ہم نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ تمام فرنچائزڈ آپریٹر اپنے fare table کسی نمایاں جگہ پر لگائیں تاکہ ہر مسافر کو وہ نظر آئے۔ اب تک میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں آسکی کہ کوئی بھی کمپنی اپنی مرضی سے زائد کرایہ وصول کر رہی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جز (ب) میں محکمہ نے جواب دیا ہے کہ اس سکیم کے تحت حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل مراعات دی ہیں۔ اس میں بہت ساری مراعات لکھی گئی ہیں۔ میں صرف دو حوالوں سے وضاحت چاہوں گا۔ نمبر 2 پر لکھا گیا ہے کہ "واجبی کرایہ پر ڈپو جات اور ورکشاپ سائیٹ ٹرانسپورٹر کو دیں گے" یہ بات یقینی ہے کہ جتنے بھی ڈپو جات اور ورکشاپ سائیٹ ہیں یہ ہر شہر میں بہت قیمتی پراپرٹی ہے۔ اس ملک میں عموماً ایسے ہوتا ہے کہ جس مقصد کے لئے زمین دی جاتی ہے اس سے ہٹ کر اسے دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب یہ ڈپو یا ورکشاپ سائیٹ لیز پر دیں گے تو اس بات کیا measures لے رہے ہیں کہ وہ زمین، بلڈنگ یا ورکشاپ کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہ ہو سکے؛ دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ 4 اور 8 فی صد subsidy بھی دے رہے ہیں، قرضہ کی سہولت بھی دے رہے ہیں۔ اسی طرح جواب کے نمبر 5 پر لکھا گیا ہے کہ رعایتی کرایوں کے ضمن میں کوئی بوجھ نہیں تو میری ان سے ایک تجویز اور درخواست ہے کہ جہاں یہ انھیں اتنی ساری مراعات دے رہے ہیں وہاں اگر یہ صوبہ کے معذور افراد یا خصوصی بچوں کو سفر میں کوئی خصوصی رعایت دلوا دیں تو میرے خیال میں اس سے حکومت اور محکمے کی نیک نامی ہو گی۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! سمیع اللہ خان صاحب نے بڑی اچھی تجاویز دی ہیں۔ اس حوالے سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ان کے سوال کے جواب میں ہم نے لکھا ہے کہ "نئی bids دی جا رہی ہیں"

تو اب latest صورتحال یہ ہے کہ وہ bids دی جا چکی ہیں۔ اس کے علاوہ موجودہ حکومت نے non-A C بسوں پر subsidy ختم کر دی ہے۔ لیز پر ڈپو دینے کا سلسلہ بھی فی الوقت بند کر دیا گیا ہے۔ ہماری نئی پالیسی کے مطابق non A C بسوں پر subsidy نہیں دی جاتی' اے۔ سی بسوں اور C N.G بسوں پر ہم subsidy دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر : اگلا سوال محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ زیب النساء قریشی : سوال نمبر 2797۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں بس سروس کے اجراء اور ویگن سروس کی بندش سے پیدا شدہ مسائل

*2797: محترمہ زیب النساء قریشی، کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ضلع لاہور کے بہت سے روٹوں کی ویگن سروس ختم کر کے ان روٹوں پر بسیں چلائی ہیں جو عوام کے لئے بہتر اور اچھی سہولتیں فراہم نہیں کرتیں؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور سے ویگنیں بند ہونے کی وجہ سے ہزاروں ہنرمند افراد بے روزگار ہو گئے ہیں؛

(ج) اگر مذکورہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ویگنیں بند ہونے کی وجہ سے بے روزگار ہونے والے افراد کو کوئی متبادل روزگار فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) درست نہ ہے۔ حکومت نے فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ سکیم کے تحت لاہور' راولپنڈی' ملتان اور فیصل آباد میں اربن روٹوں پر عوام کو سفر کی بہتر سہولتیں فراہم کرنے کے لئے نئی اور بڑی بسوں کو اجازت دی ہے۔ ویگنوں کو متبادل نان فرنچائزڈ روٹوں پر چلنے کی اجازت دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ فرنچائزڈ روٹوں پر چلنے والی ویگنوں کو متبادل روٹ دیئے گئے ہیں۔

(ج) جیسا کہ جز (الف) اور (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ سکیم کے تحت چلنے والی بسوں کی وجہ سے ویگنوں کو متبادل نان فرنچائزڈ روٹوں پر چلنے کی اجازت دی گئی ہے۔ لہذا اس طرح ان کو متبادل روزگار مہیا ہے۔ اس سکیم سے عوام کو خصوصاً خواتین و طالبات کو آرام دہ اور بہتر ٹرانسپورٹ سہولت میسر ہوئی ہے۔

جناب سپیکر : کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ زیب النساء قریشی : جناب سپیکر! میں جز (الف) کے بارے میں ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گی۔ محکمہ نے جواب کے جز(الف) میں لکھا ہے کہ "درست نہ ہے۔ حکومت نے فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ سکیم کے تحت لاہور، راولپنڈی، ملتان اور فیصل آباد میں اربن روٹوں پر عوام کو سفر کی بہتر سہولتیں فراہم کرنے کے لئے نئی اور بڑی بسوں کو اجازت دی ہے۔" ملتان شہر میں ایک بڑی بس سروس "KB" چلی ہے۔ ملتان کی سڑکیں چھوٹی ہیں جبکہ یہ بسیں بڑی ہیں جس کی وجہ سے اب تک ان بسوں نے کوئی 20 سے زیادہ لوگوں کو کچل دیا ہے۔ ایک تو ان بسوں کے ڈرائیور احتیاط نہیں کرتے۔ دوسرا سڑکیں چھوٹی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ حکومت اس سلسلے میں کیا سوچ بچار کر رہی ہے کہ وہاں معصوم لوگ نہ کچلے جائیں؟

میرا دوسرا ضمنی سوال جز(ب) کے حوالے سے ہے۔ اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "درست نہ ہے۔ فرنچائزڈ روٹوں پر چلنے والی ویگنوں کو متبادل روٹ دیئے گئے ہیں۔" عملی طور پر ایسا نہیں ہوا۔ مثال کے طور پر ویگن روٹ نمبر 22 کو بند کر کے ان ویگنوں کو نیا روٹ نمبر 17 جاری کیا گیا تھا اسے بھی اب بند کر دیا گیا ہے۔ یہ ویگن ٹھوکر سے منصورہ، ملتان چونگی، وحدت کالونی، پنجاب اسمبلی اور اسٹیشن تک جاتی تھی۔ میں پوچھنا چاہوں گی کہ اسے کیوں بند کیا گیا ہے؟ یہ روٹ صرف دو یا تین مہینے چلا ہے اور اب بند ہو گیا۔ اس کی وجہ سے ملازم پیشہ لوگوں کو بہت مشکلات پیش آ رہی ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب سپیکر! جن شہروں میں سڑکیں چھوٹی ہیں وہاں پر ہم ایسے روٹ identify

کر رہے ہیں جو کہ صرف اور صرف ویگنوں کے لئے ہی ہوں گے۔ وہاں پر فرنچائزڈ سسٹم کے تحت بسیں نہیں چلائی جائیں گی۔ محترمہ نے ملتان میں چلنے والی بس سروس "KB" کے حوالے سے بات کی ہے۔ ملتان کے لوگوں نے فرنچائزڈ سسٹم کے تحت چلنے والی اس بس سروس کو بڑا appreciate کیا ہے۔ اس سے لوگوں کی عزت نفس بحال ہوئی ہے۔ اس سسٹم کے تحت ہزاروں بے روز گار لوگوں کو باعزت روز گار دیا گیا ہے۔ ڈرائیور اور کنڈیکٹر کو تو تنخواہ کے علاوہ کمیشن بھی دیا جاتا ہے۔ یہ لوگ بڑے باعزت طریقے سے اپنا روز گار حاصل کر رہے ہیں۔

محترمہ زیب النساء قریشی: آپ یہ بتائیے کہ "KB" بس سروس نے 20 سے زیادہ لوگوں کو کچل دیا ہے تو اس کے لئے ان کو کیا ہدایات کر رہے ہیں؟ ابھی پرسوں ایک آدمی اس پر چڑھنے لگا' ہمارے گھر میں جو ملازمہ کام کرتی ہے وہ اس کا بچا تھا۔ ڈرائیور نے بس کو چلا دیا اور وہ آدمی کچلا گیا تو آپ اس حوالے سے انہیں کیا ہدایات دیں گے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، اس کے لئے تو قانون موجود ہے۔ اگر کوئی ایکسیڈنٹ ہوتا ہے تو اس کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر درج کرائی جاتی ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسی تفصیل ہے تو آپ مجھے دے دیں اور میرے ساتھ بیٹھ کر اس پر بات کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: شیخ اعجاز صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! یہاں پر سوالات کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر پبلک ویلفیئر کے لئے کوئی کام کر سکیں۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم نے بڑی بسیں چلائی ہیں۔ مجھے تو ان کے کہنے کے مقصد کی یہ سمجھ آئی ہے کہ اگر بیس لوگ کچلے گئے ہیں تو وہ پرچہ درج کرائیں اور اس کے لئے قانون موجود ہے۔ اس میں حیرانگی کی بات یہ ہے کہ اگر وہاں پر پہلے ویگن چلتی تھی اور کوئی ایسے حادثات بھی رونما نہیں ہوتے تھے لیکن اب وہاں پر بڑی بس چلا دی گئی ہے اور روڈ کی capacity بڑی بس والی نہیں ہے۔ وہ چھوٹی ویگن والی ہے تو کیوں نہ اس کو وہاں سے تبدیل کر کے وہاں ویگن ہی چلائی جائے یا اس کا کوئی ایسا متبادل بندوبست کیا جائے جس سے انسانی جانیں ضائع نہ ہوں؟ اگر

بسیں چلانے سے بیس خاندانوں کے افراد کچلے جا چکے ہیں تو یہ بہت ہی زیادہ embarrassing position ہے۔ اسے درست کرنے کے لئے لازمی اقدامات کرنے چاہئیں اور میں اس بارے میں جناب کی رولنگ بھی چاہوں گا کہ آپ اس بارے میں ضرور حکم صادر فرمائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے' جس طرح شیخ صاحب نے نشاندہی کی ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں اور روزانہ اخبارات میں بھی دیکھتے ہیں کہ صوبے میں جتنے ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں اگر آپ ان کی تفصیل اکٹھی کریں تو 99 فیصد لوگوں کی موت ویگن کے ایکسیڈنٹ سے ہوتی ہے۔ جب بھی کسی ہائی ایس ویگن کا ایکسیڈنٹ ہوتا ہے تو پندرہ پندرہ' بیس بیس لوگوں کی موت واقع ہو جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ پلیز اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ محترم جی۔ایم سکندر صاحب المعروف جی۔ایم کورم گیلری میں تشریف رکھتے ہیں۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن ان کے بیٹھتے ہی فائلوں کی disposal کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ وہاں پر رش لگ جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! آپ دیکھیں کہ آپ کے کہنے کے باوجود بھی یہ کام ہو رہا ہے اور ان کے سامنے فائلوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی تمام ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہیں۔ جی' وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ آپ اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ جب ویگن کا ایکسیڈنٹ ہو تو پندرہ پندرہ' بیس بیس بندوں کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اگر ملتان کے سلسلے میں ان

کے علم میں کوئی ایسا واقعہ ہو تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے کے لئے تیار ہوں اور ہم اس کے خلاف ایکشن لینے کے لئے بھی تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

محترمہ صبا صادق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! ابھی اطلاع ملی ہے کہ ہمارے محترم بھائی چودھری عبد الغفور صاحب ایم۔پی۔اے کے دادا جان کا انتقال ہو گیا ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب والا! میں بقیہ سوالوں کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی' بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

عوام کی سہولت کے لیے بسوں کے روٹ پر ویگنوں کا اجراء

*2254۔ **رانا تجمل حسین:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں آلودگی کم کرنے کے لئے ویگنوں کی جگہ بسیں چلانے کے پروگرام پر عمل ہو رہا ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اس پر عمل مکمل ہو جائے گا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ویگنوں کے روٹ پرمٹ ختم کرنے کے بعد ان روٹوں پر مختلف کمپنیوں کی اجارہ داری قائم ہو گئی ہے اور متعلقہ کمپنیاں مقررہ تعداد کے مطابق بسیں چلانے میں ناکام رہی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ روٹ پرمٹ دیتے وقت بس میں سواریاں بیٹھنے کی ایک تعداد مقرر کی جاتی ہے' اگر ہاں تو وہ کیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بسوں کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے بسوں میں رش ہوتا ہے۔ سفید پوش لوگوں کا اب ان بسوں میں سفر کرنا دشوار ہو گیا ہے اور رش کی وجہ سے جیب کتروں کی وارداتیں عام ہو گئی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت عوام کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مقررہ تعداد میں ویگنوں کو بسوں کے ساتھ چلانے کی اجازت دینے کے لئے تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) درست ہے کہ لاہور میں آلودگی کم کرنے کے لئے اور لوگوں کو بہتر سفری سہولتوں کی فراہمی کے لئے مرحلہ وار ویگنوں کی جگہ فرنچائزڈ معاہدہ کے تحت بسیں چلانے کے پروگرام پر عمل ہو رہا ہے۔ لاہور شہر میں اس وقت تک 6 مختلف ٹرانسپورٹ کمپنیوں کا حکومت کے ساتھ بسیں چلانے کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ جس میں سے تین ٹرانسپورٹ کمپنیاں مختلف روٹوں پر اپنی بس سروس چلا رہی ہیں۔ باقی مزید تین کمپنیاں آئندہ تین ماہ کے اندر لاہور کے مختلف روٹوں پر اپنی بسیں چلانے کی پابند ہیں۔

(ب) فرنچائزڈ معاہدہ کے تحت متعلقہ ٹرانسپورٹ کمپنی اپنے روٹوں پر عوام کی سفری ضروریات کے مطابق بسیں چلانے کی پابند ہے اور induction plan کے مطابق مقررہ تعداد میں بس سروس فرنچائزڈ روٹوں پر چل رہی ہے۔

(ج) فرنچائزڈ معاہدہ کے تحت کم از کم 70 سواریوں کی گنجائش والی بڑی بسوں کو روٹ پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں۔

(د) جیسا کہ مندرجہ بالا جزو(الف)' (ب) اور (ج) میں بیان کیا گیا ہے کہ فرنچائزڈ معاہدہ کے تحت متعلقہ ٹرانسپورٹ کمپنیاں مقررہ تعداد کے مطابق induction plan کے تحت متعلقہ ٹرانسپورٹ کمپنیاں مقررہ تعداد کے مطابق بسیں چلا رہی ہیں۔

(ہ) فرنچائزڈ معاہدہ اور دفعہ 69-A موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کے تحت ٹرانسپورٹ کمپنیوں کی بسوں کے ساتھ ویگنوں کو چلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ تاہم عوامی ضروریات کے مطابق متعلقہ روٹ پر بسوں کی تعداد میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

لاہور۔ لوکل روٹس پر بس سروس کے اجراء سے پیداشدہ مسائل اور حکومتی اقدامات

*3293: محترمہ ثمینہ نوید، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں مختلف لوکل روٹوں پر نیو خان بس سروس چلائی گئی ہے۔ کب اور کس معاہدے کے تحت؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن روٹوں پر بسیں چلائی گئی ہیں۔ وہاں پر پہلے سے چلنے والی ویگنوں کو بند کر دیا گیا۔ کس معاہدے اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم پر ایسا کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں ڈائیوو بس سروس کا آغاز کیا گیا ہے مگر انہوں نے ایسی کوئی شرائط نہیں لگائیں جس کے تحت پہلے سے چلنے والی ویگنوں کو بند کر دیا جائے؟

(د) کیا پہلے سے چلنے والی ویگنوں کے مالکوں اور ملازمین سے روزگار چھیننا' عوامی فلاح و بہبود کو پس پشت ڈالنے کے مترادف نہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ نیو خان بس سروس کی کڑی شرائط کو تسلیم کرنے پر حکام کو کمیشن سے نوازا گیا ہے؟

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے معاہدے، جس میں ہزاروں افراد کو بے روزگار کر دیا گیا ہو، کو منسوخ کرنے اور ایسا معاہدہ کرنے والوں (ذمہ داران) کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؛ نیز کیا بند کی گئی ویگنوں کو دوبارہ چلانے کا ارادہ ہے؟ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔ نیو خان میٹرو بس سروس فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ معاہدہ کے تحت مورخہ 01-07-1999 سے مختلف روٹوں پر چلائی جارہی ہے۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔ وہاں پر پہلے سے چلنے والی ویگنوں کو بمطابق دفعہ 69-A موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 فرنچائزڈ معاہدے کی شق نمبر 1 کے تحت روٹوں سے ہٹایا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ لاہور میں ڈائیوو بس کمپنی نے بھی اپنی سروس کا آغاز کیا ہے۔ مگر بمطابق معاہدہ فرنچائزڈ دفعہ 69-A موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 ان کو بھی اسی شرط کے تحت چلایا گیا ہے۔

(د) پہلے سے چلنے والی ویگنوں کے مالکان کو متبادل روٹ کے مکمل مواقع فراہم کئے گئے ہیں اور دیگر روٹوں پر ویگنیں چلائی گئی ہیں۔ اس طرح کسی کا روزگار نہ چھینا گیا ہے۔

(ہ،و) بدولت فرنچائزڈ معاہدے، یہ کمپنیاں عوام کو معیاری، بروقت اور جدید قسم کی ٹرانسپورٹ مہیا کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ ان سروسز کی بدولت بے شمار بے روزگاروں کو روزگار میسر ہوا ہے اور مسافروں کو بہترین سفری سہولت مزید یہ کہ کمپنیاں شور اور ماحولیاتی آلودگی میں کمی کا باعث ہیں۔ ان کے ساتھ کئے گئے معاہدہ جات صوبائی کابینہ کی منظوری کے بعد عمل میں آئے ہیں۔ ان امور کے پیش نظر ایسے عوامی مفاد کے منصوبہ جات کو حکومت منسوخ کرنے کا قطعی کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

بہاولنگر میں لوکل پبلک ٹرانسپورٹ اور کرایوں کا مسئلہ

*3294، محترمہ ثمینہ نوید، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کچہری بہاولنگر سے ماڈل ٹاؤن براستہ بہاولی پک اپ ویگن سروس کو بند کرکے موٹر سائیکل رکشا چلا دیا گیا؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع کچہری سے ماڈل ٹاؤن تک رکشے کا یک طرفہ کرایہ مبلغ 10 روپے وصول کیا جا رہا ہے جبکہ ویگن کا کرایہ صرف 5 روپے تھا۔ رکشے والے زائد کرایہ وصول کرکے غریب عوام کو لوٹ رہے ہیں؛

(ج) پک اپ ویگن کو کب اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم پر بند کیا گیا اور رکشا کب اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم پر چلایا گیا ہے؛

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بند ویگنوں کو دوبارہ چلانے نیز دوسرے شہروں کی طرز پر بسیں چلانے کو تیار ہے اور رکشا کو بند کرنے یا ان کے کرائے کنٹرول کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؛

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) درست نہ ہے۔ کیونکہ 9،8 سال قبل بہاولنگر میں متعلقہ راستے کے لئے پک اپ ویگن روٹس جاری کئے گئے۔ ان گاڑیوں کو چند سال کے لئے چلانے کے بعد مالکان نے خود بخود بند کر دیا کیونکہ یہ منافع بخش نہ تھیں۔ ان گاڑیوں کے بند ہونے کے بعد موٹر سائیکل رکشے ان کی جگہ پر چل رہے ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔ بلکہ رکشا والے ماڈل ٹاؤن سے بہاولی تک -/5 روپے فی سواری اور بہاولی چوک سے کچہری تک -/5 روپے فی سواری لیتے ہیں جبکہ 9،8 سال قبل ویگن والے بھی اسی طرح ہی کرایہ وصول کرتے تھے۔ رکشے والے براہ راست کچہری سے ماڈل ٹاؤن نہیں جاتے۔ ہاں اگر کوئی سواری اپنے طور پر سے کر جانا چاہے تو سواری کرایہ خود طے کر کے لے جاتی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (الف) میں عرض کیا گیا ہے کہ ویگن سروس، تقریباً 8'9 سال قبل بہاولنگر میں چند لوگوں نے خود ہی ماڈل ٹاؤن تا کچہری شروع کی تھی۔ مگر کچھ عرصہ بعد یہ خود بخود ہی بند ہو گئی تھی۔ اس امر کے پیش نظر موٹر سائیکل رکشے چلنا شروع ہوئے۔ یہ موٹر سائیکل رکشا قانوناً صرف کمیٹی حدود کے اندر چل سکتا ہے اور کمیٹی حدود کے باہر نہیں جا سکتا۔ ہائی وے روڈ، جی ٹی روڈ، چشتیاں روڈ، ہارون آباد، مکھن آباد اور عارف والا روڈ موٹر سائیکل رکشا کے لئے ممنوع علاقہ جات مقرر کئے گئے ہیں۔

(د) بہاولنگر ضلع ایک پسماندہ اور چھوٹا شہر ہے۔ جہاں پر ویگن سروس کامیاب ہونا بہت مشکل ہے۔ جیسا کہ 9,8 سال قبل یہ چلنے کے بعد خود بخود بند ہو گئی تھی۔ تاہم اگر کوئی ٹرانسپورٹر کمپنی یا فرد اس روٹ پر پرائیویٹ ویگن سروس چلانا چاہے تو محکمہ بمطابق قانون اس پر غور کریگا۔

محکمہ ٹرانسپورٹ میں خرید و فروخت کردہ گاڑیوں کی آمدن و اخراجات اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*3600۔ شیخ تنویر احمد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 2001 سے آج تک محکمہ ہذا نے کتنی گاڑیاں اور بسیں فروخت کی ہیں۔ ان کی فروخت سے حاصل کردہ آمدن کی تفصیل نیز ان کی خرید پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اس وقت محکمہ ہذا کی ملکیتی کتنی، کون کون سی موٹر وہیکلز کس کس جگہ ناکارہ پڑی ہیں اور ان کی فروخت کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ج) سال 2001 سے آج تک جو موٹر وہیکلز فروخت کی گئی ہیں۔ کیا ان کی فروخت کے لئے کوئی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس کمیٹی میں شامل ممبران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) سال 2001 سے آج تک محکمہ ہذا نے کون کونسی نئی ٹرانسپورٹ کتنی مالیت میں کس کس فرم سے کس کس مقصد کے لئے خرید کی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) محکمہ ٹرانسپورٹ نے 2001 سے آج تک ایک ٹیوٹا کار کے علاوہ کوئی گاڑی یا بس وغیرہ نہیں خریدی ہے اور نہ ہی فروخت کی ہے۔ پی۔ آر۔ٹی۔سی جو کہ اس کا ایک ذیلی ادارہ ہے اس نے اس دوران دو گاڑیاں ایک سوزوکی پک اپ اور ایک کار ٹیوٹا سٹارلٹ مبلغ -/96000 روپے بذریعہ نیلام عام فروخت کی ہیں۔ سوزوکی پک اپ 1980 میں اور کار 1981 میں خریدی گئی تھیں۔

(ب) اس وقت ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ میں کوئی گاڑی ناکارہ حالت میں نہیں ہے۔

(ج) سال 2001 سے آج تک پی۔ آر۔ٹی۔سی نے جو دو گاڑیاں فروخت کیں اس آکشن کمیٹی کے ممبران کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ ڈپٹی سیکرٹری (پروکیورمنٹ) ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی

2۔ ڈپٹی سیکرٹری (اے بی II) فنانس ڈیپارٹمنٹ

3۔ ڈائریکٹر (سٹور اینڈ آپریشنز) پی۔ آر۔ٹی۔سی نمائندہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ

(د) سال 2001 سے آج تک ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ نے ایک کار ٹیوٹا کرولا سیکرٹری ٹرانسپورٹ کے لئے مبلغ -/8,49,000 روپے میں صحارا موٹرز جیل روڈ لاہور سے خریدی تھی۔

محکمہ ٹرانسپورٹ کی اراضی و بس سٹینڈز اور فروخت و آمدن کی تفصیلات

*3634۔ شیخ تنویر احمد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ ٹرانسپورٹ کی کتنی اراضی اور بس سٹینڈ کس کس قصبہ / شہر میں تھے؟

(ب) آج تک کتنی اراضی اور بس سٹینڈ محکمہ ہذا نے کتنی کتنی مالیت میں فروخت کئے ہیں اور ان سے کتنی آمدن محکمہ ہذا کو ہوئی ہے؟

(ج) اس وقت محکمہ ہذا کی کتنی اراضی اور بس سٹینڈ کس کس قصبہ اور شہر میں ہیں؟

(د) کیا حکومت ان کی فروخت کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نیز اس کی فروخت کے لئے کیا طریق کار اپنایا جائے گا؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) محکمہ ٹرانسپورٹ (پی۔ آر۔ٹی۔ سی) کی 62 پراپرٹیاں اور بس سٹینڈز ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی۔ آر۔ٹی۔ سی کی اراضی اور جائیدادیں پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ فروخت کرتا ہے۔ پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ کی فراہم کردہ فروخت شدہ اراضی کی لسٹ مع قیمت فروخت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس کی کل مالیت 50,73,87,050.00 روپے ہے۔

(ج) اس وقت موجودہ پی۔ آر۔ٹی۔ سی کی جائیدادیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جائیداد نمبر 1 سے 12 تک مکمل اور نمبر 13 سے نمبر 15 جزوی طور پر ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ میں فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ آپریٹر کو ورکشاپ اور پارکنگ کی سہولت فراہم کرنے کے لئے مخصوص کر رکھی ہے۔

(د) حکومت ان کو فروخت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے۔ سوال کے جز(ج) کے ساتھ لف شدہ فہرست جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، کے نمبر 16 سے نمبر 32 تک کی جائیدادیں پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ فروخت کرے گا کیونکہ حکومت پنجاب نے جائیدادوں کی فروخت کی ذمہ داری پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ کو سونپی ہے۔

P.R.T.C کے ریٹائرڈ ملازمین کے لئے پنشن
میں اضافے کے اطلاق کا مسئلہ

*3711۔چودھری اصغر علی گجر، کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یکم جنوری1968 کے بعد پی۔ آر۔ٹی۔ سی کے ریٹائر ہونے والے ملازمین کو گورنمنٹ آف پنجاب کے پنشن رولز کے مطابق پنشن کے اجراء کا فیصلہ ہوا تھا جس کی منظوری وزیراعلیٰ پنجاب' فنانس ڈیپارٹمنٹ اور پی۔ آر۔ٹی۔ سی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے بھی دی تھی؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے اعلان کردہ پنشن میں اضافہ کا اطلاق پی۔ آر۔ٹی۔ سی کے ملازمین پر بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اجلاس مورخہ25۔مارچ1998 کو منظور کیا گیا تھا اور یہ کہ اس اطلاق کا حکم سرکلر مورخہ90-07-29' 95-1-02 اور 97-03-29 کے ذریعے جاری ہوا؛

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ بالا احکامات کے باوجود گورنمنٹ کی طرف سے اعلان کردہ پنشن میں اضافہ کا عملی اطلاق ابھی تک پی۔ آر۔ٹی۔ سی کے ملازمین پر نہیں کیا گیا؛

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیگر ملازمین کی طرح پی۔ آر۔ٹی۔ سی کے ملازمین کو بھی حکومت کے اعلان کردہ پنشن میں اضافہ کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کرنے پر غور کر رہی ہے' اگر ہاں تو کب تک' نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا۔ اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؛

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ بات درست ہے کہ یکم جنوری1989 سے پی۔ آر۔ٹی۔ سی کے ریٹائرڈ ملازمین کو پنشن کی ادائیگی و اجراء کے لئے حکومت پنجاب کے پنشن رولز کے مطابق ادائیگی کی گئی۔ اس کی باقاعدہ منظوری گورنمنٹ آف پنجاب اور محکمہ ہذا کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے بھی دی تھی۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) درست نہیں ہے۔ کیوں کہ جز (ب) کے متذکرہ بالا احکامات کا عملی اطلاق پی۔ آر۔ ٹی۔ سی کے ملازمین پر ہو چکا ہے اور اس کا اطلاق 1997 سے قبل ریٹائرڈ ملازمین پر ہوا۔

(د) محکمہ پی۔ آر۔ ٹی۔ سی کے بند ہونے کے بعد پنشن میں اضافہ 99-7-01 میں ہوا ہے مگر اس کا اطلاق پی۔ آر۔ ٹی۔ سی کے ریٹائرڈ ملازمین پر نہیں ہوا ہے کیونکہ حکومت پنجاب (فنانس ڈیپارٹمنٹ) کا موقف ہے کہ محکمہ ہذا مسلسل خسارے میں جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے ہر ماہ حکومت پنجاب کو قرض یعنی loan کی مد میں مبلغ 27.5 ملین روپے دینا پڑتے تھے۔ یہ رقم سال 1997 تک مجموعی طور پر مبلغ 8732.879 ملین روپے تک پہنچ چکی تھی۔ تاہم حکومت پنجاب نے جون 1997 میں اس مالی بوجھ سے چھٹکارہ پانے کے لئے محکمہ ہذا کو بند کرنے کا فیصلہ کر لیا مگر ملازمین کی خیرخواہی کے پیش نظر گولڈن ہینڈ شیک پیکج دیا گیا۔ اس پیکج کا پابند رہتے ہوئے حکومت پنجاب نے تمام ملازمین کو ان کے واجبات کی ادائیگی کی۔ علاوہ ازیں ماہانہ پنشن کی ادائیگی بھی کی جا رہی ہے۔ تاہم سال 1999 اور 2001 میں کیا گیا پنشن میں اضافہ صرف سرکاری ملازمین یعنی Civil Servants کے لئے ہے جبکہ پی۔ آر۔ ٹی۔ سی کے ریٹائرڈ ملازمین اس زمرے میں نہیں آتے۔ مزید برآں ادارہ بھی بند ہے اور کسی قسم کے مالی وسائل بھی نہیں ہیں۔ بہرحال اس وقت پی۔ آر۔ ٹی۔ سی کے ریٹائرڈ ملازمین نے لاہور ہائیکورٹ میں رٹ پٹیشنز نمبری 10484/2001,6200/2001/6074/2000 اور 6074/2000/17490/2002 دائر کر رکھی ہیں جو کہ ابھی زیر سماعت ہیں۔ آئندہ عدالت عالیہ کے فیصلے کی روشنی میں حکومتی پالیسی کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

شیخوپورہ سے حافظ آباد، ٹرانسپورٹ کے مسائل

*4033، محترمہ صغیرہ اسلام، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ سے حافظ آباد آنے جانے والی بسیں صبح سکولوں و کالجوں کے اوقات پر تاخیر سے چلتی ہیں جس کی وجہ سے سٹاپوں پر مسافروں اور طلباء و طالبات کا رش ہو جاتا ہے؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بسیں تاخیر سے آنے کی وجہ سے پہلے ہی اوور لوڈ ہوتی ہیں۔ ڈرائیور اکثر سٹاپوں پر بسیں نہیں روکتے جس کی وجہ سے عدالتوں میں جانے والے لوگ اور طلباء و طالبات بھی اپنے سکولوں اور کالجوں سے لیٹ ہو جاتے ہیں؛

(ج) اگر جز (الف)، (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی خصوصی اقدام کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) درست نہ ہے۔ حافظ آباد تا شیخوپورہ جانے والی بسیں جنرل بس سٹینڈ سے چلتی ہیں جن کی تعداد 35 ہے جبکہ اس روٹ پر 30 ویگنیں بھی چلتی ہیں جو "First come first go" کی پالیسی کے تحت جنرل بس سٹینڈ سے روانہ ہوتی ہیں۔ پہلا ٹائم 4.30 بجے صبح روانہ ہوتا ہے جبکہ اس کے بعد ہر پندرہ منٹ بعد گاڑی سٹینڈ سے چلتی ہے۔ جس گاڑی کا وقت سکول و کالج کے اوقات میں آتا ہے وہ وقت مقررہ پر سٹینڈ سے روانہ ہوتی ہے جس میں تاخیر کی گنجائش نہ پائی جاتی ہے اور وہ ہر سٹاپ پر کھڑے طلباء و طالبات اور مسافروں کو گاڑی میں سوار کرتی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ گاڑی ہر پندرہ منٹ بعد سٹینڈ سے روانہ ہوتی ہے۔ ہر بس سٹاپ سے طلباء و طالبات اور مسافروں کو سوار کرتی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(الف) اور (ب) میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم ٹریفک چیکنگ سٹاف کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ اس روٹ پر چلنے والی بسوں میں اوور لوڈنگ کی روک تھام کریں۔ تاکہ مسافروں اور طلباء و طالبات کی تکالیف کا ازالہ ہو سکے اور بس و یگن مالکان کو بھی ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ اپنے ڈرائیوروں کو اس بات کا پابند کریں کہ وہ ہر سٹاپ سے مسافروں اور طلباء و طالبات کو گاڑی میں بٹھائیں اور اوور لوڈنگ نہ کریں۔ نیز یہ بیان کرنا

ضروری ہے کہ حکومت کی لبرل ٹرانسپورٹ پالیسی کے مطابق منظور شدہ روٹوں پر پرمٹوں کے اجراء پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ ہے۔

رپورٹ (توسیع)

مجلس قائمہ برائے مال، بحالی اور اشتمال

کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر، مجلس قائمہ برائے مال، بحالی اور اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

میاں ماجد نواز، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"The Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill 2003, (Bill No 24 of 2003)."

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، بحالی اور اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔مارچ 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، کیا توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر، اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ معزز اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں پڑھ دیں۔

محترمہ شہناز سلیم(ایڈووکیٹ)

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ پہلی درخواست محترمہ شہناز سلیم ایڈووکیٹ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

" گزارش ہے کہ میری والدہ ماجدہ قضائے الہیٰ سے وفات پا گئی ہیں اس وجہ سے میں آج مورخہ 12۔جنوری 2004 اور اجلاس کے بقیہ ایام میں شرکت نہیں کر سکی براہ نوازش میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور ہوئی)

جناب ارشد محمود بگو

سیکرٹری اسمبلی، جناب ارشد محمود بگو صاحب کی طرف سے درخواست ہے۔

" گزارش ہے کہ میں سیالکوٹ بار کے الیکشن میں اپنا حق رائے دہی استعمال کرنے کے لئے جانا چاہتا ہوں لہذا مجھے مورخہ 14۔جنوری 2004 کی رخصت عطا فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ زیب النساء قریشی

سیکرٹری اسمبلی، محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ کی طرف سے درخواست ہے۔

" گزارش ہے کہ میں تعلیمی قابلیت کو بڑھانے کے لئے ایل۔ایل۔بی کا امتحان دے رہی ہوں اور آج کل امتحانات ہو رہے ہیں لہذا مجھے 13 اور 14۔جنوری 2004 کی رخصت عطا فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری اصغر علی گجر

سیکرٹری اسمبلی، چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف سے درخواست ہے۔

" گزارش ہے کہ میں ایک نہایت ضروری کام کے سلسلے میں لیہ جانا چاہتا ہوں لہذا مجھے ایک یوم مورخہ 14۔جنوری 2004 کی رخصت عطا فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ پروین سکندر گِل

سیکرٹری اسمبلی، یہ درخواست محترمہ پروین سکندر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

"I will be proceeding for Hajj on 26 January, 2004 and will return Insha Allah on 6th March 2004. It is requested that my absence for the said period may please be condoned."

جناب سپیکر، رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ)

سیکرٹری اسمبلی، یہ درخواست محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔

"I will be proceeding for Hajj on 26th January 2004 and will Insha Allah return on 6th March, 2004. It is requested that my absence for the said period may please be condoned."

جناب سپیکر، رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور ہوئی)

حاجی محمد طاہر محمود

سیکرٹری اسمبلی، یہ درخواست حاجی محمد طاہر محمود صاحب کی طرف سے ہے۔

"It is stated that undersigned is proceeding to U K for medical check up. It is requested that 2 months Ex-Pakistan leave may kindly be granted to me."

جناب سپیکر، رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد عظیم گھمن

سیکرٹری اسمبلی، یہ درخواست چودھری محمد عظیم گھمن صاحب کی طرف سے ہے۔

"I intend to visit Europe from 16th February 2004 to 24th February 2004. For this purpose, the leave for the said period may kindly be granted."

جناب سپیکر، رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر انجم امجد

سیکرٹری اسمبلی، یہ درخواست ڈاکٹر انجم امجد صاحبہ کی طرف سے ہے۔

" گزارش ہے کہ میں اپنی ملک سے باہرسفری مصروفیات کے باعث 23۔فروری 2004 سے شروع ہونے والے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتی۔ لہذا اس اجلاس کی رخصت منظور کی جائے۔"

جناب سپیکر، رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد یار ہراج

سیکرٹری اسمبلی، یہ درخواست جناب محمد یار ہراج کی طرف سے ہے،

"With due respect it is stated that I could not be able to attend the Assembly session today i.e. 23 February 2004 due to my domestic problem. With kindest regards and best wishes."

جناب سپیکر، رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری محمد شبیر مہر

سیکرٹری اسمبلی، یہ درخواست چودھری محمد شبیر مہر صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے ہے،

"Honourable member of the Assembly Ch Muhammad Shabbir Mehr is not present in Pakistan. He is in Saudi Arabia for performing Hajj. So he cannot attend the session commencing from 23rd February 2004. It is requested that leave may kindly be granted "

جناب سپیکر، رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، شکریہ۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی جناب عباسی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! شاید آج اجلاس ختم ہو جائے اس لئے میں ایک نہایت اہم معاملے کی طرف حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میں نے وہ معاملہ تحریک التوائے کار سوالات کی شکل میں لکھ کر اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھیجا ہے کہ پاکستان اور پاکستان سے باہر واشنگٹن یونیورسٹی، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی میں ریسرچ کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پنجاب میں vulture (گدھ) جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انمول پرندہ ہے جسے ماحول صاف رکھنے کی ڈیوٹی سونپی گئی ہے جو جانور مر جاتے ہیں وہ ان کا گوشت اور ہڈیاں وغیرہ کھا کر ماحول کو صاف کرتے ہیں۔ وہ ریسرچ جو پچھلے چار سال میں کی گئی جسے دنیا بھر کے مستند رسالہ "Nature" نے شائع کیا۔ مذکورہ رسالہ Scientific Research Journal کی رپورٹ کے مطابق پنجاب میں vulture کی آبادی میں پچھلے 5 سالوں میں 95-90 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ اس نے یہ publish کیا ہے کہ vultures کی 95 فیصد population پنجاب میں پچھلے چار پانچ سال میں کم ہوئی ہے۔ اس کی وجہ انہوں نے تمام analysis کرنے کے بعد یہ بیان کی ہے کہ diclofenic یا diclofenic medicine جو ہیں جو جانور کھاتے ہیں اور جو جانوروں کے لئے بہت اچھی ہے انسانوں کے لئے اچھی ہے۔ اس دوا کو جب جانور کھاتے ہیں اور ان جانوروں کا وہ گوشت جب vultures کھاتے ہیں تو ان کو اس سے گردے کے اور دوسرے problems ہوتے ہیں جس کی وجہ سے یہ bird پورے پنجاب میں ختم ہو رہا

ہے۔میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ پنجاب حکومت اس بارے میں کوئی steps لے کہ وہ دوا جو انسان کے لئے یا جانوروں کے لئے ابھی ہے اس کا diclofenic use for livestock کو کنٹرول کیا جائے تاکہ یہ vulture bird جو ہے اس پرندے کی نسل بچ سکے اور یہ پرندہ ختم نہ ہو۔ وزیر ماحولیات صاحب یہاں بیٹھے ہیں شاید ان کو بھی اس بات کا علم ہو گا وہ اس کا جواب دیں؟

جناب سپیکر، جناب مخدوم اشفاق صاحب!

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب سپیکر! میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ وائلڈ لائف ہو یا فشریز ہو یا کوئی بھی جانور ہو یہ بھی ماحولیات کا مسئلہ ہے۔ ابھی 4۔فروری کو نیپال کے شہر کھٹمنڈو میں یہ کانفرنس ہوئی ہے۔ میں نے بھی جانا تھا لیکن میں نہیں پہنچ سکا۔ لوگ یہاں سے گئے تھے اور انہوں نے اس میں شرکت بھی کی ہے اور اس vultures کو بچانے کے لئے بہت سارے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کو جلد اس کے بارے میں بتائیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ تحریک استحقاق نمبر 12 ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ motion dispose of ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! اس تحریک استحقاق کو مؤخر کر دیں۔ غالباً وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔ اسے ایک دو دن کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! اب تو میں نے آرڈر کر دیئے ہیں اور اسے dispose of کر دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! شاید وہ اس impression میں آج نہ آئے ہوں تو آپ اپنے orders کو revise کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، اگلی تحریک استحقاق نمبر 13 ہے۔ چودھری محمد ارشد صاحب!۔۔۔ یہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔ جناب رو کھڑی صاحب!

ای-ڈی-او (آر) ساہیوال کا وزیر اعلیٰ کے حکم پر عملدر آمد کرنے میں لیت و لعل

(۔۔۔بحث جاری)

وزیر مال، جناب والا! محکمے کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ یہ بات حقائق پر مبنی نہ ہے بلکہ کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ معزز رکن اسمبلی مورخہ 6-فروری 2004 بروز جمعۃ المبارک اپنے بھائی چودھری محمد طفیل تحصیل ناظم چیچہ وطنی کے ہمراہ تقریباً 10 بج کر 30 منٹ پر ای-ڈی-او (آر) کے دفتر آئے تھے انہیں چائے وغیرہ پلائی گئی اور بڑے خوشگوار ماحول میں بات ہوئی۔ ان کے دریافت کرنے پر عرض کیا گیا کہ ملک ظہور احمد تحصیل دار، چیچہ وطنی کے تبادلے کے احکامات سرکاری طور پر ای-ڈی-او (آر) کے دفتر میں موصول نہ ہوئے ہیں۔ مزید ان کو احترام کے ساتھ کہا گیا کہ رائے انور تحصیلدار چیچہ وطنی تبادلے کے احکامات کے تحت چارج لے سکتا ہے۔ فاضل رکن صوبائی اسمبلی اپنے بھائی چودھری محمد طفیل، تحصیل ناظم چیچہ وطنی کے ہمراہ چائے پینے کے بعد بڑے خوشگوار ماحول میں دفتر سے رخصت ہوئے۔ میں اپنے دفتر میں ایک بجے تک موجود رہا اور ایک بجے ضلع ناظم کے پاس میٹنگ میں شمولیت کے لئے گیا۔ ایک بجے تک فاضل رکن اسمبلی نہ میرے پاس دوبارہ دفتر آئے نہ ہی میری ان سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ معزز رکن صوبائی اسمبلی میرے لئے قابل احترام ہیں۔ میں نے ہمیشہ ان کا احترام کیا ہے۔ مزید برآں افسران بالا کے احکامات کی میں نے ہمیشہ تعمیل کی ہے۔ ان کے احکامات کو نظر انداز کرنے کا کبھی سوچا بھی نہ جا سکتا ہے۔ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو ساہیوال کا یہ جواب ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر، چودھری ارشد صاحب!

چودھری محمد ارشد، جناب والا! یہ جواب بالکل غلط دیا گیا ہے۔ وہ انتہائی کرپٹ افسر ہے۔ ضلعی ناظم اور ایم-پی-اے کے درمیان غلط فہمی پیدا کر کے اپنے مفادات حاصل کرتا ہے اور کرپشن کرتا ہے۔ اس تحریک کا جواب اس نے بالکل غلط دیا ہے آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں اور اس معاملے کی تحقیقات کریں۔ مہربانی۔

جناب سپیکر: میں یہ تحریک in order قرار دیتا ہوں اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔

چودھری محمد ارشد: شکریہ مہربانی۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 14، ملک محمد اقبال چنڑ صاحب۔ یہ تحریک بھی پیش ہو چکی ہے اور یہ اگلے اجلاس تک کے لئے موخر تھی۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! یہ موخر کی گئی تھی۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کا جواب آنا تھا اور جو کافی لمبا process ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 17 سید احسان اللہ وقاص صاحب!

نیشنل فنانس کمیشن کی سفارشات اسمبلی میں پیش کرنے میں غیر ذمہ داری کا مظاہرہ

سید احسان اللہ وقاص: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 160(5) کے تحت صوبائی اسمبلی پنجاب کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ 128 کے تحت نیشنل فنانس کمیشن کی سفارشات اسمبلی میں پیش کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ متذکرہ آرٹیکل میں درج ہے کہ:

"160(5) . The recommendations of the National Finance Commission together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon , shall be laid before both Houses and the Provincial Assemblies."

آئین اور قواعد کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، وزیر خزانہ صاحب اس کا جواب دینا چاہیں گے؟

وزیر خزانہ ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ جناب سپیکر! اس سلسلے میں معزز رکن نے ایک دفعہ جس دن محکمہ خزانہ کے سوال و جواب کا روز تھا یہ issue raise کیا تھا کہ نیشنل فنانس کمیشن کی recommendations کو ایوان میں پیش کیا جائے۔ اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے معزز رکن اور باقی ممبران کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جس فنانس کمیشن ایوارڈ کے تحت ہمیں revenues مل رہے ہیں وہ پانچواں فنانس کمیشن ایوارڈ ہے۔ اگر معزز رکن اس ایوارڈ کی recommendation ایوان میں چاہتے ہیں تو ان کو میں on the floor of the House commitment دیتا ہوں کہ وہ ایوان کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! یہ پیش کر دی گئی ہے مہربانی ان کی خود بھی پیش کر دیا کریں۔ یہ نہیں کہ ہم یاد کرایا کریں تو پھر ہی یہ پیش کیا کریں۔

جناب سپیکر، محرک چونکہ مزید اس کو press نہیں کرتے لہذا motion dispose of ہوتی ہے۔

اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 18۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر

سید احسان اللہ وقاص، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 230(4) اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 131 کے مطابق کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کی سالانہ عبوری رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جانی ضروری ہے تاکہ اسمبلی میں بحث کرکے رپورٹ ہذا کی روشنی میں قوانین مرتب کئے جاسکیں۔ سال 2003 کی اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ اسمبلی میں پیش نہ کرکے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے

ہونے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، وزیر خوراک!

وزیر خوراک،جناب سپیکر! سید احسان اللہ وقاص صاحب کا میں تو خاص طور پر بڑا مشکور ہوں کہ یہ ہمیشہ ہی ایسے حالات کی آگاہی کرتے رہتے ہیں اور وہ points جو miss ہو جائیں ان کی بھی یہ نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ ان کا بڑا جائز مطالبہ ہے۔ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کا معاملہ ہے۔ اس رپورٹ کو بہت جلد پیش کروا دیں گے۔

جناب سپیکر، محرک چونکہ اس کو مزید press نہیں کرتے لہذا motion dispose of ہوئی۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! میں نے تو ابھی کچھ کہا ہی نہیں۔

جناب سپیکر، وزیر موصوف نے یقین دہانی کروادی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ کر دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، اگلی تحریک استحقاق نمبر 19۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

حکمت عملی کے اصولوں پر مبنی سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر

سید احسان اللہ وقاص، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 29(3) کے مطابق Principles of Policy کی سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ سال 2003 کی رپورٹ ایوان میں پیش نہیں کی گئی۔ آئین کے متذکرہ آرٹیکل میں درج ہے کہ،

"In respect of each year, the President in relation to the affairs of the Federation, and the Governor of each Province in relation to the affairs of his Province shall cause to be

prepared and laid before the National Assembly or as the case may be, the Provincial Assembly , a report on the observance and implementation of the Principles of Policy and provision shall be made in the rules of procedure of the National Assembly, or as the case may be the Provincial Assembly, for discussion on such report."

علاوہ ازیں صوبائی اسمبلی پنجاب کے Rules of Procedure 1997 کے Rule 130 کے مطابق رپورٹ کا اسمبلی میں پیش ہونا اور اس پر ایوان میں بحث آئینی اور قانونی تقاضا ہے۔ متذکرہ آئینی تقاضوں کے مطابق مذکورہ رپورٹ برائے سال 2003 ایوان میں پیش نہ کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں سید احسان اللہ وقاص صاحب سے اس چیز کی نشاندہی چاہوں گا کہ انہوں نے پچھلے سال بھی Principles of Policy کے بارے میں بات کی تھی اور یہ ریکارڈ پر ہے کہ ہم نے وہ رپورٹ پیش کر دی تھی۔ ان کا یہ مطالبہ بھی بڑا جائز ہے چونکہ اس پر وقت بھی لگتا ہے تو ہم انشاء اللہ اسے ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی سے تیار کروا کر بہت جلد پیش کر دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! اس میں توجہ دلانا ہی میرا اکثر مقصود ہوتا ہے لیکن یہ اسمبلی کی routine کی چیزیں ہیں۔ یہاں ہمارے بھائی مختلف چیزوں پر استحقاق پیش کرتے ہیں وہ ٹھیک ہے کیونکہ ہر ممبر کے استحقاق کا احترام ہونا چاہئے لیکن ہمارے پاس جو آئینی چیزیں ہیں میں درخواست کرنا چاہوں گا کہ ان کی طرف خصوصی توجہ دی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ محرک چونکہ اسے مزید press نہیں کرنا چاہ رہے لہذا motion dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 20 بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔

پراپرٹی ٹیکس ایکٹ کے تحت وضع کردہ قواعد کو اسمبلی میں پیش کرنے میں پس و پیش

سید احسان اللہ وقاص، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Urban Immovable Property Tax Act, 1958 (V of 1958) کے سیکشن 23(4) کے مطابق ایکٹ ہذا کے تحت بنائے گئے رولز کو اسمبلی میں پیش کرنا قانونی تقاضا ہے۔ سیکشن 23(4) میں درج ہے کہ۔

> "23(4)- Rules made under this section shall be laid before the Provincial Assembly of the West Pakistan (now Punjab) as soon as may be after they are made."

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مگر 46 سال کا طویل ترین عرصہ گزرنے کے باوجود متذکرہ Rules کو اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا۔ مذکورہ ایکٹ کی خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا مجھے اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! 46 سال پہلے ہمارا یہ ایکٹ بنا تھا اور اس میں یہ کہا گیا تھا کہ اس کے رولز بنا کر اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ یہ ابھی تک منظوری کے لئے پیش نہیں کئے گئے۔ یہ اس کی خلاف ورزی ہے اس لئے میں نے یہ تحریک استحقاق دی ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات ، جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق 23 فروری کو جمع کروائی گئی اور محکمہ سے ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس میں جو بھی کارروائی ہوئی ہے ہم انشاء اللہ اس کی perusal کر لیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سیشن میں اس کا تفصیلاً جواب دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! 46 سال گزر گئے ہیں' ایک مہینہ اور گزر جائے تو کوئی بات نہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر، اس تحریک کو pend کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک جناب طاہر اقبال چودھری صاحب کی ہے۔

اے۔ایس۔پی وہاڑی (صدر سرکل) کی رکن اسمبلی سے بدتمیزی

جناب طاہر اقبال چودھری، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 17۔فروری 2004 کو وہاڑی سٹیڈیم میں پاکستان اور بھارت کے درمیان کبڈی کا میچ تھا جس کی دعوت مجھے ضلعی انتظامیہ کی طرف سے دی گئی تھی۔ اس دن میں تقریباً دو بجے دوپہر اپنے دوستوں کے ہمراہ سٹیڈیم پہنچا تو راؤ منیر ضیاء اے۔ایس۔پی وہاڑی (صدر سرکل) پولیس کی بھاری نفری کے ہمراہ مین گیٹ پر موجود تھا۔ جب میں دوستوں کے ہمراہ اندر داخل ہونے لگا تو اے۔ایس۔پی نے مجھے کہا کہ آپ آگے نہیں جا سکتے۔ میں نے اپنا تعارف کروایا تو وہ غصے میں آیا اور مجھے دھکا دیا اور کہا کہ میں کسی ایم۔پی۔اے کو نہیں جانتا اور میرے ساتھیوں پر لاٹھی چارج کیا۔ اس واقعہ سے میرا اور ایوان کا وقار مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ تحریک رات موصول ہوئی ہے اور ہم نے اسے آج ہی جواب کے لئے بھیجا ہے تو فی الحال مجھے اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ آپ pend فرمائیں' جب جواب آجائے گا تو اسے take up کر لیں گے۔

جناب طاہر اقبال چودھری، جناب سپیکر! یہ میرے استحقاق کا معاملہ ہے اور اہم معاملہ ہے۔ اس پر جواب آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک رد نہیں کی جا رہی بلکہ یہ pend کی جا رہی ہے۔ جیسے ہی اس کا جواب موصول ہو گا اس کے بعد اس پر بحث ہو گی۔

جناب طاہر اقبال چودھری، جناب سپیکر! میں اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ اس سٹیڈیم کے اندر بیس سے پچیس ہزار لوگوں کا اجتماع تھا اور جس جگہ پر یہ میچ ہو رہا تھا وہ میرا حلقہ انتخاب ہے۔ جب میں وہاں پر گیا ہوں تو ایک عوامی اجتماع کے اندر ایک پولیس آفیسر کا ایک عوامی نمائندے کے ساتھ برتاؤ ناقابل معافی ہے اور اس میں میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس پر اسے کڑی سے کڑی سزا ملنی چاہئے اور اسے کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس تحریک کا جواب آنے تک اسے pend کر رہے ہیں جواب آنے پر اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، تحاریک استحقاقات کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار take up کی جاتی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! کل فیصل آباد کے قبضہ گروپ سے متعلق بات ہوئی تھی اور اس پر کچھ بات ہونے کے بعد چیئر نے یہ decide کیا کہ آپ آج شام ریونیو منسٹر سے چیمبر میں مل لیں اور اس کے بعد اس کے اوپر کل مزید بات ہو جائے گی۔ لیکن ابھی discussion جاری تھی تو لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ نہیں آپ ایسا کریں کہ اس پر تحریک التوائے کار لے آئیں اور اس پر کل بات کر لیں تو میں نے کل یہ تحریک التوائے کار جمع کروا دی تھی۔ آپ سے درخواست ہے کہ کل کی بات کے مطابق ہمیں اسے out of turn take up کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کل میرے دوست جب بات کر رہے تھے تو ہم نے یہ کہا تھا کہ ہمارے لئے' حکومت کے لئے' وزراء صاحبان کے لئے یہ بات ناممکن سی ہوتی ہے کہ off hand کوئی مسئلہ اٹھایا جائے اور ہم وہاں بیٹھے بٹھائے اس کا جواب دے دیں۔ میں نے یہ تجویز دی تھی کہ اگر کوئی اس قسم کی بات ہے اور آپ اس کو take up کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ایک طریقہ کار موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ تحریک التوائے کار لے آئیں تو اس پر بات ہو جائے گی۔ اب یہ تحریک التوائے کار لے آئے ہیں جو اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع ہو چکی ہے۔ ہمیں اس کی کاپی موصول ہوئی ہے۔ ہم اب اس کا جواب مانگیں گے۔ جب جواب آئے گا تو آپ take up کریں' وہ اپنا موقف بیان کریں گے۔ ہم اپنا موقف بیان کریں گے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ out of turn لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر وہی بات ہو گی۔ اگر اس کو out of turn لیا جائے گا تو اس کے بعد یہی ہو گا کہ جب ہمیں محکمے کی طرف سے جواب موصول ہو گا تو پھر میں اپنا موقف بیان کر سکوں گا اس لئے اگر آپ اس کو out of turn لینا چاہتے ہیں تو وہ پیش کر دیں' آپ اس کو pend فرمالیں' جب محکمے کا موقف آجائے گا تو وہ میں بیان کر دوں گا۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! یہ درست ہے' جیسا کہ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ کسی بھی بات کا ہم اس کا off hand جواب نہیں دے سکتے اس لئے ہم یہ تحریک آج پیش کر دیتے ہیں شاید اجلاس آج ختم ہو جانا ہے۔ یہ پیش ہونے کے بعد کافی مناسب وقت گورنمنٹ کو مل جائے گا۔ وہ اس کا جواب منگوالیں تو پھر اس پر بات ہو جائے گی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ اسے پڑھ دیں۔

فیصل آباد میں سرکاری کمرشل املاک پر قبضہ گروپ کا ناجائز قبضہ

رانا ثناء اللہ خان ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد شہر میں ایک قبضہ گروپ کی حدود میں انتہائی قیمتی اراضی' کمرشل پلاٹس اور مختلف sites پر ایسے پلاٹس جو

سرکاری ملکیت ہیں اور حکومت کی طرف سے مختلف عوامی مفاد utilities کے لئے رکھے گئے ہیں پر قابض ہونے کے لئے متحرک ہے اور باعث تشویش امر یہ ہے کہ اس قبضہ گروپ کو حکومت وقت میں بااثر حیثیت رکھنے والے بعض افراد کی سرپرستی حاصل ہے اور مقامی ریونیو اتھارٹیز اس صورتحال میں بے بس ہیں اور بعض آفیسران اس عمل کے حصہ دار ہیں جن کو خصوصی طور پر فیصل آباد میں حال ہی میں پوسٹ کیا گیا ہے۔ اس صورتحال سے فیصل آباد کے شہری اضطراب اور پریشانی کا شکار ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر!....

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بات یہ طے ہوئی تھی جس کے مطابق رانا صاحب نے یہ تحریک پڑھ دی اور آپ نے pend فرمادی۔ اس پر اب بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اسے اگلے اجلاس میں take up کر لیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میں نے ابھی حکومت کے کہنے پر ایک تحریک جمع کروائی ہے۔ پانی کا مسئلہ ہے۔ آج چونکہ اجلاس ختم ہو جانا ہے اور گندم کی فصل کا معاملہ ہے۔ انھوں نے خود یہ تجویز دی تھی کہ آپ تحریک التواء دے دیں ہم اس پر یہاں بحث کر لیں گے یا جواب دے دیں گے۔ اس وقت ارسا کی طرف سے تیس فیصد پانی پنجاب کا کم کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ ہمیں اس پر کافی تشویش ہے۔ آپ اسے out of turn لے لیں تاکہ وزیر صاحب اس پر جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس وقت وزیر آبپاشی موجود نہیں ہیں۔ میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک دو یا تین دوست اس طرح press کر کے out of turn اپنی تحاریک التوائے کار لائیں گے تو باقی سارے معزز اراکین جو اپنی باری کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں ان کی تحاریک التوائے کار کا کیا بنے گا؟ آپ یا تو out of turn take up کر لیں اور باقی جو ہیں وہ ساری

dispose of کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آپ کے درمیان بات ہوئی تھی۔

چوہدری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! out of turn بھی قانون کے تحت لی جا سکتی ہے اور اسی لئے یہ قانون بنایا گیا ہے۔ اگر میری اس تحریک کو pend کیا گیا تو ایسا ہوگا کہ جنگل تو جل جائے گا اور بعد میں پانی لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اب گندم کی فصل پکنے کو ہے اور پانی کی اسے اشد ضرورت ہے اور پانی کی کٹوتی کی جا رہی ہے۔ اگر اس پر آج بحث نہ کی جائے گی تو اس کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ پنجاب کی گندم کی فصل کو بچانے کے لئے یہ لازم ہے کہ اس تحریک پر آج بحث کی جائے اور وزیر موصوف یا حکومت کی طرف سے کوئی شخص اس کا جواب دے کہ پنجاب کے پانی کی کسی طرح کٹوتی نہیں کی جائے گی اور بروقت گندم کو پانی ملے گا تب جا کر گندم کا بحران ختم ہوگا۔ پہلے ہی گندم کا بحران ہے اس بحران کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس کا جواب کوئی کاغذوں سے تلاش نہیں کرنا۔ جس وزیر صاحب نے تجویز دی تھی ان کو علم ہے کہ پانی کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے گندم کی فصل کا خدشہ ظاہر کیا ہے۔ گندم کی فصل انشاء اللہ بہت اچھی ہے اور اس کو وقت پر قدرت نے پانی دیا ہے۔ اس کی حالت بہت اچھی ہے۔ جہاں تک ان کے خدشات ہیں تو ہم نے وارابندی کی ہوئی ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو ہم وقت پر اس کو پانی دیں گے لیکن اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ بہت اہم ہے تو راجہ صاحب نے صحیح کہا ہے کہ باقی لوگوں کے معاملات اہم نہیں ہیں، اگر یہ اہم ہیں تو پھر اس کو take up کریں اور باقی تمام معاملات کو ختم کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مجاہد علی شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ: جناب سپیکر! جیسا کہ گجر صاحب نے یہاں پر نشاندہی کی ہے۔ باقی معاملات جو ہوتے ہیں وہ کسی کی ذات کے ہوتے ہیں، جیسے میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے تو وہ میری

ذات کے لئے ہوگی۔ یہ بات اجتماعی ہے اور ملک کی بات ہے اور ملک کی معیشت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر مہربانی کر دی ہے کہ بارشوں سے فصل کو بہتر کیا ہے تو آپ بھی مہربانی کر دیں اور اس پر کوئی بات ہے تو مثبت سوچ لیں۔ اس میں اگر کوئی کمی ہے تو وہ پوری کر دیں تو اس سے کون سا ایسا نقصان ہو جائے گا۔ انھوں نے اگر یہ بات کی ہے تو اس کو take up کر لینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر آبپاشی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ وہ اس کا جواب بہتر طریقے سے دے سکتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، چودھری ظہیر صاحب نے مجھے تجویز دی تھی۔ اس وقت وزیر آبپاشی بیٹھے ہوئے تھے۔ انھیں موقع نہیں دیا گیا اور انھوں نے کہا تھا کہ اسے لے آئیں۔ ہم لے آئے ہیں تو اب بھی وہ اس کا جواب دے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اگر وزیر آبپاشی موجود نہیں ہیں تو سدابہار وزیر ارشد لودھی صاحب موجود ہیں بات تو صرف اتنی سی ہے کہ گجر صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے اس میں انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس تحریک میں کافی وزن ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، اگر حکومتی بنچوں والے سمجھتے ہیں کہ یہ اہمیت کا حامل معاملہ نہیں ہے تو پھر اسے اپنی turn پر take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ اہمیت کا معاملہ ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! چونکہ میرا نام لیا گیا ہے اور چودھری اصغر علی گجر صاحب نے فرمایا ہے' ریکارڈ گواہ ہے اور جو بات ہوئی ہے وہ میں آپ کو گزارش کر دیتا ہوں۔ یہاں پر ہمارے ایک معزز رکن نے آ کر کھڑے ہو کر یہ بات کی کہ آج کے اخبار میں' میں نے پڑھا ہے اور اس کے اوپر یہاں پر debate ہونی چاہئے اور جب وہ بات شروع کی تھی تو میں نے اس وقت یہ point out کیا تھا۔ اگر کوئی ایسی خبر اخبار میں پڑھی ہے جس کی یہاں پر بات کرنا ضروری ہے تو اس کی clipping ساتھ لگا کر آپ اس کو دفتر میں داخل کریں' اگر اس کے بعد آپ کو اجازت ملتی ہے تو بات

کریں، ورنہ فوراً کھڑے ہو کر کسی پریس یا رسالے کا تراشہ لے کر بات کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے آپ کو اجازت نہیں دی جائے گی۔ یہ نہیں کہا گیا تھا کہ اس کو آج ہی لے لیا جائے۔ آپ اس کی ٹیپ چلا کر دیکھ لیں۔ اس قسم کی کوئی commitment نہیں ہوئی۔

چوہدری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

چوہدری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ اس بحث سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر پنجاب کے پانی کی کٹوتی کا مسئلہ اہم نہیں ہے تو ہاؤس سے رائے لے لیں۔ اگر حکومت کے نمائندے یہ بات کہتے ہیں تو میں یہ تحریک ہی واپس لے لوں گا یا اسے اپنی turn پر لے لیں۔ مجھے بحث کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر یہ نہیں چاہتے تو پھر میں بھی نہیں چاہتا۔ اللہ اللہ خیر صلا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہرگز ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم on merit آپ کی بات کو رد کر رہے ہیں۔ میں نے تو صرف ایک طریقہ کار کی بات کی ہے کہ ہمیں اس طریقہ کار کے مطابق چلنا چاہئے لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کی طرف سے اس بات پر گورنمنٹ کا point of view آنا چاہئے، صورتحال کی وضاحت ہونی چاہئے تو میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ میں اریگیشن منسٹر صاحب سے ابھی رابطہ کرتا ہوں، وہ تشریف لے آتے ہیں اور وہ گورنمنٹ کی طرف سے اس معاملہ پر ایک policy statement دے دیں گے اور اس معزز ایوان کو اعتماد میں لے لیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔

چوہدری اصغر علی گجر، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی تحریک جناب سمیع اللہ خان صاحب کی 25/04 move ہو چکی تھی اور pend کی گئی تھی۔ وزیر خزانہ نے اس کا جواب دینا ہے۔

رانا اعجاز احمد، جناب سپیکر! یہ W24 میری ہے۔ مجھے پڑھنے کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، W24 یہاں تو نہیں ہے۔ پہلے اس کا جواب آ لینے دیں۔ جی، منسٹر فنانس!

سرکاری ملازمین کے لئے قرضہ سکیم کا اجراء

(۔۔۔بحث جاری)

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! حکومت پنجاب سرکاری ملازمین کو House Purchase Advance کی مد میں پچاس ہزار روپیہ interest free دیتی ہے جو تقریباً آٹھ سے دس سال کے عرصہ میں ان کی تنخواہ سے deduct کیا جاتا ہے۔ وہ سرکاری ملازمین جو autonomous bodies یا semi autonomous bodies میں کام کر رہے ہیں وہ حکومت کا جو Provincial Consolidated Fund Account No. 1 ہے وہاں سے اپنی تنخواہیں draw نہیں کرتے۔ ان کی تنخواہیں متعلقہ autonomous یا semi autonomous bodies کے لوکل فنڈ سے ادا کی جاتی ہیں۔ حکومت نے ابھی تک ان لوگوں کو جو کہ autonomous یا semi autonomous bodies میں کام کر رہے ہیں یہ سہولت اس وجہ سے میسر نہیں کی کیونکہ ایسی کوئی پالیسی وضع نہ کی جا سکی ہے کہ ان کو پیسے ٹرانسفر کئے جائیں گے اور ان کے پیسے تنخواہوں سے recover کئے جا سکیں گے۔ ہم لوگ already اس issue پر کام کر رہے ہیں' اکاؤنٹنٹ جنرل صاحب کے ساتھ ہماری میٹنگیں ہو رہی ہیں' autonomous bodies سے بھی میٹنگیں ہو رہی ہیں۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ متعلقہ پالیسی بننے کے بعد اور اس پالیسی کے approve ہونے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ہم اگلے مالی سال میں' یہ جو ایک discrimination ہے کہ جو سرکاری ملازمین اس سہولت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اس تحریک التوائے کار کے جو محرک ہیں' آپ کی وساطت سے میری ان سے التماس ہے کہ وہ اس کو press نہ کریں اور اس کو dispose of کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! محترم وزیر موصوف نے تفصیل بتائی ہے کہ پنجاب کے سرکاری ملازمین کو پچاس ہزار روپے قرض دیا جاتا ہے جو کہ انتہائی آسان اقساط میں واپس کیا جاتا ہے۔ اس میں یقینی بات ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ پر بہت زیادہ pressure ہوتا ہے' درخواستیں بہت زیادہ آتی ہیں۔ اس میں دو مسئلے ہیں جن کا ذکر کر کے پھر میں اپنی رائے دوں گا۔ ایک یہ ہے کہ اب محکمہ

کرپشن ہو رہی ہے' فنانس ڈیپارٹمنٹ کا جو سٹاف ہے وہ پانچ پانچ ہزار روپے رشوت لے کر پچاس ہزار روپے کا قرضہ سرکاری ملازمین کو دے رہے ہیں۔ دوسرا میں نے اس ضمن میں ایک سوال جمع کروایا ہوا ہے کہ وہ لسٹ دی جائے کہ جن لوگوں کو پچھلے سال قرضے دیئے گئے ہیں۔ اب مجھے اس کا اندازا ہے کہ پچھلے سال پنجاب کے جن ملازمین کو قرضہ دیا گیا ہے ان میں سے پچاس فیصد ملازمین ایسے ہیں جن کا تعلق ضلع گجرات اور راجن پور سے ہے۔ یعنی پچاس فیصد ان دو اضلاع کے ملازمین کو دیا گیا ہے اور باقی پچاس فیصد پورے پنجاب کے ملازمین کو دیا گیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ پانچ ہزار روپے رشوت لے کر پچاس ہزار روپے قرضہ دینے کی جو کرپشن ہو رہی ہے اس کو بھی چیک کریں اور اس حوالے سے انہوں نے جو یقین دہانی کروائی ہے کہ آئندہ مالی سال میں خودمختار اداروں کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے گا۔ انہوں نے یقین دہانی کروائی ہے لہذا میں اپنی تحریک کو press نہیں کرتا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' ٹھیک ہے۔ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک 34/03 محترمہ فرزانہ راجہ!

جنرل ہسپتال کی C.T SCAN مشین میں خرابی

محترمہ فرزانہ راجہ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 3۔جنوری 2004 میں خبر شائع ہوئی ہے کہ "جنرل ہسپتال کی انتظامیہ کی غفلت سے C.T Scan مشین خراب' مریض خوار ہو گئے۔" اس خبر کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ "ہسپتال میں علاج معالجہ کی غرض سے آنے والے مریضوں کے چیک اپ کے لئے لاکھوں روپے کی قیمتی مشینری عرصہ دراز سے خراب پڑی ہے جس میں ایک انتہائی اہم C.T Scan مشین بھی شامل ہے' C.T Scan مشین کے خراب ہونے سے مریض بہت خراب اور خوار ہو رہے ہیں۔" اس خبر کے چھپنے سے نہ صرف لاہور بلکہ صوبہ بھر کے عوام میں شدید اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! معزز خاتون رکن نے جس مسئلہ کی نشاندہی کی ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ حقائق پر مبنی نہیں ہے اور ان کے خدشات بھی حقائق پر مبنی نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جنرل ہسپتال لاہور میں C.T Scan مشین بالکل صحیح کام کر رہی ہے اور مسلسل C.T Scan ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔ مورخہ 3۔جنوری 2004 کو روزنامہ "خبریں" لاہور میں جو خبر شائع ہوئی تھی اس کی وضاحت مورخہ 4۔جنوری یعنی ایک دن بعد ہی اس کی وضاحت کر دی گئی تھی کہ یہ خبر حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ نہ صرف روزنامہ "خبریں" بلکہ "دی نیشن"، "جنگ" اور "صحافت" لاہور میں بھی نمایاں طور پر یہ وضاحت شائع ہوئی ہے۔ دسمبر 2003 میں C.T Scan کے 1571 ٹیسٹ ہوئے اور مورخہ یکم جنوری 2004 سے روزانہ ہونے والے C.T Scan ٹیسٹوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

یکم جنوری	2004	49
2۔جنوری	2004	12
3۔جنوری	2004	30
4۔جنوری	2004	26
5۔جنوری	2004	59
6۔جنوری	2004	49

اور 7۔جنوری 2004 کو 67 C.T Scan ٹیسٹ ہوئے اس لئے میری معزز رکن سے یہ استدعا ہے کہ ان کے خدشات حقیقت پر مبنی نہیں ہیں اور سی۔ٹی سکین مشین صحیح طور پر کام کر رہی ہے اور مجھے محکمہ کی طرف سے جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق باقاعدہ تفصیل دی گئی ہے کہ جن تاریخوں کا محترمہ نے خدشہ ظاہر کیا ہے ان تاریخوں میں مشین کام کر رہی تھی اور اتنے سی۔ٹی سکین ٹیسٹ ہوئے ہیں اس لئے میری محترمہ سے گزارش ہے کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار کو press نہ کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! کیا آپ جواب سے مطمئن ہیں اور اسے مزید press نہیں کرتیں؟

محترمہ فرزانہ راجہ، ٹھیک ہے۔ جناب والا! میں اسے press نہیں کرتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید، جناب سپیکر! مجھے ایک تحریک التوائے کار out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! ابھی میں out of turn اجازت نہیں دے سکتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو وقت دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میرے خیال کے مطابق تحریک التوائے کار کا وقت ختم کر دیں اور وزیر آبپاشی اپنی statement دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کے بعد general discussion ہو جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ویسے بھی اب تو تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہونے والا ہے اور باقی pending ہو جائیں گی یا جو بھی ضابطہ کے مطابق ہے وہ کر لیں۔ چونکہ وزیر آبپاشی تشریف لے آئے ہیں۔ اس کے بعد resolution بھی آئی ہے تو اس لئے میری استدعا ہے کہ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم کر دیا جائے اور ان کو اجازت دے دی جائے تاکہ یہ اپنی statement دے سکیں۔

رانا اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

پی پی۔ 171 قصبہ ڈھاباں سنگھ کی اراضی
کی فرضی ناموں پر الاٹمنٹ

رائے اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک فوری اور اہم نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے اور مجھے اپنی تحریک کو out of turn پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

رائے اعجاز احمد، جناب سپیکر! میرے حلقہ پی پی۔ 171 کے قصبہ ڈھاباں سنگھ میں حکومت پنجاب کی کروڑوں روپے کی ملکیتی 32 کنال شہری پراپرٹی 50 سال سے پڑی تھی جو کہ ای۔ڈی۔او (آر) شیخوپورہ اور ڈی۔او (آر) شیخوپورہ نے فرضی ناموں پر الاٹ کر دی ہے۔ ایک لاکھ ستاسی ہزار روپے کے حساب سے فراڈ اور ہیرا پھیری سے الاٹ کی گئی ہے۔ اس طرح یہ افسر حکومت پنجاب کی کروڑوں روپے کی اراضی فرضی اور جعلی ناموں پر الاٹ کروا کر فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ فرضی آدمی کو قبضہ دلوانے کے لئے پولیس کی بھاری نفری کے ذریعے اس پارٹی پر دباؤ ڈال رہے ہیں مگر اہلیان دیہہ اور شہر ہذا اس سلسلہ میں سخت پریشان اور اضطراب کا شکار ہیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر مال!

وزیر مال، جناب سپیکر! اس کو ابھی رائے صاحب نے پیش کیا ہے۔ براہ مہربانی اس کا جواب آنے تک اسے pend کر لیں۔

رائے اعجاز احمد، جناب سپیکر! جواب آنے تک قبضہ ہو جائے گا۔ یہ زمین جو انہوں نے ایک لاکھ ستاسی ہزار میں الاٹ کی ہے۔ میں اپنی جیب سے دس لاکھ روپے دیتا ہوں۔ وہ زمین پارک کے نام کر دی جائے یا پھر وہاں پر کالج بنا دیا جائے۔ باقی زمین، میں اپنی گرانٹ سے خریدوں گا۔ وہاں پر کالج کی ضرورت ہے۔ زمین حکومت کی ہے۔ یہ ایک لاکھ ستاسی ہزار دیتے ہیں۔ میں دس لاکھ دیتا ہوں۔ براہ مہربانی اس کے لئے کمیٹی بنائی جائے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! جب تک اس کا جواب نہ آجائے تو میں ایوان میں کیسے جواب دے سکتا ہوں؟

رائے اعجاز احمد، وزیر صاحب! یہ زمین 50 سال سے خالی پڑی ہے۔ یہ زمین میں نے اپنے گھر سے کر نہیں جانی ہے۔ آپ یقین جانیں کہ وہاں پر پولیس کا دو سو بندہ بیٹھا ہے۔ جب جواب آئے گا تو اس وقت تک تو قبضہ ہو جائے گا تو پھر کیا کیا جائے گا؟ میں کہتا ہوں کہ ان افسروں کو معطل کیا جائے اور کمیٹی بنائی جائے۔ اگر میں جھوٹا ہوا تو میں اسمبلی سے استعفیٰ دے دوں گا۔ یہ میرے حلقے کا مسئلہ ہے، وہاں پر میرے عوام پر مقدمات درج کئے جا رہے ہیں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! یہاں پر جو چیز پیش ہوتی ہے اس کا جواب پہلے محکمہ سے آتا ہے اس کے بعد فیصلہ ہوتا ہے کہ کیا کیا جانا چاہئے۔

رائے اعجاز احمد، جناب سپیکر! آپ چاہے اس پر سپیشل کمیٹی نہ بنائیں۔ اسے محکمہ مال کی مجلس قائمہ کے سپرد کر دیں اور وہ فیصلہ کرے۔ فی الحال اس تقسیم کو روک دیا جائے۔ میں دس لاکھ دینے کا اعلان کرتا ہوں اگر میری بات غلط ثابت ہو تو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو کمیٹی کل form کی گئی ہے اُسی کو یہ معاملہ سپرد کر دیا جائے؟

رائے اعجاز احمد، جناب سپیکر! نہیں، اس کا فیصلہ محکمہ مال کی کمیٹی کرے گی یا اس کے لئے نئی کمیٹی بنالیں مگر اس پر فیصلہ ہونا چاہئے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! جب تک اس کا جواب نہیں آجاتا میں ایک کام کرتا ہوں کہ اپنے احکامات کے ذریعے اس پر عملدرآمد روک دیتا ہوں اور جب جواب آجائے گا اس کے بعد یہ کمیٹی کے پاس جائے یا نہ جائے۔

رائے اعجاز احمد، جناب سپیکر! اس کو کمیٹی کے سپرد کریں۔ وزیر صاحب وہاں سے قبضہ کو روکیں، پولیس کے مقدمات کو ختم کریں اور وہاں سے پولیس کو نکالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رائے صاحب! جب وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں اپنے احکامات کے ذریعے اس کو روک دیتا ہوں تو پھر اس میں کیا چیز حائل ہے؟

رائے اعجاز احمد، جناب سپیکر! اس کو کمیٹی کے سپرد کرنے میں کیا اعتراض ہے؟
وزیر مال، جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ہے۔۔۔
رائے اعجاز احمد، جناب سپیکر! وزیر صاحب وہاں سے ای۔ڈی۔او(آر) کو تبدیل کر دیں اور اس کے بعد جو یہ فیصلہ کرتے رہیں۔
جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!
جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ رائے اعجاز صاحب ہمارے بڑے سینئر اور بڑے محترم رکن ہیں۔ وزیر مال سے ان کی بڑی سادہ سی request ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ میں بھی وزیر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔
وزیر مال، بگو صاحب! آپ تو ایک مذہبی جماعت سے ہیں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ دوسرے آدمی کو سنا بھی نہ ہو اور اس پر فیصلہ کر دیا جائے؟ براہ مہربانی آپ جواب تو آنے دیں۔
جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! اس ہاؤس میں یہ روایت پڑ گئی ہے کہ اگر کوئی فاضل ممبر کوئی بات کرتا ہے تو ہمارے اکثر وزراء یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ سب سے پہلے تو ہمیں اس بات پر فیصلہ کر لینا چاہئے کہ اگر کوئی معزز رکن کسی بات پر کھڑے ہو کر کوئی بات کرتا ہے تو وہ ذمہ داری سے کرتا ہے۔ ممبر اسمبلی ایک لاکھ بائیس ہزار لوگوں کا نمائندہ ہوتا ہے۔ یہ ایک آدمی کی بات نہیں ہے اور وہ پوری ذمہ داری کے ساتھ نمائندگی کرتے ہیں اور بات کرتے ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ رائے اعجاز صاحب کی جو بات ہے یہ ایوان اس کو تسلیم کرتا ہے۔ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ کمیٹی حقائق پر مبنی فیصلہ کر دے گی۔
وزیر مال، جناب سپیکر! بگو صاحب فرما رہے ہیں کہ رائے صاحب ایک لاکھ بائیس ہزار رائے دہندگان کے منتخب ممبر ہیں اور وہ جو کہتے ہیں سچ کہتے ہیں۔ میں ان سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں nominate نہیں ہوں۔ میں بھی منتخب ہو کر آیا ہوں۔ الیکشن لڑ کر ایم۔پی۔اے بن کر میں وزیر بنا ہوں۔ میرے پاس دو پوزیشنیں ہیں۔ میں بھی ٹھیک کہہ رہا ہوں کہ قانون یہ ہے کہ ان کا جواب آنے کا تو

اس کے بعد ہاؤس کو اتھارٹی ہے کہ ہاؤس جو بھی فیصلہ کرے' چاہے اسے کمیٹی کے سپرد کرے' ان کے تبادلے اور ان کی برخاستگی کر سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! جواب آنے کا کوئی قانون نہیں ہے اور نہ ہی رولز میں ہے۔ میرے فاضل دوست بتلا دیں کہ رولز کیا ہیں؟ یہ آپ کا استحقاق ہے' اس ایوان کا استحقاق ہے کہ سپیکر اس کو کمیٹی کے سپرد کر سکتا ہے۔ یہ ہمیں defend کریں یا نہ کریں مگر ہماری بات کو سچ تسلیم کریں کیونکہ یہ ہمارے ساتھی ہیں اور ہم نے ان کو وزیر بنایا ہے' اس ایوان نے ان کو وزیر بنایا ہے' اس حکومت نے ان کو وزیر بنایا ہے لہذا ہماری بات سنیں میری ان سے درخواست ہے۔ ہم ان کو جھٹلا نہیں رہے اور ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ خدانخواستہ یہ غلط بات کر رہے ہیں ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور کمیٹی کو دو دن کا وقت دے دیا جائے اور ان کی سربراہی میں یہ کمیٹی بنا دی جائے۔ اگر کمیٹی اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ فاضل دوست جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے تو پھر اس پر ایکشن ہونا چاہئے۔

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت کی توجہ کسی مسئلے کی جانب دلائی جائے۔ کوئی فاضل ممبر تحریک التوائے کار پر بات کرتا ہے تو ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس معاملے پر بے ضابطگی ہو رہی ہے۔ کسی بھی قانون میں کسی کو unheard condemn کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ اس کا جواب آتا ہے اور وزیر متعلقہ اس کا جواب دیتا ہے۔ اس کے لئے اگر سپیکر مناسب سمجھیں تو دو گھنٹے کا وقت دے دیتے ہیں کہ اس پر بحث کی جائے اور پھر ایوان کی جانب سے جو بھی فیصلہ ہو وہ سر آنکھوں پر لیکن اس سارے طریق کار سے ہٹ کر آپ ہر تحریک التوائے کار پر کمیٹی بنانا شروع کر دیں گے تو یہ آپ کے Rules of Procedure کے مطابق نہیں ہو گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رائے صاحب!

رانا اعجاز احمد ، جناب سپیکر ! یہ کمیٹی کو دے دی جائے اور جو فیصلہ وہ کرے' جب مرضی کرے' مجھے منظور ہے اور بے شک یہ کمیٹی ان کی سربراہی میں بنا دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ! میں گزارش یہ کرنی چاہوں گا کہ اب یہ معاملہ اس وقت زیر غور ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو اس کا قانونی ہے اور دوسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ جن خدشات کا معزز رکن نے اظہار کیا ہے کہ ہم ان کا تحفظ کس طرح کر سکتے ہیں؛ جہاں تک قانونی پہلو کا تعلق ہے تو معزز رکن نے ایک Adjournment Motion پیش کی ہے اور جس طرح چودھری اقبال صاحب نے فرمایا کہ Adjournment Motion کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت کی توجہ کسی issue کی طرف مبذول کروائی جائے اور اس کا ultimate اور outcome یہ ہوتا ہے کہ اس مسئلے کو آپ in order قرار دے دیں اور پھر ہاؤس میں اس پر دو گھنٹے کے لئے بحث ہو گی اور اس کے بعد معاملہ ختم ہو جائے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جن خدشات کا رانا صاحب نے اظہار کیا ہے اس کا ازالہ ہرگز نہیں ہو گا تو میری رانا صاحب سے بھی استدعا ہے اور جس طرح اس سے پہلے ریونیو منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ جو ای۔ڈی۔او(آر) اور ڈی۔او(آر) شیخوپورہ ۔نے فرضی نام پر کوئی الاٹمنٹ کی ہے تو with immediate effect منسٹر ریونیو اس پر عملدرآمد روک دیتے ہیں اور دوسرے نمبر پر انہوں نے فرمایا ہے کہ وہاں پر پولیس کوئی مداخلت کر رہی ہے تو میں رانا صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ I will ensure کہ وہاں پر پولیس چاہے جائز ہے' چاہے ناجائز ہے' پولیس کا کام قبضہ دلوانا نہیں ہے اس لئے پولیس کا وہاں پر کوئی عمل دخل نہیں ہو گا لیکن تیسری گزارش یہ ہے کہ رانا صاحب اس کو پیش کر چکے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب آ جائے گا' وہ بھی معزز ایوان میں پیش کر دیا جائے گا لیکن فی الحال میری دانست میں اس کا حل یہ ہے کہ ایک ایگزیکٹو آرڈر کے تحت منسٹر ریونیو اس پر عملدرآمد رکوا دیں گے' پولیس بھی نہیں جائے گی اور اس معاملے کی منسٹر صاحب ذاتی طور پر چھان بین بھی کریں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس مسئلے کا کوئی حل ہونا چاہئے اور میری دانست میں اس کا یہی حل ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے بھائی اس سے اتفاق کریں گے۔

رائے اعجاز احمد، جناب سپیکر! راجہ صاحب نے جتنی مہربانی کی ہے تو ان افسروں کو وہاں سے draw کرلیں۔ اس چیز کی بھی یقین دہانی کروا دیں کہ جو افسرملوث پائے گئے انہیں withdraw کیا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! گزارش یہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی بھی افسر اس بات کا ذمہ دار پایا گیا کہ اس نے غیر قانونی کام کیا ہے تو نہ صرف ٹرانسفر کیا جائے گا بلکہ اس کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ After the assurance of the Law Minister, you don't press it further long.

رائے اعجاز احمد، جناب سپیکر! لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہاؤس میں آگئی ہے تو اس کا جواب آنے تک تو اس کو pend کرلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، جواب تو آئے گا۔

رائے اعجاز احمد، ٹھیک ہے۔ اس وقت تک اس کو pend کرلیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس کو pend کیا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، بی بی!

پنجاب اسمبلی ملازمین کے لئے رہائشی کالونی
کی تعمیر میں سست روی

محترمہ ثمینہ نوید، جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار کا نمبر 117 ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج کے اخبار "دن" میں یہ خبر جلی حروف سے شائع ہوئی ہے کہ" 15 سال گزر گئے پنجاب اسمبلی ملازمین کی رہائشی کالونی کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔" تفصیلات کے

مطابق 15۔دسمبر 1988 کو ایک خاتون رکن اسمبلی نے اس معزز ایوان میں اسمبلی ملازمین کی رہائشی کالونی کی تعمیر کے لئے ایک قرارداد پیش کی جو ایوان نے متفقہ طور پرمنظور کر لی۔ اس قرارداد پر ایک سال تک عملدر آمد نہ ہوا تو معزز رکن جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی نے مورخہ 25۔فروری 1990 کو تحریک استحقاق کے ذریعے معاملہ ایوان میں اٹھایا جس پر وزیر قانون نے مسئلہ حل کرنے کا وعدہ کیا اور یقین دہانی کروائی۔ جب مذکورہ مسئلہ 3 سال تک حل نہ ہوا تو 1990 کی اسمبلی کے معزز رکن جناب فرید پراچہ نے 13۔مارچ 1991 کو ایک بار پھر تحریک استحقاق کے ذریعے مذکورہ مسئلہ کو اسمبلی میں اجاگر کیا اور حکومت کی توجہ دلائی تو وزیر قانون اور وزیر مال نے مذکورہ مسئلہ ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کا وعدہ کیا اور میٹنگ کرنے کا بھی وعدہ کیا۔ حسب وعدہ وزیر قانون نے مورخہ17۔مارچ 1991 کو ایک میٹنگ کی جس میں وزیر مال، وزیر کالونی، وزیر ہاؤسنگ، کمشنر لاہور، ڈی۔سی لاہور اور اے۔ڈی۔ سی(جی) کینٹ کے علاوہ محکمہ مال کے افسران بھی شریک ہوئے مگر نتیجہ صفر + صفر = صفر رہا۔ وزیر قانون اور وزیر مال کی یقین دہانیاں اور وعدے دھرے کے دھرے رہ گئے جبکہ قبل ازیں صحافی برادری کے لئے حکومت نے نہ صرف رہائشی کالونی کا اعلان کیا بلکہ زمین بھی فراہم کر دی اور اسمبلی ملازمین کو صرف اور صرف وعدوں پر ہی ٹرخایا جاتا رہا ہے۔ جس سے اسمبلی ملازمین میں سخت پریشانی پائی جاتی ہے اس لئے مذکورہ مسئلہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے تاکہ 15 سالہ پرانا زیر التواء مسئلہ حل ہو سکے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میری تحریک نمبر 114بھی بالکل اسی نوعیت کی ہے جو کہ اسمبلی ملازمین کے حوالے سے ہے تو اس کو بھی اس کے ساتھ ہی take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شامل کی جاتی ہے۔ جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ، جناب سپیکر! میں محترمہ کی تحریک کے جواب میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے "پہلے آؤ، پہلے پاؤ" کی بنیاد پر سرکاری ملازمین کے لئے ایل۔ڈی۔اے ایونیو (ون) کے نام سے ایک ہاؤسنگ سکیم کا آغاز کیا تھا۔ تمام سرکاری ملازمین بشمول پنجاب اسمبلی ملازمین پلاٹوں کی قرعہ اندازی میں شمولیت کے اہل تھے۔ ایل۔ڈی۔اے نے قومی اخبارات کے علاوہ انٹرنیٹ کے ذریعے ویب سائٹ پر وسیع پیمانے پر اس سکیم کی تشہیر کی تاکہ حکومت پنجاب کے زیادہ سے زیادہ ملازمین اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ پنجاب کی موجودہ حکومت نے بھی سرکاری ملازمین کے لئے موہلنوال کے مقام پر ایک ہاؤسنگ سکیم کی طرف پیش قدمی کی ہے۔ اس کی شروعات کے لئے تمام تیاریاں مکمل ہیں یہ سکیم سرکاری ملازمین بشمول پنجاب اسمبلی ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر ایک تعمیر شدہ گھر مہیا کرے گی۔ لاہور میں موہلنوال کے مقام پر سکیم کے علاوہ حکومت پنجاب نے صوبے کے مختلف بڑے شہروں میں 20 جگہ سرکاری اراضی کی نشاندہی کی ہے تاکہ وہاں بھی سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر سر ڈھانپنے کے لئے جگہ مہیا کی جاسکے۔ پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لئے ایک الگ ہاؤسنگ سکیم کا قیام معاشی اور مالی نقطہ نگاہ سے موزوں نہیں اس طرح دوسرے پریشر گروپ بھی اپنے اپنے حلقے کے لئے علیحدہ ہاؤسنگ سکیم کا مطالبہ کریں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ وزیر ہاؤسنگ نے کافی حد تک اس کی وضاحت کردی ہے۔ جو point آپ نے take up کیا ہے ملازمین کے بارے میں پہلے ہی بل ہاؤس میں آچکا ہے لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے!

آئینی قرارداد

آئین کے آرٹیکل (1)144 کے تحت قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ (2)127 کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ وزیر آبپاشی سے بات ہوئی ہے یہ ابھی statement دیں گے لیکن میری استدعا یہ ہے کہ انہوں نے صرف دس منٹ کی مہلت مانگی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے محکمے سے بریف منگوایا ہے جتنی دیر میں وہ بریف آجاتا ہے تو زراعت سے متعلقہ لودھی صاحب قرارداد لانا چاہتے ہیں اس کو take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ٹھیک ہے۔

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ (2)127 کو معطل کرکے آئین کے آرٹیکل (1)144 کے تحت ایک قرارداد پیش کرنے کی تحریک پیش کی ہے۔"

محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

MINISTER FOR AGRICULTURE: Sir, I move:

> "That the requirement of sub rule (2) of Rule 127 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly Punjab 1997 be suspended under the rule 234 ibid, for taking up the Resolution under clause (1) of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirement of sub rule (2) of Rule 127 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly Punjab 1997 be suspended under the rule 234 ibid, for taking up

the Resolution under clause (1) of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973."

The motion moved and the question is:

"That the requirement of sub rule (2) of Rule 127 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly Punjab 1997 be suspended under the rule 234 ibid, for taking up the Resolution under clause (1) of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973."

(تحریک منظور ہوئی)

اب وزیر زراعت اپنی قرارداد پیش کرنے کی اجازت کی تحریک پیش کریں گے۔

MINISTER FOR AGRICULTURE: Sir, I move.

"That the leave be granted to move a resolution under Article 144(1) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is.

"That the leave be granted to move a resolution under Article 144(1) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973."

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

وزیر زراعت اپنی قرارداد پیش کریں۔

آئینی قرارداد کے ذریعے پلانٹ بریڈرز کے حقوق کے متعلق قانون سازی

وزیر زراعت، یہ ایوان مجلس شوریٰ کو پاکستان کے آئین کی دفعہ 144 کے تحت اختیار دیتا ہے کہ مجلس شوریٰ پلانٹ بریڈرز کے حقوق کے متعلق قانون سازی کرے اور وفاقی حکومت صوبائی حکومت کے مشورے سے یہ بل قانون سازی کے لئے مجلس شوریٰ کو پیش کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

> یہ ایوان مجلس شوریٰ کو پاکستان کے آئین کی دفعہ 144 کے تحت اختیار دیتا ہے کہ مجلس شوریٰ پلانٹ بریڈرز کے حقوق کے متعلق قانون سازی کرے اور وفاقی حکومت صوبائی حکومت کے مشورے سے یہ بل قانون سازی کے لئے مجلس شوریٰ کو پیش کرے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! جو قرارداد پیش کی گئی ہے آرٹیکل 144 میں یہ ہے کہ اگر دو صوبے مل کر اس طرح کی resolution پاس کریں گے تو اس کے بعد مجلس شوریٰ اس کی پابند ہو گی کہ وہ اس میں قانون سازی کرے تو کیا انہوں نے کسی دوسرے صوبے کا بھی بندوبست کر لیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، یہ قرارداد متفقہ طور پر چاروں صوبوں سے آ رہی ہے۔

پنجاب میں پانی کے مسئلے پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ایک اہم مسئلہ پر پنجاب میں پانی کے بارے میں بحث ہو گی۔ وزیر آبپاشی اپنی statement دیں گے۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! آج جو اخباری خبر پر مبنی چودھری صاحب نے بات کی ہے کہ پنجاب کے

حصے کا پانی کم کیا جا رہا ہے اور یہ فیصلہ ارسا نے کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یہ جانا چاہتا ہوں کہ ارسا کی آج ہی میٹنگ طلب کی گئی ہے۔ اس سے پہلے ارسا کی کوئی میٹنگ اس بارے میں نہیں ہوئی اور ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ جہاں تک پنجاب کے حصے کے پانی کا تعلق ہے تو پنجاب کا حصہ پنجاب کو ہی ملے گا اور باقی صوبوں کا حصہ انہی کو ملے گا۔ جہاں تک shortage کا تعلق ہے تو آپ کو بھی پتا ہے کہ پانی کی پورے ملک میں shortage ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت بھی اقدامات اٹھا رہی ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب نے بھی اس issue کو وزرائے اعلیٰ کی میٹنگ میں رکھا تھا اور وہاں پر یہ فیصلہ ہوا کہ تمام صوبوں کے اتفاق رائے سے اس معاملے کو حل کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں انشاء اللہ تعالیٰ پوری امید ہے کہ جون تک تمام صوبوں سے وفاقی حکومت کو سفارشات مل جائیں گی۔ پھر اتفاق رائے سے reservoirs, storages کے حوالے سے فیصلہ ہو جائے گا اور اس طرح پانی کی shortage کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ پانی جس قدر short ہو گا اسی حساب سے مساویانہ تقسیم کے ذریعے ہر صوبے کو اس کے حصہ کے مطابق پانی ملتا رہے گا۔ اس حوالے سے اگر معزز ممبران مزید کوئی وضاحت چاہتے ہیں تو میں حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ بات تو درست ہے کہ پانی کی کٹوتی اس وقت تک نہیں ہوئی ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ چونکہ ارسا کا اجلاس ہو رہا ہے۔ اس میں پنجاب کے پانی کی 30 فیصد کٹوتی ہونے کے امکانات موجود ہیں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ پانی کی shortage ہے۔ میں حکومت پنجاب سے صرف یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ اگر shortage کے لئے پانی کی کٹوتی ضروری ہو تو وہ چاروں صوبوں سے مساویانہ طور پر ہونی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک آدھ صوبے کے علاوہ باقی کو چھوڑ دیا جائے۔ اگر کٹوتی ہو تو پھر چاروں صوبوں سے ہو، اگر نہیں تو پھر کسی صوبے سے نہ ہو۔ حکومت پنجاب اس بات کی یقین دہانی کروائے کہ ہونے والے اجلاس میں وہ اس بات کو یقینی بنائے گی کہ اگر shortage کی وجہ سے کوئی کٹوتی ہوتی ہے تو وہ چاروں صوبوں سے پانی کی کٹوتی ہو گی، صرف پنجاب سے پانی نہیں کاٹا جائے گا۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی واضح کیا ہے کہ آج چونکہ ارسا کی میٹنگ ہو رہی ہے اور سیکرٹری اریگیشن پنجاب کی نمائندگی کرنے کے لئے وہاں پر گئے ہیں۔ ارسا کی کمیٹی میں پنجاب کی طرف سے ارسا کا ممبر نمائندگی کرتا ہے لیکن چونکہ آج کا اجلاس ایک خاص اہمیت کا حامل تھا اس لئے سیکرٹری اریگیشن کو وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر وہاں بھیجا گیا ہے۔ ہم یہ بات یقینی بنا رہے ہیں۔ میں on the floor of the House یقین دہانی کرواتا ہوں کہ shortage کو مساوی طور پر تمام صوبوں میں share کے مطابق تقسیم کیا جائے گا' کسی صوبے کو کسی دوسرے صوبے کا حق نہیں دیا جائے گا۔ ہمیں ہمارا پورا حق ملے گا۔ اگر پانی کی shortage کو دیکھتے ہوئے کٹوتی کی گئی تو وہ مساوی طور پر تمام صوبوں کے share کے مطابق کٹوتی ہو گی۔ اول تو انشاء اللہ تعالیٰ کٹوتی نہیں ہو گی۔ ہم اپنے پانی کا مکمل تحفظ کریں گے اور پنجاب کا حصہ اسے پورا ملے گا۔ میں ایوان کو اس بات کی آج یقین دہانی کرواتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر آبپاشی کی اس وضاحت کے بعد کہ جو بھی کٹوتی ہو گی وہ مساویانہ بنیاد پر ہو گی اور پنجاب کے حصے کا وہ تحفظ کریں گے۔ پنجاب کا جو حق ہے وہ اسے ملے گا' باقی صوبوں کا حق ان کو ملے گا' کسی بھی صوبے کی حق تلفی نہیں ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ اب اس بات سے آپ کو مطمئن ہونا چاہئے تو کیا آپ اس کو مزید press نہیں کرتے؟

چودھری اصغر علی گجر :ہم مطمئن ہیں' اسے مزید press نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب وقفہ نماز ظہر کیا جاتا ہے۔ 2-00 بجے ہم دوبارہ meet کریں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے ہاؤس 2-00 بجے تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 2 بج کر 32 منٹ
پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ سیشن کے وقفہ سے

پہلے water issue پر جو بات ہو رہی تھی کہ پانی کے shortfall اور apportionment کے حوالے سے بات ہو رہی تھی کہ پنجاب کے حصے میں سے پھر کتنا پانی چھوڑ دیا جائے گا۔ ہماری درخواست یہ ہے وہ معاملہ unsatisfactory ہے اور اس کے اندر بات کرنے کی گنجائش رہ گئی ہے اور ہمارے بڑے genuine apprehensions ہیں اس حوالے سے کہ پنجاب کے حصے میں اس دفعہ مزید کمی آ جائے گی جو کہ 700 میل اور ہم اگلے سال میں 103 ملین ایکڑ فٹ پانی کی مزید shortfall دیکھ رہے ہیں۔ اس حوالے سے ہماری درخواست ہے کہ کارروائی کو معطل کر کے اس معاملے پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم issue ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس issue کے حوالے سے وزیر موصوف نے خود کہا ہے کہ IRSA کی آج میٹنگ ہو رہی ہے اور بد قسمتی یہ ہے کہ پنجاب کے حوالے سے یہ انہیں کوئی پیغام بھی convey نہیں کر سکتے اور بد قسمتی یہ ہے کہ سارے صوبہ پنجاب کے حقوق اس سے چھینتے ہیں اور پھر موردِ الزام بھی پنجاب ہی کو ٹھہراتے ہیں۔ لہذا میری درخواست ہے کہ اس مسئلے کو اس light انداز میں نہ لیا جائے بلکہ serious انداز میں لیا جائے کیونکہ یہاں پر زمینداروں کی اکثریت ہے جو اس issue کو جانتے ہیں اور اس معاملے کو جانتے ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ جو ملک صاحب نے کہا کہ water issue کو وزیر موصوف ذرا تفصیل کے ساتھ discuss کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کے بعد concerned business legislation ہے اور معزز وزیر قانون اس معاملے کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ اگر یہ معاملہ اہم ہے تو ٹھیک ہے اور اگر وہ legislation کرنا چاہتے ہیں تو جیسے ہاؤس کی مرضی but this is very important issue and it needs to be discussed.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس کے بعد legislation take up ہونی تھی اور ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا بل جو کہ under consideration ہے اس کی تقریباً 5 کے قریب clauses ہو چکی ہیں اور 21 کے قریب باقی ہیں۔ اس پر دوستوں کی amendments بھی آئی ہوئی ہیں تو میرے ذاتی خیال میں یہ ہے کہ آج شاید ہم اس بل کو مکمل نہ کر سکیں تو اس کو ہم pend کر لیتے ہیں اور جس طرح دوست بات کرنا چاہتے ہیں اور منسٹر اریگیشن بھی موجود ہیں تو آپ بے شک اس پر بات کر لیں اور legislation ہم اگلے سیشن میں کر لیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے بات کی ہے تو میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا کہ بل جو گورنمنٹ نے پیش کیا ہے اس بارے ہماری amendments بھی ہیں۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ(ن) کی طرف سے بھی ہیں اور ہماری پرسوں یہ settlement ہوئی تھی کہ اس بل کو بیٹھ کر آپس میں decide کر لیں گے۔ حکومت ہماری amendment کو دیکھے گی۔ میں ان کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ اس کو pending کر لیا جائے اور اس issue پر جو ملک احمد خان صاحب نے اٹھایا ہے اس پر بات کر لی جائے۔

جناب سمیع اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان۔ جناب سپیکر! ہماری بھی یہ رائے ہے کہ اس کو pending کر لیا جائے اور یہ بڑا اہم issue ہے اس پر بحث کی جائے۔

ایجنڈے کی کارروائی کا التواء اور آبپاشی پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ہاؤس کے اتفاق رائے سے اس بل کو فی الحال pending کیا جاتا ہے اور اریگیشن کے مسئلے کو take up کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! آپ نے نماز کے لئے دو بجے تک وقفہ کیا تھا تو ہوتا یہ ہے کہ مختلف محلات پر ممبران نماز پڑھتے ہیں تو پھر واپسی دیر سے ہوتی ہے تو میری تجویز یہ ہے کہ ماشاء اللہ ہمارے سپیکر صاحب داڑھی والے ہیں اور وہ امامت کروا سکتے ہیں تو ظہر کی نماز سب ممبران کی اقتداء میں اکٹھے باجماعت ادا کیا کریں تاکہ اس کے فوراً بعد ایوان میں آجایا کریں تو ایوان کا بہت سارا وقت بچ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں کوئی قباحت تو نہیں ہے۔ اگر کوئی امامت کرنا چاہے تو یہ بڑا نیک کام ہے، چاہے وہ آپ کریں یا سپیکر صاحب کریں یا کوئی بھی کرے۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے اور ایوان کی بھی رائے ہے کہ یہ pending کر کے اریگیشن کے مسئلے پر بات چیت کی اجازت دی جائے تو میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں آپ اگر ممبران کے نام کی لسٹ لے لیں تاکہ وہ تقریریں کر سکیں اور اس پر کھلی بحث ہو تو کسی کو اعتراض نہیں ہے۔ جو بھی ممبران حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے اپنے نام بھیج دیں۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! اس کے لئے ٹائم طے کیا جائے کیونکہ مجھے ابھی ایک اطلاع ملی ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی سب کمیٹی کی میٹنگ تین بج کر پندرہ منٹ پر ہے تو یقینی بات ہے کہ یہاں کے بعد اس میٹنگ میں جانا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، This is more important issue .It has to be taken first. جن صاحبان نے اس معاملے پر تقریریں کرنی ہیں اور رائے دینی ہے وہ اپنے نام لکھ کر بھیج دیں۔ In the meantime آپ شروع کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! water apportionment کے حوالے سے ہمارا بڑا genuine apprehension ہے کہ as long as Punjab share is concerned کہ 10 فیصد ہماری shortfall کو معزز وزیر نے on the floor of the House ابھی اپنی speech میں کہا کہ 10 فیصد پہلے ہی پانی کی کمی ہے۔ اس میں بات جو آپ کے سامنے وہ point out کرنا چاہ رہے ہیں وہ 1991 کا ریکارڈ ہے اور آج اس حوالے سے IRSA کی میٹنگ ہے۔ 1991 کے واٹر ریکارڈ کے اندر پیرا 2 میں historic use کو deny کر دیا گیا اور future use کے حوالے اس کی capacity رکھ دی کہ کتنے percent کسی صوبے کے پاس usage ہو گی! Historically since 1977 after Terbella and Mangla till 1982 for Five years historic use was implemented. اور وہ سارے صوبوں کے لئے acceptable تھا۔ اس میں پنجاب کا حصہ 9 48 فیصد تھا، سندھ کا حصہ 32.7 فیصد تھا۔ اسی طرح respectively بلوچستان اور N W F P کا share تھا۔ 1991 میں water apportionment accord کے اندر future storages کے حوالے سے بات کرتے ہوئے نئی دے دی گئی جس میں پنجاب کے 9 59 فیصد اور سندھ کے 9 54 فیصد تھے۔ ایک فیصد کا فرق چھوڑ کر اس water accord کے اندر انہوں نے water apportionment کے حوالے سے اس پر accord کو sign کر دیا۔ یہ پریکٹس دو سال جاری رہی پھر پنجاب پر یہ احتجاج تھا کہ ابھی storage develop نہیں کی گئی۔

اب کالا باغ ڈیم بنایا نہیں گیا Since 1991, this was only feasible Dam which could have been built اس کو future کے حوالے سے آپ نے water apportionment کی ہے۔ اس کو ابھی practicable نہیں بنایا جا سکتا۔ آپ historic use کی بات کریں جو تربیلا اور منگلا کے حوالے سے 1982 سے 1997 تک پریکٹس ہوتی رہی۔ I would just to state here for the record آپ اور آپ کے ہاؤس کے knowledge کے لئے میں یہ عرض کرتا جاؤں کہ 1960 سے پہلے water treaty ہم نے sign کی۔ یہ چیزیں اگر ہم link up نہیں کریں گے تو ہم اس کی importance کو نہیں سمجھیں گے۔ From Kala Bagh Dam to Kotery. ہم 700 miles کی بات کر رہے ہیں کہ یہ ہم ایک dry cycle کے اندر جانے کی تیاری کر رہے ہیں why

Why don't we realize it? اب ہم 1903۔ Anderson commission report کی بات کرتے ہیں کہ پنجاب اور سندھ کے پانی کے جھگڑے کا معاملہ آج کا نہیں جو معاملہ اصغر گجر صاحب نے اٹھایا کہ پنجاب پھر اپنا حصہ چھوڑنے جا رہا ہے۔ پنجاب اپنا حصہ اپنی Magnanimity کی بنیاد پر پچھلی ایک صدی سے چھوڑتا آ رہا ہے۔ کس لئے ہم چھوڑیں؟ آج جب ہم خود dry cycle میں کھڑے ہیں۔ ہمارا siltation rate مثلاً ڈیم سے 3 فیصد پر increase کر چکا ہے۔ we are already in dry cycle چشمہ جہلم کینال سے ہم 27.6 فیصد لیتے ہیں' سندھ کا کلیم ہے کہ یہ تو flood canal تھی' آپ اس سے ڈیم کی storage میں سے پانی کیسے لے کر جا رہے ہیں؟ وہاں پر جو ان کی lining کا جھگڑا ہے یہ ساری چیزیں ریکارڈ پر ہیں۔ 1903 سے لے کر 1947 تک چودہ کمیشن بنائے گئے۔ یہ ان کی رپورٹ ہے اور سترہ کمیشن بنائے گئے جو پنجاب اور سندھ کے درمیان پانی کی تقسیم کے بارے میں تھے۔ starting from Anderson Commission Report and Justice Rao Commission Report اس پنجاب نے اپنا water decrease prepartition دینا شروع کر دیا۔ اس وقت جھگڑا down stream Kotery, اور upstream Kotery تھا اُس وقت پنجاب نے اپنا for the whole country share decline شروع کیا اور اس پر ایک trend set ہوگیا۔ 1947 میں پاکستان آزاد ہوگیا تب بھی ہم one unit کی حیثیت میں آئے۔ 1960 میں ہم نے Indus water treaty sign کر دی اور پنجاب کا 33 million acre feet water میں سے 23 million acre feet جو West Punjab کا تھا' 9 million acre feet صرف Eastern Punjab کا تھا' ہم نے بیاس' راوی اور ستلج یکمشت چھوڑ دیئے۔ ہم نے کہا کہ یہ ہمیں نہیں چاہئے۔ we don't understand اس وقت کی ہماری لیڈر شپ کیا سوچ کر یہ فیصلہ کر رہی تھی؟ کیا 2002 تک پنجاب نے زندہ نہیں رہنا؟ 1960 کے بعد ایک نیا کام شروع ہوا۔ انہوں نے دس سال کے لئے ہمیں follow دیا۔ دس سال تک ہم نے کوئی ڈیمز نہیں بنائے۔ 1977 میں تربیلا operative کر دیا کہ پانچ سال کے لئے ہمارے پاس water reservoir آ گیا 1982 میں سندھ کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ چشمہ جہلم لنک کینال تو فلڈ واٹر کینال تھی۔ آپ reservoir سے پانی لے کر dried جہلم کے اندر کیسے ڈال سکتے ہیں؟ یہ بات 1960 کی treaty کے اندر لکھی گئی تھی کہ ہم چشمہ جہلم لنک کینال سے پانی لے کر dried جہلم میں ڈالیں گے At the time of shortfall اب 1991 کے accord

کے آنے تک ہم storage use میں چلتے رہے۔ ہمارا گزارا ہوتا رہا۔ 1991 کا ایک اور ہمارا water accord آ گیا۔ Then the Chief Minister signed it. کمیٹی رپورٹ ہوئی انہوں نے کہا کہ 103 million acres feet water increase ہو سکتا ہے جس میں 6.7 million acres feet صرف کالا باغ کے اندر capacity ہو سکتی ہے۔ آپ اس حساب سے کیوں نہیں کرتے؟ At that time it was feasible there. اور یہ understanding تھی کہ شاید 1998 تک کالا باغ ڈیم مکمل ہو جانے گا اور on this assurance پنجاب نے sign کر دیا۔ آج تین صوبے اس چیز کا مطالبہ کرتے ہیں کہ سندھ، بلوچستان اور سرحد 1991 کے accord پر water apportionment پر اس کو لاگو کیوں نہیں کرتے؟ ہمارے معزز وزیر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ implementation کر دیں گے تو ہم سے لیں گے۔ اب اسی IRSA کی میٹنگ میں، 1994 کی Ministerial meeting کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے minutes نکالے گئے اس کے مطابق ہم دوبارہ historic use میں چلے گئے 'Ther ten years 1994 to 2003 نو سال کے عرصے کے اندر ہم دس فیصد shortfall پر جا چکے ہیں۔ اس میٹنگ میں پنجاب پانی کے کتنے حصے کے ساتھ گیا ہے؟ وہ حصہ 49 million acres feet 54 سے سندھ کا حصہ 43 4 ہے اور سندھ کی 13 3 percent increase ہے۔ پنجاب کی 2.7 فیصد increase ہے اور cultivable land پنجاب کے پاس 57 فیصد زیادہ ہے۔ ہم کیا بات کر رہے ہیں؟ ہم اب کہتے ہیں کہ اب ہم IRSA میں جائیں گے اور پھر اس میٹنگ کے اندر اپنا پانی کا حصہ چھوڑ کر نہیں آئیں گے۔ اب سو فیصد میں سے دس فیصد پہلے پنجاب کا پانی کس بنیاد پر لیا گیا؟ یہ up stream ہے یا down stream ہے، کیا یہ جھگڑا ہے؟ ان کے پاس پہلے سے ہی Indus delta is flooding up ہے، جب ہم بات کرتے ہیں گریٹر تھل کینال یا فلڈ کینال کی تو ان سے فلڈ کا پانی آنے گا۔ یہ پنجاب کی chauvinism قائم ہو رہی ہے۔ یہ factual اور facts and figures کی بات ہے۔ یہ میرے پاس اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی ایک بریف رپورٹ ہے۔ we fail to understand again کہ why don't we simply emphasize simply on one point کہ پنجاب کی آنے والی نسل تو بڑی دور کی بات ہو گی 2007 is a dead line.700 miles of dry cycle Can we afford that? آج ہمیں وزیر صاحب نے assurance دے دی ہے کہ ہم پنجاب کا share نہیں چھوڑیں گے۔

I have a statement of Sind Department here. They say we will stand on 48.76. It's a 13.3% rise. How can honourable Minister state on the floor of this House?

وہ پنجاب کا share نہیں چھوڑیں گے۔ ہم اس بات کی assurance چاہتے ہیں۔ ہم اس کارروائی کو اس لئے معطل کروانا چاہ رہے تھے جو اصغر گجر صاحب کی تحریک کسی حکومت یا اپوزیشن کے بیچ کی نہیں تھی۔ یہ بڑا genuine concern ہے۔ آپ پنجاب کے پانی کا حصہ چھوڑ کر، آپ کس چیز کو implicate کرنا چاہ رہے ہیں جو کہ written on the walls ہے؟ کہ آپ نے چھوڑ دیا ہے؟ آپ کس فارمولے کے تحت پانی کی distribution چاہ رہے ہیں؟ ہم نے آپ سے عرض کی کہ 1903 سے لے کر 1947 تک سترہ کمیشن رپورٹس میں Starting from Anderson Commission Report ending upto Justice Rao Commission Report. پنجاب نے ایک decline attitude دے دیا تھا but that was in one unit from 1947 to 1960 and 1960 to 1970 اگر یہ declined attitude آج حکومت نہیں چھوڑے گی تو we can ensure you اور اس کے ہمارے پاس facts and figures ہیں کہ 2007 کے بعد پنجاب کی base agriculture economy نہیں ہوگی۔ وزیر صاحب ہمیں ان واقعات کے ساتھ facts کے ساتھ براہ مہربانی اس ہاؤس کو enlighten کر دیں کہ وہ کون سی apportionment ہے جس کے تحت یہ IRSA سے جا کر پانی لے کر آئیں گے جب 10% shortfall already آپ کے پاس صرف آپ کی lining اور canal seepages کی وجہ سے ہے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر اعجاز احمد صاحب!

مہر اعجاز احمد اچلانہ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے ایک اہم معاملے پر آج بحث کرنے کا موقع دیا ہے۔ میرا تعلق تھل کے علاقے سے ہے جس طرح آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ تھل کینال کے حوالے سے سندھ میں میڈیا پر بہت شور مچایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں مجھے آج موقع میسر ہے تو میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سندھ کے وہ لوگ

جو تھل کینال پر تنقید کرتے ہیں سب سے پہلے تو میں یہ انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ تھل کینال پاکستان کی وہ واحد کینال ہے جو معاہدہ کے تحت بنائی گئی تھی اس کی کچھ history اور hints میں جناب کی اجازت سے پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ پاکستان میں تین بڑے صحرا تھر، تھل اور چولستان ہیں۔ علاقہ تھل پانچ اضلاع پرمشتمل ہے جس کی تعمیر و ترقی کی خاطر سندھ ساگر دوآب ایکٹ 1912 کی شکل میں گورنمنٹ پنجاب نے جاری کیا لیکن گورنمنٹ اپنے وضع کردہ time کے مطابق اسے شروع نہ کر سکی اور یہ ایکٹ 1932 میں ختم ہو گیا۔ اعلان آزادی کے بعد مہاجرین کی آباد کاری کے لئے جب رقبے کی ضرورت پڑی تو اس علاقے تھل کی طرف توجہ دی گئی اور T D A ایکٹ 1949 میں منظور ہوا۔ حصول اراضی notification-1951 کے تحت زمین حاصل کی گئی اور تھل کینال پر کام شروع ہوا۔ چاروں صوبوں میں لینڈ ریونیو ایکٹ کا اطلاق ہوتا ہے لیکن اراضیات اندر حد آبپاشی تھل کینال پر T.D.A کے وضع کردہ قواعد و ضوابط لاگو ہوتے ہیں۔ لاکھوں ایکڑ زمین حاصل کی گئی لیکن آج تک ان لوگوں کو صحیح پانی نہیں دیا جا رہا۔ rotational programme کے تحت انھیں پانی دیا جا رہا ہے۔ اس تھل کینال کی re-modelling کچھ عرصہ پہلے شروع کی گئی جس پر اربوں روپے خرچ ہونے لیکن کچھ ناگزیر وجوہات یا نامعلوم وجوہات کی بناء پر آج تک اس تھل کینال پر کام مکمل نہیں ہو سکا۔ اپر تھل کینال پر تو اربوں روپے لگا کر کام کیا گیا لیکن لوئر تھل کینال portion پر ابھی تک کام مکمل نہ ہو سکا جس پر صرف چند کروڑ روپے لاگت آنی تھی۔

جناب والا! میرا تعلق ضلع بھکر کی سرزمین سے ہے۔ آپ اسے خوش قسمتی کہیں یا بد قسمتی یہ تھل کینال کی tail پر واقع ہے۔ اس portion پر آج تک کوئی re-modelling نہیں کی گئی، اس کا کوئی کام نہیں کیا گیا۔ جو لوگ تھل کینال پر شور مچاتے ہیں انھیں یہ بھی پتا نہیں کہ تھل کینال کیا ہے اور گریٹر تھل کینال کیا ہے؟ میں آپ کی وساطت سے پریس اور ان احباب کو جنھیں معلوم نہیں ہے بتانا چاہتا ہوں کہ گریٹر تھل تو اب منظور کی گئی ہے۔ یہ تو سیلاب سے بچ جانے والے پانی کو استعمال میں لانے کے لئے ہے جبکہ تھل کینال 1951 میں بنائی گئی تھی۔ میری یہ گزارش ہے کہ تھل کینال پر re-modelling کا جو کام رُکا ہوا ہے اسے مکمل کیا جائے۔ حکومت بار بار کہتی ہے کہ

ہم کسان کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں تو میں کہوں گا کہ بلا تاخیر تھل کینال کی re-modelling مکمل کروائی جائے اور rotational programme (وارہ بندی) کو ختم کیا جائے کیونکہ تھل کے باسیوں نے معاہدہ کے تحت پانی حاصل کیا ہوا ہے۔ خواہ کسی جگہ کا پانی پورا ہو یا نہ ہو تھل کینال کے لوگوں کا پانی پورا ہونا چاہئے۔ اس پر تنقید کرنے والوں کے متعلق تو میں صرف یہی کہوں گا کہ،

ہک دریا ہے جو موجاں مریندا پئے
ترہہ دا عذاب بس ہک کنارا جھلیندا پئے
میں حیران آں کہ بلیار چپ اے
تے گونگا بلیندا پئے

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں ایک نہایت ہی اہم معاملہ کی طرف آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ ضلع لیہ میں اٹھارہ سو کچھ میں ایک ڈھول والا مقام پر نہری سسٹم منظور ہوا تھا جس سے چار نہریں نکلتی ہیں ۔ تحصیل لیہ اورتحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کا ہزاروں ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے' کچھ دن پہلے چند شر پسند عناصر نے وہ پورا نہری سسٹم بند کر دیا ہے۔ ہماری حکومت کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق نہیں دی کہ وہ محرم میں بھی پانی کو کھلوا سکیں۔ وہاں سے لوگ کروڑوں روپے آبیانہ دیتے ہیں' لاکھوں' اربوں روپوں کی فصلات اس علاقے سے حاصل ہوتی ہیں تو میری گزارش ہے کہ اس سسٹم کو چالو کروایا جائے اور اس سسٹم کو بند کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ شکریہ' مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی صاحب!

SAHIBZADA MUZAMMAL-UR-RASHID ABBASI : Sir, I would like to have a permission to speak in my mother language, if you allow me.

MR DEPUTY SPEAKER: I think Urdu is much better.

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی : بہتر ہے۔ جناب والا! مجھ سے پہلے میرے معزز colleague ملک صاحب نے facts and figures کے ساتھ اس issue پر نہایت مفصل بات کی ہے۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ Indus Water Treaty کے تحت راوی' ستلج اور بیاس جو کہ اس خطہ سرزمین کی tail

کے دریا تھے اور ان کی water capacity اُس وقت تقریباً 32 MAF تھی۔ اس treaty کے تحت تینوں دریا ہندوستان کے حوالے کر دیئے گئے جبکہ اس وقت ہندوستان کی requirement 9 MAF تھی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ 9 MAF انڈیا کے حوالے کرتے اور باقی ماندہ جو surplus پانی تھا اس کو fifty fifty کر دیا جاتا۔ اس سے فرق یہ پڑتا تھا کہ آج ہمارے جنوبی پنجاب' راوی سے لے کر ستلج تک کا ایریا جو ہے چولستان نہ بنتا۔ right starting from Pakpattan, Bahawalpur and Multan کا علاقہ جسے اب چولستان کا نام دیا جاتا ہے کچھ سال پہلے یہ چولستان نہیں تھا یہاں لہلہاتے کھیت اور سبزہ تھا اور یہ علاقہ خوشحال تھا۔ I can give you the facts on it I can prove this matter with facts and figures جب ریاست بہاولپور پاکستان میں ضم کی گئی تو اس وقت یہ علاقہ نہایت سرسبز اور خوشحال تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے' یہ facts ریکارڈ پر موجود ہیں اور دیکھے جا سکتے ہیں کہ جب ریاست بہاولپور پاکستان میں ضم کی گئی تو اس وقت اس کا ریونیو کیا تھا اور مالی حالت کیا تھی؟ اب due to shortage of water آپ ہمارے علاقے کا کسی بھی معزز ممبر سے یا وزیر سے دورہ کروائیں' وہاں کے حالات دیکھیں کہ اس treaty کی وجہ سے سب سے زیادہ متاثر بہاولپور ہوا۔ ہماری وفاقی حکومت کالا باغ ڈیم' بھاشا ڈیم بنانے کے لئے سندھ سے N O C مانگ رہی ہے جبکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ بہاولپور اور ساؤتھ پنجاب سے N O.C حاصل کیا جاتا تا کہ ہم یہ جو کالا باغ ڈیم' بھاشا ڈیم بنا رہے ہیں تو آپ لوگوں کی اس بات کیا رائے ہے؟ کچھ ہفتے پہلے Pearl Continental میں اسی موضوع "کالا باغ ڈیم" پر consensus develop کرنے کے لئے جناب نثار میمن صاحب تشریف لائے تھے۔ وہ اس کمیٹی کے چیئر مین ہیں۔ وہاں پر مفصل بات ہوئی اور وہاں یہ بھی پتا چلا کہ سندھ ہم سے extra پانی کیوں مانگ رہا ہے۔ سندھ ہمارا حصہ ہے اور وہاں کے باسی ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے بھائی اپنی environment بچانے کے لئے پانی مانگ رہے ہیں۔ ہمارے بھائی وہاں اپنی مچھلی بچانے کے لئے پانی مانگ رہے ہیں۔ میں نے ان سے یہ سوال کیا تھا کہ آپ وہاں سے معزز اراکین کی ایک پارلیمانی کمیٹی لائیں تو ہم اپنے بہاولپور' تھل' بھکر اور لیہ کا visit کراتے ہیں اور آپ دیکھیں کہ پانی کی کیا ضرورت ہے؟ کیا یہاں environment نہیں تھی؟ یہاں ہمارے جنگلات اور بیلے تھے ہم تو اپنے کسان کو بچانے کی بات کرتے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے سندھ والے بھائی اپنی environment بچانے کی بات کرتے ہیں اور اپنی مچھلی بچانے کی بات کرتے ہیں۔ یہ کہاں کا

انصاف ہے؟ ہم تو بات کرتے ہیں اپنے کسان کی خوشحالی کی لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہماری مچھلی مر جائے گی۔ یہ تو issue ہی نہیں ہے۔ اس وقت issue یہ ہے کہ ہم نے کون سا ڈیم پہلے بنانا ہے۔ ہم نے اپنے water reservoirs کیسے develop کرنے ہیں؟ ہم نے اپنی آنے والی نسل کو کیسے بچانا ہے؟ ہمیں تو کسی سے یہ این۔او۔سی لینے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ ہمیں تو یہ بات کرنی چاہئے تھی کہ Yes, we are going for Kala Bagh Dam. اور ہم نے اپنا اتنا surplus پانی اپنے reservoir میں ڈالنا ہے اور اس reservoir سے سارے صوبے according to share لیں گے۔ بات وہی ہے جیسے معزز ممبر ملک صاحب نے بتائی کہ ایک چیز جب بنی ہی نہیں ہے جب وہ وجود میں ہی نہیں آئی صرف پیپرز میں ہے لیکن ہمارے دوسرے بھائی claim کر رہے ہیں کہ ہمیں ہمارا share دے دیں اس کے بعد پھر دیکھا جائے گا۔

جناب والا! جیسا کہ آج Water Committee کی میٹنگ ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس چیز کو پس پشت نہ رکھیں۔ ہمیں یہ بات کرنی ہے کہ ہم نے پہلے کون سا ڈیم شروع کرنا ہے۔ ڈیم ایک دو دنوں میں نہیں بنے گا۔ یہ تو technically prove ہو سکتا ہے کہ کون سا ڈیم کس وقت بنے گا اور وہاں کیا feasibility ہے۔ میں محترم وزیر آبپاشی سے گزارش کروں گا کہ ابھی اس معاملے پر کمیٹی کی میٹنگ ہونی ہے اس میں ہم نے اپنے سندھ کے بھائیوں کو یہ پیغام دینا ہے کہ نہ ہی ہم ان کا حصہ لے رہے ہیں اور نہ ہی ہم اپنا حصہ دیں گے۔ ہم کسی صورت میں بھی اپنا حصہ نہیں دیں گے۔ بات اصولوں کی ہے اور بیٹھ کر اصول کی بات کریں۔ وہ اپنا environment بچائیں، ہم اپنا کسان بچائیں گے ہم اپنے growers بچائیں گے۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: Time is extended to half an hour

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی، جناب والا! میں انہی الفاظ کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔ آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے قانون سازی کو مؤخر کر کے اس اہم مسئلے پر ایوان کو بحث کی اجازت دی ہے۔ اب اس حکومت کو

قائم ہونے کم و بیش ڈیڑھ سال ہو چکا ہے اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ اسمبلی کے پہلے یا دوسرے اجلاس کے اندر بھی پانی کے مسائل پر بہت ساری گفتگو اس ایوان کے اندر ہوئی۔ وزیر موصوف نے کھڑے ہو کر بڑے بڑے دعوے کئے تھے کہ ہم یہ کریں گے، وہ کریں گے لیکن کم و بیش سوا ڈیڑھ سال ہونے کو آیا ہے اور ابھی تک اس حوالے سے on grounds کوئی عملی اقدامات نظر نہیں آتے۔ سارے کا سارا معاملہ اسی طرح چل رہا ہے۔ اگر صوبوں کے درمیان پانی کی لڑائی ہے تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ پانی کم ہے۔ اگر وافر پانی موجود ہو تو یہ لڑائی نہیں ہو گی۔ پانی کم ہے لہذا صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم کا جھگڑا کھڑا ہوتا ہے اور ہر صوبہ اپنا حق مانگتا ہے۔ پہلے بھی اس صورتحال کے بارے میں اس ایوان میں یہ بات آئی اور وزیر موصوف نے بھی کہا کہ ہم اس کے لئے متبادل تجویز پیش کرتے ہیں اور یہ بات بار بار کہی جاتی ہے ٹیکنوکریٹس بھی یہ بات کہتے ہیں کہ پانی کے نئے reservoirs بنانے جانے چاہئیں۔ ہر سال جب سیلاب کا سیزن ہوتا ہے تو اخبارات کے اندر مختلف statistics آتی ہیں کہ اتنے ملین کیوبک down the stream Kotery سمندر کے اندر جا کر ضائع ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں میرے فاضل بھائی نے پہلے بھی کالا باغ ڈیم کے حوالے سے بات کی ہے، بھاشا ڈیم کی بھی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ صوبے میں (ق) لیگ کی حکومت ہے اوپر بھی جنرل صاحب کی چھتری کے اندر (ق) لیگ موجود ہے لیکن اس سلسلے میں سوائے زبانی دعوؤں اور اخباری بیانات کے موقع پر کوئی عملی اقدام موجود نہیں ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس بارے میں جو عملی اقدامات ہو رہے ہیں وزیر آبپاشی عامر سلطان چیمہ صاحب ان کی بھی وضاحت کریں کہ ابتک پانی کے نئے reservoirs بنانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟ مثلاً کالا باغ ڈیم ہے یا بھاشا ڈیم ہے یا ان کے علاوہ کوئی اور reservoirs بنانے کا ارادہ ہے جس کی بات سال پہلے انہوں نے کی تھی اس کے لئے انہوں نے اب تک کیا عملی اقدامات اٹھائے ہیں یا پھر اسی طرح گا، گے، گی، کا راگ سنا کر معاملے کو لپیٹ دیا جائے گا؟

جناب والا! اس معاملے میں کسی کی دو آراء نہیں ہیں کہ یہ ایک زرعی ملک ہے اور جس علاقے سے منتخب ہو کر میں اس اسمبلی میں آیا ہوں۔ وہاں بہت بڑا رقبہ ہے جس کی طرف میرے بھائی منزل عباسی نے اشارہ کیا تھا۔ یہ بالکل fertile land ہے اور اس کا کل رقبہ 66 لاکھ ایکڑ ہے۔ یہ بہت بڑا رقبہ ہے اور اس وقت پنجاب کے اندر جتنی بھی زیر کاشت زمین ہے یہ اس کا ایک تہائی بنتا ہے۔ اگر یہ

ساری کی ساری زمین commission ہو جائے۔ ساری کی ساری level ہے یہ نہیں ہے کہ اس پر کوئی بلڈوزر چلانے ہیں۔ ماضی میں یہاں دریائے کا گرا بہتا تھا اور یہ پوری کی پوری پٹی سرسبز تھی اور ملکی معیشت کے اندر contribute کرتی تھی اب یہ ساری کی ساری barren ہے اور اس حوالے سے بہت بڑا خسارہ محض اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ ہماری حکومت نے اس حوالے سے کوئی seriousاقدامات نہیں کئے۔ میں refer کروں گا کہ میں 93-1990میں صوبائی اسمبلی کا ممبر تھا۔ مجھے واپڈا کے متعلق کوئی کام تھا تو میں واپڈا ہاؤس کے آخری فلور پر چیئرمین صاحب کے دفتر میں چلا گیا۔ ان کے P.S.O سے پہلے ٹائم لے تھا جب میں پہنچا تو اس وقت کے چیئرمین جنرل زاہد علی اکبر صاحب دفتر میں بیٹھے تھے انھوں نے بڑے اچھے طریقے سے entertain کیا اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ آج میرے دفتر کے اندر صوبائی اسمبلی کا ایک ممبر آیا ہوا ہے اور انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ جناب آپ کے پاس کچھ ٹائم ہے۔ میں نے کہا جی ضرور ٹائم ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ میں آپ کا آدھ گھنٹہ لوں گا تو میں نے کہا ماشاء اللہ اسی دوران ایک سینیٹر بھی آ گئے اس پر انھوں نے مزید خوشی کا اظہار کیا اور انھوں نے فوراً نقشہ جات اور statistics کا ڈیٹا منگوا کر دفتر کے اندر paste کروایا اور انھوں نے خود stick پکڑ کر ہم دو افراد کو statistics کے اوپر brief کیا اور اس پر پورا آدھ گھنٹہ لگایا اور انھوں نے بتایا کہ آج جو آپ کو پنجاب کے اندر کھیت لہلہاتے نظر آتے ہیں یہ آج سے دس پندرہ سال بعد سوکھ جائیں گے۔ چونکہ جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے یہ تربیلا ڈیم اور منگلا ڈیم silt up ہو رہے ہیں ان کے اندر مٹی آ رہی ہے اور یہ جتنے بڑے ڈیم ہیں ان میں سے مٹی تو نہیں نکالی جا سکے گی۔یہ بات محکمہ بھی جانتا ہے کہ اب ان کی reservoir capacity آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی ہے۔ اس حوالے سے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس بارے میں کوئی serious اقدامات کئے جائیں اور اس معاملے کو seriouslyلیا جائے ورنہ اس ملک کی معیشت بڑی خطرناک صورتحال سے دوچار ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں محکمے کے پاس مختلف تجاویز تو آتی رہتی ہیں پہلے بھی یہ باتیں ہوئی ہیں کہ جتنے بھی واٹر چینلز ہیں' باقی محکموں کے بجٹ کو cut کر کے ان کو پختہ کیا جائے تاکہ پانی کا loss کم ہو جائے۔ محکمہ زراعت بھی بیٹھا ہے۔ ان کا بھی اس حوالے سے کام ہے کہ ایسے بیجوں کے لئے ریسرچ کریں جو کم پانی لیتے ہوں۔ باقی اس کے علاوہ محکمہ نہر کے حوالے سے بھی بہت ساری باتیں ہو سکتی ہیں لیکن میں انہی باتوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ بہت بہت۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب فضل سمرا صاحب!

مہر فضل حسین سُمرا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! میرا تعلق سرائیکی بیلٹ کے ایک ضلع لیہ سے ہے اور مجھے اسے سرائیکی بیلٹ کہنے میں بھی کبھی باک نہیں رہا۔ میں نے کبھی مصلحت کا شکار ہو کر اسے جنوبی پنجاب نہیں کہا۔ دریائے سندھ کے پانی کے حوالے سے میرا کیس مختلف ہے۔ میرا کیس صوبہ سندھ کے خلاف بھی ہے اور پنجاب کے خلاف بھی ہے۔ دریائے سندھ کالا باغ سے لے کر صادق آباد کی آخری حد تک اس کی تمام گزر گاہ سرائیکی علاقے میں ہے اور دریائے سندھ کی گزر گاہ ہونے کے ناتے سرائیکی بیلٹ نے صدیوں سے نقصانات برداشت کئے ہیں۔ ہماری تمام سرائیکی بیلٹ اس دریا کی دریابردی کا شکار ہے۔ اس دریا کے سیلاب سے ہر سال ہماری کروڑوں روپے کی فصلات تباہ ہو جاتی ہیں۔ ہمارے کروڑوں روپے کے مکانات تباہ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے لاکھوں روپے کے مویشی بہہ جاتے ہیں۔ اگر اس افریت کو کالاباغ ڈیم کے ذریعے نہ روکا گیا تو ہم عدالت عظمیٰ میں جائیں گے اور اپنے علاقے کی حفاظت کے لئے اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ہم عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دریائے سندھ کی گزر گاہ ہونے کے نقصانات تو ہم بھگتیں اور اس کے جب فوائد کی بات آئے تو کالا باغ ڈیم کے لئے پنجاب بھی نہ لڑے۔ گریٹر تھل کینال کے لئے بھی پنجاب resist نہ کرے تو ہم لوگ کہاں جائیں؟ میں اپنی حکومت اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے پُرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ ہماری سرائیکی بیلٹ کو دریائے سندھ کے سیلاب سے بچانے کے لئے، دریائے سندھ کی دریابردی سے بچانے کے لئے اور ملک کی معیشت کو بچانے کے لئے کالا باغ ڈیم کی تعمیر اور گریٹر تھل کینال کی تعمیر کے لئے اپنی پوری توانائی صرف کریں۔ ہم تمام لوگ اپنی حکومت کے ساتھ ہیں۔ شکریہ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ مجھ سے پہلے فاضل مقررین نے اعداد و شمار کے ساتھ بہت اچھی گفتگو کی ہے۔ میں صرف ایک نکتے پر ہی اپنی بات کو

مرتکز کرکے اپنی بات کرنا چاہتا ہوں۔ کل کے اخبارات میں یہ بات بڑی نمایاں طور پر شائع ہوئی تھی کہ سندھ کے اندر جسقم نامی تنظیم نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ احتجاج کرتے ہوئے پنجاب کو جانے والے تمام راستے بند کر دیں گے۔ اس کے لئے جو انہوں نے اپنے احتجاج کی بنیاد رکھی ہے وہ گریٹر تھل کینال کے حوالے سے احتجاج کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ پاکستان کے چاروں صوبے جو ہیں یہ چاروں بھائی ہیں۔ ہم یہاں پر سختیاں بھی مل کر برداشت کرتے ہیں ہمارے دکھ بھی سارے سانجھے ہیں' ہمارے سکھ بھی سانجھے ہیں لیکن کچھ لوگ اس ملک کے اندر رہتے ہوئے بھائیوں کے درمیان منافرت پیدا کرنا چاہتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح کراچی میں دینی جماعتوں کو خراب کرنے کے لئے' تنگ کرنے کے لئے ایجنسیوں نے ایم کیو ایم کو بنایا تھا اسی طرح سندھ کے اندر پیپلز پارٹی جس سے مجھے ان کے بہت سے معاملات سے شدید اختلافات ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی سندھ میں ملکی level کی اور ملک کے حوالے سے سیاست کی بات کرتے ہیں۔ ان کو تنگ کرنے کے لئے ایجنسیوں نے ایسے افراد کے گروہ کو اکٹھا کیا' ایسی تنظیمیں قائم کی ہیں جو تعصب پھیلاتی ہیں۔ جن کا اٹھنا بیٹھنا پنجاب کو گالی دینا' صوبوں کے درمیان منافرت پیدا کرنا اور مختلف بہانوں سے پنجاب کے خلاف گفتگو کرنا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ بالکل غلط ہے۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایجنسیاں اس طرح کی نام نہاد تنظیموں کو کھڑا کرتی ہیں اور مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اس ملک میں جمہوریت کے لئے اور مختلف national issues کے لئے اگر ہماری طرف سے مختلف مواقع پر دھرنے جو ہم نے دیئے تھے تو حکومت کی طرف سے ہمیں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ راولپنڈی کے اندر ہمارے تین ساتھیوں کو شہید کیا گیا جو ملک کی سالمیت کے خلاف مختلف صوبوں میں بھائی چارے کی فضا کو ختم کرنے کے لئے جو اقدامات کرتے ہیں کوئی حکومت ان کو روکنے کی کوشش نہیں کرتی۔ آہنی ہاتھ سے ان سے ضرور نمٹنا چاہئے۔ صوبہ پنجاب کے لوگ خود مظلوم ہیں' خود صوبہ پنجاب میں بے شمار مسائل ہیں' ہم ان مسائل سے نکلنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور صوبہ پنجاب نے ہمیشہ دوسرے صوبوں کے لئے قربانی دی ہے۔ انشاء اللہ آئندہ بھی ہم قربانی دینے کے لئے تیار ہیں لیکن یہ رویہ جو اختیار کیا جا رہا ہے ہم اس کو کسی صورت میں بھی اچھا رویہ نہیں سمجھتے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے' بھاشا ڈیم بننا چاہئے کیونکہ ملک کو مستقبل میں

پانی کی جو ضروریات ہیں وہ جس ذرائع سے بھی پوری ہو سکتی ہوں' جس جگہ بھی ڈیم بنا کر پوری ہو سکتی ہوں ان کو ضرور پورا کرنا چاہئے۔ کالاباغ ڈیم بنانے کے لئے جو دوسرے صوبوں کے مختلف خدشات تھے ان کو ہم نے ختم کیا اور ان سے جو نہریں نکلنا تھیں ان کو بھی ختم کر دیا گیالیکن اس کے باوجود جن خدشات کا اظہار کیا جارہا ہے وہ غلط ہیں۔ ملک کو آئندہ آپ نے کیسے بچاناہے اور ملک کے اندر آئندہ اگر سبز انقلاب لانا چاہتے ہیں' ایک جذبے کے ساتھ لانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے کالا باغ ڈیم بھی بنائیں' بھاشا ڈیم بھی بنائیں اور ہر جگہ پر جہاں پر بھی پانی میسر آ سکتا ہے' جہاں سے بھی پانی اکٹھا کیا جا سکتا ہے اس کو ضرور حاصل کرنا چاہئے۔ میں آخر میں اپنی صوبائی حکومت سے بھی یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے پہلے میرے بھائی ڈاکٹر وسیم صاحب نے بھی یہی بات کی کہ جو پانی کی کمی کے مسائل ہیں' ظاہر ہے پانی کم ہے اس کی وجہ سے جن مشکلات کا ہمیں سامنا کرنا پڑتا ہے وہ اپنی جگہ پر لیکن ہمارا محکمہ آبپاشی جو ہے اس میں کرپشن کی انتہا ہے۔ جہاں پر ایس۔ڈی۔او' ایکس۔ای۔این کی ایک بہت بڑی تعداد جو ہے وہ مختلف جگہوں پر صرف کمائی کے لئے اپنی posting حاصل کرتے ہیں۔ میں جناب صوبائی وزیر سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس محکمے کی بھی صفائی کریں' اس کو بھی ٹھیک کریں' اس کی بھی اصلاح ہونی چاہئے۔ اس محکمے کی بھل صفائی کی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ضرورت ہے اس سلئے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ایک اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگر کھالوں کو پختہ کیا جائے تو تیس سے چالیس فیصد پانی زیادہ مقدار میں میسر آ سکتا ہے۔ پنجاب حکومت اپنی priorities میں کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے maximum funds مہیا کرے۔ اس کو اپنی priority میں شامل کرے اور انشاء اللہ العزیز اس صورت میں ملک کے اندر پانی کی کمی کا مسئلہ ہم مل جل کر حل کریں گے۔ پنجاب نے باقی صوبوں کے لئے ہمیشہ قربانیاں دی ہیں لیکن پنجاب کو نشانہ بنا کر بعض لوگ جو سیاست چمکانا چاہتے ہیں ظاہر ہے اس کی بھی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلے سپیکر جناب ارشد محمود بگو صاحب ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر گفتگو کرنے کا موقع فراہم کیا۔ دنیا کے ایک بڑے ہی مشہور مفکر نے یہ کہا ہے کہ اگلے بیس سال کے بعد

دنیا میں ہونے والی جنگ کی بنیادی وجہ پانی ہو گا۔ یہ مسئلہ نہ صرف پنجاب' نہ صرف پاکستان بلکہ یہ مسئلہ پوری دنیا کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں مجھے ہمارے اس ہاؤس کے مزید دو معزز ممبران قدسیہ لودھی اور فیصل حیات جبوآنہ کے ساتھ نیشنل ڈیفنس کالج میں پانچ ہفتے کے لئے دعوت دی گئی۔ وہاں پر ہم نے یہ بات محسوس کی کہ دوسرے صوبوں سندھ' بلوچستان اور سرحد سے آئے ہوئے لوگ جب پنجاب کی بات کرتے تھے تو ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے تھے اور ایسے لگتا تھا کہ وہ پنجاب کو ایک ایک بات پر گالی دینا چاہتے ہیں اور یہ ہمارے صبر کی انتہا تھی۔ پچھلے دنوں یہاں بھی ایک وفد آیا جس میں رانا ثناء اللہ صاحب نے بڑے صبر و تحمل سے اسے برداشت بھی کیا اور ہمیں بھی انہوں نے کہا کہ یہ ہمارے مہمان ہیں لہذا انہیں بات کر لینے دیں لیکن ہر بار پنجاب کو قربانی کا بکرا بنایا جاتا ہے۔ اس پانی کے سلسلے میں 1992 میں جو accord ہوا تھا اس میں ایک شق داخل کی گئی تھی' اس میں یہ کہا گیا تھا کہ صوبے اپنے طور پر ڈیمز بنائیں۔ اس وقت پانی کی تقسیم کالاباغ ڈیم کے حوالے سے ہوئی تھی۔ کالا باغ ڈیم بنا نہیں ہے لیکن ہم آج تک اس ڈیم کی وجہ سے پانی کی تقسیم کی سزا بھگت رہے ہیں۔ آج صبح بھی یہاں پر جب منسٹر صاحب نے پانی کے حوالے سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ آج IRSA کی میٹنگ ہے اور یہ بڑی اہم میٹنگ ہے۔ اس میں وہ پنجاب کی دس فیصد کٹوتی یہاں سے کر کے اس میٹنگ میں گئے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس ملک نے اگر پانی کا مسئلہ حل کرنا ہے' اگر سندھ' بلوچستان اور سرحد نے اپنی اسمبلیوں میں بیٹھ کر پنجاب کے خلاف قراردادیں منظور کرنی ہیں تو ہمیں بھی یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم پنجاب اسمبلی کے فورم پر کھڑے ہو کر یہ کہیں کہ کالاباغ ڈیم بننا چاہئے' بھاشا ڈیم بننا چاہئے اس لئے کہ اس ملک کی بقا اور اس ملک کی زندگی پانی میں ہے' وہ کالاباغ ڈیم میں ہے' وہ بھاشا ڈیم میں ہے۔ اگر یہ کالاباغ ڈیم نہ بنا' اگر یہ بھاشا ڈیم نہ بنا تو اس پاکستان میں اگلے دس سالوں کے بعد جو صوبے آپس میں جنگ کریں گے۔ وہ پانی کے مسئلے پر کریں گے۔ ہم انہیں کہتے ہیں کہ 1992 کا accord تھا' اس کو سامنے رکھ لیں اور اس accord میں صوبوں نے آپس میں بیٹھ کر جو طے کیا تھا اسے سامنے رکھ کر اسی accord کے تحت آج ہمارے ساتھ بیٹھ کر پانی کی تقسیم پر اس مسئلے کو حل کر لیں۔ ہم تیار ہیں' ہم قربانی دینے کے لئے بھی تیار ہیں' پنجاب قربانی دے سکتا ہے' دیتا رہا ہے اور

آج بھی قربانی دے گا لیکن صرف اسی صورت میں کہ پنجاب کو "کھنڈی" چھری سے ذبح نہ کیا جائے بلکہ پنجاب کو بڑے بھائی کی طرح پیار سے یہ کہا جائے اور اس سے یہ تسلیم کروایا جائے کہ پنجاب اپنے حصے کا پانی' اپنے حصے کی گندم' اپنے حصے کا اناج سندھ کو دے رہا ہے' سرحد کو دے رہا ہے' بلوچستان کو دے رہا ہے لیکن آج تک اس اسمبلی میں کسی فاضل ممبر نے یہ طعنہ نہیں دیا کہ گندم ہم دیتے ہیں' اناج ہم دیتے ہیں اور پانی بھی ہم دیتے ہیں اور گالیاں بھی ہم کھاتے ہیں۔ لہذا آج میں اس فورم پر یہ کہوں گا کہ آج ہمیں یہ فیصلہ کر لینا چاہئے کہ اگر اس ملک کو زندہ رہنا ہے اگر اس ملک نے پانی کے مسئلہ کو حل کرنا ہے تو یہاں کالا باغ ڈیم بننا چاہئے' یہاں پر بھاشا ڈیم بننا چاہئے' یہاں پر گریٹر تھل کینال بننا چاہئے' یہاں پر گریٹر تھل بھی بننا چاہئے۔ بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب چودھری شعیب کریم صاحب!

چودھری شعیب کریم: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جس موضوع پر ابھی بحث مکمل کی۔ میں اس میں ڈسٹرکٹ بہاولپور کے حوالے سے' سابق ریاست بہاولپور کے حوالے سے کچھ حقائق ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ سندھ طاس معاہدہ جو ملکی مفاد میں کیا گیا۔ بہاولپور کا بنیادی ذریعہ ہیڈ اسلام تھا۔ وہاں سے ہمیں چار ہزار کیوسک کے ساتھ ہیڈ سدھنائی پر منتقل کر دیا گیا۔ اب ہوا یہ کہ یہ چار ہزار کیوسک پانی میں تصور کیا گیا کہ commandable area 30 percent ہو گا۔ اب 1960 سے لے کر آج کے دن تک وہاں کم و بیش 40 ہزار ایکڑ فوج کو الاٹمنٹ کر دی گئی' 80 ہزار ایکڑ چولستان میں الاٹمنٹ کر دی گئی اس طرح تقریباً ایک لاکھ 20 ہزار ایکڑ الاٹ کر دیئے گئے اور یہ بہت ہی دلچسپ بات ہے کہ گزشتہ سال 4 ہزار کیوسک کی بجائے 32 سو کیوسک پانی بہاولپور کو مہیا کیا گیا یعنی اس کے مقررہ حصہ سے بھی 8 سو کیوسک کم۔ اب یہ معاملہ صرف یہیں آ کر ختم نہیں ہو جاتا' اریگیشن کا ایک طے شدہ اصول ہے اور منسٹر صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں کہ اریگیشن ہمیشہ ٹیل کے کاشتکار کے rights کو ensure کرتا ہے۔ ایس۔این۔بی کینال کا کنٹرول ہمیشہ سے چیف انجینئر بہاولپور کے پاس تھا۔ اسے نامعلوم وجوہات کی بنا پر ملتان شفٹ کر دیا گیا۔ اب اگر شاہی والا کی کسی ٹیل پر پانی نہیں پہنچتا تو اس کے لئے ہمیں ڈیڑھ سو کلومیٹر سفر کر کے چیف انجینئر ملتان کے پاس جانا پڑتا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ چولستان میں لاکھوں ایکڑ قابل

کاشت رقبہ موجود ہے۔ آپ انہیں تقسیم کریں۔ آپ آدمی کو 40 ہزار کی بجائے ایک لاکھ 40 ہزار ایکڑ وہاں دے دیں لیکن طے شدہ 4 ہزار کیوسک پانی انہیں دیا جائے اور جب commanded area 30 percent سمجھا جاتا ہے اس کے لئے اتنا پانی دیا گیا تھا۔ اب commanded area 100 percent سے زیادہ ہے اور وہ اس لئے کہ اگر کوئی زمیندار کماد یا دھان کاشت کرے تو اسے دگنے پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس پر اس سے پہلے بھی منسٹر صاحب سے ایک دو معاملات پر بات ہوئی ہے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ میلسی سدھنائی کا کنٹرول ہم چیف انجینئر بہاولپور کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ زیر غور ہے۔ اس پر وزیر صاحب تھوڑی وضاحت فرما دیں۔ دوسرا معاملہ یہ ہے کہ اس فارمولے کے تحت جو وسیع تر ملکی مفاد میں کیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاؤس کی کارروائی کے لئے مزید آدھے گھنٹے کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری شعیب کریم، اس میں بہاولپور کو کیوں نظر انداز کیا جارہا ہے؟ اگر آپ نے ایک لاکھ بیس ہزار ایکڑ کی الاٹمنٹ کرنی تھی تو آپ چار ہزار کیوسک کو بڑھا دیتے تاکہ وہاں پر پانی کی کمی نہ آتی۔ میں ایک شعر کے ساتھ اختتام کرتا ہوں کہ،

کیا حال پچھدایں جو کیویں گزردی پئی اے
اے تاں ریت دی کندھ اسردی پئی اے
جیہڑا ڈھیندے کھل کھل پوندا اے
توں وی کھل سیں نظر دی پئی اے

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اگر کسی اور صاحب کو بولنا ہو تو نام پیش کر سکتے ہیں نہیں تو یہ لسٹ ختم ہو چکی ہے۔ اب میں وزیر آبپاشی کو درخواست کروں گا کہ وہ اس کا جواب دیں۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! آج آپ نے خاص عنائت کی ہے کہ پانی کے مسئلے کے حوالے سے اپوزیشن اور حکومتی بنچوں سے بات چیت ہوئی۔ سب سے پہلے تو میں مختصراً جو صبح بات ہوئی تھی اس پر بات کروں گا۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا کوئی ایم۔پی۔اے آفیشل گیلری میں بیٹھ سکتے ہیں؟
جناب سپیکر! بعض دفعہ ہم مذاق میں بات کرتے ہیں لیکن کچھ عرصے سے جی ایم سکندر جو بیوروکریٹ ہیں' معزز ہیں۔ آفیشل گیلری کو ان کا آفس بنایا جا رہا ہے۔ میری نہایت سنجیدگی سے گزارش ہے کہ اس سے اسمبلی کا ماحول disturb ہوتا ہے۔ ایم۔پی۔اے یہاں بھی گھومتے ہیں اور گیلری میں جا کر سیٹوں پر بھی بیٹھتے ہیں۔ وہ آئیں' سو بسم اللہ آئیں لیکن اس آفیشل گیلری کو ایک آفس کا درجہ نہ دیں۔ آپ ہاؤس کے custodian ہیں اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ نئے سیشن میں اس کا ضرور کوئی تدارک ہونا چاہئے۔ ایوان میں بڑی سنجیدہ بات ہوتی ہے اس طرح ہمارا دھیان بھی ادھر چلا جاتا ہے کیونکہ ادھر رش ہوتا ہے اور بات سمجھ نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں جی۔ایم سکندر صاحب کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ یہ معزز ممبران کی اپنی سوچ ہے اگر وہ کام کروانا چاہیں تو اجلاس کے بعد جا کر ملیں۔ اگر ممبران اس چیز کا خیال نہ کریں گے تو لامحالہ ہاؤس کا تقدس نہیں رکھا جا سکتا۔ میں یہی درخواست معزز ممبران سے کروں گا کہ وہ اس چیز کا خیال رکھیں کہ دوران اجلاس وہ اس قسم کی کارروائی سے احتراز فرمائیں تو بہتر ہوگا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! معاملہ ایسا نہیں ہے کہ ممبران کا قصور ہے۔ بات یہ ہے کہ اس سے گورنمنٹ کی کارکردگی سامنے آتی ہے کہ شیر افگن صاحب اور جی ایم سکندر صاحب اپنے آفس میں ملتے نہیں اور جب ممبران انھیں یہاں پر پاتے ہیں تو وہ ان کے پاس کام کے لئے چلے جاتے ہیں۔ آپ ہاؤس کے custodian ہیں' آپ انھیں یہاں پر پابند کریں کیونکہ یہاں پر وزیراعلیٰ صاحب کا آفس ہے وہاں پر یہ بیٹھ جایا کریں اور ممبران جا کر وہاں سے کام کروا لیں۔ آپ رولنگ دیں گورنمنٹ کو direction دیں کہ بجائے ہاؤس کا ماحول خراب کرنے کے وہ اپنے سیکرٹریوں کو اس بات کا پابند کریں کہ وہ اپنا شیڈول بتائیں کہ کن دنوں میں' کن اوقات میں وہ ممبران کو مل سکیں گے۔ کیونکہ ممبران نے تو لوگوں کے کاموں کے لئے جانا ہوتا ہے کوئی ذاتی کام کے لئے تو نہیں جانا ہوتا۔ سیکرٹری صاحبان جتنے بھی ہیں وہ اپنے آفس میں تو ملتے نہیں اور جی۔ایم سکندر صاحب اور شیر افگن صاحب کا معاملہ بھی یہی ہے۔ وہ یہاں پر نظر آ جاتے ہیں کیونکہ ان کی یہاں پر ڈیوٹی لگی ہوتی ہے

کہ آپ نے جا کر کورم پورا کرنا ہے اس لئے ممبران ان کے پاس جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ گورنمنٹ سے اپنے level پر بات بھی کرنا چاہیں تو بات کریں اور اس کے بعد اس چیز کا تدارک کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ یہاں جتنے افسران آ کر بیٹھتے ہیں وہ صرف منسٹر صاحبان کے لئے وقفہ سوالات میں آ کر بیٹھتے ہیں۔ ان کا کام یہی ہوتا ہے لیکن ان کو پھر مجبور کیا جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ مجبور ہماری طرف سے کیا جاتا ہے۔ ان کے دفاتر موجود ہیں میں نے دیکھا ہے کہ وہاں بھی رش رہتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں احترام کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ جی ایم سکندر صاحب نے کس منسٹر کو assist کرنا ہوتا ہے؟ جی ایم سکندر صاحب اور شیر افگن صاحب کی تو ڈیوٹی ہی وزیراعلیٰ صاحب کے ساتھ ہے۔ انہوں نے کس منسٹر کو assist کرنا ہوتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہاں پر لاء منسٹر صاحب on the behalf of C.M جواب دے رہے ہوتے ہیں اس لئے ان کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، لاء منسٹر صاحب کا سٹاف علیحدہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بہرحال اس چیز کی آئندہ احتیاط کی جائے گی کہ اس چیز سے احتراز کیا جائے۔ جی وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ پانی پر جتنی بھی توجہ دی جائے وہ کم ہے۔ کیونکہ پانی ہی کی وجہ سے ہمارے کھیتوں میں ہریالی ہے اور پینے کے لئے بھی پانی ہی انسان کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ 1947 میں جب ہمارا ملک وجود میں آیا تو اس وقت کھیتی باڑی کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو ہم ساٹھ سے ستر فی صد زمین آباد کرتے تھے اور ضروریات کے مطابق یہ نہری نظام تشکیل دیا گیا تھا۔ گو کہ یہ دنیا کا بہترین نہری نظام ہے جو ہمارے پاکستان میں بنایا گیا۔ اس کو اس وقت کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر یہ سلسلہ اپنایا گیا تھا۔ آج اس وقت دیکھیں جہاں آبادی بڑھ چکی ہے، ہماری ضروریات بڑھ چکی ہیں تو ظاہر ہے کہ خاندانوں کی تقسیم کے بعد اب وہ زمین 120 فیصد

سے زیادہ استعمال ہونے لگ گئی اور پانی انتہائی ہماری نہروں میں ہے بلکہ silt up ہونے سے نہروں کی وہ قوت نہیں رہی کہ یہ نہری نظام لوگوں کو اسی طرح پانی مہیا کر سکے۔ آج یہاں پر جو بات چیت ہوئی ہے میں اس کو دو پہلوؤں میں تقسیم کروں گا۔ ایک پہلو وہ ہے کہ جو پانی کی کمی کی وجہ سے ہے دوسرا وہ پہلو ہے کہ جو محکمہ آبپاشی کو اپنی بہتر حکمت عملی کے تحت وہ پانی جو ہمیں مل رہا ہے اس کو tail end تک پہنچانے کی بات ہے۔

میں پہلی بات پر آؤں گا اور جیسا کہ یہاں پر بات ہوئی اور ہمارے فاضل رکن ملک احمد خان صاحب نے کہا کہ پانی کی کمی ہے اور ہمارا صوبہ قربانیاں دے رہا ہے۔ ہر بات پر پنجاب کو آگے کر دیا جاتا ہے اور پنجاب ہی کیوں قربانی دینے کی طرف آتا ہے؛ اس کی میں بات کروں گا کہ پانی کی کمی اس لئے ہے کہ ہمارے پاس دو ہی reservoirs ہیں اور ان دو کی بھی وہ استعداد نہیں رہی کیونکہ وہ اب silt up ہو چکے ہیں۔ وہ اب پہلے جیسے نہیں رہے۔ اس کے بعد اس سلسلے پر توجہ نہیں دی گئی اور آپ کو یاد ہو گا کہ پانی کے حوالے سے اسمبلی میں یہاں بات چیت ہوئی تھی اور میرے ایک بیان پر اپوزیشن نے کافی شور مچایا تھا۔ میں نے اس وقت بھی پنجاب کے اسی پانی کے مسئلے کے حوالے سے بات چیت کی تھی اور پنجاب کے stand کے حوالے سے بات چیت کی تھی اور صدر صاحب نے خاص عنایت کی اور اس سلسلے میں دو کمیٹیاں تشکیل دیں۔ ایک کمیٹی ٹیکنیکل کمیٹی ہے جو کہ تمام صوبوں میں جائے گی' ان کے مسائل سنے گی اور ٹیکنیکل ایشوز سے یہ مسئلہ حل کریں گے کہ کون سا ڈیم پہلے feasible ہے یا کونسے معاملات ہیں کہ جن کو ہم ٹیکنیکل طور پر ان ایشوز کو حل کر کے اس معاملے کو حل کر سکتے ہیں۔ دوسری پارلیمانی کمیٹی ہے جو کہ وزیراعظم صاحب نے تشکیل دی ہے جس کو نثار میمن صاحب ہیڈ کر رہے ہیں اور اس میں ہرصوبے سے دو ارکان اسمبلی شامل ہیں اور اس کمیٹی نے حال ہی میں پنجاب کا بھی دورہ کیا اور پنجاب کا موقف بھی سنا ہے۔ پنجاب نے اپنے موقف پر مکمل stand لیا اور موقف پر مکمل بات چیت کی۔ اسی طرح وہ دوسرے صوبوں میں بھی جا رہے ہیں اور وہ اپنی تفصیلی رپورٹ اسمبلی میں رکھیں گے پھر نیشنل اسمبلی اور سینیٹ میں اس پر مکمل بحث ہونے کے بعد وہ issue حل ہو گا اور مجھے پوری امید ہے کہ جون تک انشاء اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی معاملے پر اتفاق رائے ہو کر یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ جہاں تک water کی

availability کا تعلق ہے کیونکہ اس سال ہمیں جو historical basis پر یا accord کے حوالے سے ہمارا جو share ہے وہ پنجاب کا 19 MAF تھا اور shortage تقریباً 8 فیصد متوقع تھی لیکن اس وقت shortage 11% ہو گئی ہے اس کی وجہ یہ بنی کہ موسمی حالات اور برف نہ پگھلنے کی وجہ سے shortage اس وقت 8 سے 11 فیصد بڑھ گئی ہے۔ 11% shortage ہونے کے بعد پنجاب کا share 17.5 MAF بنتا ہے۔ اب اس share کے مطابق ہم نے 11% shortage کو اپنے equal basis پر تقسیم کرنا ہے یعنی کہ پورے پنجاب کو 11% shortage برداشت کرنی پڑے گی۔ یہاں پر بات ہوئی کہ دوسرے صوبوں کی نسبت پنجاب زیادہ shortage برداشت کرتا ہے۔ IRSA کی 26 تاریخ کو میٹنگ ہو رہی ہے اس میں تمام صوبوں کے نمائندے شامل ہوں گے اور یہاں سے سیکرٹری اریگیشن ذاتی طور پر وہاں جائیں گے۔ میں یہ واضح کر دوں اور میں نے پہلے بھی ہاؤس میں بات کی تھی کہ shortage equal basis پر تمام صوبوں میں تقسیم کی جائے گی۔ یہاں پنجاب کے حوالے سے بات ہوتی ہے تو پنجاب ہی ہمارا ایک ایسا ستون ہے جو کہ فیڈریشن کی حیثیت رکھتا ہے۔ پنجاب بڑا بھائی ہونے کے ناتے ہمیشہ دوسرے صوبوں کو ساتھ لے کر چلا ہے اور پنجاب ہی کی وجہ سے آج پاکستان کے تمام صوبے ایک اکٹھی زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں اور اکٹھے ہیں اور ہر معاملے میں پنجاب سے بہت ساری توقعات رکھی جاتی ہیں اور پنجاب قربانی بھی دیتا ہے لیکن ہم جو قربانی دیں گے وہ ہم اپنے حقوق کو تحفظ کر کے دیں گے۔ ہم کبھی بھی یہ تسلیم نہیں کریں گے کہ پنجاب کا جو حق ہے اس پر دوسرے زیادتی کر جائیں اور وہ بڑے بھائی کو نقصان پہنچا دیں۔ اس سلسلے میں، میں پھر ensure کراتا ہوں کہ اس shortage کو ہم equal basis پر ہی لیں گے اور ہمارا اس پر stand ہے۔ ہماری جو shortage ہوئی ہے اس کے باوجود بھی جناب وزیراعلیٰ پنجاب کی خاص ہدایت پر جو ہمارا non-perennial سسٹم تھا اس کو ہم نے پانی 16۔فروری سے دیا ہے اور وہ 5 مارچ تک پانی دیا جائے گا۔ ہم نے پھر بھی کوشش کی ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج اگر آپ باہر نکلیں تو آپ کے کھیتوں میں ہریالی نظر آتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ گندم کی بہتر فصل نظر آنے والی ہے۔ اس دفعہ پچھلے سال سے بہتر فصل ہو گی۔ ہمیں جو پانی ملا ہے، ہمارے محکمہ نے اس کی اس طرح سے وارہ بندی کی ہے کہ لوگوں کو shortage محسوس ہی نہیں ہونے دی ہے اور بہتر طریقے سے

پانی لوگوں تک پہنچا ہے۔ اگر محکمہ اچھے طریقے سے پانی نہ تقسیم کرتا اور وارہ بندی کو بہتر طریقے سے نہ چلاتا تو یہ کھیت کس طرح ہرے نظر آتے تھے۔ ہم نے ان معاملات کو خوش اسلوبی سے طے کرنا ہے۔ پنجاب کو دوسرے صوبوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ اس کے باوجود جیسے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہم نے اپنے حق کا بھی تحفظ کرنا ہے اور مجھے پوری امید ہے کہ یہ معاملات اچھے اور احسن طریقے سے حل ہوں گے۔ معاملہ یہ تھا کہ ہم ان معاملات کو کس طرح حل کریں؟ وہ اسی طرح تھا کہ یہاں پر reservoirs build up ہوتے اور زیادہ بنائے جاتے۔ اس سلسلے میں پنجاب اپنے مؤقف پر stand کرتا ہے اور آپ کو پتا ہو گا کہ یہ وفاق کا مسئلہ ہے' پنجاب کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہاں پر جو ڈیم build up ہونے ہیں وہ واپڈا کے تعاون سے وفاق نے مکمل کرنے ہیں اور پنجاب کا stand یہ ہے کہ جو پانی کے maximum مہینے قریب ہیں' جون' جولائی' اگست اور ستمبر کے مہینے میں زیادہ فالتو پانی حاصل ہوتا ہے کیونکہ برف پگھلتی ہے' بارشیں ہوتی ہیں اور اس موسم میں زیادہ پانی آتا ہے اور پانی ضائع ہو کر سمندر میں گر جاتا ہے۔ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ اس پانی کو سٹور کیا جائے۔ اس کو اس طرح سے سٹور کیا جائے کہ یہ پانی باقی ماندہ 9 مہینوں پر balance رکھا جائے اور باقی 9 مہینوں میں سٹور کئے ہوئے پانی کو ان کی ضروریات کے مطابق استعمال میں لایا جاسکے۔ اس کے لئے واحد حل یہی ہے کہ اس وقت ہمیں چاہئے کہ ہم نئے reservoirs بنائیں۔ ہمیں ایک ڈیم کی نہیں بلکہ چار سے پانچ ڈیموں کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہاں پر کالا باغ ڈیم بھی چاہئے' بھاشا ڈیم بھی چاہئے' اکھوڑی ڈیم بھی چاہئے' سکردو ڈیم بھی چاہئے' ہمیں ایک نہیں چار سے پانچ ڈیموں کی ضرورت ہے اور وہ ڈیم مرحلہ وار بننے چاہئیں اور اس کا فیصلہ وفاقی حکومت نے کرنا ہے اور ٹیکنیکل کمیٹی کی رپورٹ اور پارلیمانی کمیٹی کی رپورٹ آنے کے بعد ہونا ہے کہ کون سا ڈیم پہلے بنے اور کون سا ڈیم بعد میں بنے گا۔ اس کا فیصلہ کرنا وفاق کا کام ہے لیکن ہمارا یہ stand ہونا چاہئے کہ پانچ کے پانچ ڈیم بننے چاہئیں اور ہم سب کو مل کر وفاقی حکومت سے یہ اپیل کرنی چاہئے کہ جلد از جلد ان ڈیموں پر کام شروع کیا جائے۔ اس کا بہتر حل یہ ہے کہ ہمارا جو فالتو پانی ہے جس کو ہم نے نو مہینوں پر تقسیم کرنا ہے اس پانی کو خریف سے ربیع کی طرف ٹرانسفر کرنا ہے اور اس سے ہم نے wet year سے drought year کی طرف جانا ہے۔ یعنی یہ storage کیوں ضروری ہے کہ خریف کا پانی ربیع کی طرف پانی جاسکے اور آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ یہ ایک سرکل چلتا

ہے اور کچھ سالوں بعد wet years آتے ہیں اور کچھ سالوں بعد drought آجاتا ہے جیسا کہ پچھلے چند سالوں میں drought رہا ہے۔ اگر یہ reservoirs ہوں گے تو جب ہمارا wet year ہو گا تو اس میں ہم یہ storage کر سکیں گے اور خشک سالی میں یہ پانی استعمال میں لایا جا سکے گا اور اس سے ہمیں فائدہ ہو گا۔ یہ stand پنجاب کا stand ہے اور پچھلے دنوں پارلیمانی کمیٹی نے پنجاب کا دورہ کیا تھا اس میں بھی اپنا موقف رکھا اور پنجاب کے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے علاوہ یہاں کے ماہرین کو بھی اس کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا' ان کا بھی موقف سنا اور پرائیویٹ سیکٹر کا موقف بھی سنا۔ اس کے علاوہ پرائیویٹ واٹر کونسل یا farmers کی جو تنظیمیں ہیں ان کے موقف کو بھی کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پنجاب حکومت اپنے موقف سے پیچھے ہٹ گئی ہے۔ یہ وفاق تک پیغام دینا تھا کہ اس معاملے میں اپوزیشن اور حکومت یکجا ہیں۔ یہ پنجاب کے لوگوں کی ضروریات ہیں۔ پنجاب کے موقف میں مزید مضبوطی لائی تھی اور اس مضبوطی پر ہم نے یہ کام کیا۔ اس حوالے سے جو بات چیت ہوئی وہ گریٹر تھل کے حوالے سے بھی ہوئی اور اس سلسلے میں' میں یہ بتا دوں کہ یہ پراجیکٹ 1991 کے accord میں موجود ہے یعنی کہ ٹیبل پر موجود ہے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف اپنی تقریر کا وہ حصہ جو ڈیم سے متعلق تھا وہ اسے مکمل کر چکے ہیں اور وہ یہ فرما چکے ہیں کہ پنجاب حکومت نے جو stand لیا تھا اس کے اوپر وہ بڑی مضبوطی سے قائم ہیں۔ اس سے پہلے جن معزز اراکین نے debate میں حصہ لیا انہوں نے سب سے بڑی قیمتی اور valuable باتیں کی ہیں لیکن ملک احمد خان صاحب نے جو facts and figures بیان کئے ہیں۔ ان میں چند ایک چیزیں ایسی ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف کو categorically جواب دینا چاہئے۔ ورنہ اس سے پورے پنجاب میں بڑی harrassment ہو گی۔ ملک صاحب نے فرمایا ہے کہ 1991 کے accord میں یہ درج ہے اور اس میں یہ طے ہوا تھا کہ جب تک کالا باغ ڈیم نہیں بنے گا اس وقت تک اس پر عملدر آمد نہیں ہو گا۔ کیونکہ اس پر عملدر آمد ہونے سے پنجاب

کا حصہ کم ہو جاتا ہے اور اس سے shortfall ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کل جو IRSA کی میٹنگ ہے جس کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا کہ 1991 کے accord کے مطابق جو تقسیم ہے' پنجاب اس پر دستخط کرنے جا رہا ہے۔ اس کے مطابق تقسیم جو ہے کہ کالاباغ ڈیم تو بنا نہیں مگر اس پر عملدرآمد ہو گا اور انہوں نے جو figures دیئے ہیں ان کے مطابق 10 فیصد پہلے ہے اور مزید 7 فیصد کمی ہو جائے گی۔ انہوں نے دوسری بات جو کی' کہ siltation کے حوالے سے 2007 تک یہ 23 فیصد ہو جائے گی۔ وزیر موصوف نے اس پر بھی نہیں فرمایا کہ اگر واقعی یہ 23 فیصد ہو جائے گی تو پھر تو ان کی بات صحیح ہے کہ we are no more after 2007. اس کے بعد انہوں نے ایک اور fact بیان کیا کہ پنجاب میں چھ لاکھ کے قریب ٹیوب ویل ہیں اور ان کا pumping level دس سے تیس فٹ نیچے چلا گیا ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن پر وزیر موصوف کو واضح کرنا چاہئے تھا کہ آیا یہ facts درست ہیں اگر درست ہیں تو پھر اس پر ان کا محکمہ کیا کر رہا ہے؟ اور دوسرا یہ بتائیں کہ 1991 کے accord میں کالاباغ ڈیم کے بننے کے بعد اس پر عمل ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے اور اگر درج ہے تو پھر یہ بتائیں کہ کالاباغ ڈیم کہاں پر بنا ہے؟ اگر وہ نہیں بنا تو پھر کل جو IRSA کی میٹنگ ہو رہی ہے تو اس پر اگر پنجاب حکومت دستخط کرنے جا رہی ہے تو پھر یہ کس منہ سے کہہ رہے ہیں کہ پنجاب اپنے موقف پر بڑی مضبوطی سے قائم ہے اور ہم اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہوں گے۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! میں نے ابھی اپنی بات ختم نہیں کی تھی کہ رانا صاحب نے پہلے ہی interrupt کر دیا۔ میں ان کی بات کی وضاحت کر دوں کہ میں نے اپنی تقریر میں ابھی یہ ذکر کیا ہے کہ ربیع میں جو availability ہے وہ 19 ایم۔اے۔ایف historical availability ہے۔ جہاں تک یہ 1991 کے accord کی بات کرتے ہیں کہ اس میں یہ درج تھا کہ reservoir بنیں گے جب یہ مکمل نہ بنے تو اس حوالے سے 1994 میں Ministerial meeting ہوئی تھی۔ 1991 کے accord پر ابھی تک مکمل عملدرآمد نہیں ہو سکا کیونکہ 1994 میں Ministerial committee نے اس کو amend کر دیا تھا۔ اب 1994 کی Ministerial committee کے تحت عملدرآمد ہو رہا ہے اور اس میں معاملات طے ہوتے ہیں۔ اس میں چاروں صوبوں کے آبپاشی کے سیکرٹری صاحبان اور IRSA کے ممبرز بیٹھتے ہیں اور اپنی ضروریات کے مطابق بات چیت کر کے 1994 کے share کے مطابق shortage کو

equally divide کر کے چاروں صوبے share کرتے ہیں۔ اس پر کہیں یہ نہیں ہے کہ کل جو IRSA کی میٹنگ ہو رہی ہے کہ وہاں پر پنجاب خصوصی طور پر صرف دستخط کرنے جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہ تو ایک ریگولر میٹنگ ہے جو کہ ارسا کے تحت ہوتی رہتی ہے یہ کوئی سپیشل میٹنگ نہیں ہے کہ پنجاب اس پر دستخط کرے اور کالا باغ ڈیم نہیں بنا اور ہم وہاں پر جا کر دستخط کر دیں گے قطعی طور پر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے اس بارے میں مکمل وضاحت کی ہے کہ یہ جو shortage ہے ہمیں توقع ہے کہ جب برف پگھلے گی اور ہمارے ڈیم بھریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ shortage دور ہو جائے گی۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ shortage سارے صوبے share کر رہے ہیں اگر shortage آئے گی تو سارے صوبے مل کر share کریں گے اور یہ کوئی نیا issue نہیں ہے جب بھی IRSA کی ماہانہ میٹنگ ہوتی ہے تو اس میں بات چیت ہوتی ہے اور اس میں یہ طے کیا جاتا ہے۔ یہ shortage صرف پنجاب کی نہیں ہے' یہ all over the country ہے اور یہ shortage مساوی طور پر تقسیم ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ابھی رانا ثناء اللہ صاحب نے میرے facts and figures کی بات کی ہے میں نے اپنی بات میں واضح طور پر یہ کہا تھا کہ 1991 کے accord میں پانی کی تقسیم کا جو فارمولا طے کیا گیا ہے 1994 کے Ministerial Accord میں اس کو revise کر کے historic uses basis پر کر دیا گیا ہے لیکن اس میں decline trend set ہو گیا ہے۔ ہمیں اس بات پر اعتراض نہیں ہے کہ حکومت پنجاب کا موقف یہ ہے کہ اس 1991 کے accord پر عملدرآمد کیا جائے لیکن اس وقت جو بنیادی نکتہ ہے کہ اگر 1991 کے water accord کو اور 1994 کی Ministerial meeting کے minutes کو دیکھا جائے تو جو ہم water decline کی بات کر رہے ہیں پنجاب کا share increase percentage کے حساب سے 2.3 فیصد ہے اور سندھ کا جو increase ratio ہے وہ 13.7 فیصد ہے اور پنجاب کا اس وقت جو shortfall ہم consider کر رہے

ہیں وہ 11 فیصد کر رہے ہیں۔ آج پارلیمانی میٹنگ کمیٹی کس سٹیج پر ہے؟ ابھی ہم بریفنگ کی سٹیج پر ہیں جو 23 فیصد ہم dam situation کی بات کر رہے ہیں جس کی وجہ سے reservoirs میں کمی آ رہی ہے 2007 کا figure ہم دے رہے ہیں وہ ہمارا concern ہے۔ IRSA کی میٹنگ regular ہوتی ہے پانی کی تقسیم کیسے کرتے ہیں' کیسے نہیں کرتے وہ معاملات ہم جانتے ہیں مینجمنٹ میں ہمارا محکمہ آبپاشی جس حد تک اس پر بات کر سکتا ہے وہ کر رہا ہو گا۔ لیکن اعتراض بنیادی بات پر ہے کہ decline trend جو since 1947 اور اس سے بھی prior set ہوا ہے اس کو redress کرنے کے لئے ابھی تک کوئی strategy devise نہیں کی گئی وہ ہمارا بنیادی اعتراض تھا بحث یہ نہیں ہے کہ 1991 کے water accord کے مطابق ہم یہ تقسیم کریں گے یا منسٹریل میٹنگ 1994 کے مطابق' جو historic uses کے فارمولے کو دوبارہ revise کر کے' اس کے حساب سے وہ تو پچھلے آٹھ سال سے ہو رہے ہیں۔ that is in front of us ہماری بات یہ ہے کہ جس shortfall کا ابھی ذکر ہو رہا ہے اور جس apportionment کے ساتھ پنجاب کی increase کی گئی ہے 2.3 فیصد ہم اس نکتہ کو اٹھاتے ہیں کہ اگر کل کو 6.5 ملین ایکڑ reservoiring کا لا بارغ آ بھی جاتا ہے تو پھر پنجاب کا کیا ہو گا؟ اس چیز کو آپ نے ابھی settle out کرنا ہے۔

If you don't do it in your Ministerial meeting and 2007 is the deadline, we can prove it with facts and figures

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! اس سلسلہ میں' میں پہلے بھی واضح کر چکا ہوں کہ 1994 کے بعد کچھ معاملات تبدیل ہوئے ہیں۔ historical basis اور traditional basis پر پانی کی تقسیم ہوئی۔ ابھی احمد خان صاحب نے بجا کہا ہے کہ تقسیم اصل issue نہیں ہے اصل issue یہ ہے کہ اگر 2007 تک یہ shortage رہی تو اس وقت کیا ہو گا؟ تو اس issue پر وفاقی حکومت نے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ دو کمیٹیاں تشکیل دی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے پوری امید ہے کہ صدر صاحب اس پر ذاتی دلچسپی لے رہے ہیں اور ہم سب نے مل کر ایک موقف اختیار کیا ہوا ہے اور پنجاب کے اپوزیشن اراکین بھی وہی بات کر رہے ہیں اور حکومتی ممبران بھی وہی بات کر رہے ہیں۔ تو اس سارے موقف کو اتفاق رائے سے حل کریں اور ہم ایک بھائی چارے کا message بھی دے رہے ہیں تو مجھے پوری امید ہے

کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا کیونکہ ہمارا یہ مسئلہ حل طلب ہے اور اس کو حل ہونا چاہئے جہاں تک shortage کا تعلق ہے اور یہ کہ سندھ کو زیادہ حصہ ملا اور پنجاب کو کم ملا ہے۔ یہ historical basis پر ہے کیونکہ پنجاب کو اگر زیر زمین پانی کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہاں پر پانی کی availability موجود ہے مگر سندھ میں زیر زمین ایسا نہیں ہے۔ یہ حصہ آج پنجاب کو نہیں مل رہا بلکہ یہ تو صدیوں سے چلا آرہا ہے اور صدیوں سے اس حصہ کی بنیاد پر ہی یہ تقسیم ہو رہی ہے اگر 1991 کے accord پر مکمل ہم آہنگی پیدا کر کے اس پر مکمل طور پر عملدرآمد کیا جائے تو پھر اس میں .reservoirs بھی بنیں گے اور پنجاب کو اسی حساب سے حصہ ملے گا اور دوسرے صوبوں کو بھی ان کے حساب سے حصہ ملے گا اس سے پنجاب کی حق تلفی نہیں ہو گی اس سے ہم سب کو اتفاق کرنا چاہئے اور ہم اتفاق کر رہے ہیں اور حکومت اس پر stand لے رہی ہے اور پنجاب اپنے حصے کا مکمل تحفظ کرے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، ہمارا موقف بڑا واضح ہے۔ جب کوئی بات کرے تو اس بات کو بالکل authenticity کے ساتھ کرنا چاہئے which should be substantiated by record ابھی معزز وزیر نے کہا کہ 1947 میں 33 فیصد تھا I was taking notes ہمارا dilemma کیا ہے کہ ہم ان چیزوں کو seriously لے کر trend set نہیں کر رہے۔ ہم نے تو ایک چٹھی سیکرٹری اریگیشن کے دفتر بھی بھیج دی۔ ہم ایک ڈیم اینڈ ڈویلپمنٹ کمیٹی کی میٹنگ پر گئے وہاں پر بھی ان کو clear cut بتا دیا۔ ہم نے پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ کے دوران بھی یہ بات کہی تھی وہاں پر معزز وزیر بھی موجود تھے، ڈیپارٹمنٹ کے لوگ بھی وہاں پر تھے اور ہم نے وہاں پر ان کو straight away بتا دیا کہ This is a futile exercise ۔ عرض ہم یہ کر رہے ہیں کہ 1991 accord consensus ہے جس میں یہ واضح کر دیا گیا کہ چاروں صوبوں نے، چیف منسٹرز نے اور منسٹرز نے دستخط کر دیئے کہ کالا باغ ڈیم بننا ہے۔ 6.5 ملین ایکڑ فٹ reservoir اس میں increase ہونا ہے۔ اس کے context کے اندر سے اگر تفصیل نکالیں تو reservoir کی بات

واضح ہو گی' کالا باغ ڈیم کی بات واضح ہو گی۔ اس 6.5 ملین ایکڑ فٹ کی increase کی بنیاد پر ایک تقسیم کا فارمولا دے دیا گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ اس بات کو اتنے سیدھے طریقے سے مت لیں جتنی آسانی کے ساتھ آپ کہہ رہے ہیں کہ صوبوں میں تقسیم ہے' صوبوں میں تقسیم ہو جائے گی تو برابری کی بات آ جائے گی۔ equal share basis پر اس کو ہم تقسیم کریں گے۔ ہمارا موقف واضح ہے کہ 1903 سے جو صوبوں میں تقسیم کی بات کر رہے ہیں' یہ جناب غلط ہے۔ 1903 سے اینڈرسن رپورٹ سے لے کر 1947 تک جسٹس راؤ رپورٹ تک There was just one document which was mutually signed and that was Justice Rao Report اور اس پر کہہ دیا گیا تھا کہ پنجاب کے ساتھ پچھلے 40 سال سے from 1903 to 1947 categorically اس کی history دے دی گئی۔ جب انڈس واٹر treaty لکھی گئی اس واقعہ پر بھی ہماری رپورٹ جو رجوانی صاحب کی ہے وہ دستیاب ہے آپ اس کے اندر پڑھ سکتے ہیں کہ کیا facts and figure تھے جس میں ہمارا decline trend جو سیٹ کیا گیا اس کے متعلق objections دیئے گئے۔ راؤ رپورٹ میں وہ بات واضح تھی اور جسٹس فضل اکبر خان کی رپورٹ لے لیں اس کو پڑھ لیں یہاں پر تو چیف جسٹسز کے کمیشن بنے جو پانی کی تقسیم کے متعلق آج تک اس کو settle نہیں کر سکے۔ اگر آج یہ گورنمنٹ پانی کی تقسیم کے معاملے پر اس critical situation پر اپنا stand اس طریقے سے نہیں لیتی۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کہتا ہے کہ 1991 accord نافذ کرو۔ ہم نے سنا ہے اور پڑھا ہے اور ہمیں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے we agree to it لیکن جس چیز کو implement کروا رہے ہیں کیا siltation ختم ہو جائے گی۔ کیا آپ کے پاس آئندہ available فنڈز ہیں جن کے ساتھ آپ brick lining of canals کروا لیں گے seepage ختم ہو جائے گی۔ کیا drought weather کے متعلق آپ reduction کر سکتے ہیں۔ اگر آج آپ کی 11 فیصد shortage آ گئی ہے تو 13.3 فیصد raise لے کر آپ کو کیا حاصل ہو جائے گا؟ جو سندھ لے گیا۔ آپ کے پاس تو 2.3 فیصد آیا۔ ہم پنجاب کے اس کاشتکار کی بات کرتے ہیں جس کی جڑ اکھڑ رہی ہے۔ آپ خدارا! اس کے متعلق کچھ سوچیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! میں نے بڑی واضح بات کی ہے کہ 1991 accord میں کالا باغ ڈیم کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس میں تو یہ ذکر ہے کہ نئے ڈیم اور نئے reservoirs build up ہوں گے تو یہ

اس کی تقسیم ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس میں واضح طور پر لکھ دیا گیا ہے اور منسٹر صاحب! آپ اس کو اچھی طرح پڑھ لیں 1991 accord کو پڑھ لیں اس میں ہم نے یہ نہیں کہا کہ کالا باغ ڈیم کا ہی نام لیا گیا ہے ۔ reservoirs کی بات کی گئی ہے 6.5 ملین ایکڑ فٹ کی بات کی گئی ہے۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! میں اس کی بات تو کر رہا ہوں کہ اس میں کالا باغ ڈیم کا نام نہیں ہے reservoirs کا نام ہے۔ آپ میری بات سن ہی نہیں رہے۔ آپ سننا ہی نہیں چاہ رہے۔ آپ اپنا لیکچر پورا دینا چاہ رہے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ہمیں علم نہیں ہے آپ کو بہت علم ہے۔ ٹھیک ہے آپ بیرسٹر ہوں گے آپ کو بہت علم ہو گا اور آپ بہت کچھ جانتے ہوں گے لیکن میں نے بھی ایک ڈیڑھ سال میں اس محکمے میں آ کر کچھ نہ کچھ کار کردگی دکھائی ہے اور میں نے کام کر کے دکھائے ہیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ جب میں نے پنجاب کے موقف کے متعلق بات چیت کی تھی تو اس وقت تو سارے لوگ میرے پیچھے پڑ گئے تھے تو کیا آج آپ دوسری طرف چل پڑے ہیں۔ خدارا! ایک موقف رکھیں اگر آپ پنجاب کے معاملے میں بات کر رہے ہیں تو ایک موقف اختیار کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! Honourable Minister has taken it personal آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ ہم آپ کو assist کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ آپ جب گفتگو کر رہے ہیں تو آپ احترام کا دامن لازماً ہاتھ میں رکھیں ۔ ہم آپ کا احترام بالکل اپنے دل و جان سے کرتے ہیں۔ بھائی جان ! ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ ایک learned Minister ہیں اور ہمارے معزز وزیر ہیں میرا موقف صرف اتنا تھا اور اس بات میں ذاتیات کی بھی کوئی بات نہیں ہے کہ آپ جس چیز کو کہہ رہے ہیں کہ میں نے ڈیڑھ سال میں سیکھ لیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاؤس کا وقت مزید 15 منٹ extend کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، جس چیز کو آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ڈیڑھ سال میں سیکھ لیا جب آپ نے پہلی دفعہ تھل کینال کی بات کی تھی تو مجھے باقی کسی کا پتا نہیں I was your absolute supporter ہم نے تو ہر جگہ پر آپ کی بات کی کہ ہمارا وزیر بڑا زبردست وزیر ہے کہ جو حق کی بات کرتا ہے اور ہم آج بھی آپ کو اتنا ہی تگڑا دیکھنا چاہتے ہیں کہ آپ بات تو کریں جو آپ کے حق کی بات ہے یہ statistic data یہ provisions ہم کسی علم و بلاغت یا کسی لیکچر کی بات نہیں کر رہے۔ چیمہ صاحب ہمارے پاس بڑے فورم دستیاب ہیں اسمبلی میں تو ہم آپ کو assist کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ہمارا یہاں کوئی لیکچر کا issue نہیں ہے۔ Thank you very much, Sir

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ اریگیشن منسٹر صاحب نے اپنے موقف کی کافی وضاحت کر دی ہے اور آپ نے ان کو assist کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اب آپ منسٹر صاحبان کی جان چھڑانے کی طرف آ رہے ہیں اور اپنی جو رولنگ دے رہے ہیں۔ میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف نے بار بار یہ کہا کہ میں نے بات کی تھی اور اپوزیشن اور باقی سارے میرے پیچھے اور گلے پڑ گئے تھے تو اس وقت گریٹر تھل کینال کے حوالے سے جو انہوں نے بات کی تھی ہم اس موقف سے متفق تھے کہ گریٹر تھل کینال بننی چاہئے۔ اپوزیشن کو اس معاملے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ انہوں نے ایک اور بات کی تھی کہ جن لوگوں نے گریٹر تھل کینال کے خلاف resolution پاس کیا ہے سندھ اسمبلی میں، وہ غدار ہیں تو اس بات کو ہم نے condemn کیا تھا۔ ہم نے ان کے اس حوالے سے کہ پنجاب کے پانی کے لئے موقف اختیار کریں اور اس کو حاصل کریں۔ اس سے تو کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے بلکہ اس معاملے پر تمام ہاؤس اس بات پر متفق ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ملک محمد احمد خان صاحب نے جو points اٹھائے ہیں ان کا جواب ان کے پاس نہیں ہے تو یہ گھر جا کر ان کو سوچیں، سمجھیں

اور چیف منسٹر صاحب سے بات کریں اور اس کے بعد کوئی بہتر موقف آگے جا کر وفاق میں اور ارسا کی میٹنگ میں اختیار کریں۔ اب آپ ان کی جان چھڑا دیں کیونکہ یہ سارے اکٹھے ہو کر بیٹھے ہیں اور ایک دوسرے کو مشورے دے رہے ہیں لیکن کوئی راستہ نہیں مل رہا تو آپ کوئی رولنگ دے کر ان کی وضاحت کافی ہے تو ان کی جان چھڑا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ایسی کوئی بات نہیں میرا خیال ہے وزیر آبپاشی اس معاملے میں کافی حد تک convincing ہیں۔ شاید ان کی بات کو confuse کیا جا رہا ہے۔ ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ جو point of view پنجاب کی طرف سے جا رہا ہے وہ اسے fully back کریں گے اور وہ 26 تاریخ کو جو میٹنگ ہو گی کیونکہ سیکرٹری ارگیشن بھی یہاں موجود ہیں وہ تمام ہاؤس کا point of view لے کر، وہاں جا کر پنجاب کے cause کو defend کریں گے That is the crux of it (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر آبپاشی، جناب! میں یہی بات کر رہا ہوں لیکن رانا صاحب تو ویسے ہی بادشاہ بندے ہیں۔ ان کو عادت ہے اور وہ اپنی اس عادت سے مجبور ہیں اور وہ بات چیت کرتے رہیں گے۔ میں اسی سے متعلق بات کر رہا تھا کہ آج کا جو سیشن ہے اس میں ہم جو بات چیت کر رہے ہیں اور میں نے یہ بھی کہا ہے کہ آج حکومت اور اپوزیشن کی طرف سے بڑے اچھے مشورے آئے ہیں اور ان مشوروں کے بعد آپ کی رولنگ ہو گی اور اس ہاؤس کا فیصلہ ہو گا وہ مقدم ہو گا کیونکہ اس ایوان کی بدولت ہی یہ محکمے ہیں اور اسی ایوان کی بدولت آج یہ وزارتیں ہیں کیونکہ ایوان کی supremacy اور اس کے وقار کا خیال اگر ہم نے نہیں رکھنا تو کس نے رکھنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو ہاؤس اس بات پر متفق ہے کہ آج جو یہاں پر speeches ہوئی ہیں اور جو 26 کو میٹنگ ہو رہی ہے in view of that جو پنجاب کا موقف ہے اس میں ٹریژری اور اپوزیشن بنچز دونوں متفق ہیں تا کہ پنجاب کے cause کو plead کیا جائے اور پنجاب کے cause کے مطابق اس پر عمل کرایا جائے اور جو ہمارا پنجاب کا حق ہے وہ ہمیں ملنا چاہئے اور جو دوسرے صوبوں کا حق ہے وہ انہیں ملنا چاہئے اور اگر کوئی کمی بیشی ہے تو مساوی طور پر اختیار کی جائے۔ اس بات پر میں سمجھتا ہوں کہ میں پنجاب کے تمام معزز ممبران کا شکریہ بھی ادا کروں گا کہ انہوں نے اس معاملے میں

دلچسپی لی ہے۔

and it is a very good subject. Now I would read out the prorogation orders received from the Governor of the Punjab.

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No. PAP-Legis-1(179)/2004/587/dated 25th February, 2004. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab hereby prorogue the Assembly w.e.f 25-2-2004 on the conclusion of sitting on that day.

Dated Lahore,
24th February, 2004

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL.
Governor of the Punjab"

	Issue No.	Page No.
-Income and expenditure from purchased and sold vehicles in transport department and other related detail *(Question No.3600*)*	3	345
-Local public transport in Bahawalnagar and problem of their fare *(Question No. 3294*)*	3	344
-Problem of applicability of increase in the pension of the retired employees of P.R.T.C *(Question No. 3711*)*	3	348
-Problem of citizens relating to wagon route No. 33, Lahore *(Question No 1315*)*	3	312
-Problems of transport between Sheikhupura to Hafizabad *(Question No. 4033*)*	3	349
-Problem of transport on Jandiala Sher Khan, Ajniawala and Hafiz Abad road *(Question No. 1875*)*	3	316
-Problems created by the commencement of bus service on local routes and steps taken by the Government in Lahore *(Question No. 3293*)*	3	342
-Problems created by the stoppage of wagon service and commencement of bus service in Lahore *(Question No 2797*)*	3	336
-Replacement of motor cycle rickshaws with wagons to eradicate pollution *(Question No 2253*)*	3	323
-Start of bus service from station to Gulshan-e-Ravi through Chairing cross and Mozang Chungi *(Question No. 1977*)*	3	320
-Start of Daewoo bus service on the route of Lahore to S.P Chowk, Sheikhupura *(Question No 872*)*	3	307
-Start of franchised transport and detail of available facilities from the Government *(Question No. 2510*)*	3	331
-Start of transport for the towns of Basirpur District Okara *(Question No 819*)*	3	304
-Start of wagons on the routes of buses to facilitate the people *(Question No 2254*)*	3	340

W

	Issue No.	Page No.
WASEEM AKHTAR, DR SYED		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Shortage of flour in Punjab	2	250
DISCUSSION ON-		
-Irrigation	3	398
-Resolution for favour to right of self determination of the oppressed people of occupied Kashmir	2	271,272,287
POINT OF ORDER regarding-		
-Decrease in the water quota of the Punjab	3	302

Z

	Issue No.	Page No.
ZAIB-UN-NISA QURESHI, MISS		
-Leave of absence	3	352
QUESTION regarding-		
-Problems created by the stoppage of wagon service and commencement of bus service in Lahore *(Question No 2797*)*	3	336

	Issue No.	Page No.
SHAHNAZ SALEEM, MRS		
-Leave of absence	3	352
SHAUKAT ALI BHATTI, CH ***(Minister for Culture & Youth Affairs)***		
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Detail of halls of Alhamra Arts Council and their rent *(Question No. 1349*)*	1	38
-Detail of number of halls, income and expenditure of Alhamra Arts Centre Lahore *(Question No. 3291*)*	1	50
SHOAIB KARIM, CHAUDHRY		
DISCUSSION ON-		
-Irrigation	3	405
SUMMONING-		
-Notification regarding summoning of 14th session held on 23rd February, 2004	1	1

T

	Issue No.	Page No.
TAHIR AKHTAR MALIK, MR		
QUESTION regarding-		
-Start of franchised transport and detail of available facilities from the Government *(Question No. 2510*)*	3	331
TAHIR IQBAL CHAUDHRY, MR		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Misconduct of A S P Vehari (Saddar Circle) with the member of the Assembly	3	364
TAHIRA MUNIR, MRS		
QUESTION regarding-		
-Prohibition of playing of TV/VCRs in the Coaches *(Question No. 1831*)*	2	159
TAJAMMAL HUSSAIN, RANA		
QUESTIONS regarding-		
-Replacement of motor cycle rickshaws with wagons to eradicate pollution *(Question No. 2253*)*	3	323
-Start of wagons on the routes of buses to facilitate the people *(Question No 2254*)*	3	340
TALLAT YAQOOB, MISS		
QUESTION regarding-		
-Detail of jails for women in the Province and their capacity *(Question No 2322*)*	2	194
TANVEER AHMAD, SHEIKH		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of case registered in police station Model Town, Gujranwala *(Question No. 1943*)*	2	183
-Detail of police stations and their staff in PP-26, Jhelum *(Question No. 1729- A*)*	2	178
-Detail of sold and purchased land and bus stands of transport department *(Question No 3634*)*	3	346
-Detail of steps taken by Government for payment to affected persons of Taj Company *(Question No. 2221*)*	1	46
-Income and expenditure from purchased and sold vehicles in transport department and other related detail *(Question No. 3600*)*	3	345
TRANSPORT DEPARTMENT		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of all accidents on Gujranwala, Sialkot road *(Question No. 2308*)*	3	327
-Detail of sold and purchased land and bus stands of transport department *(Question No. 3634*)*	3	346

	Issue No.	Page No.
QUESTION regarding-		
-Detail of clerical staff in police department and situation of uniform *(Question No. 2325*)*	2	196
SANAULLAH KHAN, RANA		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Illegal possesssion of occupant group over state commercial property in Faisalabad	3	366
COMMENTS-		
-On oath of newly elected member, Haroon Akhtar	1	17,24
SARFRAZ AHMED KHAN, HAJI RANA		
REPORT regarding-		
-Extension in period for presentation of reports of standing committees	2	230
SAUD HASSAN DAR, MIAN		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of police stations and their staff in PP-95 Gujranwala *(Question No. 2004*)*	2	188
-Shifting of central jail Gujranwala outside the city and other problems *(Question No. 2003*)*	2	187
SESSION-		
-Notification regarding summoning of 14th session held on 23rd February, 2004	1	1
SHAMSHAD AHMAD KHAN, RANA *(Minister for Transport)*		
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Detail of all accidents on Gujranwala, Sialkot road *(Question No 2308*)*	3	328
-Detail of sold and purchased land and bus stands of transport department *(Question No. 3634*)*	3	347
-Income and expenditure from purchased and sold vehicles in transport department and other related detail *(Question No 3600*)*	3	346
-Local public transport in Bahawalnagar and problem of their fare *(Question No. 3294*)*	3	344
-Problem of applicability of increase in the pension of the retired employees of P R T C *(Question No. 3711*)*	3	348
-Problem of citizens relating to wagon route No 33, Lahore *(Question No. 1315*)*	3	313
-Problems of transport between Sheikhupura to Hafizabad *(Question No 4033*)*	3	350
-Problem of transport on Jandiala Sher Khan, Ajniawala and Hafiz Abad road *(Question No. 1875*)*	3	316
-Problems created by the commencement of bus service on local routes and steps taken by the Government in Lahore *(Question No. 3293*)*	3	343
-Problems created by the stoppage of wagon service and commencement of bus service in Lahore *(Question No. 2797*)*	3	336
-Replacement of motor cycle rickshaws with wagons to eradicate pollution *(Question No. 2253*)*	3	323
-Start of bus service from station to Gulshan-e-Ravi through Charing cross and Mazang Chungi *(Question No. 1977*)*	3	321
-Start of Daewoo bus service on the route of Lahore to S.P Chowk, Sheikhupura *(Question No. 872*)*	3	307
-Start of franchised transport and detail of available facilities from the Government *(Question No. 2510*)*	3	331
-Start of transport for the towns of Basirpur District Okara *(Question No. 819*)*	3	305
-Start of wagons on the routes of buses to facilitate the people *(Question No. 2254*)*	3	341

	Issue No.	Page No.
REPORTS regarding-		
-Extension in period for presentation of report of standing committee for revenue, relief and consolidation	3	351
-Extension in period for presentation of reports of standing committees	2	230
-Presentation of report in the House of the standing committee on privilege	2	232
RESOLUTIONS (In Public Interest) regarding-		
-Extension in date for making of Identity Cards	2	259
-Favour to the right of self determination of the oppressed people of occupied Kashmir	2	269
-Provision of facility of reimbursement to the Government employees of scale 1 to 15	2	264
-Steps to develop Fort Munroe	2	289
RIAZ AHMAD, RAJA		
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-		
-Forced collection of Jagga Tax in the name of "no parking" in Lahore	1	103
-Issuance of loan scheme for Government employees	1	97
-Receipt of toll tax by district government Faisalabad	2	234
COMMENTS-		
-On oath of newly elected member, Haroon Akhtar	1	30

S

	Issue No.	Page No.
SAEED AKBAR KHAN, MR *(Minister for Prisons)*		
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Concession for the Muslim/Non-Muslim prisoners after completion of religious teachings *(Question No 1880*)*	2	164
-Detail of jails for women in the Province and their capacity *(Question No 2322*)*	2	195
-Detail of recommendations for release of under age prisoners and available facilities *(Question No. 1902*)*	2	167
-Detail of staff of District Jail Sheikhupura *(Question No. 1035*)*	2	174
-Number of jail police, minority employees and detail of powers to condone the punishments *(Question No. 1881*)*	2	181
-Shifting of central jail Gujranwala outside the city and other problems *(Question No 2003*)*	2	188
SAGHIRA ISLAM, MS		
QUESTIONS regarding-		
-Ban on playing of songs and films in public transport *(Question No. 175)*	2	209
-Detail of all murder cases during the year 2002-2003 in District Sheikhupura *(Question No 174)*	2	208
-Problem of transport on Jandiala Sher Khan, Ajniawala and Hafiz Abad road *(Question No. 1875*)*	3	316
-Problems of transport between Sheikhupura to Hafizabad *(Question No. 4033*)*	3	349
SAMI ULLAH KHAN, MR		
ADJOURNMENT MOTIONS ragarding-		
-Increase in price of flour	1	96
-Shortage of flour in Punjab	2	252
-Threat of dwindling the level of education due to appointment of Nazim union council as head of school management committee instead of Head Master	1	101
-Undue increase in price of flour	2	250
COMMENTS-		
-On oath of newly elected member, Haroon Akhtar	1	32

	Issue No.	Page No.
TRANSPORT DEPARTMENT		
-Detail of all accidents on Gujranwala, Sialkot road *(Question No. 2308*)*	3	327
-Detail of sold and purchased land and bus stands of transport department *(Question No. 3634*)*	3	346
-Income and expenditure from purchased and sold vehicles in transport department and other related detail *(Question No. 3600*)*	3	345
-Local public transport in Bahawalnagar and problem of their fare *(Question No 3294*)*	3	344
-Problem of applicability of increase in the pension of the retired employees of P.R.T.C *(Question No. 3711*)*.	3	348
-Problem of citizens relating to wagon route No. 33, Lahore *(Question No. 1315*)*	3	312
-Problems of transport between Sheikhupura to Hafizabad *(Question No. 4033*)*	3	349
-Problem of transport on Jandiala Sher Khan, Ajniawala and Hafiz Abad road *(Question No. 1875*)*	3	316
-Problems created by the commencement of bus service on local routes and steps taken by the Government in Lahore *(Question No 3293*)*	3	342
-Problems created by the stoppage of wagon service and commencement of bus service in Lahore *(Question No. 2797*)*	3	336
-Replacement of motor cycle rickshaws with wagons to eradicate pollution *(Question No. 2253*)*	3	333
-Start of bus service from station to Gulshan-e-Ravi through Chairing cross and Mazang Chungi *(Question No 1977*)*	3	320
-Start of Daewoo bus service on the route of Lahore to S P Chowk, Sheikhupura *(Question No 872*)*	3	307
-Start of franchised transport and detail of available facilities from the Government *(Question No 2510*)*	3	331
-Start of transport for the towns of Basirpur District Okara *(Question No 819*)*	3	304
-Start of wagons on the routes of buses to facilitate the people *(Question No. 2254*)*	3	340

R

	Issue No.	Page No.
RAZA ALI GILLANI, SYED *(Minister for Housing & Urban Development)*		
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-		
-Laziness of establishment about housing colony for the Punjab Assembly employees	3	382
RECITATION-		
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 23rd February, 2004	1	11
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 24th February, 2004	2	137
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 25th February, 2004	3	301
REHANA JAMIL, BEGUM		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of case registered in police station Chuhang *(Question No. 2027*)*	2	189
-Detail of assets of S.H.O, police station Ravi Road, Lahore *(Question No. 2111*)*	2	191
-Start of bus service from station to Gulshan-e-Ravi through Chairing cross and Mozang Chungi *(Question No 1977*)*	3	320

	Issue No.	Page No.
-Detail of case registered in police station Model Town, Gujranwala *(Question No. 1943*)*	2	183
-Detail of cases of theft, gambling, drinking and selling of wine in police station Wah Cantt. in 2002 *(Question No. 1328*)*	2	175
-Detail of cases registered in police station, Ichra, Lahore *(Question No. 2363*)*	2	198
-Detail of cases registered in police station Jhawarian Tehsil Shahpur, Sargodha *(Question No. 1930*)*	2	182
-Detail of clerical staff in police department and situation of uniform *(Question No. 2325*)*	2	196
-Detail of deaths in traffic accidents *(Question No. 567*)*	2	144
-Detail of particulars and service record of D.S.P Saddar Circle, Bahawalpur *(Question No. 2402*)*	2	200
-Detail of police action on the kidnapping of a woman of Ali Park, Sheikhupura *(Question No. 2400*)*	2	198
-Detail of police stations and their staff in PP-95 Gujranwala *(Question No 2004*)*	2	188
-Detail of police stations and their staff in PP-26, Jhelum *(Question No. 1729- A*)*	2	178
-Detail of police stations their staff and registered cases in PP. 84 Toba Tek Singh *(Question No. 2438*)*	2	207
-Detail of police welfare fund *(Question No. 1548*)*	2	177
-Detail of steps taken by the Government against the violence/rape upon maid servant in Faisal Town, Lahore *(Question No 2407*)*	2	205
-Establishment of free and autonomous prosecution service *(Question No. 1975*)*	2	185
-Lack of interest of the police in the case registered in police station, Arifwala *(Question No 2338*)*	2	196
-Narcotics business in Sakho village under the jurisdiction of central police station Wah Cantt *(Question No 1395*)*	2	175
-Observance of rules for the issuance of driving licenses *(Question No. 1764*)*	2	157
-Performance and particulars of M P O special branch, Lahore *(Question No. 2207*)*	2	192
-Performance of Police Station Hujra Shah Muqeem *(Question No. 1811*)*	2	179
-Prohibition of playing of TV/VCRs in the Coaches *(Question No. 1831*)*	2	159
-Reconstruction of building of police station Miana Gondal, Malakwal *(Question No. 2232*)*	2	193
-Reconstruction of building of police station Qadrabad, Phalia *(Question No. 2233*)*	2	194
PRISONS DEPARTMENT		
-Concession for the Muslim/Non-Muslim prisoners after completion of religious teachings *(Question No. 1880*)*	2	164
-Detail of jails for women in the Province and their capacity *(Question No. 2322*)*	2	194
-Detail of recommendations for release of under age prisoners and available facilities *(Question No. 1902*)*	2	167
-Detail of staff of District Jail Sheikhupura *(Question No 1035*)*	2	174
-Number of jail police, minority employees and detail of powers to condone the punishments *(Question No. 1881*)*	2	180
-Provision of religious education, examinations and the facility of concession in the punishment for the Non-Muslim prisoners *(Question No. 2411*)*	2	206
-Shifting of central jail Gujranwala outside the city and other problems *(Question No. 2003*)*	2	187

	Issue No.	Page No.
-Delaying tactics in the presentation of rules, made under Property Tax Act, in the Assembly	3	363
-Delaying tactics of E.D.O (R) Sahiwal to implement orders of Chief Minister	1,3	89,358
-Denial of I.G Punjab to meet the member of the Assembly	1	90
-Irresponsibility in the presentation of recommendations of National Finance Commission in the Assembly	3	359
-Misconduct of A.S.P Vehari (Sadder Circle) with the member of the Assembly	3	364
-Misconduct of Railway employee with member of the Assembly *(Privilege Motion No. 8)*	2	211

Q

QUESTIONS regarding-

COOPERATIVES DEPARTMENT

	Issue No.	Page No.
-Detail of development works in cooperative housing societies under administration of C.C.B, Sialkot *(Question No. 3132*)*	1	47
-Detail of loans released during 2002 in Tehsil Taxila *(Question No. 3364*)*	1	66
-Detail of registered cooperative societies, their loans and staff in District Lahore *(Question No. 3682*)*	1	64
-Detail of steps taken by Government for payment to affected persons of cooperative finance corporations in District Khushab *(Question No. 3604*)*	1	58
-Detail of steps taken by Government for payment to affected persons of Taj Company *(Question No 2221*)*	1	46
-Establishment of a welfare institution under the administration of cooperative department *(Question No 3372*)*	1	68
-Establishment of branch of Cooperative Bank in Tehsil Taxila *(Question No. 3363*)*	1	66
-Problem of ban on registration of cooperative housing societies *(Question No. 3383*)*	1	51
-Problems faced by Park View Cooperative Housing Society, Lahore and the role of Government *(Question No. 2078*)*	1	41
-Reasons for ban on registration of cooperative housing societies and other details *(Question No 3371*)*	1	67
-Registered cooperative housing societies, their owners and other related detail *(Question No. 187)*	1	70

CULTURE & YOUTH AFFAIRS DEPARTMENT

	Issue No.	Page No.
-Detail of halls of Alhamra Arts Council and their rent *(Question No. 1349*)*	1	38
-Detail of number of halls, income and expenditure of Alhamra Arts Centre Lahore *(Question No. 3291*)*	1	49

HOME DEPARTMENT

	Issue No.	Page No.
-Ban on playing of songs and films in public transport *(Question No 175)*	2	209
-Cases of kidnapping for ransom in 2002 *(Question No. 568*)*	2	152
-Construction of buildings of police station and police post in Garden Town, Lahore *(Question No 1496*)*	2	176
-Detail of all cases registered in police stations of Tehsil Sialkot *(Question No. 1997*)*	2	185
-Detail of all murder cases during the year 2002-2003 in District Sheikhupura *(Question No. 174)*	2	208
-Detail of assets of S.H.O, police station Ravi Road, Lahore *(Question No 2111*)*	2	191
-Detail of case registered in police station Chuhang *(Question No. 2027*)*	2	189

	Issue No.	Page No.
O		
OATH OF –		
-Newly elected member of the Punjab Assembly, Haroon Akhtar	1	37
OFFICERS-		
-Of the House	1	10
P		
PANEL OF CHAIRMEN-		
-Announcement regarding________ for the 14th session commenced from 23rd February, 2004	1	12
PARLIAMENTARY SECRETARIES-		
-Of the Punjab	1	8
PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PARLIAMENTARY AFAIRS		
See under Muhammad Ahmed Khan, Malik, Advocate		
PARVEEN SIKANDAR GILL, MS		
-Leave of absence	3	353
PARVEZ ELAHI, CH *(Chief Minister of the Punjab)*		
COMMENTS-		
-On oath of newly elected member, Haroon Akhtar	1	26
PERVAIZ RAFIQUE, MR		
QUESTION regarding-		
-Detail of steps taken by the Government against the violence/rape upon maid servant in Faisal Town, Lahore *(Question No 2407*)*	2	205
POINTS OF ORDER regarding-		
-Allotment of precious state property in Faisalabad	2	219
-Dance of civil judges and police employees on road after drinking in Wadyala Sindhwan, Sialkot	2	138
-Decrease in the water quota of the Punjab	3	302
-Walkout of M M A against house arrest of Doctor Qadeer Khan	1	13
PRISONS DEPARTMENT		
QUESTIONS regarding-		
-Concession for the Muslim/Non-Muslim prisoners after completion of religious teachings *(Question No 1880*)*	2	164
-Detail of jails for women in the Province and their capacity *(Question No. 2322*)*	2	194
-Detail of recommendations for release of under age prisoners and available facilities *(Question No. 1902*)*	2	167
-Detail of staff of District Jail Sheikhupura *(Question No. 1035*)*	2	174
-Number of jail police, minority employees and detail of powers to condone the punishments *(Question No. 1881*)*	2	180
-Provision of religious education, examinations and the facility of concession in the punishment for the Non-Muslim prisoners *(Question No. 2411*)*	2	206
-Shifting of central jail Gujranwala outside the city and other problems *(Question No. 2003*)*	2	187
PRIVILEGE MOTIONS regarding-		
-Avoidance of Deputy Collector Custom to listen the member of the Assembly	1	88
-Delay in the presentation of annual report on Principles of Policy in the House	3	361
-Delay in the presentation of the report of the Islamic Ideology Council in the House	3	360

	Issue No.	Page No.
MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI, MR		
REPORT regarding-		
-Extension in period for presentation of reports of standing committees	2	231
RESOLUTION (In Public Interest) regarding-		
-Steps to develop Fort Munroe	2	289
MUHAMMAD RAFI-UD-DIN BUKHARI, SYED		
REPORT regarding-		
-Extension in period for presentation of reports of standing committees	2	231
MUHAMMAD SHABBIR MEHR, CH		
-Leave of absence	3	355
MUHAMMAD TAHIR MEHMOOD, HAJI		
-Leave of absence	3	354
MUHAMMAD WAQAS, MR		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of cases of theft, gambling, drinking and selling of wine in police station Wah Cantt, in 2002 *(Question No. 1328*)*	2	175
-Detail of loans released during 2002 in Tehsil Taxila *(Question No 3364*)*	1	66
-Establishment of branch of Cooperative Bank in Tehsil Taxila *(Question No 3363*)*	1	66
-Narcotics business in Sakho village under the jurisdiction of central police station Wah Cantt *(Question No 1395*)*	2	175
MUHAMMAD YAR HIRAJ, MR		
-Leave of absence	3	355
MUZAMMAL-UR-RASHID ABBASI, SAHIBZADA		
DISCUSSION ON-		
-Irrigation	3	396

N

	Issue No.	Page No.
NAJMI SALIM, MS		
QUESTION regarding-		
-Detail of police action on the kidnapping of a woman of Ali Park, Sheikhupura *(Question No. 2400*)*	2	198
NAVEED AMMER, MR		
QUESTIONS regarding-		
-Concession for the Muslim/Non-Muslim prisoners after completion of religious teachings *(Question No. 1880*)*	2	164
-Number of jail police, minority employees and detail of powers to condone the punishments *(Question No. 1881*)*	2	180
NAZAR FARID KHOKHAR, MALIK		
REPORTS regarding-		
-Extension in period for presentation of reports of standing committees	2	230
-Presentation of report in the House of the standing committee on privilege	2	232
NOOR-UN-NISA MALIK, MRS		
QUESTIONS regarding-		
-Establishment of a welfare institution under the administration of cooperative department *(Question No. 3372*)*	1	68
-Reasons for ban on registration of cooperative housing societies and other details *(Question No 3371*)*	1	67
NOTIFICATIONS regarding-		
-Prorogation of 14th session held on 23rd February, 2004	3	421
-Summoning of 14th session held on 23rd February, 2004	1	1

	Issue No.	Page No.
CALL ATTENTION NOTICES (Answers) regarding –		
-Kidnapping and killing of a six years old girl after rape in Tehsil Fort Abbas and detail of steps taken by the Government *(Call Attention Notice No. 114)*	1	80
-Murder attack on justice of Lahore High Court and his wife and steps taken by the Government	1	75
COMMENTS-		
-On oath of newly elected member, Haroon Akhtar	1	33
DISCUSSION ON-		
-Resolution for favour to right of self determination of the oppressed people of occupied Kashmir	2	282,283,287
POINT OF ORDER (Answer) regarding-		
-Dance of civil judges and police employees on road after drinking in Wadyala Sindhwan, Sialkot	2	139
PRIVILEGE MOTION (Answer) regarding-		
-Misconduct of Railway employee with member of the Assembly *(Privilege Motion No. 8)*	2	212
RESOLUTIONS (In Public Interest) (Answers) regarding-		
-Extension in date for making of Identity Cards	2	259
-Steps to develop Fort Munroe	2	290
MUHAMMAD EJAZ, HAJI		
CONDOLENCE-		
-For the persons died in earthquake	1	14
QUESTIONS regarding-		
-Lack of interest of the police in the case registered in police station, Arifwala *(Question No. 2338*)*	2	196
-Observance of rules for the issuance of driving licenses *(Question No. 1764*)*	2	157
-Start of transport for the towns of Basirpur District Okara *(Question No. 819*)*	3	304
MUHAMMAD IQBAL CHANNER, MALIK		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Denial of I G Punjab to meet the member of the Assembly	1	90
QUESTION regarding-		
-Detail of particulars and service record of D.S.P Saddar Circle, Bahawalpur *(Question No. 2402*)*	2	200
MUHAMMAD IQBAL, CHAUDHRY *(Minister for Food)*		
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-		
-Shortage of flour in Punjab	2	251
CONDOLENCE-		
-On the demises of Federal Minister Mian Abdul Sattar Lalika and ex M P A Tariq Iqbal	1	54
PRIVILEGE MOTIONS (Answers) regarding-		
-Delay in the presentation of annual report on Principles of Policy in the House	3	362
-Delay in the presentation of the report of the Islamic Ideology Council in the House	3	361
MUHAMMAD JAVED IQBAL AWAN, MALIK		
QUESTION regarding-		
-Detail of steps taken by Government for payment to affected persons of cooperative finance corporations in District Khushab *(Question No. 3604*)*	1	58
MUHAMMAD JAVED SIDDIQUI, DR		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Avoidance of Deputy Collector Custom to listen the member of the Assembly	1	88

	Issue No.	Page No.
-Detail of case registered in police station Model Town, Gujranwala *(Question No. 1943*)*	2	184
-Detail of cases of theft, gambling, drinking and selling of wine in police station Wah Cantt, in 2002 *(Question No. 1328*)*	2	175
-Detail of cases registered in police station, Ichra, Lahore *(Question No. 2363*)*	2	198
-Detail of cases registered in police station Jhawarian Tehsil Shahpur, Sargodha *(Question No. 1930*)*	2	183
-Detail of clerical staff in police department and situation of uniform *(Question No. 2325*)*	2	196
-Detail of deaths in traffic accidents *(Question No 567*)*	2	145
Detail of particulars and service record of D.S.P Saddar Circle, Bahawalpur *(Question No. 2402*)*	2	202
-Detail of police action on the kidnapping of a woman of Ali Park, Sheikhupura *(Question No. 2400*)*	2	199
-Detail of police stations and their staff in PP-95 Gujranwala *(Question No. 2004*)*	2	189
-Detail of police stations and their staff in PP-26, Jhelum *(Question No. 1729- A*)*	2	179
-Detail of police stations, their staff and registered cases in PP. 84 Toba Tek Singh *(Question No 2438*)*	2	207
-Detail of police welfare fund *(Question No. 1548*)*	2	177
-Detail of assets of S.H.O, police station Ravi Road, Lahore *(Question No. 2111*)*	2	192
-Detail of steps taken by the Government against the violence/rape upon maid servant in Faisal Town, Lahore *(Question No. 2407*)*	2	205
-Establishment of free and autonomous prosecution service *(Question No. 1975*)*	2	185
-Lack of interest of the police in the case registered in police station, Arifwala *(Question No 2338*)*	2	197
-Narcotics business in Sakho village under the jurisdiction of central police station Wah Cantt. *(Question No. 1395*)*	2	176
-Observance of rules for the issuance of driving licenses *(Question No. 1764*)*	2	157
-Performance and particulars of M.P.O special branch, Lahore *(Question No. 2207*)*	2	193
-Performance of Police Station Hujra Shah Muqeem *(Question No. 1811*)*	2	180
-Prohibition of playing of TV/VCRs in the Coaches *(Question No. 1831*)*	2	159
-Provision of religious education, examinations and the facility of concession in the punishment for the Non-Muslim prisoners *(Question No. 2411*)*	2	207
-Reconstruction of building of police station Miana Gondal, Malakwal *(Question No. 2232*)*	2	194
-Reconstruction of building of police station Qadrabad, Phalia *(Question No 2233*)*	2	194
BILLS regarding-		
-The Gift University, Gujranwala Bill, 2004 *(Introduced in the House)*	1	105
-The Punjab Government Servants Housing Foundation Bill 2004 *(Cosidered in the House)*	1	107
-The Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004 *(Introduced in the House)*	1	126
-The Punjab Private Security Companies (Regulation and Control) (Amendment) Bill 2004 *(Introduced in the House)*	1	107
-The Superior College, Lahore Bill 2004 *(Introduced in the House)*	1	106
-The University of Management and Technology, Lahore Bill 2004 *(Introduced in the House)*	1	106

	Issue No.	Page No.
MUHAMMAD ANWAR, COL (RETD) MALIK *(Minister for Cooperatives)*		
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Detail of development works in cooperative housing societies under administration of C.C.B, Sialkot *(Question No. 3132*)*	1	48
-Detail of loans released during 2002 in Tehsil Taxila *(Question No. 3364*)*	1	67
-Detail of registered cooperative societies, their loans and staff in District Lahore *(Question No. 3682*)*	1	65
-Detail of steps taken by Government for payment to affected persons of cooperative finance corporations in District Khushab *(Question No. 3604*)*	1	58
-Detail of steps taken by Government for payment to affected persons of Taj Company *(Question No 2221*)*	1	46
-Establishment of a welfare institution under the administration of cooperative department *(Question No. 3372*)*	1	69
-Establishment of branch of Cooperative Bank in Tehsil Taxila *(Question No. 3363*)*	1	66
-Problem of ban on registration of cooperative housing societies *(Question No. 3383*)*	1	52
-Problems faced by Park View Cooperative Housing Society, Lahore and role of Government *(Question No. 2078*)*	1	42
-Reasons for ban on registration of cooperative housing societies and other details *(Question No 3371*)*	1	67
-Registered cooperative housing societies, their owners and other related detail *(Question No 187)*	1	70
MUHAMMAD ARSHAD, CHAUDHRY		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Delaying tactics of E.D.O (R) Sahiwal to implement orders of Chief Minister	1	89
MUHAMMAD ARSHAD KHAN LODHI, MR *(Minister for Agricultre)*		
CONSTITUTIONAL RESOLUTIONS regarding-		
-Legislation for the rights of plant breeders through constitutional resolution	3	385
-Suspension of sub rule (2) of Rule 127 under rule 234 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab for taking up the resolution under constitutional clause (1) of Article 144	3	383
MUHAMMAD AZEEM GHUMAN, MR		
-Leave of absence	3	354
MUHAMMAD BASHARAT RAJA, MR (Minister for LG & RD, ADD. CHG. Law & Parliamentary Affairs)		
ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding-		
-Fault in the CT Scan machine of General Hospital	3	373
-Forced collection of Jagga Tax in the name of "no parking" in Lahore	1	103
-Illegal possession over offices of Government 'Chungies' and commercial land in Burewala district Vehari	1	99
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Ban on playing of songs and films in public transport *(Question No 175)*	2	209
-Cases of kidnapping for ransom in 2002 *(Question No. 568*)*	2	152
-Construction of buildings of police station and police post in Garden Town, Lahore *(Question No. 1496*)*	2	177
-Detail of all cases registered in police stations of Tehsil Sialkot *(Question No. 1997*)*	2	186
-Detail of all murder cases during the year 2002-2003 in District Sheikhupura *(Question No. 174)*	2	209
-Detail of case registered in police station Chuhang *(Question No 2027*)*	2	190

	Issue No.	Page No.
-Muhammad Shabbir Mehr, Ch	3	355
-Muhammad Tahir Mehmood, Haji	3	354
-Muhammad Yar Hiraj, Mr	3	355
-Parveen Sikandar Gill, Ms	3	353
-Shahnaz Saleem, Mrs	3	352
-Zaib-Un-Nisa Qureshi, Miss	3	352

M

MAJID NAWAZ, MIAN		
REPORT regarding-		
-Extension in period for presentation of report of the standing committee for revenue, relief and consolidation	3	351
MASHHOOD AHMAD KHAN, RANA		
COMMENTS-		
-On oath of newly elected member, Haroon Akhtar	1	28
MINISTER FOR AGRICULTRE		
See under Muhammad Arshad Khan Lodhi, Mr		
MINISTER FOR COOPERATIVES		
Sec under Muhammad Anwar, Col (Retd) Malik		
MINISTER FOR CULTURE & YOUTH AFFAIRS		
See under shaukat ali bhatti, ch		
MINISTER FOR EDUCATION		
See under Imran Masood, Mian		
MINISTER FOR FINANCE		
See under Hasnain Bahadur Dreshak, Sardar		
MINISTER FOR FOOD		
See under Muhammad Iqbal, Choudhry		
MINISTER FOR IRRIGATION		
See under Aamir Sultan Cheema, Chaudhry		
MINISTER FOR HOUSING & URBAN DEVELOPMENT		
See under Raza Ali Gilani, Syed		
MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS		
See under Muhammad Basharat Raja, Mr		
MINISTER FOR PRISONS		
See under Saeed Akbar Khan, Mr		
MINISTER FOR REVENUE, RELIEF & CONSOLIDATIONS		
See under Gul Hameed Khan Rokhri, Mr		
MINISTER FOR TRANSPORT		
See under Shamshad Ahmad Khan, Rana		
MISBAH KOKAB, MISS ADVOCATE		
-Leave of absence	3	353
MUHAMMAD AFZAL, MR		
QUESTION regarding-		
-Performance and particulars of M P.O special branch, Lahore *(Question No. 2207*)*	2	192
MUHAMMAD AHMED KHAN, MALIK, ADVOCATE ***(Parliamentary Secretary for Parliamentary Affairs)***		
DISCUSSION ON-		
-Irrigation	3	391
-Resolution for favour to right of self determination of the oppressed people of occupied Kashmir	2	278
MUHAMMAD AJASAM SHARIFF, MR		
QUESTIONS regarding-		
-Construction of buildings of police station and police post in Garden Town, Lahore *(Question No. 1496*)*	2	176
-Detail of police welfare fund *(Question No. 1548*)*	2	177

	Issue No.	Page No.
-Delay in the presentation of report of Islamic Ideology Council in the House	3	360
-Delaying tactics in the presentation of rules, made under Property Tax Act, in the Assembly	3	363
-Irresponsibility in the presentation of recommendations of National Finance Commission in the Assembly	3	359
QUESTIONS regarding-		
-Cases of kidnapping for ransom in 2002 *(Question No. 568*)*	2	152
-Detail of deaths in traffic accidents *(Question No. 567*)*	2	144
-Detail of halls of Alhamra Arts Council and their rent *(Question No. 1349*)*	1	38
-Problem of citizens relating to wagon route No. 33, Lahore *(Question No. 1315*)*	3	312
-Problems faced by Park View Cooperative Housing Society, Lahore and role of Government (Question No. 2078*)	1	41
-Start of Daewoo bus service on the route of Lahore to S.P Chowk, Sheikhupura *(Question No 872*)*	3	307
IJAZ AHMAD, SH		
POINT OF ORDER regarding-		
-Allotment of precious state property in Faisalabad	2	219
RESOLUTION (In Public Interest) regarding-		
-Favour to the right of self determination of the oppressed people of occupied Kashmir	2	269
IMRAN MASOOD, MIAN *(Minister for Education)*		
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-		
-Threat of dwindling the level of education due to appointment of Nazim union council as head of school management committee instead of Head Master	1	101
COMMENTS-		
-On oath of newly elected member, Haroon Akhtar	1	23
ISHTIAQ AHMED MIRZA, MR		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of cases registered in police station, Ichra, Lahore *(Question No 2363*)*	2	198
-Detail of cases registered in police station Jhawarian Tehsil Shahpur, Sargodha *(Question No 1930*)*	2	182

K

	Issue No.	Page No.
KAMRAN MICHAEL, MR		
QUESTION regarding-		
-Provision of religious education, examinations and the facility of concession in the punishment for the Non-Muslim prisoners *(Question No. 2411*)*	2	206
KANWAL NASEEM, MS		
QUESTION regarding-		
-Detail of registered cooperative societies, their loans and staff in District Lahore *(Question No. 3682*)*	1	64

L

	Issue No.	Page No.
LEAVE OF ABSENCE OF-		
-Anjum Amjad, Dr	3	354
-Arshad Mehmood Baggu	3	352
-Asghar Ali Gujjar, Chaudhry	3	353
-Misbah Kokab, Miss Advocate	3	353
-Muhammad Azeem Ghuman, Mr	3	354

	Issue No.	Page No.
-Detail of all murder cases during the year 2002-2003 in District Sheikhupura *(Question No. 174)*	2	208
-Detail of case registered in police station Chuhang *(Question No. 2027*)*	2	189
-Detail of case registered in police station Model Town, Gujranwala *(Question No. 1943*)*	2	183
-Detail of cases of theft, gambling, drinking and selling of wine in police station Wah Cantt, in 2002 *(Question No. 1328*)*	2	175
-Detail of cases registered in police station, Ichra, Lahore *(Question No. 2363*)*	2	198
-Detail of cases registered in police station Jhawarian Tehsil Shahpur, Sargodha *(Question No. 1930*)*	2	182
-Detail of clerical staff in police department and situation of uniform *(Question No. 2325*)*	2	196
-Detail of deaths in traffic accidents *(Question No 567*)*	2	144
-Detail of particulars and service record of D.S.P Saddar Circle, Bahawalpur *(Question No. 2402*)*	2	200
-Detail of police action on the kidnapping of a woman of Ali Park, Sheikhupura *(Question No 2400*)*	2	198
-Detail of police stations and their staff in PP-95 Gujranwala *(Question No 2004*)*	2	188
-Detail of police stations and their staff in PP-26, Jhelum *(Question No 1729- A*)*	2	178
-Detail of police stations, their staff and registered cases in PP. 84 Toba Tek Singh *(Question No. 2438*)*	2	207
-Detail of police welfare fund *(Question No 1548*)*	2	177
-Detail of assets of S.H.O, police station Ravi Road, Lahore *(Question No. 2111*)*	2	191
-Detail of steps taken by the Government against the violence/rape upon maid servant in Faisal Town, Lahore *(Question No. 2407*)*	2	205
-Establishment of free and autonomous prosecution service *(Question No 1975*)*	2	185
-Lack of interest of the police in the case registered in police station, Arifwala *(Question No. 2338*)*	2	196
-Narcotics business in Sakho village under the jurisdiction of central police station Wah Cantt *(Question No. 1395*)*	2	175
-Observance of rules for the issuance of driving licenses *(Question No 1764*)*	2	157
-Performance and particulars of M.P.O special branch, Lahore *(Question No. 2207*)*	2	192
-Performance of Police Station Hujra Shah Muqeem *(Question No. 1811*)*	2	179
-Prohibition of playing of TV/VCRs in the Coaches *(Question No. 1831*)*	2	159
-Reconstruction of building of police station Miana Gondal, Malakwal *(Question No. 2232*)*	2	193
-Reconstruction of building of police station Qadrabad, Phalia *(Question No. 2233*)*	2	194

I

	Issue No.	Page No.
IHSAN ULLAH WAQAS, SYED		
DISCUSSION ON-		
-Irrigation	3	401
-Resolution for provision of facility of reimbursement to the Government employees of scale 1 to 15	2	265
PRIVILEGE MOTIONS regarding-		
-Delay in the presentation of annual report on Principles of Policy in the House	3	361

	Issue No.	Page No.
EJAZ AHMAD, RAI		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Allotment of land on bogus names in PP-171, Dhaban Singh village	3	375

F

	Issue No.	Page No.
FARZANA RAJA, MRS		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Fault in the CT Scan machine of General Hospital	3	372
COMMENTS-		
-On oath of newly elected member, Haroon Akhtar	1	20
FAZAL AHMED RANJHA, MR		
QUESTIONS regarding-		
-Reconstruction of building of police station Miana Gondal, Malakwal *(Question No. 2232*)*	2	193
-Reconstruction of building of police station Qadrabad, Phalia *(Question No. 2233*)*	2	194
FAZAL HUSSAIN SUMRA, MEHR		
DISCUSSION ON-		
-Irrigation	3	401

G

	Issue No.	Page No.
GHULAM AHMED KHAN GADI, SARDAR		
QUESTION regarding-		
-Establishment of free and autonomous prosecution service *(Question No. 1975*)*	2	185
GUL HAMEED KHAN ROKHRI, MR *(Minister for Revenue, Relief & Consolidations)*		
PRIVILEGE MOTIN regarding-		
-Delaying tactics of E.D.O (R) Sahiwal to implement orders of Chief Minister	3	358

H

	Issue No.	Page No.
HASNAIN BAHADUR DRESHAK, SARDAR *(Minister for Finance)*		
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-		
-Issuance of loan scheme for Government employees	3	371
PRIVILEGE MOTION (Answer) regarding-		
-Irresponsibility in the presentation of recommendations of National Finance Commission in the Assembly	3	360
RESOLUTION (In Public Interest) (Answer) regarding-		
-Provision of facility of reimbursement to the Government employees of scale 1 to 15	2	267
HASSAN MURTAZA, SYED		
QUESTION regarding-		
-Detail of number of halls, income and expenditure of Alhamra Arts Centre Lahore *(Question No. 3291*)*	1	49
HOME DEPARTMENT		
QUESTIONS regarding-		
-Ban on playing of songs and films in public transport *(Question No. 175)*	2	209
-Cases of kidnapping for ransom in 2002 *(Question No. 568*)*	2	152
-Construction of buildings of police station and police post in Garden Town, Lahore *(Question No. 1496*)*	2	176
-Detail of all cases registered in police stations of Tehsil Sialkot *(Question No. 1997*)*	2	185

	Issue No.	Page No.
CHIEF MINISTER OF THE PUNJAB		
See under Parvez Elahi, Ch		
COMMENTS-		
-On oath of newly elected member. Haroon Akhtar	1	17
COMMITTEE-		
-Formation of committee for consideration over Toll Tax	2	245
CONDOLENCE-		
-On the demises of Federal Minister Mian Abdul Sattar Lalika and ex M.P.A Tariq Iqbal	1	54
-For the persons died in earthquake	1	14
COOPERATIVES DEPARTMENT		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of development works in cooperative housing societies under administration of C C B, Sialkot *(Question No. 3132*)*	1	47
-Detail of loans released during 2002 in Tehsil Taxila *(Question No 3364*)*	1	66
-Detail of registered cooperative societies, their loans and staff in District Lahore *(Question No. 3682*)*	1	64
-Detail of steps taken by Government for payment to affected persons of cooperative finance corporations in District Khushab *(Question No 3604*)*	1	58
-Detail of steps taken by Government for payment to affected persons of Taj Company *(Question No 2221*)*	1	46
-Establishment of a welfare institution under the administration of cooperative department *(Question No 3372*)*	1	68
-Establishment of branch of Cooperative Bank in Tehsil Taxila *(Question No. 3363*)*	1	66
-Problem of ban on registration of cooperative housing societies *(Question No 3383*)*	1	51
-Problems faced by Park View Cooperative Housing Society, Lahore and role of Government (Question No 2078*)	1	41
-Reasons for ban on registration of cooperative housing societies and other details *(Question No. 3371*)*	1	67
-Registered cooperative housing societies, their owners and other related detail *(Question No. 187)*	1	70
CONSTITUTIONAL RESOLUTIONS regarding-		
-Legislation for the rights of plant breeders through constitutional resolution	3	385
-Suspension of sub rule (2) of Rule 127 under rule 234 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab for taking up the resolution under constitutional clause (1) of Article 144	3	383
CULTURE & YOUTH AFFAIRS DEPARTMENT		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of halls of Alhamra Arts Council and their rent *(Question No. 1349*)*	1	38
-Detail of number of halls, income and expenditure of Alhamra Arts Centre Lahore *(Question No. 3291*)*	1	49

D

DISCUSSION ON-		
-Irrigation	3	389
-Problem of water in Punjab	3	385

E

EJAZ AHMAD ACHLANA, MEHER		
DISCUSSION ON-		
-Irrigation	3	394

	Issue No.	Page No.
QUESTIONS regarding-		
-Detail of all cases registered in police stations of Tehsil Sialkot *(Question No. 1997*)*	2	185
-Detail of all accidents on Gujranwala, Sialkot road *(Question No 2308*)*	3	327
-Detail of development works in cooperative housing societies under administration of C.C.B, Sialkot *(Question No 3132*)*	1	47
-Registered cooperative housing societies, their owners and other related detail *(Question No 187)*	1	70
ASGHAR ALI GUJJAR, CHAUDHRY		
-Leave of absence	3	353
COMMENTS-		
-On oath of newly elected member, Haroon Akhtar	1	31
DISCUSSION ON-		
-Problem of water in Punjab	3	386
POINT OF ORDER regarding-		
-Walkout of M M.A against house arrest of doctor Qadeer Khan	1	13
QUESTION regarding-		
-Problem of applicability of increase in the pension of the retired employees of P R T C *(Question No 3711*)*	3	348
AUTHORITIES-		
-Of the House	1	5
AZMA ZAHID BOKHARI, MS		
CALL ATTENTION NOTICE regarding –		
-Murder attack on justice of Lahore High Court and his wife and steps taken by the Government	1	74

B

	Issue No.	Page No.
BILAL ASGHAR, CH.		
QUESTION regarding-		
-Detail of police stations, their staff and registered cases in PP 84 Toba Tek Singh *(Question No 2438*)*	2	207
BILLS regarding-		
-The Gift University, Gujranwala Bill, 2004 *(Introduced in the House)*	1	105
-The Punjab Council of the Arts (Amendment) Bill 2004	2	258
-The Punjab Government Servants Housing Foundation Bill 2004 *(Considered in the House)*	1	107
-The Punjab Journalists Housing Foundation Bill 2004 *(Introduced in the House)*	1	126
-The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Amendment) Bill 2004 *(Bill No. 1 of 2004)*	2	256
-The Punjab Private Security Companies (Regulation and Control) (Amendment) Bill 2004 *(Introduced in the House)*	1	107
-The Superior College, Lahore Bill 2004 *(Introduced in the House)*	1	106
-The University of Management and Technology, Lahore Bill 2004 *(Introduced in the House)*	1	106

C

	Issue No.	Page No.
CABINET-		
-Of the Punjab	1	6
CALL ATTENTION NOTICES regarding –		
-Kidnapping and killing of a six years old girl after rape in Tehsil Fort Abbas and detail of steps taken by the Government *(Call Attention Notice No 114)*	1	79
-Murder attack on justice of Lahore High Court and his wife and steps taken by the Government	1	74